

موضوع: تحقیق الانساب واسماء الرجال

یادگار صدیقی

صدیقی قریشی خاندان کی تاریخ
اور نسب پر ایک منفرد کتاب

تالیف

منصور احمد صدیقی

نام کتاب -☆- یادگار صدیقی

مصنف -☆- منصور احمد صدیقی

ناشر -☆-

پر نٹر -☆-

طبع اول -☆-

تعداد -☆- 500

قیمت -☆-

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

ملنے کا پتہ:

یوسف وہاب صدیقی

عبیرہ صدیقی

کے نام دعاؤں اور اس امید کے ساتھ

کہ اس سلسلہ کو آگے بڑھائیں گے اور

خاندان کے عزت و وقار میں اضافہ

کا سبب بنیں گے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَتَأْتِيهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى
وَجَعَلْنَاهُ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا
إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاهُ [الحجرات: ١٣]

يَتَأْتِيهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ
نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا
كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ
وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا [النساء: ١]

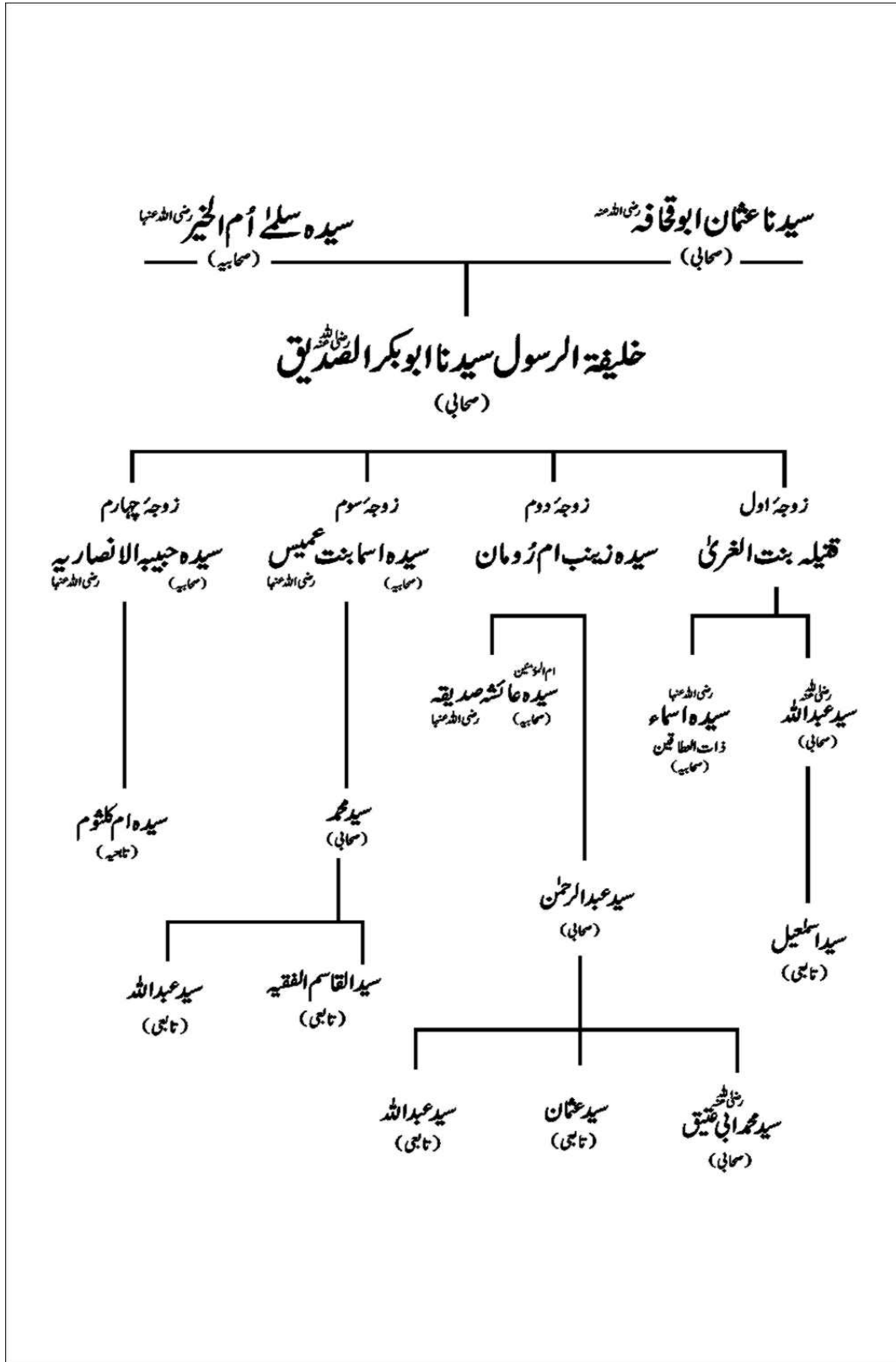
وقال ﷺ:

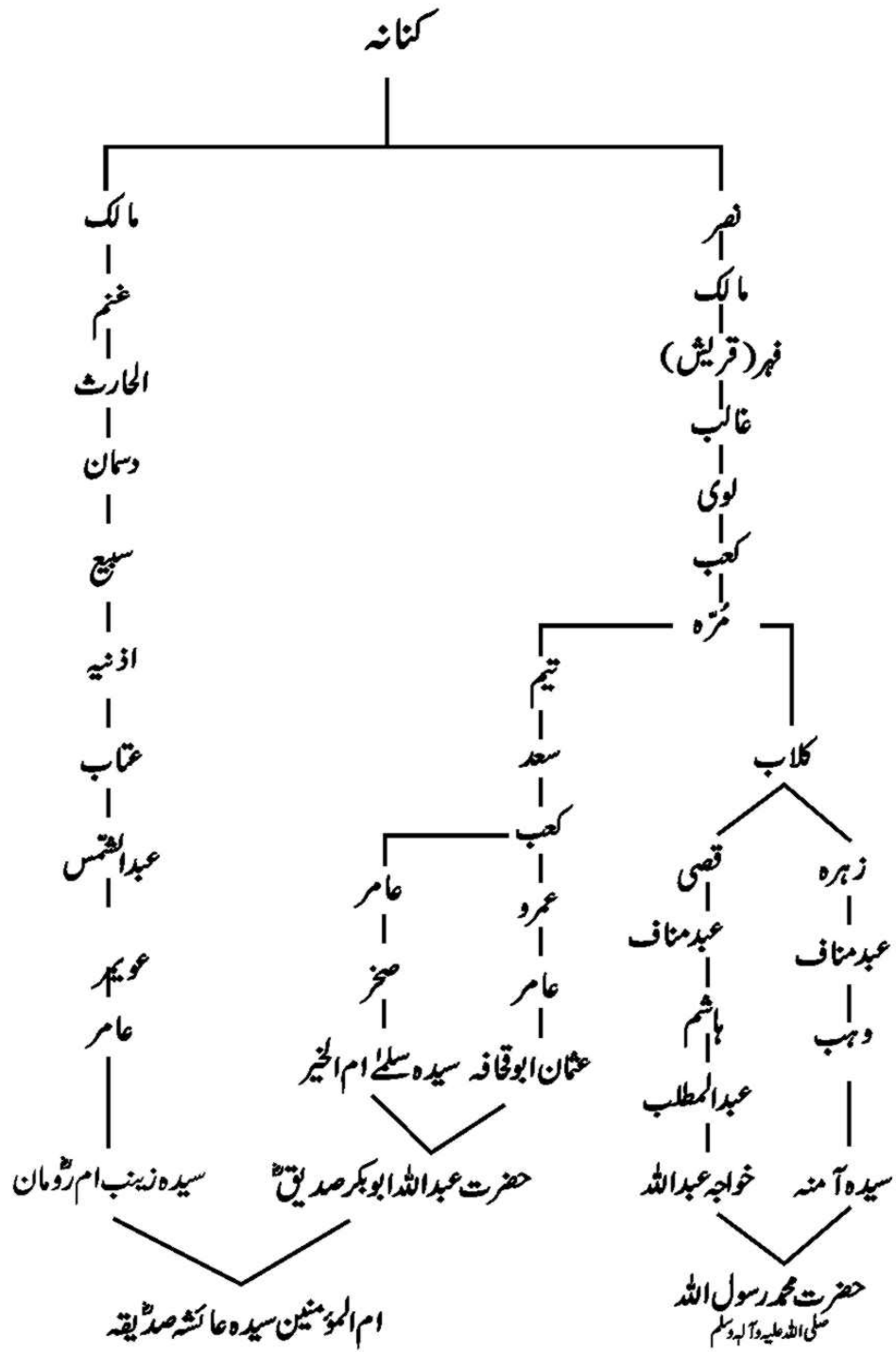
أيها الناس: إن الرب واحد والأب واحد
والدين واحد، وليست العربية بأحدكم من
أب ولا أم، وإنما هي اللسان، فمن تكلم
بالعربية فهو عربي.

رواه ابن عساكر بسنده. إلى الزهري

وقال ﷺ:

الناس من آدم وآدم من تراب، لا فضل
لعربي على أعجمي ولا لأبيض على
أسود إلا بالتقوى. ابن سعد عن أبي هريرة





مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالطَّيِّبٰتُ السَّلَامُ

عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ،

السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰٓى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ

اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ، وَرَسُولُهُ

اسلامی معلومات کے حصول کیلئے اسے مختلف درجات

میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر موضوع پر بے شمار

کتابیں لکھی گئی ہیں۔ ان موضوعات میں

تفسیر، سیرت، مغازی، حدیث، شمائل، تاریخ

اسلام، تاریخ حریمین، جغرافیہ، اٹلس، انساب،

رجال، لغت، سفرنامے، انسائیکلو پیڈیا اور جدید

دور میں فلم، ویڈیو اور انٹرنیٹ شامل ہیں۔

مصنفین ابتدائی کتب سیرت و مغازی :

ابان بن عثمان : 20ھ - 100ھ ،

عروہ بن الزبیر : 23ھ - 94ھ ،

شعبی : متوفی 109ھ ، وھب بن منبہ : متوفی 110ھ ،

شرجیل بن سعد : متوفی 123ھ ،

الزہری : 51ھ - 124ھ ، عاصم بن عمر : 119ھ ،

ابن اسحاق : متوفی 150ھ ،

ابو بکر بن حزم : 135ھ ،

موسیٰ بن عقبہ : 141ھ ،

معمر بن راشد : 96ھ - 150ھ شامل ہیں -

تدوین حدیث :

عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ متوفی 65ھ ،

ابو ہریرہؓ متوفی 58ھ ،

ہام بن منبہ کا مرتب کردہ مجموعہ احادیث -

امام ابو حنیفہؒ متوفی 150ھ کا مجموعہ فقہی احکامات ،

امام مالک بن انسؒ 93ھ-179ھ کی 143ھ میں

مؤطا امام مالک -

امام احمد بن حنبلؒ متوفی 241ھ نے حدیث کا

انسائیکلو پیڈیا مرتب کیا -

صحاح ستہ : صحیح بخاری ، صحیح مسلم ، سنن

ابی داؤد ، سنن نسائی ، سنن ترمذی ، سنن ابن ماجہ

کتب کو علماء نے پانچ طبقات میں تقسیم کیا ہے -

پہلا طبقہ: مؤطا امام مالک ، بخاری اور مسلم کا

صحت کے لحاظ سے درجہ سب سے بلند ہیں -

دوسرا طبقہ : ابوداؤد ، ترمذی اور نسائی شامل ہیں

ان کتب کا دوسرا درجہ ہے -

تیسرا طبقہ: مسند ابی یعلیٰ عبدالرزاق اور

ابن ابی شیبہ ، سنن ابی داؤد ، الطیالسی ، بیہقی ،

طحاوی اور طبرانی شامل ہیں جن میں صحیح اور ضعیف

ہر قسم کی روایات شامل ہیں -

چوتھا طبقہ: وہ روایات جنہیں بعد میں جمع کیا گیا۔

جیسے الضعفاء ، ابن حیان کی الکامل ، ابن عدی

کی تاریخ دمشق ابن عساکر شامل ہیں۔

پانچواں طبقہ: وہ کتب حدیث جن میں ان

روایات کو جمع کیا گیا ہے جو فقہاء ، صوفیاء اور

مؤرخین کے یہاں معروف ہیں۔

اولین کتب تاریخ اسلامی :

ابو معشر سندی: م 170ھ ، واقدی م 207ھ ،

مدائنی: 135ھ-235ھ ، دینوری م 282ھ

طبری: 235ھ - 310ھ ،

ابن خلیثمہ : 205ھ - 299ھ ، مسعودی: م 346ھ ،

ابن جوزی: 510ھ - 597ھ ،

جزری: 555ھ - 630ھ ،

ابو الفداء : 672ھ - 732ھ ،

ابن کثیر: 710ھ - 774ھ ،

ابن خلدون : 732ھ - 808ھ وغیرہ

جغرافیہ :

بلاذری ، مقریزی ، شہاب الدین ، قزوینی ،

مقدسی اور متقد کی کتابیں شامل ہیں ۔

قاضی اطہر مبارکپوری نے " تدوین سیر و مغازی "

میں پہلی صدی کے نصف آخر سے تیسری صدی تک

علمائے سیر و مغازی اور انکی تصانیف کی تفصیل

بیان کی ہیں ۔

سیر ، تاریخ اور روایات پر مختلف ادوار میں لکھی گئی

کتابوں میں بعض مخصوص عقائد کے حامل کذاب اور

غلط قسم کے مصنفین بھی شامل ہیں اس طبقہ کی

فہرست مشہور کتاب " البعث والمغازی " میں بیان کی

گئی ہے اسکی تفصیل اس طرح ہے :

1۔ اضرع بن بناء : (ابو القاسم اصمغ بن بناء الحنظلی

الجاشعی) کذاب۔ بحوالہ: تہذیب الکمال 3/309

2- اسماعیل السدی: ابو محمد اسماعیل بن ابی کریمہ السدی

الکوفی - کذاب بحوالہ: (اکمال تہذیب المخطائی

اور نقد الحدیث - مجدی الجارجی ص 171)

3- علی بن زید بن جدعان : غالی شیعہ

(تہذیب الکمال 20 / 442، 443)

4- بریدہ بن سینان الاسلمی : رافضی

بحوالہ: تہذیب الکمال 4 / 55، 56

5- جمیع بن عمیر: جمیع بن عفان التیمی ابو الاسود

اکذب، رفض و غلو و تشیع

حوالہ: تہذیب الکمال 5 / 125

6- یزید بن ابی زیاد الکوفی: عندہ شیعہ

حوالہ: تہذیب الکمال 32 / 140

7- محمد بن سائب الکلبی: محمد بن السائب الکلبی

ابو النضر - شیعہ غالی

حوالہ: تہذیب الکمال 25 / 248

8- ابو مخنف: لوط بن یحیی بن سعید بن مخنف

شيعة، متروك، كذاب حواله: لسان الميزان،

منهاج السنه 5/82، نقد الحديث ص 192

9- هشام بن محمد بن السائب الكلبي ابو المنذر

ابن كلبي - مجروحين ، غلو شيعة

حواله: لسان الميزان، ابن حبان 3/9

10- محمد بن عمر الواقدي الاسلمى

حواله: شيعة (ابن نديم الفهرست)، امام احمد كذاب

11- عباد بن يعقوب الرواحني متروك، رافضى غالى

حواله: تهذيب الكمال 4/178

12- محمد بن ذكريا الغلابي : كذاب، وضاع

حواله: لسان الميزان، نقد الحديث

13- اليعقوبي مؤرخ : احمد بن ابى يعقوب

(تاريخ يعقوبي) شيعي، امامي، غالى

حواله: نقد الحديث 208

14- المسعودي: ابو الحسن على بن الحسين المسعودي

شيعة غالى- حواله: مروج الذهب

15۔ ابوالفرج الاصفہانی (الآغانی) شیعہ،

کذب شیعہ۔ حوالہ نقد الحدیث

وغیرہ وغیرہ

نسب کی اہمیت

ہمارے موضوع کا تعلق نسب اور رجال سے ہے لیکن اسکا تفسیر، حدیث، سیرت اور تاریخ سے چولی دامن کا ساتھ ہے۔

عربوں کے رسوم و رواج میں نسب کی بہت اہمیت تھی، انسان تو انسان وہ تو گھوڑوں، اونٹوں اور دیگر حیوانات تک کے حسب و نسب کا ریکارڈ رکھتے تھے اور اسی بنیاد پر وہ انسانوں، قوموں، قبیلوں سے سلوک اور معاملات طے کرتے تھے۔

جس معاشرے میں پیغمبر اسلام ﷺ مبعوث ہوئے

اس میں مروجہ نسب کی اہمیت تاریخ کی ایسی صنف

ہے کہ جس کو سمجھ بغیر ممکن نہیں کہ اس دور کی
 معاشرت و تہذیب اور اس میں موجود رسوم و رواج
 کو سمجھا جاسکے۔ حسب و نسب کی اہمیت کا اندازہ
 سیرت، مغازی اور تاریخ و حدیث کی کتابوں میں
 درج بے شمار روایات سے ہوتا ہے جن میں نسب
 اہم مقام رکھتا ہے۔

سیرت النبی ﷺ کو سمجھنے کیلئے بہتر ہے کہ اس دور
 کی معاشرت پر نظر ڈالی جائے کہ کن دشوار مراحل
 سے آنحضور ﷺ کو نبرد آزما ہونا پڑا جن کا تعلق
 حسب و نسب سے تھا۔

اپنی سگی پھوپھی کی بیٹی کی ایک غلام سے شادی کرنا۔
 لے پاک (متنی) بیٹے کی معاشرتی حیثیت اور پھر
 اسکی بیوی سے شادی کرنا اس دور کے لحاظ سے یہ
 کوئی آسان کام نہ تھا۔ حسب و نسب اور رسوم و
 رواج کے علاوہ جو قبائلی عصبیتیں تھیں ان کو جانے
 بغیر سیرت رسول پاک ﷺ کے اس پہلو کو جاننا

ممکن ہی نہیں کہ اس معاشرت میں کیا مشکلات
درپیش تھیں۔

آپ ﷺ مکہ سے طائف کیوں گئے اور پھر واپس
مکہ کیوں آئے۔ ابو بکرؓ کو جب اہل مکہ نے مکہ سے
بے دخل کر دیا تو وہ دوبارہ کس بنیاد پر مکہ میں
رہائش پذیر ہوئے۔

حبشہ کے بادشاہ نے جعفر طیارؓ سے اسلامی تعلیمات
کے بارے میں جاننے کے باوجود کیوں آنحضور ﷺ
کے حسب و نسب کے بارے میں سوالات کئے۔
ابوسفیانؓ نے جب آنحضور ﷺ کے حسب و نسب
کی تصدیق کو تو شاہ نجاشی نے مہاجرین کو پناہ دے
دی۔

تاریخ اسلامی میں بے شمار واقعات ایسے ہیں جو اس
زمانے کی معاشرت کی عکاسی کرتے ہیں اور نسب
کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہیں۔

نسب کے موضوع پر مشہور کتابوں میں :

جمہرة الانساب قریش: زبیر بن بکار 172ھ-256ھ،

انساب الاشراف: البلاذری 279ھ / 894ء،

جمہرة الانساب: ابن حزم اندلسی 384ھ-456ھ،

الانساب: السمعانی 566ھ شامل ہیں۔

علم اسمائے رجال جسے فن رجال کہتے ہیں اسکی بنیاد بہت دلچسپ اصول پر رکھی گئی ہے کہ اسلام آنے کے بعد مسلمانوں کیلئے رسول اللہ ﷺ کی ذات مبارکہ مرکزی حیثیت اختیار کر گئی اور ہر وہ شخص جس کا آپ سے ادنیٰ سا تعلق بھی تھا اسکو محفوظ کر لیا۔ سیرت النبی میں شبلی نعمانی لکھتے ہیں کہ اس فن سیرت کا معیار بہت بلند تھا جو واقعہ بیان کیا جاتا اس شخص کی زبان سے بیان کیا جاتا جو خود شریک واقعہ ہوتا اور اگر شریک نہ ہوتا تو تمام راویوں کے نام ترتیب وار بیان کئے جاتے، اسکے ساتھ یہ تحقیق کی جاتی کہ

جتنے بھی اشخاص سلسلہ روایت میں آئے ہیں کون
 ہیں؟ کیسے تھے؟ کیا مشاغل تھے؟ حافظہ کیسا تھا؟
 سمجھ کیسی تھی؟ ثقہ تھے یا غیر ثقہ؟ سطحی الذہن
 تھے یا دقیقہ بین؟ عالم تھے یا جاہل؟ ان جزئی باتوں
 کا پتہ لگانا سخت مشکل بلکہ ناممکن تھا سینکڑوں
 ہزاروں محدثین نے اپنی عمریں اسی کام میں صرف
 کر دیں ایک ایک شہر میں گئے، راویوں سے ملے،
 ان کے متعلق ہر قسم کی معلومات بہم پہنچائی جو
 لوگ ان کے زمانے میں موجود نہ تھے ان کو
 دیکھنے والوں سے حالات معلوم کئے کسی شخص کے
 رتبہ و حیثیت کی پرواہ نہ کی بڑے بڑے
 مقتداؤں اور بادشاہوں کی سراغ رسائی اور
 پردہ دری کر کے انکے حالات مرتب کئے۔

اس فن کے ابتدائی ماہرین میں:

ابن عباسؓ: متوفی 68ھ، انس بن مالک: متوفی 93ھ،

شعبیؓ: متوفی 104ھ، ابن سیرین: 110ھ،

اعمشؒ : متوفی 148ھ ، شعبہ : متوفی 160ھ ،

امام مالکؒ : متوفی 179ھ ، ابن مبارکؒ :

متوفی 181ھ ، ابن عیینہؒ : متوفی 197ھ ،

یحییٰ ابن معینؒ : متوفی 233ھ

اور احمد بن حنبلؒ : متوفی 241ھ شامل ہیں ۔

اس سلسلے کی پہلی کتاب مشہور محدث یحییٰ ابن سعید

القطنؒ متوفی 198ھ نے لکھی تھی ، پھر یحییٰ ابن

معینؒ متوفی 233ھ ، امام احمد بن حنبلؒ متوفی

241ھ ، ابو خثیمہ متوفی 234ھ ، عمرو الفلاسؒ

متوفی 249ھ نے تحقیق کی ۔

بعض کتابوں میں صرف راویان حدیث کے

نام ہیں لیکن بعض میں صرف صحابہ کے

حالات ہیں :

طبقات ابن سعد ، ابن جوزی کی صفہ الصفوة ،

امام بخاریؒ کی تاریخ کبیر ، تاریخ صغیر اور

تاریخ الاوسط ، الموصلیؒ کی کتاب الکئی ،

العجلیؒ کی کتاب جراح و تعدیل ،

الاثیرؒ کی اسد الغابہ ، ابن حجرؒ کی الاصابہ اور

عبدالبرؒ کی الاستیعاب شامل ہیں ۔

ابن حجر عسقلانیؒ کی لسان المیزان ،

الذہبیؒ کی میزان اعتدال ،

الزہریؒ کی تہذیب الکمال ،

ابن حبانؒ کی کتاب الثقات ،

الذہبیؒ کی سیر اعلام النبلاء ،

الجزجانیؒ کی الکامل فی ضعفاء ،

ابن ناصر الدین القیسیؒ کی توضیح المشتبه ،

ابن ایبکؒ کی کتاب الوافی بالوفیات ،

الحمویؒ کی معجم الادباء وغیرہ ۔

الاعلام کے نام سے مختلف علاقوں میں رہنے

والے علماء ، امام ، مفسرین ، قاریوں ، سپہ سالار ،

علاقوں کے والیان ، مجاہدین کے حالات زندگی

پر ہزاروں کتابیں تحریر کی گئیں۔

اس طرح راویان حدیث جن میں صحابہ کرام ،

تابعین ، تبع تابعین اور چوتھی صدی ہجری تک کے

راویان احادیث و آثار شامل تھے سب کو محفوظ

کر دیا گیا۔

پہلی صدی ہجری میں ہی اسلام چین سے لیکر سپین

تک پھیل گیا ، صحابہ کرام اور ان کی اولادیں جہاد

کیلئے اسلامی افواج کے شانہ بشانہ ساری دنیا میں پھیل

گئے اور اکثر نے اپنے نسب کو حفاظت سے رکھا۔

ایک حدیث ہے کہ :

تَدْعُونَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ بِأَسْمَائِكُمْ أَسْمَاءِ

أَبَائِكُمْ فَأَحْسِنُوا أَسْمَاءَكُمْ

(قیامت کے دن تمہارے نام تمہارے باپ کے نام

کے ساتھ پکارے جائیں گے لہذا تم اپنے اچھے نام

رکھا کرو)

شرعی نقطہ نگاہ سے نسبِ تعلیم اور اس کی حفاظت کئی

احکام کے اعتبار سے ضروری ہے اور کئی ضروری مسائل

میں نسب کا گہرا تعلق ہے۔ مثلاً

وراثت، حرمتِ نکاح، نان و نفقہ، رضاعت، کفالت

اور صلہ رحمی وغیرہ۔

پاکیزہ معاشرے اور صالح تہذیب و تمدن کے لیے نیز

تصورِ حیات کی پاکیزگی میں خاندان بنیادی حیثیت رکھتا

ہے۔

خاندان کا نظام اور اس کے آپس کے تعلقات جتنے

پاکیزہ ہوں گے اتنا ہی پاکیزہ معاشرہ وجود میں آئے گا۔

اسی وجہ سے اسلام میں رشتہ نکاح کی بہت اہمیت ہے۔

اسی تعلق کی بنا پر باپ، بیٹا، دادا، پوتا، بھائی، ماں،

بیوی اور بہن جیسے رشتے وجود میں آتے ہیں۔

ارشادِ ربانی ہے:

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُم مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَجَعَلَ

لَكُمْ مِنْ أَرْوَاحِكُمْ بَنِينَ وَحَفَدَةً وَ

رَزَقَكُمْ مِنَ الطَّلَبِ ط: النحل: 72

اللہ ہی ہے جس نے تمہاری جنس سے تمہارے

لیے عورتیں پیدا کیں اور عورتوں سے تمہارے بیٹے

اور پوتے پیدا کیے اور کھانے کو تمہیں پاکیزہ چیزیں

دیں۔ لہذا اسلامی نقطہ نظر سے نسب کی حفاظت از حد

ضروری ہے۔ دنیا اور آخرت میں اس کے اثرات کا

ذکر بہت سی احادیث میں آچکا ہے۔

بعض احادیث میں نسب کی حفاظت کے ساتھ اس کے

سیکھنے میں یعنی رشتہ داریوں اور اوپر کی پشتوں کے

بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کر کے یاد رکھنے

کا حکم دیا گیا ہے۔

مشہور محدث امام ابو عیسیٰ ترمذیؒ نے اپنی جامع میں

تعلیم نسب پر اس کی اہمیت کی وجہ سے مستقل ایک

باب "باب ما جاء في تعليم النسب"

قائم کیا ہے

اور اس سلسلے میں ایک حدیث بھی کی ہے :
تعلّموا من أنسابكم ما تصلون به أرحامكم

فإن صلة الرّحم مَحَبَّةٌ في الأهل مَثْرَاةٌ في

المآل منسأة في الأثر

(احمد، ترمذی ، معجم الکبیر الطبرانی ، الحاکم فی مستدرک)

اپنا اپنا نسب سیکھو تاکہ رشتہ داروں کے

ساتھ صلہ رجمی کر سکو۔ بہتر سلوک اہل تعلق میں

محبت پیدا کرنے ، مال بڑھانے اور عمر میں برکت

نصیب ہونے کا سبب بنتا ہے ۔

بہت سے ممتاز صحابہؓ جن میں ابو بکر صدیقؓ ،

عائشہ صدیقہؓ اور جبیر بن مطعمؓ سر فہرست ہیں ،

انساب کے ماہر تھے اور اس دور کے اہل عرب

نے ان سے نسب کا علم حاصل کرتے تھے ۔

نسب کے شرف اور اس کی فضیلت کا اعتبار شریعت

میں ضرور کیا گیا یعنی کوئی اگر قریشی، صدیقی ، فاروقی ،

عثمانی یا ہاشمی برادری کا ہے اور وہ اس برادری میں

نکاح کرتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں لیکن یہ شرف اور فضیلت دائمی نہیں بلکہ اضافی ہے یعنی یہ سمجھ لینا کہ ایک خاص برادری میں جو پیدا ہو گیا وہ ہمیشہ ہر حال میں معزز ہی رہے گا، صحیح نہیں ہے۔ شرعی نقطہ نگاہ سے نسب کا یہ شرف اسی وقت تک باقی رہتا ہے جب تک اس میں شرف و فضیلت کے اوصاف باقی رہتے ہیں اور شرف و فضیلت صرف تقویٰ کی وجہ سے ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے آباؤ اجداد پر فخر کرنا ناپسندیدہ قرار دیا اور فرمایا:

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنْكُمْ عَيْبَةَ
الْجَاهِلِيَّةِ وَتَكَبَّرَهَا يَا أَيُّهَا النَّاسُ، النَّاسُ
رَجُلَانِ، بَرِّتَقِيَّ كَرِيمٍ عَلَى اللَّهِ، وَفَاجِرٌ
شَقِيٌّ هَبِئْنِ عَلَى اللَّهِ، النَّاسُ كُلُّهُمْ بَنُو آدَمَ

وَخَلَقَ اللَّهُ آدَمَ مِنْ تُرَابٍ - ترمذی
(ترجمہ) تعریف ہے اس اللہ کی جس نے تم سے

جاہلیت کے عیب اور اس کا تکبر دور کر دیا۔

لوگو! تمام انسان بس دو ہی حصوں میں تقسیم ہوتے

ہیں ایک نیک اور پرہیزگار جو اللہ کی نگاہ میں عزت

والا ہے ، دوسرا فاجر اور شقی جو اللہ کی نگاہ میں

ذلیل ہے ۔ سارے انسان آدم کی اولاد ہیں اور

اللہ نے آدم کو مٹی سے پیدا کیا تھا۔

إِنَّا خَلَقْنَكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَكُمْ

شُعوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ

عِنْدَ اللَّهِ أَتَقَىٰ (الحجرات 13)

ترجمہ: ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا

کیا اور تم کو مختلف قومیں اور مختلف خاندان بنایا تاکہ

ایک دوسرے کو شناخت کر سکو ، اللہ کے نزدیک تم

سب میں بڑا شریف وہی ہے جو سب سے زیادہ

پرہیزگار ہے ۔

وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى ۖ الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى ۚ

وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَى ۖ

إِلَّا ابْتَغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَى ج (الیل: 17-20)

ترجمہ: آخرت میں وہ شخص دوزخ کی آگ سے محفوظ رہے گا جو اپنے نفس کو پاکیزہ بنانے کے لیے اپنا سب مال اللہ کی راہ میں لٹا دیتا ہے ، حالانکہ اس پر کسی کا کوئی احسان نہ تھا۔ جس کا بدلہ اتارنا ہو بلکہ اپنے خداوند اعلیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے دیتا ہے۔

(اس آیت سے مراد ابو بکر صدیقؓ ہیں)

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ (آل عمران 159)

ترجمہ: (اے پیغمبر!) آپ اپنے کاموں میں ان سے مشورہ کر لیا کیجیے یہ آیت ابو بکرؓ و عمرؓ کی شان میں نازل ہوئی۔

ثَانِي اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ

لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا (التوبہ: 40)

ترجمہ: جب دونوں غار میں تھے تو وہ (ابو بکرؓ) انہیں

کے دوسرے تھے اور وہاں حضرت پیغمبرؐ اپنے ان
ساتھی کو تسلی دے رہے تھے کہ رنجیدہ نہ ہونا کیونکہ
بائیں حق تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ، أَلَا إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ لَا فَضْلَ
لِعَرَبٍ عَلَى عَجَمِيٍّ وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ
وَلَا لِأَسْوَدٍ عَلَى أَحْمَرَ وَلَا لِأَحْمَرَ عَلَى
أَسْوَدٍ إِلَّا بِالتَّقْوَى، إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ
أَتْقَاهُمْ۔ أَلَا هَلْ بَلَغْتُ؟

قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)!
قَالَ فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبِ۔ (بیہقی)

ترجمہ: لوگو! خبردار رہو تم سب کا اللہ ایک ہے۔ کسی
عرب کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عرب پر اور کسی
گورے کو کسی کالے پر اور کسی کالے کو کسی گورے
پر کوئی فضیلت حاصل نہیں مگر تقویٰ کے اعتبار
سے۔ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت

والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو ۔

بتاؤ میں نے تمہیں بات پہنچا دی ہے؟

لوگوں نے عرض کیا، ہاں یا رسول اللہ !

فرمایا، اچھا تو جو موجود ہے وہ ان لوگوں تک یہ

بات پہنچا دے جو موجود نہیں ہیں ۔

كُلُّكُمْ بَنُو آدَمَ وَآدَمُ خُلِقَ مِنْ تُرَابٍ وَ

لَيَنْتَهِيَنَّ قَوْمٌ يَفْخَرُونَ بِآبَائِهِمْ أَوَّلِيكُونَنَّ

أَهْوَنَ عَلَى اللَّهِ مِنَ الْجَمَلَانِ (بزار)

ترجمہ: تم سب آدمؑ کی اولاد ہو اور آدمؑ مٹی سے پیدا

کیے گئے تھے ۔ لوگ اپنے آباؤ اجداد پر فخر کرنا چھوڑ

دیں ورنہ وہ اللہ کی نگاہ میں ایک حقیر کیڑے سے

زیادہ ذلیل ہوں گے

لَنْ أَبَاكَرِ الصَّدِيقُ فَإِنَّهُ أَعْلَمُ قَرِيشَ

بِأَنْسَابِهَا (قال لحسان بن ثابتؓ

انساب سمعانی صفحہ 22 جلد اول)

ترجمہ: ابو بکر صدیقؓ قریش میں اپنے خاندانی

انساب کے بہت بڑے عالم تھے

اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے

لئے سیدنا حسان بن ثابتؓ کا ہدیہ عقیدت:

ترجمہ: "آپؓ قبیلہ لوی بن غالب کی ایک شریف

خاتون ہیں جن کے کارنامے بہت اونچے اور جن کا

مجدد شرف دائمی ہے۔"

حضرت عروہ بن الزبیرؓ فرماتے ہیں:

ترجمہ: "میں نے لوگوں میں کسی شخص کو قرآن، فرائض،

حلال و حرام، شعر، تاریخ اور انساب عرب کے

بارے میں عائشہؓ سے زیادہ عالم نہیں دیکھا۔"

(تذکرۃ الحفاظ صفحہ 45 ج اول)

قلقشندی نے نہایت الارب فی معرفت الانساب العرب

میں انساب کے 6 طبقات تحریر کئے ہیں۔

الشعب، قبیلہ، عمارۃ، بطن، فخذ اور فصیلہ

عرب والوں کا حافظہ بہت قوی تھا اسی قوت حافظہ کے سبب وہ اپنی قوموں کی تمام نسلوں کو یاد رکھتے تھے اور نسلوں کو یاد رکھنے کو نہایت فخر سمجھتے تھے جو رفتہ رفتہ ایک علم ہو گیا اور علم الانساب اس کا نام پڑ گیا۔

اہل عرب کی عادت تھی کہ اپنے نسب پر بہت فخر کرتے تھے اور ہر موقع پر اس کا ذکر کرنے اور اس کے اظہار سے نہ چوکتے تھے اور اسی سبب انکو صرف اپنا ہی نسب نامہ بھی یاد رکھنا کافی نہ ہوتا تھا بلکہ اپنے مخالفین اور رقیبوں اور ہمسایوں کا نسب نامہ یاد رکھنا بھی ضروری تھا ان کے نسب نامے لکھے ہوئے نہ تھے جہاں تک یاد تھی یا جو باتیں یاد رکھنے کے قابل تھیں وہ سب بر زبان یاد تھیں ان کا حافظہ ہی ان کیلئے لوح محفوظ تھا۔

نسب پر فخر کرنے کا جنون ایام جاہلیت میں بہت بڑھا ہوا تھا۔ مشہور بازار عکاظ تو اس کا مرکز تھا۔

لیکن اسلام نے تفاخر نسب اور نسبی عصبیت کو مٹا دیا۔ تاہم قبیلوں کی پہچان کے لیے یہ علم باقی رہا۔ عرب دنیا بھر میں پھیل گئے لیکن اپنے تعارف کے لیے انساب محفوظ رکھنے کا اہتمام رہا۔

مشرکین قریش رسول اللہ کی ہجو کیا کرتے تھے۔ مسلمان اس بات سے بہت آزرده ہوا کرتے تھے۔ حسان بن ثابت نے ان کا جواب دینے کے لیے اپنی خدمات پیش کیں۔ تو حضورؐ نے فرمایا کہ تم مشرکین کی ہجو کس طرح کرو گے میں بھی تو اسی خاندان سے ہوں۔ تم ابو سفیانؓ کی ہجو کس طرح کرو گے وہ تو میرے چچا کے بیٹے ہیں تو حسانؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میں آپ کو ان میں سے ایسے نکال لوں گا جس طرح خمیر میں سے بال نکال لیا جاتا ہے۔ تو آنحضورؐ نے فرمایا کہ تم ابو بکرؓ کے پاس جاؤ وہ قریش کا نسب تم سے زیادہ جانتے ہیں۔ چنانچہ حسانؓ انساب قریش کی تعلیم کے لیے ابو بکرؓ کے پاس جایا کرتے تھے۔ ابو بکرؓ ان سے

فرماتے کہ فلاں فلاں کا ذکر نہ کرنا اور فلاں فلاں کا ذکر کرنا۔

بس حضرت حسانؓ کفار کی ہجو کرنے لگے جب کفار قریش نے حسانؓ کے اشعار سنے تو کہنے لگے کہ یہ اشعار ایسے ہیں کہ ابن قافہؓ (ابو بکرؓ) کے مشورے کے بغیر نہیں کہے جاسکتے۔

آخر میں عرض ہے کہ اس کتاب کا مقصد تالیف نسب پر فخر نہیں بلکہ تحقیق و تعارف کی بناء پر ہے۔

اس سے پہلے اس موضوع پر ایک کتاب

"انساب صدیقی اور رجال بنو تیمہ" تحریر

کر چکا ہوں۔ موجودہ کتاب میں بنو قریش کے چند

مزید دیگر کچھ قبیلوں کا تذکرہ شامل کر دیا گیا ہے

جن میں بنو اسد کے زبیر بن العوامؓ، بنو امیہ اور

دیگر عرب قبائل شامل ہیں۔ شجرہ جات میں بھی

مزید تفصیلات شامل کی ہیں تاکہ سمجھنے میں آسانی ہو

خلفائے راشدین، خلفائے بنو امیہ، خلفائے بنو

قریش کے شجرے بھی شامل ہیں۔ قریش اور
صدیقی خاندان دنیا بھر کے مختلف ممالک میں آباد
ہے ان کا جہاں سے بھی مستند حوالہ دریافت ہوا اس
کا ذکر شامل اشاعت کر دیا گیا ہے۔

انساب العرب

قبائل عرب کی مختصر تاریخ

اور

نسب نامہ

قبائل عرب کے مذہبی عقائد

ابراہیم علیہ السلام

کی اولاد کا نسب نامہ

بعثت محمد ﷺ سے پہلے

مکہ مکرمہ کے انتظامی حالات

قبائل عرب کی مختصر تاریخ و نسب نامہ

انساب العرب

طوفان نوحؑ کے بعد عرب سب سے قدیم قوم ہے

اور وہ یقطان یا قحطان کی طرف منسوب ہے۔

عرب مورخین نے ان کو تین قسموں پر تقسیم کیا

ہے جن کی مختصر تاریخ علیحدہ علیحدہ دی جا رہی ہے

عرب الباندہ ، عرب عاربہ اور عرب مستعربہ

1۔ عرب الباندہ یا خانہ بدوش صحرائی عرب:

عرب الباندہ میں سات شخصوں کی اولاد کے

سات مختلف گروہ شامل ہیں۔

1. کوش بن حام بن نوح کی اولاد

2. عیلام بن سام بن نوح کی اولاد

3. لود بن سام بن نوح کی اولاد

4. عوص بن ارم بن سام بن نوح کی اولاد

5. حول بن ارم بن سام بن نوح کی اولاد

6. جدیس بن گشر بن ارم بن سام بن نوح

کی اولاد

7. شمود بن گشر بن ارم بن سام بن نوح

کی اولاد

کوش بن حام کی اولاد خلیج فارس کے کنارہ پر اور

اس کے قرب و جوار میں آباد ہوئی۔

جرہم بن عیلام بن سام بھی اسی طرف جا کر

رود فرات کے جنوبی کناروں پر سکونت پذیر ہوا۔

لود بن سام جو ان میں سے تیسرا مورث اعلیٰ ہے

کے تین بیٹے طسم، عملیق اور امیم تھے۔ جنہوں نے

اپنے آپ کو تمام مشرقی حصہ عرب میں یا یہ سے

لے کر بحرین اور اسکے گرد و نواح تک پھیلا دیا۔

عموص بن عاد اور حول بن ارم دونوں نے

ایک ہی سمت اختیار کی اور جنوب میں بہت دور

جا کر حضرموت اور اس کے قرب و جوار کے

میدانوں میں اقامت اختیار کی۔

جدیس بن گشر بن ارم بن سام عرب الوادی

میں آباد ہوئی۔

شمود بن گشر بن ارم بن سام نے عرب الحجر
میں اس میدان میں جو وادی القریٰ کے نام سے
مشہور ہے اور ملک شام کی جنوبی اور ملک عرب
کی شمالی حد ہے رہنا اور قبضہ کرنا پسند کیا۔

مشہور قبائل :

عاد، شمود، طلسم، جدیس اور جرہم اولیٰ کے نام
سے موسوم ہیں۔

1۔ قوم عاد: یمن اور عمان کے درمیان حضرت

موت و شحر تک پھیلے ہوئے ریگستان میں آباد

تھے۔ جب وہ لوگ بتوں کو پوجنے لگے تو حق

تعالیٰ نے انہیں برباد کر دیا۔

2۔ قوم شمود: ان کی آبادی حجاز و شام کے

درمیانی علاقے وادی القریٰ اور حجر میں تھی۔

یہ لوگ پہاڑوں میں تراش کر اپنے گھر تیار

کرتے تھے۔ یہ کافر اور سرکش تھے۔

3۔ جدیس : ان کا وطن یمامہ تھا۔ یہ جگہ سب

سے زیادہ سرسبز و شاداب اور بہت آباد تھی

یہاں پھل کے باغات اور محلات بکثرت تھے۔

4۔ جرہم اولیٰ : ان کا وطن یمن تھا اور عبرانی

زبان بولتے تھے۔ یہ قوم عاد کے زمانہ میں

موجود تھی۔ پھر فنا ہو گئی۔

5۔ جرہم ثانی :- یہ قحطان کی اولاد میں سے ہیں۔

ان میں ہی اسماعیل علیہ السلام کا سلسلہ نسب

ملتا ہے۔ بنو قحطان کی آبادی حجاز میں تھی۔

جب ابراہیم خلیل اللہ نے اسماعیلؑ کو مکہ میں

آباد کیا تھا تو انہوں نے بنو قحطان میں ہی

پرورش پائی اور ان ہی میں سے ازدواجی تعلق

قائم کیا۔ ان ہی کی اولاد کو عرب مستعربہ کہا

جانے لگا۔ اسماعیلؑ کی اصل اور ان کی زبان

عبرانی تھی اس لیے ان کو اور ان کی اولاد کو

عرب کہا جانے لگا۔

2- عرب العاربه یعنی ٹھیٹھ عرب

عرب العاربه یقطان بن عبیر بن شالح بن ارفخشذ

بن سام بن نوح کی اولاد میں سے ہیں

بعض مؤرخین کا یہ قول ہے کہ عرب الباندہ اور

عرب العاربه دونوں یقطان کی اولاد ہیں۔ اس

لیے عربوں کو وہ بجائے تین قوموں کے صرف

دو قوموں پر منقسم کرتے ہیں۔

یعنی عرب العاربه اور عرب المستعربہ -

قریباً ”تمام مورخوں کی رائے ہے کہ کتب خمسہ

موسلی میں جو یقطان نام آیا ہے۔ وہی نام ہے

جسے عرب قحطان کہتے ہیں اور یونانی انجیلوں میں

اس کو ”قطان“ لکھا ہے اور اسی شخص کی اولاد

عرب میں آباد ہوئی۔

یقطان کے 13 بیٹے ہوئے :

الموداد، شلف، حضرت ماؤث، یرح،

ہدورام، اوزال، وقلہ، عوبال،

ایمانل، شہاء، اوفر، حویلا اور یویاب

الموداد: کا خاندان یمن یا عرب المعمور میں اور

اس ضلع میں بحرین تک پھیل کر آباد ہوا۔

شلف: یہ شخص کوہ ذامس کے مغربی حصہ کے

اس وسیع میدان میں جو کاظم اور مدینہ کے

مابین واقع ہے آباد ہوا۔

عربوں میں یہ قوم بنی سالف مشہور ہے۔

حضرت مارث: اسکی قوم نے اپنی سکونت اس

زرخیز قطعہ میں جو خلیج عرب کے برابر پھیلا ہوا

ہے اور جو اس قوم کے نام پر حضرموت سے

آج تک مشہور ہے میں سکونت اختیار کی۔

ہدورام - یرح: ہدورام کی اولاد نے مشرقی

سمت اختیار کی اور اسی نواح میں آباد ہوئی۔

قصہ ہدرمہ اس قوم کی بہت سی یادگاروں میں
سے موجود ہے۔

ابوالفداء کا بیان ہے کہ صوبہ وار قرا مطاب کی بنا
اسی قوم سے ہوئی۔ عرب کے جغرافیہ دان یقطان
کے بے شمار لڑکوں میں سے صرف دو اشخاص کا
ذکر کرتے ہیں۔ یعنی یعرب اور جرہم۔

چند مورخوں کے رائے ہے کہ یعرب اور یرح
سے ایک ہی شخص مراد ہے۔ جمہور کی رائے ہے
کہ یعرب اور جرہم دونوں یرح کے بیٹے تھے۔
لیکن ابوالفداء اپنی کتاب میں یعرب اور جرہم کو
دو مختلف اشخاص بیان کرتا ہے اور دوسرے مقام
پر جرہم کو تنہا مورث اعلیٰ تمام فرقوں کا بتاتا ہے۔
جس کے یہ معنی ہیں کہ یعرب اور جرہم سے ایک
شخص مراد ہے اور اولاد یعرب کی مختلف شاخیں
بنی جرہم میں شامل ہیں۔

بقول سیرت الحممدیہ عرب العارہ کے شجرہ

النساب میں ان کو کوئی ایک شخص قرار دے
 کر یعنی یرج یا یعرب یا جرہہ یا جرہم ان کا شجرہ
 لکھا گیا ہے۔

ارزال۔ یہ خاندان ارزال میں جس کو اب
 صنعاء کہتے ہیں اور جو سرسبز اور شاداب صوبہ یمن
 میں واقع ہے آباد ہوا۔

وقلاہ۔ یہ قوم بھی یمن میں آباد ہوئی اور ذوالخلاء
 جو یمن کی ایک قوم ہے اسی کی اولاد ہے۔
 عوبال: اس کا نشان عرب میں نہیں پایا جاتا۔ ایک
 روایت کے مطابق افریقہ چلے گئے۔

ایمانل: بہت سے آثار جو مختلف اشخاص نے بیان
 کیے ہیں اس قوم کے بنی سالف اور حجاز کے قرب و
 جوار میں متوطن ہونے کے شاہد ہیں۔

شبا: اگرچہ یہ بھی جنوب کی جانب گیا اور یمن
 میں سکونت پذیر ہوا مگر یہ وہ شبا نہیں ہے جس

نے یمن میں خاندان سبا کی سلطنت قائم کی تھی
اور شہر مارب اور شہر سبا کو بنایا۔

اوفر: یہ قوم صوبہ عمان میں سبا کے مشرق میں
آباد ہوئی جہاں شہر اوفر میں ان کے نشانات
اب تک پائے جاتے ہیں۔

حویلاہ: یہ شخص مارب کے ٹھیک شمال میں سبا
یویاب: یہ بھی مارب کی جانب روانہ ہو کر اسی
نواح میں آباد ہوا۔ قوم جو بارٹی جس کو عرب بنی
جوباد کہتے ہیں اسی کی اولاد میں ہونے کا دعویٰ ہے۔
قحطان اول وہ شخص تھا جو عرب میں بادشاہ ہوا اور
اپنی دارالسلطنت زرخیز و شاداب صوبہ یمن میں مقرر
کی جو کہ قحطان فالخ کا بھائی تھا۔ اس لئے اس کی
تاریخ ولادت فالخ کی تاریخ ولادت ہے۔ بہت بعید
نہ ہو گی اور اس لیے وہ تاریخ قریب 1757 دینوی
یا 2200 قبل مسیح کے قرار پاتی ہے۔ اسکے مرنے

پر یعر ب یا جرہم اپنے باپ کا جانشین ہوا۔ جسکے
قبضہ میں یمن اور حجاز کے صوبے تھے جو اس
وقت بنی جرہم کے نام سے مشہور تھے۔

جرہم کی وفات کے بعد اس کا بیٹا یثحب تخت پر
بیٹھا اس کے بعد اس کا بیٹا عبد الشمس ملقب بہ
سبا اکبر تخت نشین ہوا یہ سلطنت سبا کا بانی ہوا
اسی نے شہر سبا اور شہر مارب بنایا۔

اس کے بعد اس کے بیٹے حمیر نے حکومت کی۔
اب چونکہ حمیر یقطان سے چوتھی پشت میں تھا اور
ترح بھی فالخ کی چوتھی پشت میں تھا اس لیے
غالباً حمیر کی ولادت ترح کی پیدائش سے بہت دور
نہیں ہو گی یعنی 1848 دینوی یا 2126 قبل مسیح
میں ولادت ہوئی ہو گی۔

ترح کے تین بیٹے تھے۔ ابرام، تاحور، اور حاران
اور حمیر کے بھی تین بیٹے تھے واثل، عوف اور

مالک۔ اس لیے ترح اور حمیر کی اولاد کو بھی ہم

عصر خیال کرنا چاہیے

یعنی 1948 دینوی یا 2056 قبل مسیح کے تھے۔

واٹل کا بیٹا سکسک اور عوف کا بیٹا فاران ہوا اور

انکی تاریخ ولادت سن 1778 دینوی یا 2126 قبل

مسیح یعنی تیس برس قبل ولادت ابراہیمؑ خیال

کی جاتی ہے۔ واٹل اپنے باپ کا جانشین ہوا اور

عوف کسی جگہ حجاز و بحد کے مابین آباد ہوا اور

وہاں پہاڑ عوف کے نام سے مشہور ہوا۔

مگر جس جگہ فاران آباد ہوا اس مقام نے بیت

الحرام کے نام سے شہرت پائی۔

عرب العاربه دراصل بنو سبا ہیں اور سبا کا نام

عبد شمس تھا سلسلہ نسب اس طرح ہے۔

سبا یعنی یشجب بن یعر ب بن قحطان - سبا کی متعدد

اولادیں تھیں۔ جن کے نام حمیر، کہلان، عمر،

اشعر، عاملہ اور بنو سبا تھے۔

یمن کے تمام عرب قبائل اور وہاں کے تابعہ

بادشاہ اسی سبا کی اولاد میں سے ہیں۔ اور یمن

کے تمام تابعہ حمیر بن سبا کی اولاد سے ہیں۔

بجز عمران اور اس کے بھائی موزیقیا کے کہ وہ

دونوں عامر بن حارث بن امری القیس بن ثعلب

بن مازن بن اذو کی اولاد سے ہیں اور ”اذد“

کہلان بن سبا کی اولاد سے ہے۔ ان کو عاربہ اس

لیے کہا جاتا ہے کہ وہ عرب باندہ کے ساتھ ان

کی بستیوں میں رہنے سہنے لگے تھے اور ان کی

عادات و اطوار اختیار کر لیتے تھے۔

ملوک تابعہ بنو حمیر سے تھے۔ انہیں تابعہ اسی لئے

کہا گیا کہ وہ بالترتیب ایک دوسرے کے بعد حاکم

بننے لگے۔ جن میں سے ایک ہلاک ہو جاتا تو

اسکی جگہ دوسرا لے لیتا۔

وہ اپنے بادشاہ کو ”شاہ تیج“ اس وقت تک نہ کہتے تھے جب تک کہ وہ بلادیمین، شحر اور حضر موت کا حاکم نہ بن جاتا۔ حمیر کے بعد بھی بادشاہت کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ حتیٰ کہ سن 480ء میں ذونواس بادشاہ بن گیا۔ اس کا نام زرعہ تھا۔ بعد میں اپنا نام یوسف رکھا اور یہودی مذہب اختیار کر لیا اور یہی قبائل کو بھی اپنا ہمنوا بنا لیا۔ چنانچہ حمیر نے بھی اس کی اتباع میں یہودی مذہب اختیار کر لیا شاہ حبشہ نے ذونواس کو شکست دی اور سن 529ء میں تباہی کی حکومت ختم ہوئی۔

پھر اہل حبشہ نے ابرہہ کو یمن کا بادشاہ بنا دیا۔ ابرہہ کے بعد اس کا فرزند یکسوم 571ء میں تخت نشین ہوا۔

نوٹ: عرب العارہ کے قبیلوں کی مفصل تقسیم کیلئے

کتاب ”انساب صدیقی“ صفحہ 175 تا 179 کا

مطالعہ فرمائیں۔

واقعہ اصحاب فیل کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ

20 اپریل 571ء کو پیش آیا۔

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحَابِ الْفِيلِ

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے ہاتھی

والوں کے ساتھ کیا کیا؟ (سورۃ الفیل 105: 1)

جب یہ لشکر مزدلفہ اور منی کے درمیان وادی محصب

کے مقام محسر پر پہنچا تو پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ

چونچوں میں کنکریاں لئے آئے اور لشکر پر سنگریزوں

کی بارش کر دی جس کی وجہ سے سارا لشکر ہلاک

و برباد ہو گیا۔

رسول اللہ ﷺ کی پیدائش اسی سال ہوئی

3- عرب المستعربہ یعنی پردیسی عرب :

عرب المستعربہ کے تمام قبیلے ایک ہی نسل سے

نکلے ہیں۔ ان کا نسب ترح بن ناحور بن ساروغ

بن راعو بن فالخ بن عبیر بن شالح بن ارفخشذ

بن سام تک پہنچتا ہے۔

ترح کی اولاد جو عرب میں آباد ہوئی پانچ شاخوں میں منقسم تھی اور اسی وجہ سے عرب المستعربہ پانچ شاخوں میں منقسم ہیں۔

1۔ اسماعیلی یا بنی اسماعیل بن ابراہیم بن ترح

2۔ ابراہیمی یا بنی قطورہ۔ یعنی ابراہیم بن ترح

کی اولاد قطورہ کے سلسلہ میں سے۔

3۔ ادومی یا بنی عیسو یعنی اولاد ادوم بن اسحاق

بن ابراہیم بن ترح

4۔ ناحوری یا بنی ناحور یعنی اولاد ناحور برادر

ابراہیم بن ترح

5۔ ہارانی یا بنی ہاران یعنی اولاد مواب دیمان

بن لود بن ہاران بن ترح۔ یہ قبیلہ کبھی تو

موابی کہلاتا ہے کبھی عمانی اور ہارانی بھی کہا

جاتا ہے۔

(i) اسماعیلی:

اسماعیل علیہ السلام کی اولاد عرب میں آباد ہوئی

اور ملک عرب کا بڑا حصہ ان کے بارہ بیٹوں کی
 اولاد سے معمور ہو گیا۔ قرآن کی آیات مبارکہ
 کے مطابق اسماعیلؑ اس مقام پر سکونت پذیر
 ہوئے جہاں خانہ کعبہ واقع ہے اور اب مکہ شہر
 آباد ہے۔ توریت کے مطابق فاران میں سکونت
 اختیار کی۔ فاران سے مراد وہ پہاڑ ہیں جو مکہ
 کے ارد گرد ہیں۔

(ii) ابراہیمی یا بنی قطورہ:

یہ سب لوگ عرب کو چلے گئے اور اس قطعہ میں
 آباد ہوئے جو حدود حجاز سے خلیج فارس تک منتهی
 ہوتا ہے۔ ان ہی ابراہیموں میں سے شعیبؑ نبی
 کو مبعوث فرمایا گیا تھا۔

(iii) ادومی یا بنی عیسو:

عیسو یعنی ادوم کی تین بیویاں تھیں۔ عادہ، بیامہ ،
 باسنت بنت اسماعیلؑ و بہن ناپوٹ،
 پہلی بیوی سے الی فزا پیدا ہوا۔ دوسری بیوی سے
 یعوش، یعلام اور قورح پیدا ہوئے۔ تیسری بیوی

سے رعونیل پیدا ہوئے۔

الی فز کے بیٹے تیاں اومر، سفو گعتم، قتر اور عمالیت

تھے۔ عیسو کی اولاد قریباً قریباً کوہ سیعیر کے

قرب و جوار میں آباد ہوئی اور چند نے عرب

الحجرا اور حجاز کی شمالی سرحد اختیار کی۔

(iv) بنی ناحور:

اولاد ناحور برادر ابراہیم شمالی عرب کی بے

شمار قوموں کے مورث تھے۔

(v) بنی ہاران:

یہ قوم بہ نسبت دیگر اقوام متذکرہ بالا کے سب

سے زیادہ شمال کی جانب رہتی تھی۔ ان کے

نہایت جنوبی مقامات بحر لوط (ڈڈسی) کے مشرق

میں واقع تھے اور ان میں بلکار اور کرک شامل

تھے۔ ہاران کے بیٹے لوط^۲ تھے۔

لوط^۲ کے بیٹے مواب اور بنی عمی تھے۔

تمام عرب المستعربہ میں جو ترح کی نسل سے ہیں

صرف بنی اسماعیل ہی کی کثرت ہوئی اور کچھ

عرصے بعد مختلف قوموں اور شعبوں میں تقسیم ہو گئے۔ مگر ان کے مقابل کی قومیں ایک سکون اور غیر مبدل حالت میں رہیں۔

فہرست اقوام جو سکون اور غیر مبدل

حالت میں رہیں

1۔ بنی ناحور ابن ترح سے بنی ناحور

2۔ ہاران ابن ترح سے بنو ہاران

3۔ مواب ابن لوط ابن ہاران ابن ترح سے

بنی مواب

4۔ عمان ابن لوط سے بنو عمان

5۔ اولاد ابراہیم سوائے اولاد اسماعیل سے

بنو ابراہیم

6۔ اولاد ابراہیم بطن قطورہ سے بنو قطورہ

7۔ عیسو عرف اودما بن اسحاق ابنا براہیم سے

بنو اودم

مندرجہ ذیل قومیں اسماعیل کی اولاد میں ہیں

جو بمقابل اور قوموں کے بہت جلد بڑھ گئیں اور

عرب کے تمام ممالک پھیل گئیں۔

8۔ اسماعیلؑ بن ابراہیمؑ سے بنو اسماعیلؑ ،

اسماعیل کے بارہ بیٹوں کے ناموں سے علیحدہ

علیحدہ بارہ قومیں چلیں

9۔ ناپوٹ سے بنو ناپوٹ

10۔ قیدار سے بنو قیدار

11۔ اومیل سے بنو اومیل

12۔ مبام سے بنو مبام

13۔ مشماع سے بنو مشماع

14۔ دوامہ سے بنو دوامہ

15۔ مسا سے بنو مسا

16۔ حدر سے بنو حدر

17۔ تیما سے بنو تیما

18۔ یطور سے بنو یطور

19۔ نافش سے بنو نافش

20۔ قیدماہ سے بنو قیدماہ

اسماعیلؑ کی اولاد میں سے قیدار کی اولاد نے

ایک عرصہ بعد شہرت حاصل کی اور مختلف
شاخوں میں تقسیم ہو گئی۔ مگر بہت صدیوں بعد
بھی اپنی اصلی حالت پر رہی۔ قیدار کی اولاد
میں حمل، نابت، سلامان، ا، لہمیسیح، ایسیح،
ادو، اد، عدنان نے شہرت پائی۔

عدنان کا بیٹا ملک یمن کا بادشاہ ہوا۔

قبائل عدنان کی اولاد میں سے فہر ہوئے

جتنی اولاد قریش کہلائی

مکہ المکرمہ اور نواح میں جو قبائل قریش سے ہیں

وہ سب فہر کی اولاد سے ہیں اور اس کتاب میں

بیشتر تفصیلات ان سے ہی متعلق ہیں۔

قبائل عدنان سے جو قبائل ہوئے انکی تفصیل

انساب صدیقی میں صفحہ 183 سے 189 تک درج

کی گئی ہیں۔ مشہور قبائل کی ذیلی شاخوں میں

جو قبیلہ کہلائے ان کے نام بنو ہاشم، بنو تیم،

بنو مخزوم، بنو امیہ، بنو عدی وغیرہ ہیں

ابراہیم علیہ السلام

آپ کے والد کا نام تورات میں تاریخ لکھا ہے۔
لیکن قرآن مجید میں انہیں بت تراشی کی وجہ سے
آذر کہا گیا ہے۔

آپ کی زوجہ ہاجرہؑ کے بطن سے اسماعیلؑ پیدا
ہوئے جبکہ سارہؑ کے بطن سے اسحاقؑ ہوئے۔
قرآن مجید میں ارشاد پاک ہے کہ ابراہیمؑ اور
اسماعیلؑ نے مل کے کعبہ کی بنیادوں کو از سر نو
تعمیر کرنا شروع کیا تو یہ دعا مانگی۔

"اے میرے رب اس شہر کو امن والا بنا
اور مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچا"

﴿سورة ابراهيم: 35﴾

قرآن مجید میں ہے کہ ابراہیمؑ نے دعا کی۔
"اے پروردگار میں نے ایک آب و گیاہ وادی
میں اپنی اولاد کے ایک حصہ کو تیرے محترم گھر

کے پاس لا بسایا ہے“ ﴿سورة ابراهيم: 37﴾

ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کی دعا ہے:

”اے رب ہم دونوں کو اپنا مسلم (مطیع فرمان)

بنا ہماری نسل سے ایک ایسی قوم اٹھا جو تیری

مسلم ہو۔“ ﴿سورة بقره آیت 128﴾

”اگر یہ بات ہے تو انہیں معلوم ہو کہ ہم نے

تو ابراہیمؑ کی اولاد کو کتاب اور حکمت عطا کی

اور ملک عظیم بخش دیا“ (سورة النساء: 54)

سورة ابراہیمؑ آیت 39، 40 میں ارشاد ہے:

”شکر ہے اس اللہ کا جس نے مجھے اس بڑھاپے

میں اسماعیلؑ و اسحاقؑ جیسے بیٹے دیئے۔“

آگے دعا فرمائی ”اے میرے پروردگار مجھے نماز

قائم کرنے والا بنا اور میری اولاد میں سے بھی

(ایسے لوگ اٹھا جو یہ کام کریں)“

اسماعیلؑ کے بارے میں ارشاد

پاک ہے ”اور اس کتاب میں اسماعیلؑ کا ذکر

کرو وہ وعدے کا سچا اور رسول نبی تھا"

﴿سورة ابراهيم: 54﴾

سورة الحج آیت 78 میں ارشاد پاک ہے کہ

"قائم ہو جاؤ اپنے باپ ابراہیم کی ملت پر"

آگے ارشاد ہوتا ہے

(ابراہیم نے کہا) اے پروردگار مجھے ایک بیٹا

عطا کر جو صالحوں میں سے ہو۔ ﴿الصف: 100﴾

مندرجہ بالا آیات ربانی کسی بیان کی محتاج نہیں

اور ان کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد ابراہیمؑ کا

اپنی اولاد کے حق میں دعاؤں سے اس خواہش

کا اظہار ہوتا ہے کہ وہ اس تسلسل کو قائم رکھنے

کے خواہش مند تھے جس پر وہ خود قائم تھے۔

سورة الصف: 83 میں ارشاد ربانی ہے کہ

"اور نوح ہی کے طریقہ پر چلنے والا ابراہیم تھا"

مکتہ المکرمہ کی حرمت، خانہ کعبہ کی تعمیر، حج

اور دیگر احکامات دین ابراہیمی اور اسکے متعلق

تمام تفصیلات قرآن پاک میں تفصیل سے بیان ہوئے ہیں۔

تقریباً قرآن مجید کی 22 سورتوں میں ابراہیمؑ کا ذکر آتا ہے۔ اسی سلسلہ میں ارشاد ربانی ہے "یاد کرو وہ وقت جبکہ ہم نے ابراہیم کے لیے اس گھر (خانہ کعبہ) کی جگہ تجویز کی تھی۔ اس ہدایت کے ساتھ کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور قیام و رکوع و سجود کرنے والوں کے لیے پاک رکھو اور لوگوں کو حج کے لیے اذن عام دو کہ وہ تمہارے پاس ہر دور دراز مقام سے پیدل اور اونٹوں پر سوار آئیں تاکہ وہ فائدہ دیکھیں جو ان کے لیے یہاں رکھے گئے ہیں اور چند مقررہ دنوں میں ان جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اس نے انہیں بخشے ہیں۔ خود بھی کھائیں اور تنگ دست محتاج کو بھی دیں اور اس

قدیم گھر کا طواف کریں"

مسلم نہ صرف امت محمدیہؐ سے تعلق رکھتے ہیں

بلکہ ملت ابراہیمہؑ سے بھی متعلق ہیں۔

اسماعیلؑ رسول اللہ ﷺ کے جد امجد ہیں۔

نہ صرف یہ بلکہ وہ تمام قریش، بشمول

ابو بکر صدیقؓ کے بھی جد امجد ہیں۔

قوم ابراہیمؑ کے مذہبی و تمدنی حالات

تفہیم القرآن میں سرلیو نارڈ وولی کی کتاب

”ابراہام“ سے جو تفصیلات بیان کی گئی ہیں وہ

مختصراً اسطرح ہیں۔

اندازہ کیا گیا ہے کہ 2100 قبل مسیح کے لگ بھگ

زمانہ میں جسے اب عام طور پر محققین ابراہیمؑ کے

ظہور کا زمانہ تسلیم کرتے ہیں۔

شہر ار کی آبادی ڈھائی لاکھ کے قریب تھی اور

بعید نہیں کہ پانچ لاکھ ہو۔ بڑا صنعتی و تجارتی مرکز

تھا اور جس ریاست کا یہ صدر مقام تھا اس کی

حدود موجودہ حکومت عراق سے شمال میں کچھ کم

اور مغرب میں کچھ زیادہ تھے۔ ملک کی بیشتر

آبادی صنعت و تجارت پیشہ تھی۔

اس عہد کی جو تحریرات آثار قدیمہ کے کھنڈروں

میں دستیاب ہوئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ

سخت مادیت پرست تھے۔

ان کی آبادی تین طبقات پر مشتمل تھی۔

1- عمیلو: یہ انچے طبقہ کے لوگ تھے جن

میں پجاری، حکومت کے عہدہ دار اور فوجی

افسر وغیرہ شامل تھے۔

2- مشیکنو: یہ تجار، اہل صنعت اور زراعت پیشہ

لوگ تھے۔

3- اردو: یعنی غلام۔

یہ شہر اور معاشرہ تھا جہاں ابراہیمؑ نے آنکھیں

کھولیں۔ ان کا اور ان کے خاندان کا تعلق عمیلو

طبقہ سے تھا۔ اور ان کے والد ریاست کے سب

سے بڑے عہدیدار تھے۔ ار کے کتبات میں تقریباً

پانچ ہزار خداؤں کے نام ملتے ہیں۔ ملک کے مختلف

شہروں کے الگ الگ خدا تھے۔ ہر شہر کا ایک خاص

محافظ ہوتا تھا جو رب البلد، مہادیو یا رئیس الالہ

سمجھا جاتا تھا۔ ارکا رب البلد ”ننار“ (چاند دیوتا)

تھا۔ اسی مناسبت سے اسے قمرینہ بھی کہا گیا۔

دوسرا بڑا شہر لرسہ تھا جو بعد میں ارکی بجائے

مرکز سلطنت ہوا۔ اس کا رب البلد ”شماش“

سورج دیوتا تھا۔ ان بڑے خداؤں کے ماتحت

بہت سے چھوٹے خدا بھی تھے جو زیادہ تر آسمانی

تاروں اور سیاروں میں سے اور کم تر زمین سے

منتخب کئے گئے تھے۔ لوگ اپنی مختلف فروغی

ضروریات ان سے متعلق سمجھتے تھے۔

ان آسمانی اور زمینی دیوتاؤں اور دیویوں کی شبیہ

بتوں کی شکل میں بنائی گئی تھیں اور تمام مراسم و

عبادات انہی کے سامنے بجالائے جاتے تھے۔

”ننار“ کا بت اور اسی کے قریب ننار کی بیوی

”نن گل“ کے معبد تھے۔

ارکا شاہی خاندان جو ابراہیمؑ کے زمانہ میں

حکمران تھا۔ اس کے بانی اول کا نام اونمو تھا۔

جس نے سن 2300 ق م میں وسیع سلطنت قائم کی تھی۔

اسی سے اس خاندان کو ”نمو“ کا نام ملا جو عربی میں جا کر نمرود ہو گیا۔ ابراہیمؑ کی ہجرت کے بعد اس خاندان اور قوم پر مسلسل تباہی نازل ہونا شروع ہوئی۔ تعین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ بعد کے ادوار میں ابراہیمؑ کی تعلیمات کا اثر اس ملک کے لوگوں نے کہاں تک قبول کیا۔ لیکن سن 1910 قبل مسیح کے بادشاہ حمورابی (بائبل کے امرائیل) نے جو قوانین مرتب کئے تھے وہ شہادت دیتے ہیں کہ بالواسطہ یا بلاواسطہ انکی تدوین میں مشکوٰۃ نبوت سے حاصل کی ہوئی روشنی کسی حد تک ضرور کار فرما تھی۔ ان قوانین کا مفصل کتبہ 1902ء میں ایک فرانسیسی منقش آثار قدیمہ کا ملا۔ اس ضابطہ قوانین کے بہت سے اصول اور فروع موسوی شریعت سے مشابہت رکھتے ہیں۔

(تفہیم القرآن جلد اول صفحہ 554)

قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ

”اور نوح کے طریقہ پر چلنے والا ابراہیم تھا“

﴿سورة الصف 83﴾

اسماعیلؑ 2094 دینوی برطانی 1910

قبل مسیح میں پیدا ہوئے تھے۔

اسماعیلؑ کے بعد بیت اللہ پر بنو جرہم جو آپ کی

سسرال تھے قبضہ ہو گیا اور صدیوں تک ان

کی مکہ پر حکومت اور بیت اللہ پر قبضہ رہا،

عمرو بن لُحی خزاعی نے جو بنو جرہم کا ہمیشہ زاد

تھا ان کو مکہ سے نکال دیا، اسی نے سن

207 عیسوی میں بت پرستی کو رائج کیا۔

ہبل بت خانہ کعبہ پر نصب کر دیا۔ اولاد اسماعیلؑ

میں سے قصی کے وقت سن 440ء میں تولیت کعبہ

ان کے پاس آئی۔ یرمیاہ نبی کا زمانہ 588 قبل مسیح

ہے۔ چونکہ معد بن عدنان یرمیاہؑ کے معاصر تھے

اس لیے نبی اکرمؐ اور عدنان کے درمیان 1158

سال کا زمانہ ہے۔

ابراہیمؑ کی نسل اب بڑے مذاہب عالم، اسلام، عیسائیت، یہودیت وغیرہ کے پیروکار ہیں۔

مکہ شہر کی انتظامی حالت

ظہور اسلام کے بہت پہلے قبیلہ قریش کے چھوٹے بڑے بیس خاندان تھے جو اپنے مورثوں کے نام سے موسوم تھے۔ ان میں بنی ہاشم، بنی امیہ، بنی تیم، بنی نوفل، بنو عبد الدار، بنو اسد، بنو مخزوم، بنو عدی، بنو جمح اور بنو سہم شامل تھے۔ بقیہ دس گھرانے عامر بن لوی اور اس کے بھائیوں بنو لعم کی اولاد میں سے تھے۔

مکہ کی شہری حالت انتظامی معاملات جن میں مذہبی، عدالتی اور جنگی معاملات شامل تھے اس کے چودہ عہدے تھے۔ جو دس قریشی خاندانوں میں تقسیم تھے۔ تفصیل اس طرح ہے۔

1۔ بنی ہاشم: کے سپرد سقایہ و عمارہ یعنی حاجیوں

کو آب رسانی، خانہ کعبہ کی درستی و

آراستگی تھی عباسؓ بن عبدالمطلب ان

خدمات کو انجام دیتے تھے

2۔ بنو عدی: کے ذمہ نزاعی معاملات کے تصفیہ،

سفارت، خارجی امور تھے اور سفارت کے

فرائض عمر بن خطابؓ اسلام کے زمانے تک

انجام دیتے رہے۔

3۔ بنی تیم: کے پاس اثناعشر کا عہدہ تھا۔ یعنی خون

بہا اور مالی تاوان جو اس زمانے میں ابو بکر

صدیقؓ انجام دیتے تھے۔

4۔ بنی امیہ: کے پاس جنگی امور کی سپہ سالاری یا

سربراہی تھی، وہ قریش کے قومی نقاب عقاب

کے علمبردار تھے اور حالت جنگ میں سب

اسی نشان تلے جمع ہوتے تھے، ابو سفیانؓ

یہ خدمات انجام دیتے تھے۔

یہ سب قریشی خاندان تعلقات، مناکحت و مصاہرت
میں ایک دوسرے کے ساتھ اس درجہ مربوط و
منسلک تھے کہ رشتہ ناطہ قدیم الایام سے ہوتے
چلے آ رہے تھے۔

کتاب نسب قریش میں ان کی تفصیل دی گئی ہے۔
بنو تیم یعنی خاندان ابو بکر صدیقؓ میں عبد اللہ بن
جدعان جو رشتہ میں ابو بکر صدیقؓ کے چچا ہوتے
تھے۔ اپنے زمانے میں قریش کے بڑے دریا دل
اور ہر دل عزیز سردار تھے۔

کتاب نسب قریش میں تحریر ہے عبد اللہ بن
جدعان زمانہ جاہلیت میں قریش کے سردار تھے۔
ان ہی عبد اللہ ابن جدعان کے گھر حلف الفضول
کا مشہور تاریخی معاہدہ ہوا۔

انتظامی عہدے اور ان کی تفصیل

1۔ افادہ: مسافروں، محتاجوں کو کھانا کھلانے والا

2۔ میزان: عرفات واپسی کے وقت تاریکی شب

میں روشنی کا انتظام کرنے والا۔

3۔ لوا: جنگی پرچم، رایتہ العقاب، اہل قریش
کا جنگی نشان۔

4۔ دار لندوہ: مجلس مشاورت کا مقام۔

5۔ حجابتہ: اس خدمت کا والی کعبہ کا حاجب اور
متولی ہوتا تھا۔ خانہ کعبہ کی کنجی اسی کے پاس
رہتی تھی۔ وہی لوگوں کے لیے کعبہ کا دروازہ
کھولتا اور پھر قفل لگا دیتا۔

6۔ سقایہ: حاجیوں کے لیے پانی کا اہتمام۔

7۔ رفاہ: وہ رقم جو قریش ہر موسم میں اپنے مال
سے نکال کر صاحب افادہ کے پاس جمع کر دیتے
تھے۔ اسی آمدنی سے ہی کھانے پکوا کر محتاجوں
کو کھلائے جاتے تھے۔

8۔ اشناق: خون بہاء اور تاوان کی وصولی، بطور

حکم ان امور کی انجام دہی۔

9۔ سفارتہ: جنگ و صلح کے سلسلہ میں عہد و پیمان و

شرائط بذریعہ سفیر طے ہوتیں۔ خاندانی فخر و

مفاخرت کا اظہار بھی سفیر کے ذریعہ ہی ہوتا

اور بوقت ضرورت سفیر کو ہی حکم تسلیم کیا جاتا۔

10- ایسار: تیروں پر فال ڈالکر مہورت یا شگن

لینے کا منصب

دارالندوہ:

دارالندوہ کی عمارت کا دروازہ کعبہ کی طرف کھلتا تھا اور یہاں لوگ اپنے معاملات کے حل کی تلاش میں بار بار جاتے تھے اور کسی نہ کسی نتیجہ پر پہنچ جاتے ۔ دارالندوہ کی یہ عمارت بعد میں ام المومنین خدیجہؓ کے بھتیجے حکیم بن حزام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزی بن قصی کی ملکیت میں آگئی تو انہوں نے خلافت امیر معاویہؓ کے زمانے میں فروخت کر دیا ۔

رفادہ:

یہ قریش پر ایک سالانہ ٹیکس تھا جس کی آمدن سے نادار اور زادراہ سے محروم حجاج کیلئے کھانا تیار کیا جاتا تھا اور منی میں حجاج کے کھانے پینے کا بندوبست کیا جاتا۔ اسلام آنے کے بعد یہ ذمہ داری

ریاست نے سنبھال لی ۔

زمانہ جاہلیت میں عربوں کے عقائد

عربوں کے عقائد کے لحاظ سے کئی گروہ تھے
خالق کائنات کے منکر: ان کا خیال تھا کہ
کائنات کا وجود بغیر کسی خالق کی تخلیق کے
خود بخود وجود میں آیا ہے اسی طرح وہ
قیامت کے بھی منکر تھے۔

دوسرا گروہ ایسا تھا کہ جو خالق کائنات اللہ کا
اقرار تو کرتا تھا لیکن بتوں کو اس کا وسیلہ
مانتا تھا۔ اکثر بتوں کے نام انکے اولیاء کے نام
پر تھے۔ هشام بن محمد بن السائب کلبی متوفی
204ھ نے کتاب الاصنام میں اسکی تفصیل دی ہے

مختلف بتوں کے نام:

”ود“ دومتہ الجندل میں قبیلہ کلب کا بت تھا ۔

”سواع“ قبیلہ ہذیل کا بت تھا جو ینبوع کے

نزدیک نصب تھا اور مدینہ کے جوار میں تھا۔

”یعوث“ قبیلہ مذحج کا بت تھا اور دیگر یہی

قبائل بھی پرستش کرتے تھے۔

”نسر“ حمیر میں قبیلہ ذو الکلاع کا بت تھا۔

”یعوق“ قبیلہ ہمدان کا بت تھا۔ یہ قصبہ

خیوان میں نصب تھا اور اس جگہ سے مکہ مکرمہ کا

فاصلہ دو دن کا تھا۔ کلبی کے مطابق یہ صنعاء

کے نزدیک تھا۔

”نسر“ نامی بت حمیر میں قبیلہ ثقیف کا تھا۔

کلبی کے مطابق یہ حمیر کا بت بلحا میں تھا۔

”رہام“ حمیر کے بت خانہ صنعاء میں تھا۔

”مناح“ قدیم ترین بت تھا جو مکہ و مدینہ کے

درمیان قدید کے مقام پر نصب تھا، عرب

اسکے سامنے قربانی کرتے تھے۔

”عزیٰ“ قریش و بنو کنانہ کی دیوی تھی۔

”لات“ دیوی کا بت طائف میں قبیلہ

ثقیف کا تھا۔ لات و عزیٰ کا ذکر سورۃ

نجم: 19 میں ہے -

"منات" اوس و خزرج کا بت تھا -

"مناف" عبد مناف نام اسی پر رکھتے تھے

لات، عزی اور منات دیویاں تھیں اور انہیں

اللہ کی بیٹیاں پکارا جاتا تھا - ان میں منات

سب سے پہلی دیوی تھی جس کی پوجا عرب

میں شروع کی گئی -

"ہبل" خانہ کعبہ میں نصب تھا اور سب

سے بڑا بت تھا -

"اساف" اور "نانکہ" صفا و مروہ کے درمیان

نصب تھے، یہ مرد اور عورت تھے تعلق

بنی جرہم سے تھا اور کعبہ میں غلط حرکات کی بناء

پر سزا دی گئی تو انکے بت بنا کر پرستش

شروع کر دی گئی تھی -

"ذوالخلصہ" سنگ مرمر کا بت تھا جس کے

سر پر تاج بنایا ہوا تھا - یہ صنعاء اور مکہ کے

درمیان سات دن کی مسافت پر تھا -

"ذوالکفین" کے بت کو تباہ کرنے کیلئے رسول

اللہ نے طفیل ابن عمرو بن الدوسی کو بھیجا

جنہوں نے اسے آگ لگا دی۔

"ذوالشری" ازد قبیلہ کا بت تھا۔

"الاقصر" شام کے پہاڑوں پر بت تھا۔ دیگر بتوں

اور دیوتاؤں میں نہم، عام، سعیر، عمیانس،

کعبہ نجران، کعبہ سنداد (کوفہ و بصرہ کے درمیان)،

القالص، الفلص، البغوب، باجر، سواع، سعد

وغیرہ مشہور تھے۔

سورۃ نوح: 23 میں ود، سواع، یغوث،

یعوق اور نسر کا ذکر کیا گیا ہے۔

اسکے علاوہ مدینہ کے گھروں میں بھی

لکڑی کے بت یا شبیہ رکھی جاتی تھیں۔

آنحضور ﷺ کے حکم سے خالد بن ولیدؓ نے

عزی کے بت کو توڑا، عمرو بن العاصؓ نے

سواع کے بت کو، زین الاشہلیؓ نے مناة کے

بت کو مغیرہ بن شعبہؓ نے طائف میں لات
کے بت کو توڑا۔

یہ عقائد میں یہودیت ، نصرانیت یا صابیہ کی
طرف مائل تھے۔ ستاروں، فرشتوں اور جنات
کی بھی پرستش کی جاتی تھی عہد جاہلیت کے
بعض اچھے کام شریعت اسلامی میں بھی روا
رکھے گئے۔ مثلاً

دو حقیقی بہنوں کا ایک نکاح میں جمع نہ ہونا ،
اسکے علاوہ حج بیت اللہ، عمرہ، طواف، احرام ،
صفا و مروہ کے درمیان سعی، مقررہ مقامات پر
وقوف، منی میں شیطان پر کنکریاں مارنا ۔
ہر تین سال بعد ایک ماہ کا اضافہ اور غسل
جنابت وغیرہ ۔

ذو نواس 480ء میں بادشاہ بنا۔ جب اسے اپنے
آباؤ اجداد تباہ کی حکومت مل گئی تو اس نے اپنا
نام ذرعہ سے بدل کر یوسف رکھ لیا اور یہودی

مذہب اختیار کیا چنانچہ حمیراس کے اتباع میں
یہودی ہو گئے۔ اہل نجران عیسائیت کے پیروکار
تھے۔

تباہیہ کی حکومت 529ء میں ختم ہوئی تو اس کے
کچھ عرصے کے بعد حبشہ کا ایک رئیس یمن پر حملہ
آور ہوا اور وہاں کے سردار کو قتل کر دیا۔ اس کے
بعد اہل حبشہ نے ابرہہ کو یمن کا بادشاہ بنا دیا۔
جس کے دور میں اصحاب الفیل کا واقعہ ہوا۔
ابرہہ کا فرزند یکسوم سن 571ء میں تخت نشین
ہوا۔ زمانہ جاہلیت میں بتوں کی پرستش اور ان کو
وسیلہ مانا جاتا تھا۔ وہ ذہنی طور پر اللہ تعالیٰ کی
وحدانیت کے قائل نہ تھے اور آنحضورؐ نے جب
کفار کو شرک سے منع فرمایا تو یہ بات انہیں
بہت ناگوار گزری۔

کفار کے بت مختلف نام نہاد طاقتوں کے حامل تھے
اور وہ انہی مخصوص کاموں کے لیے انہیں وسیلہ
بناتے تھے۔ حتیٰ کہ خانہ کعبہ تک میں بتوں کے

سامنے زچگی کے مراحل طے ہوتے تھے۔

اسی وجہ سے جنگ بدر میں جب مسلمان احد کا
نعرہ لگاتے تھے تو اس کا مطلب تھا کہ اللہ ایک
ہے جس کو کفار ماننے کو تیار نہ تھے لیکن ان ہی
لوگوں نے جب دل سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا
اقرار کیا، شرک سے توبہ کی تو یہ قوم پوری دنیا
پر چھا گئی۔ ورنہ حج تو پہلے بھی ہوتا تھا۔ کعبہ بھی
وہیں موجود تھا۔ منی و عرفات بھی وہیں تھے۔ سعی
بھی کرتے تھے۔ لیکن دل سے توحید کے منکر تھے
اور وسیلوں کی تلاش میں در بدر تھے۔

مقام عبرت یہ ہے کہ جب ہند زوجہ ابو سفیانؓ
آنحضور ﷺ کے دست حق پرست پر ایمان
لے آئیں تو واپس اپنے گھر تشریف لے گئیں اور
اپنے گھر میں نصب شدہ بت کے پاس پہنچیں اور
اپنے پیروں سے اسے ٹھو کریں مار کر کہنے لگیں
”اے بت اب تک ہم تیری وجہ سے بڑے
دھوکے میں رہے۔“

فتح مکہ وہ نیک دن تھا جب مشرکوں کے نصب کردہ بت گرائے گئے۔

یہ واقعہ 20 رمضان (جنوری 630ء) کا ہے جب حضور ﷺ مکہ میں داخل ہوئے۔ تو وہاں تین سو ساٹھ بت نصب تھے۔ ان بتوں کے پیر سیسہ سے مضبوطی سے جمائے ہوئے تھے۔ آپ اس وقت فرماتے جاتے تھے۔

جاء الحق وذبح الباطل

ان الباطل کان زہوقا

"حق آگیا اور باطل مٹ گیا۔ بلاشبہ باطل

تو مٹنے ہی والا تھا"

آپؐ نے ہبل بت توڑنے کا حکم دیا۔ کعبہ کے

اندر جتنی تصویریں بنی ہوئی تھیں وہ سب

کھرچ کر مٹا دی گئیں۔

ابراہیم و اسماعیل علیہ السلام کی دو مورتیاں تھیں

جن کے ہاتھوں میں فال نکالنے والے تیر تھے

جن سے کفار اپنے کاموں کی انجام دہی کے لیے

فال لیا کرتے تھے باہر نکال دی گئیں۔ مکہ میں گھروں میں جتنے بت تھے توڑ ڈالے گئے۔

مکہ کے مضافات میں لوگوں نے اپنے الگ الگ بت بنا رکھے تھے۔ ان کے لیے خاص گھر بنائے گئے تھے اور ان کا طواف خانہ کعبہ کی طرح کرتے تھے۔ مثلاً عزى، منات، سواع، بوانہ، ذوالکفین وغیرہ اور مشرکین اپنے نام بھی ایسے رکھا کرتے تھے اور اپنے آپ کو بتوں کا بندہ کہا کرتے تھے۔ مثلاً عبد العزى، عبد منات وغیرہ۔

اسلام نے جہاں رہبانیت اور تصویر یوں کو ممنوع قرار دیا وہاں نام بھی شرک سے پاک رکھ دیئے گئے۔ مثلاً عبد اللہ اور عبد الرحمن وغیرہ۔

سابقون اولون: رضوان اللہ الجمین

خدیجہ بنت خویلد، ابو بکر صدیق، علی ابن ابی طالب، زید بن حارثہ، عثمان ابن عفان، زبیر بن العوام، سعد بن ابی وقاص، طلحہ بن عبید اللہ،

عبدالرحمن بن عوف ، ابو عبیدہ بن الجراح ،
 ابو سلمہ بن عبدالاسد ، ارقم بن ابی ارقم بن
 اسد بن عبداللہ ابن عمر اور مخزومی و عثمان بن
 مظعون ال جمحی ، عبیدہ بن حارث ابن مطلب ،
 سعید بن زید بن عمرو بن نفیل العدوی ،
 اسماء بنت ابوبکر صدیق ، خباب بن الارت
 الخزاعی ، حلیف بن زھرہ ، عمیر بن ابی وقاص ،
 عبداللہ ابن مسعود الھذلی ، من حلفاء بنی زھرہ ،
 مسعود بن ربیعہ القاری من البدرین ، سلیط بن
 عمرو بن عبد شمس العامری ، عیاش بن ابی ربیعہ
 بن المغیرۃ مخزومی اور اسماء بنت سلامہ تمیمیہ ،
 خنیس بن حذافہ السھمی ، عامر بن ربیعہ الغضری ،
 حلیف آل خطاب ، عبداللہ بن جحش بن رباب
 الاسدی ، حلیف بنی امیہ ، جعفر بن ابی طالب
 اور اسماء بنت عمیس ۔

حاطب بن حارث جمحی اور فاطمہ بنت ال مجل
 عامریہ ، بھائی خطاب اور کلیہ بنت یسار ، انکے

بھائی معمر بن حارث جمحی -

السائب ولد عثمان بن مظعون -

مطلب بن ازہر بن عبد عوف الزہری اور

رملہ بنت ابی عوف السہمیہ -

الحام نعیم ابن عبد اللہ العدوی ، عامر بن فہیرہ

مولی ابو بکر صدیق -

خالد بن سعید ابن العاص بن امیہ اور

امیہ بنت خلف الخزاعیہ ، حاطب بن عمرو

العامری ، ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ العبشمی ،

واقہ بن عبد اللہ بن عبد مناف التیمی الیربوعی ،

حلیف بنی عدی -

خالد ، عامر ، عاقل ، ایاس ، بنو البکیر بن عبد یالیل

اللثی ، حلفاء بنی عدی -

عمار بن یاسر بن عامر الغنسی بنون ، حلیف

بنی مخزوم ، صہیب بن سنان بن مالک النمری

الرومی ولاؤہ عبد اللہ بن جدعان - ابوذر

جندب بن جنادہ الغفاری ، ابو نجیح عمرو بن

عسہ السلی البجلی -

بعد میں اسلام قبول کیا لیکن سابقون الاولون

میں شامل ہیں جن میں حمزہ ابن عبدالمطلب

اسد اللہ اور عمر بن الخطاب الفاروق -

رضوان اللہ جمیع

(سیر اعلام النبلاء۔ الذہبی)

عشرہ مبشرہ: رضوان اللہ جمیع

یوں تو صحابہ کرام بہت کثیر تعداد میں جنتی ہوں گے

لیکن عشرہ مبشرہ میں دس صحابہ کو جنت کی بشارت

دی گئی ہے۔ ابو بکر، عمر، عثمان، علی،

طلحہ، زبیر، سعد بن ابی وقاص، ابو عبیدہ بن

الجراح، سعید بن زید اور عبدالرحمن بن

عوف - رضوان اللہ جمیع

اعیان البدرین: رضوان اللہ جمیع

ابو بکر، عمر، علی، سعد، الزبیر، ابو عبیدہ،

عبدالرحمن ابن عوف ، زید بن حارثہ ، مسطح
 بن اثاثہ ، معصب بن عمیر ، ابن مسعود ،
 المقداد ، صہیب ، عمار ، ابوسلمہ ، زید بن
 الخطاب ، سعد بن معاذ ، عباد بن بشر ،
 ابوالہیثم بن التیہان ، قتادہ بن نعمان ،
 رفاعہ اور مبشر اولاد عبدالمنذر ، ابولبابہ
 ابویوب ، ابی بن کعب و بنو عفراء ،
 ابوطلحہ ، بلال ، عبادہ ، معاذ ، عتبان بن
 مالک ، عکاشہ بن محسن ، عاصم بن ثابت ،
 ابوالیسر۔ رضوان اللہ اجمعین
 (سیر اعلام النبلاء)

شہدائے بدر: رضوان اللہ اجمعین

عبیدہ بن الحارث المطلبی ، عمیر بن ابی وقاص
 الزہری ، صفوان ابن بیضاء ، وہب بن ربیعہ
 الفہری ، عمیر بن عبد عمرو الخزاعی ، عمیر بن الحمام
 بن الجوح الانصاری ، معاذ بن عمرو بن الجوح السلمی ،

معاذ بن عفراء اور بھائی عوف ، الحارث بن
 رفاعہ من بنی غنم بن عوف ، حارثہ بن سراقہ
 بن الحارث بن عدی الانصاری ، یزید بن
 الحارث بن قیس الخزرجی ، رافع بن المعلی
 الزرقی ، سعد بن خیشمہ الاوسی ، مبشر بن
 عبدالمنذر بھائی ابی لبابہ ، عاقل بن البکیر
 بن عبد یلیل الکنانی اللیثی۔ رضوان اللہ جمیعین

مقتولین من المشرکین بدر:

عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف اور
 بھائی شیبہ ، ابو جہل عمرو بن ہشام بن المغیرہ
 المخزومی ، امیہ بن خلف ال جمحی اور پیٹا علی ،
 عقبہ بن ابی معیط ، ابوالنختری (العاص)
 بن ہشام الاسدی ، العاص بھائی ابو جہل ،
 حنظلہ بن ابی سفیان ، عبید و العاص ابنا ابی
 احیہ ، الحارث بن عامر النوفلی ، طعیمہ چچا
 جبیر ابن مطعم ، حارث بن زمعہ بن الاسود ،

و والد اور چچا عقیل ، نوفل بن خویلد الاسدی

بھائی خدیجہ ، نضر بن الحارث ، عمیر ابن

عثمان چچا طلحہ ، مسعود المخزومی بھائی ام سلمہ ،

ابو قیس بھائی خالد ، قیس بن العاد بن مغیرہ

المخزومی ، ابنا الحجاج بن عامر السہمی (جنکے

بیٹے حارثہ اور العاص ہوئے)

(سیر اعلام النبلاء)

ہجرت اول بطرف حبشہ:

ہجرت حبشہ رجب سن 5 البعثت میں جن صحابہ

اکرام نے حصہ لیا انکے نام اسطرح ہیں

عثمان ابن عفان و معہ زوجہ رقیہ بنت رسول اللہ

ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ معہ سہلہ بنت سہیل

بن عمرو ، الزبیر بن العوام ، معصب بن عمیر ،

عبدالرحمن بن عوف ، ابو سلمہ بن عبدالاسد معہ

ام سلمہ بنت ابی امیہ بن المغیرہ ، عثمان بن

منظعون ، عامر بن ربیعہ معہ لیلیٰ بنت ابی حثمہ ،

ابوسبرة بن ابی رحم ، سہیل بن بیضاء -

ہجرت حبشہ اول میں 11 مرد اور 5 عورتیں شامل

تھیں۔ رضوان اللہ اجمعین۔ فتح الباری (1/180)

ہجرت ثانیہ:

دوسری ہجرت حبشہ بھی اسی برس ہوئی جس

میں 83 مرد 18 عورتیں شامل تھیں -

سیرۃ ابن ہشام کے مطابق 86 مرد تھے۔

جعفر بن ابی طالب وہیں مقیم تھے کہ 7ھ

کو مدینہ طلب کیا گیا۔ عبداللہ ابن مسعود کا نام

بھی ہجرت حبشہ کے حوالے سے تاریخ میں

ملتا ہے - رضوان اللہ اجمعین

نسب نامہ رسول اللہ ﷺ

ابو الانبیاء ابراہیم علیہ السلام : 1916 قبل مسیح

اسماعیل علیہ السلام : 1910 قبل مسیح

عہد نامہ عتیق میں آپ کے 13 بیٹوں کے نام ہیں

قیدار ابن اسماعیل علیہ السلام سے اولاد ابراہیم علیہ

السلام کا شجرہ آگے چلا۔

برطابق کلبی، طبری، ابن سعد ابراہیم علیہ السلام

سے عدنان اول تک 40 پشتیں ہیں جبکہ نام قدرے

مختلف دئے گئے ہیں۔

اسکے علاوہ دیگر کتب میں عدنان اول کے بعد

8 مزید پشتوں کے نام عدنان دوئم سے پہلے دئے

گئے ہیں اس طرح 49 پشتوں کے نام موجود ہیں۔

عدنان اول 600 قبل مسیح :

عدنان رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر صدیقؓ کے اجداد

میں 21 ویں پشت پر ہیں جن کے بیٹے معد اول

588 ق م ہوئے۔ شجرہ اس طرح ہے۔

" مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن

فہر (قریش) بن مالک بن النصر بن کنانہ
 بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر
 بن نزار بن معد ثانی بن عدنان دوم"

شجرہ محمد رسول اللہ ﷺ بن عبد اللہ بن
 عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن
 کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن
 فہر القریش -

ولادت رسول اللہ ﷺ بروز پیر ربیع الاول ،
 عام الفیل ، اپریل 571ء -

والد عبد اللہ بن عبد المطلب کی وفات پیدائش
 سے چند ماہ قبل ہوئی -

جب آنحضور ﷺ کی عمر 14، 15 یا 20 سال تھی
 اس وقت حرب الفجار ہوئی ، 16 سال کی عمر میں
 حلف الفضول میں شرکت فرمائی ، 35 سال کی عمر
 میں حجر اسود نسب کرنے کا واقعہ پیش آیا - 40
 سال کی عمر میں نبوت عطاء ہوئی -

11 نبوت میں انصار کے 6 افراد مشرف بہ

اسلام ہوئے

12 نبوت میں بیعت عقبی اولی ہوئی جس میں 12

افراد مسلمان ہوئے۔

13 نبوت بیعت عقبہ ثانیہ 73 مرد اور 2 عورتوں

نے اسلام قبول کیا اور ابو بکر صدیق کے ہمراہ

ہجرت مدینہ ہوئی اور یہیں سے یکم ہجری

(اسلامی سن ہجری) کا آغاز ہوا۔

امہات العظام (مائیں)

بعض امہات کے مختلف روایات میں ایک سے زیادہ

نام دئے گئے ہیں ان سب کو تحریر کر دیا گیا ہے

1. والدہ اسمعیل علیہ السلام : ہاجر القبطیہ

(بنت ملک من ملوک القبط مصر)

2. جدہ عدنان :

المستہرة بنت علی من جرہم یا جدیس

بلہاء بنت یعر ب بن قحطان

بلہاء بنت ماغر بن قحطان

3. معد بن عدنان : (کنیت ابو قضاہ یا ابو نزار)

مہدد بنت اللہم بن جلبج من جدیس بن حائر

من ارم من سام بن نوح

منہاء بنت اللہم بن جلید بن طسیم

تیمہ بنت یشجب بن یعر ب بن قحطان

ام یغشان بن ابراہیم یا قنطورا بنت مقطور

نوٹ: کہا جاتا ہے معد کی عمر 12 سال تھی

جب بخت نصر نے دوسرا حملہ کیا -

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یرمیاہ نبی (585 ق م)

انہیں حملہ سے پہلے شام یا حران لے گئے تھے

(روض الانف، طبری)

جب بخت نصر حجاز سے چلا گیا تو یہ واپس

آئے اور بنو جرہم کے خاندان کو تلاش کیا تو

ان میں سے صرف جوشن یا جرش بن
جلہمہ باقی تھے انہوں نے انکی بیٹی معانہ
بنت جوشم سے شادی کر لی۔

4. نزار بن معد بن عدنان :

(کنیت ابوایاد یا ابو ربیعہ)

معانہ بنت جوشم بن جلہمہ بن (عمرو یا عامر)
بن عوف بن عدی ابن دب بن جرہم
جلہمہ بنت عمرو بن ہلینہ بن دودہ من جرہم
نوٹ: انکی دو بیویاں اور 4 بیٹے تھے۔

امام احمد بن حنبل کا نسب ان سے ملتا ہے۔
سودہ بنت عک سے مضر اور ایاد پیدا ہوئے
اور جرہم قبیلہ سے انکی ماموں زاد حذالہ بنت
وعلان بن جوشم سے ربیعہ اور انمار پیدا
ہوئے۔

5. مضر بن نزار بن معد بن عدنان :

انکا نام عمرو اور کنیت ابو الیاس تھی
سودہ بنت عک بن الریث بن عدنان
خبیبہ بنت عک بن الحارث بن عدنان
یا شقیقہ بنت عک

نوٹ: مضر کے دو بیٹے ہوئے جنکے نام

الیاس اور عیلان (ناس) تھے

ابن عباس کا قول ہے (فتح الباری)

لَا تَسْبُوا مُضَرَ وَلَا رَبِيعَةَ فَإِنَّهُمَا

كَانَا مُسْلِمِينَ

مضر اور ربیعہ کو گالی مت دو کیونکہ
وہ دونوں مسلمین تھے (دین ابراہیمی پر)
6. الیاس بن مضر بن نزار:

الرباب بنت حیدۃ بن معد بن عدنان
الخنفاء بنت ایاد بن معد بن عدنان
عطوی بنت ایاد من حمیر یا جرهم
نوٹ: الیاس کے تین بیٹے مدرکہ، طابخہ
اور قمعہ تھے۔

7. مدرکہ بن الیاس: (عمرو، ابوالہذیل یا عامر)
خندف (لیلیٰ) بنت حلوان بن عمران بن
الحاف ابن قضاہ
نوٹ: مدرکہ کے دو بیٹے تھے خزیمہ اور
ہذیل
صحابی عبداللہ بن مسعودؓ کا نسب ان سے
ملتا ہے

8. خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس:
سلمی بنت اسد بن ربیعہ بن نزار بن
معد بن عدنان
سلمی بنت اسلم بن الحاف بن قضاہ
سلمی بنت سلیم بن الحاف بن قضاہ
سلمی بنت سوید بن اسلم بن اسلم بن
الحاف بن قضاہ
سلمی بنت سعد بن قیس بن الحاف بن قضاہ

نوٹ: خزیمہ کی دو بیویاں اور 5 بیٹے تھے
 پہلی بیوی عوانہ بنت سعد یا ہند بنت عمرو
 تھیں جن سے کنانہ متولد ہوئے، جبکہ دوسری
 بیوی سے اسد، اسدہ، عبد اللہ اور ہون پیدا
 ہوئے

ابن عباسؓ سے روایت ہے (سبل الہدیٰ والرشاد)
 مَا تَ خُزَيْمَةُ عَلَى مِلَّةِ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ
 وَالسَّلَامُ

خزیمہ دین ابراہیم پر فوت ہوئے

9. کنانہ بن خزیمہ :

عوانہ بنت سعد بن قیس بن عیلان بن مضر
 بن نزار ہند بنت عمرو بن قیس بن عیلان
 نوٹ: کنانہ کی شادیوں اور اولاد کی تفصیل
 اس طرح ہے۔ برہ بنت مر بن اد سے نضر،
 نضیر، مالک، ملاکان، عامر، عمرو، حارث،
 سعد، عوف، غنم، مخرمہ، جردول، غزوان
 (عزوان)، حدال (حذال)

کلبہہ یا کلبہہ بنت ہنی بن ملی بن عمرو بن
 الحاف بن قضاہ سے عبد مناة پیدا ہوئے

10. النضر بن کنانہ بن خزیمہ

برہ بنت مر بن اد بن طانجہ بن الیاس بن
 مضر ابن نزار

نوٹ: ان کے 3 بیٹے تھے مالک، یحمد

اور صلت -

ابن ہشام کے مطابق نصر کا لقب قریش ہے
جو بھی انکی اولاد میں سے ہو وہ قریش ہے۔
11. مالک بن النضر بن کنانہ (کنیت ابو حارث)

عکرشہ یا عاتکہ بنت عدوان (الحارث بن عمرو
بن قیس بن عیلان بن مضر)
ہند بنت فہم بن عمرو بن قیس بن عیلان
نوٹ: انکے دو بیٹے ہوئے فہر اور حارث
12. فہر بن مالک (کنیت ابو مالک)

جندل بنت الحارث بن جندل بن عامر بن
سعد بن الحارث بن عضاض بن جرہم
جندلہ بنت الحارث بن مضاض بن زید بن
مالک بن عیاض بن جرہم
جندلہ بنت الحارث بن عامر بن الحارث
الجرہمی

نوٹ: یہ اپنے زمانے میں سردار تھے اور
انہی کے دور میں قبیلہ حمیر اور یمنی مکہ مکرمہ
پر حملہ کرنے اور کعبہ کے پتھر لے جا کر یمن
میں نئے کعبہ کی تعمیر کے لئے آئے تھے۔
فہر کو پتہ لگا تو انہیں شکست دی -

فہر کے 7 بیٹے تھے، غالب، حارث، اسد،
عوف، ریث (ذئب)، جون، محارث
(محارب) اور ایک بیٹی جندلہ تھیں -
13. غالب بن فہر بن مالک (کنیت ابو تیم)

لیلی بنت الحارث بن تمیم بن سعد بن
 ہذیل بن مدرکہ بن الیاس بن مضر
 انکی والدہ: سلمی بنت طانجہ بن الیاس بن مضر
 اور انکی والدہ: عاتکہ بنت الازد بن الغوث
 بن نبت بن مالک بن زید ابن کھلان بن سبا
 اور انکی والدہ: زینب بنت ربیعہ بن وائل
 بن قاسط بن ہنب بن اقصی ابن دعی ابن
 جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار بن معد بن
 عدنان ام قاسط بن ہنب کی والدہ :
 النوار بنت قاسط بن بھراء بن عمرو بن الحاف
 ابن قضاعہ حکامہ بن ابن الکلبی -
 ام ہنب بن اقصی کی والدہ :
 ملیکہ بنت لقدم بن دعی بن ایاد بن نزار
 بن معد بن عدنان
 نوٹ: غالب کے دو بیٹے تھے،
 لوی ، تیم الادرم -

14. لوی بن غالب (کنیت ابو کعب)

عاتکہ بنت یحمد بن النضر بن کنانہ
 سلمی بنت کعب بن عمر (خزاعہ بن ربیعہ)
 انکی والدہ: الوارثہ بنت الحارث بن مالک بن
 کنانہ یا انیہ بنت شیبان بن ثعلبہ الحض بن
 عکابہ بن صعب بن علی بن بکر بن وائل
 بن قاسط بن ہنب بن اقصی بن دعی بن

جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار بن معد
 اور انکی والدہ : ماویہ بنت سعد بن زید مناة
 بن تمیم تناصر بنت الحارث بن ثعلبہ بن
 دودان بن اسد بن خزیمہ بن مدرکہ
 اور انکی والدہ: زہم بنت کاہل بن اسد
 بن خزیمہ ابن مدرکہ بن مضر بن نزار بن
 معد بن عدنان

نوٹ : ام المومنین سودہ بنت زمعہ اور
 سہیل بن عمرو کانسب لوی بن غالب
 سے مل جاتا ہے۔

لوی کے سات بیٹے ہوئے ، کعب ، عامر ،
 سامہ ، عوف ، خزیمہ ، سعد اور حارث
 15. کعب بن لوی بن غالب

ماریہ یا ماویہ بنت کعب بن القین
 (نعمان ابن جسر ابن شعیب اللہ (اللوات) بن
 اسد بن وبرہ بن تغلب الغلباء بن حلوان
 ابن عمران بن الحاف بن قضاعہ بن مالک
 بن عمرو بن مرہ بن زید بن مالک ابن حمیر
 (العرنج بن سباء بن یشجب بن یارب
 بن قحطان)

انکی والدہ : سلمی بنت لیث بن بکر بن
 عبد مناة بن کنانہ بن خزیمہ یا
 عاتکہ بنت کاہل بن عذرہ بن سعد بن

ہذیم بن زید بن لیث بن سود بن اسلم

ابن الحاف بن قضاہ یا

وحشیہ بنت ربیعہ بن حرام بن ضنہ بن

عبد بن کبیر بن عذرة بن سعد ہریم ابن

زید بن لیث بن سود بن الحاف بن قضاہ

من حمیر

نوٹ: کعب بن لوی کی زوجہ محشیہ بنت

زیان بن محارب سے دو بیٹے مرہ اور

ہصیص پیدا ہوئے اور

رقاش بنت ركبہ بن بلبہ بن کعب سے

عدی متولد ہوئے۔

کعب بن لوی کے بیٹے عدی کی نسل میں

عمر بن الخطابؓ اور عمرو بن العاصؓ ہوئے

16. مرہ بن کعب بن لوی بن غالب

(کنیت ابو یقظہ)

فحشیہ یا وحشیہ بنت شیبان بن محارب بن

فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ القرشیہ الفہریہ

انکی والدہ: بنت وائل بن قاسط بن ہنب

بن اقصى بن دعی بن جدیلہ

نوٹ: مرہ بن کعب کی زوجہ ہند بنت سریر

بن ثعلبہ کے بطن سے کلاب متولد ہوئے

اور اسماء بنت سعد بن عدی کے بطن سے

تیم اور یقظہ پیدا ہوئے۔

تیم بن مرہ بن کعب کی نسل میں
 ابو بکر صدیقؓ اور طلحہ بن عبید اللہؓ اور
 ام المومنین عائشہ صدیقہؓ ہوئے۔
 مخزوم بن یقظہ بن تیم بن مرہ بن کعب کی
 نسل میں ام المومنین ام سلمیؓ ، خالد بن
 ولیدؓ اور سعید بن مسیبؓ ہوئے۔
 17. کلاب بن مرہ بن لوی بن غالب

(کنیت ابوزہرہ)

ہند بنت سریر بن ثعلبہ بن الحارث بن
 مالک بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن
 الیاس بن مضر بن نزار بن معد

بن عدنان

انکی والدہ : لبابہ یا امامہ بنت عبدمناتہ بن
 کنانہ ابن خزیمہ بن مدرکہ
 اور انکی والدہ : عاتکہ یا ہند بنت دودان
 بن اسد بن خزیمہ

اور انکی والدہ : جدیلہ بنت صعب بن
 علی بن بکر بن وائل بن قاسط بن
 ہنب ابن افصی بن دغیم بن جدیلہ
 بن اسد بن ربیعہ بن نزار

نوٹ : کلاب بن مرہ کے دو بیٹے قصی اور
 زہرہ ہوئے۔ رسول اللہ کی والدہ آمنہؓ
 بنت وہب کا نسب زہرہ بن کلاب سے ملتا

ہے۔ مکمل نسب 21 نمبر پر درج ذیل ہے۔

قصی بن کلاب بن مرہ کی زوجہ جی بنت

حلیل کے بطن سے 4 بیٹے عبد مناف ،

عبدالدار ، عبد العزی ، عبد قصی اور 2

بیٹیاں تخمیر اور برہ متولد ہوئیں۔

قصی بن کلاب نے اپنا جانشین اپنے بیٹے

عبدالدار بن قصی کو نامزد کیا اور مکہ مکرمہ

میں فوت ہو کر جیحوں میں دفن ہوئے۔

عبدالدار بن قصی اور عبد مناف بن قصی

کے بیٹوں کے درمیان شدید اختلافات پیدا

ہو گئے اور گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔

18. عبد مناف بن قصی بن کلاب

جی بنت حللیل بن حبشیہ بن سلول بن کعب

بن عمرو (خزاعہ بن ربیع) اور نسب لحيی بن

حارثہ بن عمرو مزقیاء بن عامر ماء السماء ابن

حارثہ الفطریف بن امری القیس بن ثعلبہ بن

مازن بن الازد بن الغوث الازدیه الخزاعیہ

نوٹ: اصل نام مغیرہ اور عبد مناف ایک بت

کا نام تھا۔ عبد مناف بن قصی کی زوجہ عاتکہ

کبری بنت مرہ کے بطن سے 3 بیٹے

مطلب ، ہاشم (عمرو) ، عبد شمس اور

5 بیٹیاں تماضر، برہ، حیہ (حنہ) ، ہالہ اور

قلاہ متولد ہوئیں۔ دوسری بیوی واقعہ

بنت عامر بن نہم مازنیہ کے بطن سے نوفل
اور ابو عمرو (ابوعبید) ہوئے جبکہ تیسری
بیوی نافذہ سے بیٹی ربطہ متولد ہوئیں۔
انکی اولاد کی تعداد میں اختلاف ہے۔

19. ہاشم بن عبد مناف

عاتکہ بنت مرہ بن ہلال بن فالح بن
ذکوان بن ثعلبہ بن بھشہ بن سلیم بن
منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن
عیلان بن مضر
نوٹ: ہاشم اور عبد شمس بن عبد مناف کہا
جاتا ہے جڑواں بھائی تھے اور جب پیدا
ہوئے تو انکی دو انگلیاں جڑی ہوئی تھیں۔
ہاشم بن عبد مناف کا نام عمرو تھا اور انکی
زوجہ سلمیٰ بنت عمرو بن زید نجاریہ کے بطن
سے بیٹا شیبہ (عبد المطلب) اور بیٹی رقیہ اور
دوسری بیوی ہند بنت عمرو بن ثعلبہ خزرجیہ
سے بیٹا ابو صفیٰ اور بیٹی حبیبہ متولد ہوئیں۔
قبیلہ بنت عامر بن مالک خزاعیہ کے بطن
سے بیٹا اسد اور امیمہ بنت عدی بن عبد اللہ
بن دینار قضاعیہ کے بطن سے بیٹا نضلہ اور
بیٹی شفاء متولد ہوئے اسکے علاوہ واقعہ بنت
ابو عدی مازنیہ سے دو بیٹیاں
خالدہ اور ضعیفہ متولد ہوئیں۔

عبدال مطلب بن ہاشم نے 5 شادیاں کیں
تتیلہ بنت جناب بن کلیب خزرجیہ کے بطن
سے عباس اور جرار۔

ہالہ بنت وہیب زہریہ سے حمزہ ، مقوم ،
حجل اور بیٹی صفیہ اور
فاطمہ بنت عمرو بن عائد مخزومیہ کے بطن
سے عبداللہ ، ابوطالب ، زبیر اور 5 بیٹیاں
ام حکیم بیضاء ، عاتکہ ، امیمہ ، اروی اور
برہ پیدا ہوئیں۔

سمراء بنت جندب ہوا زنیہ کے بطن سے
حارث اور

لبنی بنت ہاجر بن عبد مناف خزاعیہ سے
ابولہب متولد ہوئے -

20. عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم

فاطمہ بنت عمرو بن عائد بن عمران بن
مخزوم بن یثظہ بن مرہ بن کعب بن لوی
بن غالب بن فہر بن مالک ابن النفر
بن کنانہ

نوٹ: عبداللہ بن عبدالمطلب والد رسول
اللہ ﷺ کی قبر مدینہ میں دار النباغہ کے
مقام پر ہے

21. آمنہؓ بنت وہب بن عبد مناف بن

زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن

لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر
بن کنانہ السیدہ الطاہرہ قرشیہ زہریہ
والدہ محمد رسول اللہ ﷺ

آپ کی قبر مدینہ سے مکہ جانے والی شاہراہ
پر مدینہ سے جنوب کی سمت 200 کلومیٹر
دور مقام الفرع میں ہے جسے ابواء کہا جاتا
ہے۔ اس وقت رسول اللہ کی عمر 6 برس
تھی۔

نوٹ: اوپر نمبر 16 پر مرہ بن کعب بن لوی
بن غالب کا نسب بیان ہوا ہے جس پر
رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر صدیقؓ کا نسب
منتہی ہوتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا نسب اوپر بیان ہو گیا ہے

تیم بن مرہ کی اولاد کا نسب درج ذیل ہے

22. اسماء بنت سعد "بارق" بن عدی بن حارثہ

بن عمرو مزلقیاء بن عامر ماء السماء بن حارثہ

الغطفیف بن امرئ القیس البطریق بن ثعلبہ

بن مازن بن الازد ابن مرہ۔

یہ تیم بن مرہ کی والدہ تھیں جنکی والدہ کا

نام وحشیہ بنت شیبان بن محارب بن فہر
قرشیہ تھیں

23. الطوالہ بنت مالک بن حسل بن عامر بن لوی

بن غالب بن فہر القرشیہ -

والدہ سعد بن تیم بن مرہ

24. تملک بنت تیم الادرم بن غالب بن فہر

القرشیہ -

والدہ عمرو بن کعب بن سعد بن تیم

بن مرہ -

25. آمنہ بنت وہب بن ثعلبہ بن وائلہ بن

عمرو بن بن شیبان بن محارب بن فہر

القرشیہ -

والدہ عامر بن عمرو - جو ابو بکر صدیق ؓ کے

دادا تھے -

26. قلیۃ بنت اذادۃ بن ریاح بن عبداللہ بن قرط

بن رزاح بن عدی بن کعب جو کہ عمر بن

خطاب ؓ کی عشیرۃ تھیں اور بنی عدی بن

کعب قریش سے تھیں اور ابی قحافہ عثمان ؓ

کی والدہ تھیں

27. ام الخیر ؓ سلمیٰ بنت صخر بن عامر بن کعب

بن تیم بن مرہ والدہ ابو بکر صدیق ؓ

(بحوالہ جمہرۃ الانساب اصحات النبی)

آل، اولاد و اہل بیت رسول اللہ ﷺ

محمد ﷺ بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم

بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن

کعب بن لوی بن غالب بن فہر (القریش)

ازواج مطہرات، امہات المؤمنین، اہل بیت:

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ

أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا (الاحزاب)

اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم اہل بیت نبی سے گندگی کو

دور کرے اور تمہیں پوری طرح پاک کر دے

الَّتِي أُولَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَ

أَزْوَاجَهُ أُمَّهُتُهُمْ

بلاشبہ نبی تو اہل ایمان کے لئے انکی اپنی ذات پر

مقدم ہے اور نبی کی بیویاں انکی مائیں ہیں

(الاحزاب)

وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ

اللَّهِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ (الاحزاب)

مگر کتاب اللہ کی رو سے عام مومنین و مہاجرین کی بہ نسبت رشتہ دار ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں
 يٰنِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ (الاحزاب)
 نبی کی بیویو تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو

1. خدیجہؓ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی القرشیہ -

وفات بعمر 60 سال سن 3 قبل ہجرت، دفن معلما مکہ مکرمہ۔ ام المومنین، رضی اللہ عنہا
 2. سودہؓ بنت زمعہ بن قیس بن عبد الشمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی بن غالب بن فہر القرشیہ -
 ام المومنین، رضی اللہ عنہا

متوفی آخر خلافت عمر بن الخطابؓ والدہ: الشموٰس بنت زید بن عمرو الانصاریہ
 3. عائشہؓ بنت ابو بکر الصدیقؓ بن عثمان ابوقحافہؓ التیمی القرشی،
 ام المومنین، رضی اللہ عنہا

وفات 17 رمضان 58ھ دفن فی البقیع
 4. حفصہؓ بنت عمر بن الخطابؓ العدوی القرشی، ام المومنین، رضی اللہ عنہا
 وفات شعبان 45ھ

5. زینبؓ بنت خزیمہ بن عبد اللہ بن عمرو

- بن عبد مناف بن هلال بن عامر بن
صعصعة الهلالية، ام المؤمنين
رضى الله عنها - متوفى 4هـ
6. ام سلمة هند بنت ابى امية (حذيفة) بن
مغيره بن عبد الله بن عمر بن مخزوم بن يقظة
بن مره بن كعب بن لوى القرشى -
ام المؤمنين ، رضى الله عنها
7. زينب بنت جحش بن رباب بن يعمر
الاسدى، ام المؤمنين، رضى الله عنها
8. جويرية بنت الحارث بن ضرار بن
حبیب بن خزيمه الخزاعية المصطلقية
ام المؤمنين ، رضى الله عنها
9. ام حبيبة بنت ابوسفیان صخر بن حرب
بن امية بن عبد شمس القرشى الاموى،
ام المؤمنين، رضى الله عنها، متوفى 46هـ
10. صفية بنت حي بن اخطب بن سعية
من بنى النضير، ام المؤمنين،
رضى الله عنها، متوفى 52هـ
11. ميمونة بنت الحارث بن حزن
بن عامر بن صعصعة الهلالية
ام المؤمنين ، رضى الله عنها
والده هند بنت عوف
12. مارية قبطية ، ام المؤمنين، رضى الله عنها

بعض علمائے اسلام ماریہ قبطیہؓ کو امہات
المومنین میں شمار نہیں کرتے بلکہ
ازواج میں بھی تحریر نہیں کرتے۔

امہات المومنین میں سے 6 کا تعلق قبیلہ
قریش سے تھا
4 مختلف عرب قبائل سے تھیں
ایک بنی اسرائیل سے اور ایک قبطی تھیں

اولاد رسول اللہ ﷺ :

رسول اللہ ﷺ کی بیٹیاں :

زینبؓ بنت محمد ﷺ

زوجہ ابوالعاص بن ربیع امویؓ

زینبؓ بنت محمد ﷺ

کی شادی ابوالعاص بن الربیع

بن عبدالعزیٰ ابن عبد شمس سے ہوئی

جن کی والدہ ام ہالہ بنت خویلد تھیں اور

ام المومنین خدیجہ کی بہن تھیں۔

انکے بیٹے علیؓ اور بیٹی امامہؓ متولد ہوئیں۔

علی بن ابی العاصؓ فتح مکہ کے دن رسول اللہ کے
ناقہ پر سوار تھے اور آنحضور ﷺ کے ردیف تھے
اور انہیں اپنے کندھوں پر اٹھا کر کے کعبہ سے تصویریں
مٹوائی تھیں۔

امامہ بنت زینب بنت محمد ﷺ کو عین نماز کی
حالت میں حضور ﷺ کے دوش ہائے مبارک پر
سوار ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

امامہؓ کی شادی علیؓ بن ابی طالب سے ہوئی
اور انکی شہادت کے بعد المغیرہ بن نوفل بن
الحارث سے یا ابوالہیاج ابن ابی سفیان بن
الحارث بن عبدالمطلب سے ہوئی۔

(الاخوة والاختوات)

رقیہؓ بنت محمد ﷺ

زوجہ عثمان بن عفان امویؓ

رقیہؓ بنت محمد ﷺ کی شادی عثمان غنی سے

ہوئی اور ان کے بیٹے عبد اللہؓ متولد ہوئے۔

آپ نے شوہر کے ہمراہ دو مرتبہ ہجرت کی۔

ایک مرتبہ حبشہ اور دوسری مرتبہ مدینہ

منورہ - وفات 2ھ کو ہوئی -

آپ کی ولادت مکہ مکرمہ میں ہوئی تھی اور

نسبت عتبہ بن ابی لہب سے طے ہوئی تھی

پھر بت ید ابی لہب نازل ہوئی تو نسبت ختم

ہو گئی -

ام کلثومؓ بنت محمد ﷺ

زوجہ عثمان بن عفان امویؓ

ام کلثوم بنت محمد ﷺ کا نکاح عثمان غنی سے

3ھ میں ہوا اور وفات 9ھ کو ہوئی۔ غسل

اسماء بنت عمیس نے دیا۔ آپ کی پہلی نسبت عتبہ بن

ابی لہب سے ہوئی تھی جب سورۃ: اللہب 111

نازل ہوئی تو یہ نسبت ختم کر دی گئی تھی -

فاطمہؓ بنت محمد ﷺ

زوجہ علی بن ابی طالب ہاشمیؓ

فاطمہؓ بنت محمد ﷺ سے حسنؓ، حسینؓ،

زینبؓ اور ام کلثومؓ متولد ہوئے۔

رسول اللہ ﷺ کے بیٹے:

قاسمؓ بن محمد ﷺ، طاہرؓ بن محمد ﷺ

طیبؓ بن محمد ﷺ، عبد اللہؓ بن محمد ﷺ

ابراہیمؓ بن محمد ﷺ

رسول اللہ ﷺ کی کنیت ابوالقاسم اپنے بیٹے

قاسمؓ پر تھی۔ جن کی وفات مکہ مکرمہ میں ہوئی

ابوالقاسم محمد بن عبد اللہ ﷺ

مستدرک کی روایت کے مطابق جب ابراہیمؓ کی

ولادت ہوئی تو حضرت جبرائیلؑ نے آنحضور ﷺ

کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا

اَلسَّلَام عَلَیْكَ يَا اَبَا اِبْرَاهِیْمَ

ابراہیم بن محمد ﷺ کی والدہ ماریہؓ قبطیہ تھیں

جبکی ولادت ذی الحج 8 ھ اور وفات 13 ربیع الاول

10 ھ اور البقیع میں دفن ہوئے (واقدی)

ام المومنین خدیجہؓ کی دیگر اولادیں:

ام المومنین خدیجہؓ کے پہلے خاوند ابوہالہ (ہند بن
نباش بن زرارہ) جن سے دو بچے ہند بن ابی ہالہ
اور ہالہ بنت ابی ہالہ (مالک بن انساش بن زرارہ)
متولد ہوئے

اور دوسری شادی عتیق بن عائد مخزومی سے ہوئی جن
سے بیٹی ہند متولد ہوئیں۔

ہند سے صیفی بن امیہ بن عائد نے نکاح کیا
جو انکے چچا زاد تھے۔ جن سے بیٹے محمد بن
صیفی متولد ہوئے۔

ان ہی محمد بن صیفی کی اولاد کو ابو الطاہرہ
کہا جاتا ہے۔ (الاصابہ)

ہند بنت عتیق بن عایذ بن عبداللہ بن عمر
بن مخزوم۔

ہند بن ہند بن ابی ہالہ مختار کے قتل کے دن
معصب بن الزبیرؓ کی طرف سے لڑتے ہوئے
67 برس کی عمر میں شہید ہوئے (اسد الغابہ)

ابن ہمالہ: ہند بن زرارہ بن انس حلیف

بنی عبدالدار بن قصی (الاخوة والاخوات، 25)

حوالہ: الاستیعاب: ابن عبدالبر، مجمع الزوائد:

الہیثمی - ابن الہشام و دیگر کتب سیرت

وَالسَّيْقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ

وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوا هُمْ بِأَحْسَانٍ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ - التوبہ: 100

اور جو مہاجرین و انصار جنہوں نے سب سے پہلے

دعوت ایمان پر لبیک کہنے میں سبقت کی نیز وہ جو

بعد میں راستبازی کے ساتھ انکے پیچھے آئے (پیرو ہیں)

اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ

تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ

السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِينًا

الفتح: 18

اللہ مومنوں سے خوش ہو گیا جب وہ درخت کے

نیچے تم سے بیعت کر رہے تھے (بیعت الرضوان)

ان کے دلوں میں جو تھا اسے اس نے معلوم کر لیا

ان پر اطمینان نازل فرمایا اور انہیں قریبی فتح بخشی۔

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ

عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ الفتح: 29

محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں

وہ کفار پر سخت اور آپس میں رحمدل ہیں

خیر الناس قرنی ثم الذین یلونہم

ثم الذین یلونہم - بخاری و مسلم

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بہترین لوگ میرے

زمانہ کے ہیں (یعنی صحابہ) پھر جو ان کے

بعد آئیں (یعنی تابعین) پھر جو ان کے بعد آئیں

گے (یعنی تبع تابعین)

فضل العرب وقریش و شیخین

قال أبو محمد حرب بن إسماعيل الكرماني رحمه الله

صاحب الإمام احمد في وصف للسنة قال فيها:

هذا مذهب آئمه العلم وأصحاب الاثر، وأهل سنة

المعروفين بها، المقتدى بهم فيها-

قال: وأدرکت من أدرکت من أهل العراق،

والحجاز، والشام، وغيرهم عليها، أن من

خالفها، أو طعنَ فيها، أو عاب قائلها، فهو

مبتدع، خارج عن الجماعة، زائل من منهج السنة،

وسيل الحق -

قال: ونعرف للعرب حقها وفضلها وسابقتها،

ونحبهم لحديث رسول الله ﷺ:

حب العرب إيمان، وبغضهم نفاق ﴿٢٥﴾،

ولانقول بقول الشعوبه، وأراذل الموالى الذين

لا يحبون العرب، ولا يقرون بفضلهم،

فإن قولهم بدعت وخلاف-

وقد وردت أحاديث تؤيد مذهب أهل سنت

والجماعة:

روى الحاكم عن أنس رضي الله عنه، عن النبي ﷺ:

حب العرب إيمان، وبغضهم كفر، فمن أحب
العرب فقد أُجِنِّي، ومن أبغض العرب فقد أبغضني ﴿١﴾
وروى الطبراني، عن أنس رضي الله عنه، عن النبي ﷺ:
حب قُرَيْشٍ إيمان، وبغضهم كفر، وحب العرب
إيمان، وبغضهم كفر، فمن أحب العرب، فقد
أجِنِّي، ومن أبغض العرب فقد أبغضني ﴿٢﴾
وروى ابن عساكر، والسلفي، عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه
قال: قال رسول الله ﷺ: حُبُّ أَبِي بَكْرٍ وَعَمْرٍ
مِنَ الْإِيمَانِ، وَبُغْضُهُمَا كُفْرٌ، وَحُبُّ الْأَنْصَارِ مِنَ
الْإِيمَانِ، وَبُغْضُهُمْ كُفْرٌ، وَحُبُّ الْعَرَبِ مِنَ
الْإِيمَانِ، وَبُغْضُهُمْ كُفْرٌ ﴿٣﴾

﴿١﴾ متوفى سن 280هـ، ترجمه في طبقات حنابلة

145/1، ونقل ذلك عن ابن تيمية في

"الاقتضاء" (1/381 ط2)

﴿٢﴾ أخرجه العقيلي في "الضعفاء" (4/355)، و

ابن نعيم في "الحليته" (2/333)، والحاكم

﴿٣﴾ (87/4)، وإسناد ضعيف جدا، فيه الهيشم

ومعقل، وهم ضعيفان، بل الأول متروك

﴿٤﴾ تقدم تخريجه

﴿٥﴾ نفسه، وانظر "مجمع الزوائد" (1/89)

و10/27

﴿٦﴾ وزاد السيوطي في "جمع الجوامع" (3/327)

ترتیباً نسبت للدیلمی فی "مسند"
وقال الالبانی فی "ضعیف الجامع" (2679)
ضعیف جدا۔

(مبسوک الذهب فی فضل العرب، مرعی الحنبلی 30 و 31)

خصوصیات قریش

زبیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فَضَّلَ اللَّهُ قُرَيْشًا بِسَبْعِ خِصَالٍ

اللہ تعالیٰ نے قریش کو سات باتوں میں دوسروں سے

ممتاز رکھا ہے

فَضَّلَهُمْ بِأَنَّهُمْ عَبَدُوا اللَّهَ عَشْرَ سِنِينَ لَا يَعْبُدُهُ

إِلَّا قُرَشِي

یہی اکیلے دس سال اللہ کی عبادت کرتے رہے، کوئی

عبادت نہ کرتا تھا سوائے قریشی مسلمین کے

(ادائل اسلام میں) چند دوسرے قبائل کے افراد

بھی اسلام لائے لیکن وہ بہت کم تعداد میں تھے۔

وَفَضَّلَهُمْ بِأَنَّهُ نَصَرَهُمْ يَوْمَ الْفِيلِ وَهُمْ مُشْرِكُونَ

بادجویکہ یہ مشرک تھے پھر بھی اللہ نے ہاتھی والوں

کے خلاف انکی مدد فرمائی

وَفَضَّلَهُمْ بِأَنَّهُ نَزَلَتْ فِيهِمْ سُورَةٌ مِنَ الْقُرْآنِ

لَمْ يَدْخُلْ فِيهِمْ غَيْرُهُمْ ﴿لَا يَلْفِ قُرَيْشٌ﴾

انکے بارے میں قرآن مجید کی ایک سورۃ

﴿لَا يَلْفِ قُرَيْشٌ﴾ نازل فرمائی اور انکے ساتھ اس

سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے اور کسی کو شریک نہیں کیا -

وَفَضَّلَهُمْ بِأَنَّهُ فِيهِمُ النَّبِيُّ

انہیں یہ فضیلت عطا فرمائی کہ نبی ﷺ ان میں

سے ہیں

وَالْخِلَافَةُ وَالْحِجَابَةُ وَالسَّقَايَةُ

انہیں خلافت کے مسند سے نوازا

بیت اللہ کی نگرانی کی سعادت بخشی

حجاج کو پانی پلانے کا شرف عطا فرمایا

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا (صحیح بخاری)

الْأَنْسَابُ تَبَعَ لِقُرَيْشٍ فِي هَذَا السَّانِ، مُسْلِمُهُمْ تَبَعَ

لِمُسْلِمِهِمْ، وَكَافِرُهُمْ تَبَعَ لِكَافِرِهِمْ

اس (دین کی پیروی) معاملے میں لوگ قریش

کے تابع ہیں۔ عام مسلمان ، قریشی مسلمانوں کے
تابع ہیں اور عام کفار، کفار قریش کے تابع رہے

قریش کی وجہ تسمیہ:

امیر معاویہ ؓ نے ابن عباس ؓ سے اسکے بارے میں
پوچھا تو انہوں نے بتایا:

سُمِيَ قُرَيْشٌ بِدَابَّةٍ عَظِيمَةٍ فِي الْبَحْرِ مِنْ أَقْوَى
دَوَابِهِ سُمِيتَ بِهِ قُرَيْشٌ لِقُوَّتِهَا ، لِأَنَّهَا تَأْكُلُ
وَلَا تُؤْكَلُ ، وَتَعْلُو وَلَا تَعْلَى

قریش کا نام سمندری عظیم جانور (وہیل) پر ہے۔
قریش کو اس قوت پر نام دیا گیا ہے کہ وہ دوسروں
کو کھا جاتی ہے کوئی اسے نہیں کھاتا اور یہ ہمیشہ
غالب رہتی ہے اور کبھی مغلوب نہیں ہوتی۔

قریش کے مشہور شاعر وہب بن زمعہ اسید جمحی

کے اشعار سے استدلال کیا ہے

وَقُرَيْشٌ هِيَ الَّتِي تُسَكِّنُ الْبَحْرَ بِهَا سُمِيتَ قُرَيْشٌ قُرَيْشًا
سَلَّطَتْ بِالْعُلُوِّ لُجَّةَ الْبَحْرِ عَلَى سَاكِنِي الْبُحُورِ جِيوشًا
تَأْكُلُ الْعُتَّ وَالسَّمِينَ وَلَا تَتَرَكُّ يَوْمًا لِذِي الْجَنَاحَيْنِ رِيشًا
هَكَذَا فِي الْعِبَادِ مِثْلُ قُرَيْشٍ يَا كُلُّونَ الْبِلَادِ أَكَلَا كَشِيشًا

قریش وہ مچھلی ہے جو سمندر میں رہتی ہے۔ اسی کے نام پر قریش نام قریش رکھا گیا ہے۔ سمندر کی تاریکیوں میں رہنے والے سارے لشکروں پر وہ غالب ہوتی ہے۔ وہ ہر چھوٹی بڑی چیز کھا جاتی ہے اور کسی دن بھی دو پروں والوں کیلئے کوئی چیز باقی نہیں چھوڑتی۔ اس طرح انسانوں میں قبیلہ قریش کے لوگ شہروں کو اڑدے کے کھانے کی طرح کھا جاتے ہیں۔ (الؤلؤ المکنون)

قریش کے بارے میں دیگر توجیہات :
 قریش ، تقریش سے ماخوذ ہے۔ تقریش کے معنی تفتیش اور جانچ پڑتال کے ہیں۔ قریش دوسروں کی ضرورتوں کو جان کر انہیں پورا کیا کرتے تھے۔
 اخلاق سے گری ہوئی باتوں سے اجتناب کی وجہ سے یہ نام دیا گیا۔ دشمنوں کے خلاف بلیغ ہجو میں مہارت کی وجہ سے یہ نام دیا گیا۔

بعہد رسول اللہ ﷺ قریش کے دو حصہ ہو گئے تھے۔

قریش البطاح :

ان میں ہی نبوت ، خلافت اور کعبہ کی مجاورت

تھی اور جو قبائل شامل تھے ان میں:

بنو عبد مناف ، ہاشم ، مطلب ، عبد شمس و

نوفل ، بنو عبدالدار ، بنو اسد بن عبدالعزی ،

بنو عبد بن قصی ، بنی زہرہ بن کلاب ،

بنو تیم بن مرہ ، بنو مخزوم بن یثقلہ ، بنو عدی ،

بنو جمح ، بنو سہم ، بنو عامر بن لوی ، بنی مصیص و

ہلال بن مالک ، بنو ہلال بن اصب من

بنی الحارث بن فہر (ابی عبیدہ بن الجراح)

قریش الظواہر:

بنو تیم الادرم بن غالب بن فہر ، بنو مصیص بن

عامر بن لوی ، بنو محارب ، بنو الحارث ابنا فہر

قریش جو نہ البطاح سے تھے اور نہ الظواہر سے:

بنو سامہ بن لوی ، بنو حارث بن لوی ، بنو خزیمہ

بنو لوی ، بنو سعد بن لوی ، بنو عوف بن لوی ۔

سامہ (بنو سعد بن لوی) بلاد عمان میں آباد ہوئے

اور ان سے بنوناجیہ ، بنو الحارث ، بنو ہزان میں
داخل ہو کر قبیلہ غزہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار
جشم ہوئے ۔

بنو خزیمہ فی ابی ربیعہ من قبیلہ بنی شیبان بن ثعلبہ
من بکر بن وائل۔ بنو عاندہ جو عاندہ قریش ، بنو
سعد فی بنی شیبان کو سعد بنانہ، شو عوف فی بنی
زیبان بن بعض بن ریث بن غطفان من قیس
عیلان، بنی مرہ بن عوف (انساب الاشراف البلاذری)

سورة قریش :

لَا يَلْفِ قَرِيشٍ لَا
الْفِهِمَ رِحْلَةَ الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ ج
فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَذَا الْبَيْتِ لَا
الَّذِي أَطْعَمَهُم مِّنْ جُوعٍ لَا
وَأَمَّنَّهُم مِّنْ خَوْفٍ

ابو بکر صدیقؓ بن عثمان ابو قحافہ

ابو بکر صدیقؓ کے والدین

بہن، بھائی اور

اولاد

اولین دور سے 2020ء تک

ابو بکر صدیقؓ

نسب : ابو بکرؓ بن ابو قحافہ عثمان بن عامر بن

عمرو بن کعب بن سعد بن یتیم بن مرہ ،

مرہ پر آپ کا نسب محمد ﷺ سے مل جاتا ہے۔

آپ کا نام عبد اللہ اور کنیت ابو بکر تھی۔

بارگاہ نبوی سے صدیقؓ کا خطاب ملا۔

عتیق اور صاحب الغار القاب تھے۔

ولادت 537ء میں 50 قبل ہجری ہوئی۔ قبل از

اسلام بڑے مالدار اور قریش کے اعلیٰ رؤسا میں سے

تھے۔ کیونکہ قبائل عرب شروع سے آزاد چلے آرہے

تھے اور اس لیے حکومت کے فرائض قبائل کے

مختلف سردار ہی بجا لایا کرتے تھے

(ان کی تفصیل علیحدہ دی جا رہی ہے۔)

چونکہ آپ اپنے قبیلہ کے سردار تھے۔ اس لیے

عرب رواج کے مطابق قصاص اور خون بہا کے

تمام مقدمات جو آپ کے خاندان کے سپرد تھے
 آپ ہی طے کیا کرتے تھے۔ فہم و فراست میں
 اس قدر معروف تھے کہ حکومت کے دیگر
 فرائض ادا کرنے والے سردار بھی آپ سے
 مشورہ کیا کرتے تھے۔ آپ کی رائے قابل
 اعتماد ہوتی تھی۔

ایثار، ہمدردی، جود و سخا کے باعث لوگ قبل از
 اسلام بھی آپ کو اعلیٰ صف میں شمار کرتے تھے۔
 آپ زمانہ جاہلیت سے بااخلاق اور عصمت کے محافظ
 تھے۔ فقراء اور مساکین کی دست گیری کرتے،
 مہمان نوازی اختیار کرتے، زمانہ جاہلیت میں بھی
 شراب کبھی نہ پی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے اپنا
 ایسا دوست صلی اللہ علیہ وسلم چنا جو کہ آپ سے
 آداب اخلاق میں بڑھ کر تھا۔ جن کے ساتھ
 دوستی کا دامن تھام کر مرتے دم تک نہ چھوڑا۔
 اسی وجہ سے رسول اللہؐ نے جب آپؐ کو

دعوت اسلام دی تو فوراً بلا تردد و تامل قبول کر لیا۔

کسی بھی عاقل و بالغ اور قبیلہ کے سرداروں میں

آپؐ نے ہی سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔

رسول اللہ ﷺ کا انتخاب غلط نہ تھا عرب کے

بڑے بڑے فہم و تدبیر رکھنے والے مردوں میں

آپؐ کا دین حق پرست پر ایمان لانا اور مشکل سے

مشکل حالات میں بھی ثابت قدم رہنا جبکہ اس

وقت رسول اللہ کے انتہائی قریبی عزیزوں تک نے

مخالفت پر کمر باندھ رکھی تھی۔

عمار بن یاسرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے وہ زمانہ دیکھا

جب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صرف پانچ غلام، دو

عورتیں اور ابو بکرؓ تھے (صحیح بخاری ابو اب فضائل صدیقؓ)

آپؐ کا پیشہ تجارت تھا۔ اور کپڑے کی تجارت کرتے

تھے۔ ابن ماجہ کے مطابق آپؐ قریش کے سب

سے بڑے اور متمول تاجر تھے۔ عام طور سے شام و

یمن کے ساتھ تجارتی تعلقات تھے۔ قبل از اسلام

ایک دو مرتبہ رسول اللہ کے ہمراہ بسلسلہ تجارت

شام کے سفر میں بھی شریک ہوئے۔

7 جمادی الثانی 13ھ بمطابق 8 اگست 634ء مرض

الموت میں گرفتار ہوئے، منگل رات 22 جمادی الثانی

13ھ 23/ اگست 634ء میں خالق حقیقی سے جا ملے۔

اسماء بنت عمیسؓ نے غسل دیا۔ عمر بن خطابؓ نے

نماز جنازہ پڑھائی۔ عمرؓ، عثمانؓ، طلحہؓ اور

عبدالرحمنؓ بن ابوبکر صدیقؓ نے قبر میں اتارا۔

لحد رسول کریمؐ کے بائیں طرف بنائی گئی کہ آپ

کا سر مبارک حضور اقدس کے شانہ مبارک

تک آتا تھا۔

وفات کے وقت عمر 63 برس تھی اور مدت خلافت

2 برس 3 ماہ اور 11 دن تھی۔

آپ کی وصیت تھی کہ آپ کو پہنے ہوئے دھلے

ہوئے کپڑوں میں کفن دیا جائے اور فرمایا کہ مردہ

کے مقابلہ میں زندہ نئے کپڑے کا زیادہ ضرورت

مند ہے۔ بوقت نزع آخری کلمات جو ادا کیے

وہ یہ تھے۔

”اے اللہ میرا اسلام پر خاتمہ کرنا اور آخرت

میں صالحین میں شامل کرنا۔“

فضائل

وفات سے چند دن پہلے رسول اللہ ﷺ نے خطبہ

دیا کہ مسجد میں کوئی دروازہ نہ چھوڑا جائے سب بند

کر دیے جائیں سوائے ابوبکرؓ کے

(صحیح بخاری کتاب المساجد)

مرض الموت میں جب شدت ہوئی تو رسول اللہ

نماز کے لیے تشریف نہ لاسکے۔ حضورؐ نے فرمایا

ابوبکرؓ کو حکم دو کہ نماز پڑھائیں۔ عرض کیا گیا کہ

ابوبکرؓ بہت نرم دل آدمی ہیں وہ آپ کی جگہ کھڑے

ہو کر نماز نہ پڑھا سکیں گے۔ رسول اللہ نے پھر وہی

حکم دیا۔ آپ سے پھر وہی بات کہی گئی۔ حضورؐ نے

تیسری مرتبہ حکم دیا کہ ابو بکر نماز پڑھائیں۔

پھر فرمایا تمہاری مثال صواب یوسف کی سی ہے۔

الغرض حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ابو بکرؓ نے

لوگوں کو نماز پڑھائی۔ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ)

سن 9ھ میں امیر الحج بنا کر روانہ کیا۔ گویا رسول اللہ

ﷺ نے اپنی زندگی میں ابو بکرؓ کو نماز میں بھی

نائب بنایا اور حج میں بھی۔

(صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ، صحیح مسلم کتاب الحج)

ایک عورت رسول اللہ کے پاس آئی۔ آپ نے حکم

دیا وہ پھر کبھی آئے۔ اس عورت نے پوچھا اگر میں

آپ کو نہ پاؤں تو کیا کروں۔ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا اگر تم مجھے نہ پاؤ تو ابو بکر کے پاس آنا۔

(صحیح بخاری ابواب فضائل صدیقؓ صحیح مسلم فضائل ابی بکرؓ)

قرآن مجید کو کتابی شکل میں جمع کرنے کا کارنامہ

انجام دیا۔ وہ نسخہ اپنے پاس ہی رکھا کہ ان کی

وفات ہوئی۔ آپ خود قرآن کے سب سے

بڑے عالم تھے اور آپ نے ہی نام مصحف رکھا۔

(صحیح بخاری کتاب التفسیر سورة التوبہ)

ابو بکرؓ نے انسؓ کو بحرین کا عامل بنا کر روانہ کیا اور

زکوٰۃ کی وصولیابی کے سلسلہ میں انہیں ایک کتاب

لکھ کر دی۔ جہاں کتاب ختم ہوئی وہاں رسول اللہ

ﷺ کی مہر لگا دی۔ (صحیح بخاری کتاب فرض الخمس)

رسول اللہ نے ایک مہر بنوائی تھی۔ آپ اسے اپنے

ہاتھ (کی انگلی) میں پہنا کرتے تھے۔ آنحضور کی وفات

کے بعد جب ابو بکرؓ خلیفہ ہوئے تو وہ مہر انہوں نے

اپنے ہاتھ کی انگلی میں پہن لی۔ (صحیح بخاری کتاب البیوع)

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اپنی محبت اور اپنی

دولت سے مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے

والے ابو بکرؓ ہیں۔

اللہ نے مجھے اپنا خلیل بنا لیا ہے اگر رب کے علاوہ

اپنی امت میں سے کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابو بکرؓ

کو بناتا۔ لیکن اسلامی اخوت و محبت (ہی کیا کم ہے)

مسجد میں کھلنے والے تمام دروازے بند کر دیے

جائیں سوائے ابو بکر کے دروازے کے۔

(صحیح بخاری کتاب المساجد)

رسول اللہؐ نے فرمایا جنت کے تمام دروازوں سے

لوگوں کو بلایا جائے گا۔ نمازی کو نماز کے دروازے

سے۔ مجاہد کو جہاد کے دروازے سے، روزہ دار کو

باب الریان سے، صدقہ دینے والوں کو باب

الصدقہ سے ”ابو بکرؓ نے عرض کی اے اللہ کے

رسول میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں ہر

دروازے سے بلانے کی کوئی خاص ضرورت تو نہیں

پھر بھی کیا کوئی ایسا شخص ہے جو تمام دروازوں

سے بلایا جائے گا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا ہاں اور

میں امید کرتا ہوں کہ ان میں سے تم بھی ہو گے۔

(صحیح بخاری کتاب الصوم، صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگو اللہ نے مجھے تمہاری

طرف رسول بنا کر بھیجا تم نے تکذیب کی اور ابو بکر

نے تصدیق کی۔ پھر اپنی جان و مال سے مدد کی تو کیا

تم میری خاطر میرے دوست کو نہیں چھوڑ دگے۔

(یعنی میری خاطر اسے کسی قسم کا رنج و صدمہ نہ

پہنچاؤ) یہ فرمان سننے کے بعد پھر کسی نے ابو بکرؓ

کو تکلیف نہیں پہنچائی۔ (صحیح بخاری فضائل الصدیقینؓ)

آپؐ نے 12ھ میں رجب کے مہینہ میں عمرہ ادا

فرمایا اور اسی سال خود لوگوں کو حج کرایا۔ اس

سے پہلے 11ھ میں آپؐ نے امیر الحج عمر بن

خطابؓ کو بنا کر بھیجا تھا۔ آپؐ نے حج کے

دوران اپنا جانشین عثمان ابن عفانؓ کو مقرر فرمایا۔

آپؐ کے خاندان کی چار پشتیں صحابی ہیں

یہ اعزاز اور کسی کو حاصل نہ ہو سکا۔

وہ چار پشتیں یہ ہیں۔

1۔ عبداللہ بن اسماء بنت ابو بکر بن ابی قحافہ

2۔ ابو عتیق بن عبدالرحمن بن ابو بکر بن

ابی قحافہ ﴿رضوان اللہ اجمعین﴾

آپ سے مروی 142 احادیث ہیں۔ آپ نے بلالؓ،

عامر بن فہیرہؓ، زبیرہؓ، نہدیہؓ اور ان کا بیٹا جاریہ

بن مویلؓ، ام عبسؓ کو خرید کر آزاد کیا۔

رسول اللہ کے زمانے میں آپؐ اور عمر بن خطابؓ

فتوے دیا کرتے تھے۔

آپ کا جنازہ اسی پلنگ پر اٹھا جس پر رسول اللہ

استراحت فرماتے تھے جو ام المومنین عائشہ صدیقہ

کے پاس تھا (کتاب المعارف)

آپ نے مسلمانوں کا بیت المال قائم کیا جو سخ میں

مشہور تھا۔ اس پر کوئی چوکیدار نہ تھا۔ جب آپ

مدینہ منورہ منتقل ہو گئے تو اسے اپنے مکان میں

منتقل کر لیا۔

آپ جب مال تقسیم فرماتے تو آزاد و غلام، مرد و

زن، خورد و کلاں سب کو مساوی تقسیم کرتے کسی

میں کوئی فرق و امتیاز نہ فرماتے۔

وفات کا وقت جب قریب آیا تو فرمایا میرے پاس
مسلمانوں کا جو مال ہے، اسے بیت المال میں واپس
کر دیا جائے اور زمانہ خلافت میں مجھے جو مصارف
بیت المال سے ملے تھے ان کے مقابلے میں اپنی
فلاں فلاں زمین مسلمانوں کو دیتا ہوں۔ جس کی
قیمت بیت المال میں جمع کرا دی جائے۔ یہ رقم
اتنے مصارف کے برابر تھی جو انہوں نے بیت المال
سے لی تھی۔ جب اس رقم کا حساب کتاب کیا گیا جو
بیت المال سے لی تھی تو تقریباً آٹھ ہزار درہم ہوئی۔
آپ کے مشیر عمر فاروقؓ تھے۔

ایمان لانے کے بعد آپ نے اپنی تمام توانائیاں دین
اسلام کی سر بلندی کے لئے وقف کر دیں۔

اپنی تمام دولت، قوت، اثر و رسوخ، قابلیت، جان
و اولاد غرضیکہ جو کچھ تھا اسی راہ میں وقف کر دیا۔

اسلام قبول کرنے کے تین سال تک جب تک

حضورؐ نے تبلیغ کا کام شروع نہیں کیا تھا۔ ابو بکرؓ
 چپکے چپکے تبلیغ کیا کرتے۔ باوجود آپؐ کی عظمت و
 جلالت اور اثر و رسوخ کے دشمنان اسلام کے ظلم
 و ستم سے محفوظ نہ رہ سکے۔

حضورؐ نے جب حبشہ ہجرت کا حکم دیا تو آپؐ بھی
 روانہ ہوئے۔ لیکن ابھی راستے میں ہی تھے کہ قبیلہ
 اقدارہ کے سردار الدغنه سے ملاقات ہوئی۔ اس کے
 پوچھنے پر آپؐ نے بتایا کہ میری قوم نے مجھے نکال
 دیا ہے۔ ارادہ ہے کہ کہیں الگ جا کر عبادت کروں۔
 ابن الدغنه نے کہا کہ تم جیسا شخص نہ نکل سکتا ہے
 اور نہ نکالا جاسکتا ہے اور وہ آپؐ کو مکہ واپس لے
 آیا۔ ہجرت مدینہ تک آپؐ مکہ میں ہی رہے۔

نبی کریمؐ نے ہجرت مدینہ کے وقت آپؐ کو ہی
 رفیق سفر بنایا۔ اس واقعہ کا ذکر قرآن پاک میں
 بھی آیا ہے (سورۃ الانفال آیت 30)

ہجرت کا واقعہ ایک انتہائی پر خطر اور اہم راز تھا۔

جس کو آپ نے اور آپ کے خاندان نے ایسا نبھایا
 کہ دین اسلام کے ساتھ یہ واقعہ لازم و ملزوم بن
 گیا۔ اور یارِ غار کی اصطلاح اسی وجہ سے ایجاد ہوئی۔

ہجرت کے بعد جب رسول اللہ نے دیکھا کہ
 بے کس مہاجرین کا کوئی ٹھکانہ نہیں تو انہوں نے
 مہاجرین و انصار کے درمیان مواخات قائم کی۔
 آپ کے انصاری بھائی خارجہ بن زیدؓ تھے۔
 جو بعد میں آپ کے خسر بھی ہو گئے۔ ان کے گھر
 محلہ سخ میں قیام کیا۔

مدینہ منورہ میں جب سب سے پہلی مسجد کی تعمیر
 شروع ہوئی تو حضورؐ نے جس جگہ زمین کا انتخاب
 کیا وہ یتیم بچوں کی ملکیت تھی۔ اس زمین کی قیمت
 آپؐ نے ان پانچ ہزار درہم میں سے ادا کی جو
 آپؐ اپنے ہمراہ ہجرت کے وقت لائے تھے اور
 یہ اپنی آخری پونجی بھی اسلام کی راہ میں قربان
 کر دی۔

تمام غزوات و مشاہدات میں رسول کریمؐ کے ساتھ
رہے اور قابل اعتماد مشیر و وزیر کے فرائض سر
انجام دیتے رہے۔

آپ کے مقام کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ
جب صلح حدیبیہ کا صلح نامہ ہوا تو آنحضرتؐ کے بعد
پہلا نام آپ ہی کا تھا اور سن 8 ھ میں فتح مکہ کے
وقت بھی آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔
رسول کریمؐ کی وفات کا وقت مسلمانوں پر سخت
مایوسی کا تھا۔ کسی کو کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا۔ سب
اپنی اپنی جگہ پریشان تھے۔ اس وقت ابو بکر صدیقؓ
نے سب لوگوں کو متوجہ کیا اور فرما

"اے لوگو! جو کوئی محمدؐ کو پوجتا ہو، وہ سن لے کہ
محمدؐ وفات پا چکے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کو پوجتا ہو وہ
جان لے کہ وہ زندہ ہے اور کبھی نہ مرے گا"
اس کے بعد قرآن پاک کی آیت سورۃ آل عمران

آیت 144 تلاوت فرمائی:

ترجمہ:- محمد کے سوا کچھ نہیں کہ بس ایک رسول
 ہیں۔ ان سے پہلے اور رسول بھی گزر چکے ہیں۔
 پھر کیا اگر وہ مر جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو تم
 اٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ یاد رکھو! جو الٹا پھرے گا
 وہ اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا، البتہ جو اللہ کے
 شکر گزار بندے بن کر رہیں گے۔ انہیں وہ اس
 کی جزا دے گا۔

ابو بکر صدیقؓ کا یہ خطبہ آپ کی استقامت اور
 مسلمانوں کی پریشان کن حالات میں بھی رہنمائی
 کی دلیل ہے۔

سن 11 ہجری میں مسجد نبوی میں آپ کے ہاتھ پر
 خلافت کی عام بیعت ہوئی۔

اس کے بعد منبر رسولؐ پر بیٹھ کر آپ نے فقید
 المثال خطبہ دیا جو تا ابد مسلمانوں کو یاد رہے گا۔
 اور مسلمان حکمرانوں کے لئے مشعل راہ ہے۔

آپ کے دور خلافت میں جھوٹے مدعیان نبوت اور

فتنہ ارتداد کے واقعات پیش آئے جنہیں تحریک ردہ بھی کہتے ہیں۔ آپ نے انتہائی فہم و فراست سے اسے کچل دیا۔

اسامہ بن زیدؓ کے لشکر کی روانگی اور خالد بن ولیدؓ کو عراق کی طرف پیش قدمی کا حکم دیا۔ اس طرح ایرانی سلطنت میں اسلام کی توسیع کا آغاز آپ کے عہد خلافت میں ہو۔ ثنیؓ تو اسی محاذ پر رہے، لیکن خالد بن ولیدؓ نے اپنی یلغار کا رخ شام کی طرف کیا اور اجنادین کے مقام پر دشمن کو شکست دی۔

آپ نے امور خلافت کی انجام دہی کے لئے ایک مہر بنوا رکھی تھی جس پر ”نعم قادر اللہ“

کی عبارت کندہ تھی۔

(یعنی: اللہ تعالیٰ کتنی اچھی قدرت والا ہے)

عمر بن العاصؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہؐ

سے پوچھا لوگوں میں آپ کو سب سے زیادہ

محبوب کون ہے۔ رسول اللہ سے فرمایا عائشہؓ پھر

میں نے پوچھا مردوں میں سب سے زیادہ محبوب

کون ہے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا ان کے والد

(یعنی ابو بکرؓ) (صحیح بخاری باب فضائل الصدیقؓ)

رسول اللہ نے آپ کو جنت کی بشارت دو مرتبہ دی۔

(صحیح بخاری مناقب ابی بکرؓ صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ)

ایک دن رسول اللہ احد پہاڑ پر چڑھے، آپ کے

ساتھ ابو بکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ بھی تھے پہاڑ ملنے لگا۔

رسول اللہ نے فرمایا، اے پہاڑ ٹھہر جا تجھ پر ایک

نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

(صحیح بخاری مناقب ابو بکرؓ)

عبد اللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگ آنحضور کے

عہد مبارک میں لوگوں کی فضیلت بیان کرتے تھے

تو سب سے افضل ابو بکرؓ کو سمجھتے تھے پھر عمرؓ کو

اور پھر عثمانؓ کو (صحیح بخاری مناقب ابو بکرؓ)

علیؓ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ کے بعد سب

سے بہتر شخص کون ہے؟ علیؑ نے فرمایا ”ابو بکرؓ“

پھر پوچھا ان کے بعد کون ہے؟ علیؑ نے فرمایا

”عمرؓ“ (صحیح بخاری مناقب ابو بکرؓ)

مکہ المکرمہ کے مقامات جن کو ابو بکر صدیقؓ

سے نسبت ہے :

ربیع بنی تیم : دار ابو بکر صدیقؓ :

یہ ربیع بنی تیم ہے اسی میں دار عبد اللہ بن جدعان

اور دار عثمان بن عبید اللہ بن عثمان بن کعب بن

سعد بن تیم بن مرہ کا ذکر ہے

(اخبار مکہ - الازرقی متوفی 250ھ صفحہ 894)

مسجد ابو بکر : محلہ مسفلہ یہ وہ گھر تھا جہاں سے سفر

ہجرت پر آنحضور روانہ ہوئے تھے اور مکہ مکرمہ

کی سب سے پہلی مسجد تھی جہاں کفار سے چھپ کر

عبادت کی جاتی تھی

(معالم مکہ التاریخیہ و الاثر، عاتق البلادی - صفحہ 268)

مدینہ منورہ کے مقامات جن کو ابو بکر صدیقؓ

سے نسبت ہے :

سقیفہ بنی ساعدہ: یہاں آپ کی بیعت خلافت ہوئی

جبکہ عام بیعت اس کے بعد مسجد نبوی میں منعقد

ہوئی۔

معروف بقاء قریہ بنی ساعدہ عند بشر

بضاعہ والبشر وسط بیوتہم و شمالی البیئر

الی جہ المغرب (عمدة الاخبار، معالم طابہ صفحہ 181)

السنخ:

مدینۃ المنورہ کا ایک محلہ، جہاں آپ کی رہائش

تھی، اور ہجرت کے بعد آپ نے قیام فرمایا تھا۔

یہیں حبیبہ بنت خارجہؓ سے آپ کی شادی ہوئی تھی۔

السوارقیہ:

”قریہ ابی بکر الصدیقؓ بین مکہ والمدینۃ“

(عمدة الاخبار، معالم طابہ، فیروز آبادی۔ صفحہ 187)

صعیب :

موضع فی وادی بطحان - اسکو دار بنی الحارث بن

الخزرج لکھا ہے یہاں ملکہ اخت زید بن خارجہؓ

کا ذکر ہے اور حبیبہ بنت خارجہؓ کا ذکر ہے۔ شاید

یہ سنخ کا دوسرا نام ہو - (معالم طابہ - صفحہ 218)

دار ابی بکر السنخ : بحوالہ فیروز آبادی ، العباسی ،

السمودھی ، یاقوت حموی ، الخیاری ، مسجد بنی

الحارث بن الخزرج اور مسجد السنخ -

(المساجد الاثریہ فی المدینہ النبویہ، محمد الیاس عبدالغنی)

کتاب "آثار المدینۃ المنورہ" کے مطابق :

دار ابو بکر صدیق کا ذکر ہے جو مقابل باب النساء ،

اور دار ربطہ ابنۃ ابی العباس کے مشرق کی سمت دار

ابو بکر کو موضع الآن ، زاویہ السمان بتایا گیا ہے اور

تصاویر بھی شامل اشاعت ہیں (صفحہ 37-40)

حجرہ شریف کا ذکر صفحہ 96 اور باب ابو بکر صدیق

کی تفصیلات صفحہ 99 اور 115 پر دی گئی ہیں۔

سقیفہ بنی ساعدہ جہاں آپ کی بیعت ہوئی اور مسجد

بنی ساعدہ کے بارے میں معلومات - صفحہ 155 پر

اسکے علاوہ جبل سلع پر ایک منقوش خط کا تذکرہ

ہے جسے خط من ابو بکر و عمر رضوان اللہ اجمعین

سے منسوب بتایا ہے (صفحہ 203-205)

مزید برائیس کا ذکر ہے جو مسجد قبا کی مغربی سمت

ہے جہاں رسول اللہ ہمراہ ابو بکر و عمر و عثمان

تشریف لے گئے تھے (صفحہ 241-243)

برغرس : ریقہ الغرس کے شمال مغرب کی طرف ،

رسول اللہ نے یہاں پانی پیا تھا اور ابو بکر ہمراہ تھے

(صفحہ 246)

(آثار المدینۃ المنورۃ ، عبد القدوس انصاری ،

بیوت صحابہ حول مسجد النبوی شریف - المدینۃ منورہ

محمد الیاس عبدالغنی)

"عن ابوبکر الصديق رضى الله عنه ، قال :
 قلت للنبي صلى الله عليه وسلم : وأنا في الغار :
 لو أن أحدهم نظرت تحت قدميه لأبصرنا ،
 فقال : ما ظنك يا أبا بكر باثنين الله ثالثهما"
 [صحيح بخارى ، صحيح مسلم ، سنن
 الترمذى ، مسند احمد]

غارِ ثور اور ہجرت مدینہ

جبلِ ثور مکہ معظمہ کے جنوب میں تقریباً 5 کلو میٹر
 کے فاصلے پر واقع ہے۔ اسی پہاڑ میں وہ بابرکت اور
 تاریخی غار واقع ہے جس نے ہجرت کے موقع پر
 حضور نبی اکرم ﷺ اور ابو بکر صدیقؓ کے قدم
 مبارک چومنے کا شرف حاصل کیا۔ سطح سمندر سے
 اس کی اونچائی تقریباً 3200 فٹ اور مکہ معظمہ
 شہر کی سطح سے تقریباً 1200 فٹ بلند ہے ۔
 جبلِ ثور کی چوٹی سے سمندر دکھائی دیتا ہے۔ اس

پہاڑ کے مشرقی جانب شارع مزدلفہ اور طائف روڈ

ہے۔ مغربی جانب شارع جبل ثور ہے جو شارع

ابراہیم خلیل سے شروع ہو کر آگے چل کر جبل ثور

کے مغربی اور جنوبی اطراف سے ہوتی ہوئی عرفات

کی سرکولر روڈ بن جاتی ہے۔ شمال کی جانب کی جانب

شارع کدی ہے۔ مکہ معظمہ اور طائف کے درمیان

عام ٹریفک یہاں سے گزرتی ہے۔ جبل ثور تقریباً

چھ مربع کلو میٹر تک پھیلا ہوا ہے۔ انتہائی ناہموار

ہے اور اوپر چڑھنا بہت مشکل ہے۔ پہاڑ پر بلسان

Balsam کے درخت کافی تعداد میں ہیں

جن سے روغن بلسان تیار کیا جاتا ہے۔ جو مختلف

امراض کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

اس پہاڑ کا نام ثور پڑ جانے کی وجہ یہ بیان کی جاتی

ہے کہ اسماعیلؑ کی اولاد میں سے ایک شخص ثور بن

منات نے اس پہاڑ پر قیام کیا تھا۔ چنانچہ اسی نسبت

سے یہ پہاڑ جبل ثور مشہور ہوا۔ آج کل یہ جگہ

آباد ہو چکی ہے۔

غار ثور کا ذکر قرآن پاک میں سورۃ توبہ کی آیت
 نمبر 40 میں ہے۔ یہ غار پہاڑ کی چوٹی کے پاس ہے۔
 جو ایک بھاری چٹان کے اندر ہے۔ اندر داخل ہونے
 کا صرف ایک ہی راستہ ہے۔ وہ بھی اتنا تنگ کہ
 ایک آدمی بمشکل جھک کر داخل ہو سکتا ہے۔ اس
 کی اندرونی بلندی بمشکل پانچ فٹ ہے اور وسعت
 اتنی کم ہے کہ بمشکل پانچ سات افراد بیٹھ سکتے ہیں۔
 ہجرت کے رات حضورؐ انتہائی خاموشی سے ابو بکر
 صدیقؓ کے گھر پہنچے اسماء بنت ابوبکر صدیقؓ کو اسی
 موقعہ پر "ذات النطاقین" لقب عطاء ہوا اور وہاں
 سفر کی تیاری کے بعد مکہ المکرمہ سے روانہ ہوئے۔
 رخ مبارک مدینہ کی بجائے مخالف سمت یعنی جنوب کی
 طرف جبل ثور کی جانب تھا۔ اسی مصلحت کی وجہ سے
 مشرکین دھوکہ کھا گئے۔ البتہ ایک کھوجی قائف کے

ہمراہ قدموں کی شناخت کرتے ہوئے غار ثور کے
دہانے تک جا پہنچے۔

ابو بکر صدیقؓ اس موقعہ پر نبی آخر الزمان ﷺ کی
حفاظت کی غرض سے سخت مضطرب تھے۔ اس سلسلہ
میں قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے۔

”جب وہ دونوں (غار ثور) میں تھے اس وقت پیغمبر
اپنے رفیق کو تسلی دیتے تھے کہ غم نہ کرو اللہ
ہمارے ساتھ ہے تو اللہ نے ان پر تسکین نازل
فرمائی اور ان کو ایسے لشکروں سے مدد دی جو تم
کو نظر نہ آتے تھے اور کافروں کی بات کو پست
کر دیا۔“

سورۃ توبہ: 60

اللہ تعالیٰ نے یہ مشکل وقت آسان کر دیا اور
مشرکین مایوس ہو کر لوٹ گئے۔ اس غار میں تین
روزہ قیام کے دوران ابو بکر صدیقؓ کے آزاد کردہ
غلام عامر بن فہیرہؓ بکریاں چرانے کے بہانے
وہاں آ جاتے اور آپؐ بکریوں کا دودھ حاصل

کر لیتے اور عبد اللہ بن ابو بکر صدیقؓ رات کو

کفار مکہ کی سرگرمیوں سے آگاہ کر دیتے۔

اسی غار کی نسبت اور دوران ہجرت رفاقت کی

وجہ سے ابو بکر صدیقؓ کو یارِ غار کہا جاتا

ہے اور یارِ غار کی اصطلاح اہل علم کے نزدیک

مخلص ساتھی کی ہے۔

ہجرت اور غار ثور میں قیام کے واقعات کتب سیر

میں تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں۔

سن ہجری اسلامی کیلنڈر کی ابتداء بھی یہیں سے

ہوتی ہے۔

آنحضور ﷺ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا

نزول اجلال بمقام مدینہ منورہ۔ قباء۔ بروز دو شنبہ

8 ربیع الاول سنہ 1 ہجری، 20 ستمبر 622ء کو ہوا۔

کتاب "طریق البحرہ النبویہ" کے مطابق :

ہجرت کے وقت آنحضور کے ہمراہ ابو بکر صدیقؓ،

عامر بن فہیرہؓ مولیٰ ابو بکر اور عبداللہ ابن اریقطؓ تھے۔

عبداللہ ابن اریقط یا الاریقط کے بارے

میں کہا جاتا ہے کہ وہ مسلمان ہو گئے تھے یا اس واقعہ

کے بعد مسلمان ہوئے۔ تاریخ ابن خلدون کے مطابق

یہ ہجرت کے وقت عبداللہ بن ابو بکر صدیقؓ کے گھر

تشریف لائے اور انکے ہمراہ ام المومنین عائشہؓ انکی

والدہ ام رومانؓ، طلحہ بن عبید اللہؓ کے ساتھ مدینہ

تشریف لگئے (تاریخ ابن خلدون ص 731 ج 2)

اس کتاب میں دوران ہجرت کی تمام منازل کا

ذکر کیا گیا ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کا

آغاز بیت ابو بکر سے کیا اور بنی جمح سے جبل ثور،

اور پھر وادی عسفان، وادی ارج (بلاد بنی سلیم)

وادی قدید، غدیر خم، المرہ، قف یافت،

وادی مدلجہ، جبل جہینہ (مدینہ)، ذی سلم، عباید،

عرج، ثنیہ الغار، وادی ریم سے ہوتے ہوئے

براستہ قباء داخل مدینہ منورہ ہوئے (ص 119، 120)

اسی کتاب میں المفسلہ ، مسجد ابی بکر مکہ ، دار ابی بکر

صدیقؓ ، بیت ابو بکر ، صخر اور البکری وغیرہ کا

تذکرہ کئی جگہ کیا گیا ہے ۔

ابو بکر صدیقؓ کے والدین

ابو قحافہؓ عثمان بن عامر :

نسب: ابو قحافہؓ عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب

بن سعد بن تیم بن مرہ

آپ کا نام عثمان اور کنیت ابو قحافہ تھی۔ آپ کے کسی

بھی بیٹے کا نام قحافہ نہیں تھا۔ اسلام لانے کا واقعہ اس

طرح ہے کہ 8 ہجری میں فتح مکہ کے وقت ابو بکرؓ

آپ کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر

حاضر ہوئے۔ اسماء بنت ابو بکرؓ سے روایت ہے

کہ جب رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہو کر

مسجد میں تشریف فرما ہوئے تو ابو بکرؓ آنحضور

ﷺ کی خدمت میں اپنے والد ابو قحافہؓ کو

لے کر حاضر ہوئے۔

رسول اللہ ﷺ نے جب انہیں دیکھا تو فرمایا اے

ابو بکرؓ آپ نے انہیں بڑھاپے میں کیوں تکلیف دی

میں خود ہی آ جاتا۔

اس کے بعد آنحضور ﷺ نے ابو قحافہؓ کو اپنے

سامنے بٹھا لیا اور اپنا دست مبارک ان کے سینے پر

رکھا اور فرمایا اے ابو قحافہؓ اسلام قبول کرو۔

ابو قحافہؓ نے کلمہ شہادت پڑھ لیا اور مشرب بہ

اسلام ہو گئے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ ابو قحافہؓ کے سب

بال سفید تھے جنہیں دیکھ کر رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا کہ انہیں رنگ دے دیا کرو یہ بھی اسی

وقت کا واقعہ ہے۔

محمد بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیقؓ کی

وفات ہوئی تو ان کے ترکہ میں سے آپ کے والد

ابو قحافہؓ چھٹے حصہ کے وارث ہوئے۔ جسے انہوں

نے ابو بکرؓ کی اولاد کو واپس کر دیا۔

تاریخ وفات 14 محرم 14ھ / 10 مارچ 635ء

ہے۔ اس وقت آپ کی عمر ستانوے برس تھی۔

بعض روایات میں عمر 94 برس تحریر کی گئی ہے۔

آپ کی والدہ کا نام آمنہ بنت عبد العزیٰ

بن حدثان بن عبید بن عوَج بن عدی بن کعب

تھا۔ ازواج میں ام الخیر سلمیٰ بنت صخرؓ اور

ہند بنت بکیر بن عند بن قصی تھیں۔

اولاد میں تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہوئیں۔

آپ کی زوجہ ہند کے بطن سے ام فروہؓ،

قریبہؓ اور ام عامرؓ متولد ہوئیں۔

جبکہ ابو بکرؓ کی والدہ ام الخیر سلمیٰؓ تھیں۔

آپ کے دو اور بیٹوں عتیق اور معتنق کے نام ملتے

ہیں۔ صحابہ کرامؓ کی مقدس جماعت میں صرف

آپؐ کو ہی یہ شرف حاصل ہے کہ آپؐ کی
تین پشتیں صحابی ہوئیں۔

فتح مکہ کے دن آپؐ کا اپنی سب سے چھوٹی بیٹی کی
انگلی تھام کر کوہ ابو قتیس سے اسلامی لشکر کو دیکھنے
اور ان ہی بیٹی کے چاندی کے طوق کے گم ہو جانے
کا واقعہ تفصیل سے اسد الغابہ میں بیان کیا گیا ہے۔
(اسد الغابہ صفحہ 215 جلد 6)

ابو بکرؓ صدیق کی والدہ

نسب: ام الخيرؓ بنت صخر بن عامر بن کعب
بن یتیم بن مرہ

کعب ابو قحافہؓ کے پڑ دادا تھے۔ جب آپؐ
نے اسلام قبول کیا تو عثمانؓ، طلحہؓ، زبیرؓ،
عبدالرحمن بن عوفؓ اور عمار بن یاسرؓ کی مائیں
بھی دائرہ اسلام میں داخل ہو گئیں۔

ابن اثیر کے مطابق آپ قدیم الاسلام ہیں۔
 ایک روایت کے مطابق جب ابو بکر صدیق ؓ نے
 اسلام قبول کیا اور پہلا خطبہ دیا تو مشرکین نے
 ان پر حملہ کر دیا۔ جس سے وہ سخت زخمی ہو گئے۔
 ابو بکر ؓ کی عیادت کے لئے آنحضور ﷺ تشریف
 لائے تو انہوں نے وہاں ام الخیر سلمیٰ ؓ کو اسلام
 کی دعوت دی اور آپ اسی وقت مسلمان ہو
 گئیں۔ آپ ؓ کے بطن سے کئی بچے ہوئے لیکن
 ابو بکر ؓ کے علاوہ سب بچپن میں ہی فوت ہو گئے۔

ام فروہ ؓ بنت ابو قحافہ ؓ

نسب: ام فروہ ؓ بنت ابو قحافہ ؓ عثمان بن عامر
 بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ القرشی
 التیمی مکیہ۔

آپ ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی،

شادی تمیم بن اوس الداری سے ہوئی تھی اسکے بعد

ابو امامہ بن عبداللہ البجلی سے ہوئی اور اسکے بعد

امیم بن الحارث الازدی من بنی الصقعب سے ہوئی

جن سے جاریہ کی ولادت ہوئی۔

پھر آپکی شادی اشعت بن قیس کندیؓ سے ہوئی۔

جن سے آپ کے محمد ، اسحاق ، اسمعیل ، قریبہ اور

حبابہ متولد ہوئے۔ جنکی والدہ کا نام ہند بنت نقید

(نفیل) بن بحیر بن عبد بن قصی بن کلاب تھا۔ آپ

اپنے بھائی ابو بکرؓ کی وفات کے وقت حیات تھیں

(صالحات و صحابیات صفحہ 329)

قریبہ بنت ابو قحافہؓ

نسب: قریبہ بنت ابو قحافہؓ عثمان بن عامر بن

عمر و بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ

آپکی شادی قیس بن سعد بن عبادہ بن ولیم انصاری

سے ہوئی جنگی والدہ ہند بنت نقید بن بحیر بن عبد
 بن قصی بن کلاب تھیں (صالحات و صحابیات: 330)
 آپکی کنیت ام عبد اللہ تھی
 (المصاہرہ بین اہل بیت و صحابہ 150)

ام عامر بنت ابو قحافہؓ
 نسب: ام عامر بنت ابو قحافہؓ عثمان بن عامر
 بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ
 آپ کی شادی عامر بن ابی وقاصؓ القرشی الزہری
 سے ہوئی اور ایک بیٹی پیدا ہوئیں جن کا نام ضعیفہ
 تھا۔ انکی والدہ کا نام ہند بنت نقید بن بحیر بن عبد
 بن قصی تھا۔ (صالحات و صحابیات)

ابو بکر صدیقؓ کی ازواج و اولاد

ابو بکر صدیقؓ نے چار نکاح کئے تھے۔ دو اسلام لانے سے قبل اور دو اسلام لانے کے بعد جن کے نام اس طرح ہیں۔

قتیلہ بنت سعدؓ ، ام رومان بنت عامرؓ ،

اسماء بن عمیسؓ ، حبیبہ بنت خارجہؓ ۔

صحیح بخاری میں ایک روایت کے مطابق آپ کی ایک اور زوجہ ام بکر کا ذکر ملتا ہے۔ جنکا تعلق بنو کلب سے تھا۔ انہیں آپ نے ہجرت مدینہ کے وقت طلاق دے دی تھی۔ تفصیل اس طرح ہے۔

1۔ قتیلہؓ بنت سعدؓ

نسب: قتیلہؓ بنت عبد العزیٰ بن عبد بن سعد

بن جابر بن مالک ابن حسل بن عامر بن لوئی۔

(جمہرة الانساب)

آپؓ نے قبول اسلام کچھ تاخیر سے کیا۔ آپ کے

بطن سے بیٹے عبداللہؑ اور بیٹی اسماءؑ پیدا ہوئیں۔

(اسد الغابہ صفحہ 220 جلد 10)

2۔ ام رومانؑ بنت عامر

آپؐ کا نسب اس طرح ہے۔

ام رومانؑ بنت عامر بن عویر بن عبد شمس بن

عتاب بن اذنیہ بن سبیح بن دہمان بن حارث

بن غنم بن مالک بن کنانہ۔

آپؐ نے ابو بکر صدیقؓ کے ساتھ قبول اسلام

کے بعد بہت سختیاں اٹھائیں۔ رسول اللہ ﷺ

سے بیعت کی اور ہجرت مدینہ کی سعادت حاصل

کی۔ انتہائی عابدہ تھیں۔ وفات عہد رسالت ﷺ

ہی میں مدینہ منورہ میں ذوالحجہ سن 6 ھ میں ہوئی۔

جب ام رومانؑ کو قبر میں اتارا گیا تو رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا کہ جسے حور عین میں سے کسی حور

کو دیکھنا پسند ہو تو ہو ام رومان کو دیکھ لے۔

آنحضور ﷺ آپ کی قبر میں اترے۔

(صالحات و صحابیات صفحہ 354)

3۔ اسماء بنت عمیسؓ خشمی

رسول اللہ ﷺ کے مکہ میں دار ارقم میں داخلہ

سے پہلے ہی اسلام قبول کر چکی تھیں۔

نسب: اسماءؓ بنت عمیس بن معد بن یتیم بن حارث

بن کعب بن مالک بن قنافہ بن عامر بن ربیعہ بن

عامر بن معاویہ بن زید بن مالک بن نسر بن

وہب اللہ بن شہران بن عفرس بن اقل جو

خشم کی جڑ ہیں۔

آپؐ کی والدہ ہند یعنی خولہ بنت عوف بن زہیر

بن حارث بن حماطہ جرش سے تھیں۔

اسماءؓ نے ہجرت حبشہ کی تھی۔ حبشہ میں آپؐ نے

مردہ عورت کی نعش بنانے کا طریقہ دیکھا۔ جس

سے انہوں نے مدینہ کے لوگوں کو آگاہ کیا۔ پھر

اسی طرح نعل تیار کی جانے لگی۔ آنحضور نے فرمایا کہ ہماری ایک ہجرت ہے اور اسماءؓ کی دو ہجرتیں ہیں۔

آپؐ کی شادی ابو بکر صدیقؓ سے جعفر طیارؓ کی جنگ موتہ میں شہادت کے چھ ماہ بعد ہوئی۔

آپؐ کے بیٹے محمد بن ابو بکرؓ کی پیدائش ذوالحلیفہ 10 ھ میں ہوئی۔ 8 ھ میں آنحضور نے خود اسماءؓ کا نکاح ابو بکر صدیقؓ سے پڑھایا تھا۔ 13 ھ میں ابو بکرؓ نے وفات سے پہلے وصیت کی کہ ان کی میت کو اسماءؓ غسل دیں۔ چنانچہ اسماءؓ نے ان کی وصیت پر عمل کیا۔

ابو بکرؓ کی وفات کے بعد آپؐ کا نکاح علیؓ ابن ابی طالب سے ہوا۔ اس وقت آپؐ کے بیٹے محمد بن ابو بکرؓ کی عمر تقریباً تین سال کی تھی۔ وفات سن 40 ھ میں ہوئی۔

آپؐ کی اولاد میں جعفرؓ کے صلب سے چار

بیٹے عبداللہ، محمد اور عون کے علاوہ دو بیٹیاں
 ہوئیں جبکہ علیؑ کے صلب سے ایک بیٹے یحییٰ پیدا
 ہوئے۔ آپ کا علیؑ سے نکاح ہونے کے بعد ایک
 واقعہ پیش آیا۔ کہ محمد بن جعفرؑ اور محمد بن ابوبکرؑ
 نے ایک دوسرے پر فخر کا اظہار کیا اور ہر ایک
 نے کہا کہ میں تم سے معزز ہوں اور میرے والد
 تمہارے والد سے بہتر ہیں۔ علیؑ نے اسماءؑ سے کہا
 کہ آپ ان میں فیصلہ کریں۔ تو اسماءؑ نے جواب دیا
 کہ میں نے جعفرؑ سے بہتر عرب میں کوئی جوان
 نہیں دیکھا اور ابوبکرؑ سے بہتر کوئی ادھیڑ عمر کا نہیں
 دیکھا۔ علیؑ نے کہا کہ آپ نے ہمارے لئے کچھ
 نہیں چھوڑا۔

محمد بن ابوبکرؑ آپؑ کی زندگی میں ہی 38ھ میں
 مصر میں شہید ہو گئے تھے۔

آپ کی بہن سلمیٰ بنت عمیس کی شادی سید الشہداء
 حمزہؑ سے ہوئی تھی۔

عبداللہ بن جعفرؓ طیار :

آپؓ اور محمد بن ابوبکرؓ کی والدہ اسماء بنت
عمیسؓ تھیں۔ بعض روایات کے مطابق پیدائش
ہجرت حبشہ کے دوران ہوئی ، لقب بحر الجواد
تھا یعنی سخاوت کا سمندر ، عملی سیاست سے دور
رہے ، خلافت علیؓ اور بعد میں ہونے والے
واقعات میں کہیں ان کا ذکر نہیں ملتا۔ آپؓ
کے مشورہ سے علیؓ نے مصر کے والی قیس بن
سعد کو برطرف کر کے محمد بن ابوبکرؓ کو والی
مصر مقرر کیا جس کے بعد مصر کی مملکت انتشار
کا شکار ہو گئی۔ یہ واقعہ 36ھ / 656ء یا 657ء
کا ہے۔

آپؓ نے حسین بن علیؓ کو 60ھ میں خلافت یزید
بن معاویہؓ کے بعد کوفے کے بعض لوگوں کی
طرف سے ملنے والی دعوتوں پر روکنے کی کوشش

کی جو بے نتیجہ رہی۔ آپ کی وفات 80ھ یا 85ھ
بیان کی جاتی ہے۔

4۔ حبیبہ بنت خارجہؓ

آپ کا نسب اس طرح ہے۔

حبیبہؓ بنت خارجہ بن زید بن ابی زہیر بن
مالک بن امری القیس بن مالک الاغر۔

آپؓ کی والدہ کا نام ہرمہ تھا۔ جن کا نسب اس
طرح ہے۔ ہرمہ بنت عتبہ بن عمرو بن خدیج بن
عامر بن جشم۔

سعدؓ بن ربیع بن ابی زہیر آپ کے انخیانی
بھائی تھے۔ حبیبہؓ مشرف بہ اسلام ہوئیں اور
آنحضور ﷺ سے بیعت کی سعادت حاصل کی۔
آپ کے بطن سے ایک بیٹی ام کلثوم بنت
ابوبکرؓ پیدا ہوئیں۔

(صالحات و صحابیات صفحہ 411، اسد الغابہ 68 جلد 10)

ایک روایت میں ملکہ بنت خارجه سے ابو بکر صدیقؓ

کی شادی ذکر ہے جنگی وفات کے بعد حبیبہ بنت

خارجهؓ سے نکاح سخ میں ہوا جسے دار بنی الحارث

بن الخزرج بھی کہا جاتا ہے جسے مسجد بنی الحارث

بن الخزرج اور مسجد سخ بھی لکھا گیا ہے۔

(معالم طالبہ۔ الفیروز آبادی صفحہ 187، المساجد الاثریہ

فی مدینہ النبویہ۔ محمد الیاس عبدالغنی صفحہ 220)

خارجه بن زید انصاریؓ:

قبیلہ اغبر کے مشہور خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔

بیعت عقبہ میں اسلام قبول کیا۔

ہجرت کے بعد ابو بکر صدیقؓ نے آپ کے گھر

قیام فرمایا اور اپنی بیٹی حبیبہؓ کی شادی ابو بکرؓ

سے کی۔ غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور امیہ

بن خلف کو قتل کیا۔ غزوہ احد میں بہادری کے جوہر

دکھاتے ہوئے شہید ہوئے، آپ کو نیزوں کے دس
 سے زیادہ زخم آئے۔ اسی غزوہ میں آپؐ کے بیٹے
 سعد بن ربیعؓ بھی شہید ہوئے اور دونوں ایک ہی
 قبرستان میں دفن ہوئے۔

5۔ ام بکر زوجہ ابو بکر صدیقؓ :

کا تعلق بنی کلب بن عوف بن عامر بن لیث بن بکر
 بن عبدمناة بن کنانہ سے تھا جو کلب بن وہرہ سے تھا۔
 جب ابو بکر صدیقؓ نے انہیں مدینہ منورہ ہجرت کے
 بعد طلاق دے دی تو انکی شادی ابن عم ابو بکر شداد
 بن الاسود بن عبد شمس بن مالک بن جعونہ جنہیں
 ابن شعوب کہا جاتا تھا سے ہوئی۔

انکا ذکر صحیح بخاری میں ام المومنین عائشہ کی
 روایت میں ہے۔

حدثنا اصیغ، حدثنا ابن وہب عن یونس عن ابن

شہاب، عن عروہ بن الزبیر، عن عائشہ :

آن ابا بکر رضی اللہ عنہ ، تزوج امراة من کلب
یقال لها أم بکر ، فلما هاجر ابو بکر طلقها
ابو بکر شداد :

کا ذکر حافظ بن حجر نے اصالبہ، فتح الباری اور
قطلانی نے ارشاد الساری میں کیا ہے اور شعر
تحریر کئے ہیں ۔

عبداللہؓ بن ابو بکر صدیقؓ

نسب: عبداللہؓ بن ابو بکر الصدیقؓ بن ابو قحافہؓ
عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم
بن مرہ - عبداللہؓ بن ابو بکر طائف کے معرکہ
میں رسول اللہ کے ساتھ تھے اور وہاں زخمی ہوئے
اور وہی آپ کی وجہ شہادت بنا ۔

آپؓ اپنے والد ابو بکر صدیقؓ کی خلافت کے
زمانہ تک زندہ رہے اور انہی کے ایام خلافت

میں وفات پائی۔

جب آنحضور ﷺ نے ابو بکر صدیقؓ کے

ہمراہ ہجرت کی تو اس زمانہ میں عبداللہؓ ذہین اور

سمجھدار نوجوان تھے۔ آپ رات کو غار میں رہا

کرتے تھے، صبح مکہ واپس تشریف لے جاتے

دن کے وقت کفار جو باتیں کرتے۔ آپ انہیں

سننے اور محفوظ کر لیتے۔ رات کے وقت انہیں

آنحضور ﷺ کو بتا دیتے۔ ہجرت کے وقت

انتہائی مشکل حالات میں آپ نے قابل

قدر خدمات انجام دیں۔

آنحضور ﷺ کے کفن کے لئے ایک حلہ خریدا

گیا لیکن اس میں آنحضور ﷺ کو اس میں کفن

نہیں دیا گیا۔ عبداللہؓ نے اس اپنے کفن کے لئے

لے لیا پھر یہ خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے

اپنے نبیؐ کے لئے پسند نہیں فرمایا، تو اسے بیچ

کر قیمت خیرات کر دی۔ (صحیح بخاری و مسلم)

عبداللہؓ بن ابوبکر کی شادی سیدہ عاتکہؓ بنت زید بن عمرو بن نفیل قرشیہ عدویہ سے ہوئی جو عمر بن الخطابؓ کی عم زاد تھیں - مدینہ کو ہجرت کی - عاتکہؓ انتہائی حسین و جمیل تھیں اور عبداللہ بن ابوبکر ان سے بہت محبت کرتے تھے اور ان کی جدائی برداشت نہیں کر سکتے تھے - لہذا غزوات میں شریک نہ ہوتے چنانچہ آپؐ کے والد نے حکم دیا کہ اپنی بیوی کو طلاق دو یہ حکم ملنے پر عبداللہؓ نے انتہائی دردناک شعر کہے - (یہ اشعار تفصیل سے اسد الغابہ اور کتب سیر میں تحریر ہیں) ان کی حالت دیکھ کر ابوبکر صدیقؓ کو رحم آگیا اور رجوع کی اجازت دے دی -

عاتکہؓ بھی بہت خوبصورت شعر کہتی تھیں - انہوں نے بھی اپنے شوہر کی جدائی میں جو شعر کہے وہ بھی عربی ادب کا سرمایہ ہیں - (عاتکہؓ کے اشعار

اسد الغابہ صفحہ 169 جلد 10 میں تحریر ہیں)

سیدہ عاتکہ ؓ کی شادی بعد میں محمد بن ابو بکر ؓ

سے ہوئی اور انکا انتقال مصر میں ہوا مقبرہ

فسطاط میں مشہور ہے۔

ابو بکر صدیق ؓ تو آنحضور ﷺ کے ہمراہ پہلے

ہی ہجرت کر چکے تھے۔ لہذا عبداللہ ؓ بعد میں

ام رومان ؓ، عائشہ صدیقہ ؓ اور اسماء ؓ کے ہمراہ مدینہ

منورہ پہنچے۔ آپ کی وفات مدینہ منورہ میں

بہ سبب ان زخموں کے ہوئی جب آپ آنحضور

کے ہمراہ طائف تشریف لے گئے تھے اور وہاں

کچھ لوگوں نے حملہ کر دیا تھا۔

آپ کے ایک بیٹے اسماعیل ہوئے۔

اسماء ؓ بنت ابو بکر صدیق ؓ

نسب: اسماء ؓ بنت ابو بکر الصدیق ؓ بن ابو قحافہ ؓ عثمان

بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن یتیم بن مرہ

آپ کا نام اسماء اور لقب ذات النطاقین تھا۔ آپ کی
پیدائش مکہ مکرمہ میں ہجرت سے ستائیس سال قبل
ہوئی۔

اسماءؓ کے نانا عبدالعزیٰ قریش کے نامور رئیس تھے۔
عبداللہؐ بن ابوبکر آپ کے حقیقی بھائی تھے۔

ام المومنین عائشہ صدیقہؓ آپ سے عمر میں چھوٹی
تھیں۔ قبول اسلام کے لحاظ سے اسماءؓ کو امتیازی حیثیت
حاصل ہے۔ آپ اداکل بعثت میں اس وقت اسلام
لائیں جب صرف سترہ نفوس مخفی اسلام لائے تھے۔
اس طرح سابقوں الاولون میں آپ کا اٹھارواں نمبر
تھا۔

آپؓ کی شادی زبیر بن العوامؓ حواری رسولؐ سے ہوئی
تھی۔ جو اصحاب عشرہ مبشرہ میں سے ہیں زبیرؓ بن
العوام آنحضور ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی اور
ام المومنین خدیجہؓ کے حقیقی بھتیجے تھے۔

بعثت کے چوتھے سال جب رسول اللہ ﷺ نے

اعلانیہ تبلیغ حق کا آغاز کیا تو مشرکین کے مظالم آپ
 نے اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ ہجرت کے وقت جس
 سفر کا آغاز آپؐ کے والد کے گھر سے ہوا اس سفر
 کی تیاری اور غار ثور میں قیام کے دوران خورد و نوش
 کا سامان بہم پہنچاتی رہیں۔

جب آنحضور ﷺ نے غار ثور سے مدینہ کی طرف
 روانگی کا ارادہ فرمایا تو کھانے پینے کے سامان کو
 باندھنے کے لئے کوئی چیز میسر نہیں تھی۔ اسماءؓ نے
 اپنی کمر سے پٹی اتار کر اس میں سامان باندھا۔ جس
 پر انہیں دربار رسالت ﷺ سے ذات النطاقین کا
 خطاب عطا ہوا۔

ہجرت کے بعد آپؐ اپنے بھائی عبداللہؓ کی معیت میں
 ام رومانؓ اور ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کے ہمراہ مدینہ
 تشریف لائیں۔ ایک اور روایت کے مطابق آپؐ اپنے
 شوہر زبیرؓ بن العوام اور خوش دامن صفیہؓ بنت
 عبدالمطلب کے ساتھ ہجرت کی اور قباء میں قیام فرمایا۔

ہجرت کے بعد اتفاق سے مدینہ میں کسی مہاجر کے ہاں
 اولاد نہ ہوئی۔ اس پر مدینہ کے یہود نے مشہور کر دیا
 کہ ہم نے مسلمانوں پر جادو کر دیا ہے اور ان کی نسل
 کو منقطع کر دیا ہے۔ یہ دن تھے کہ سن 1ھ میں
 آپؐ کے یہاں بیٹے عبداللہؓ بن الزبیرؓ کی ولادت
 ہوئی۔ جس پر یہود بہت شرمندہ ہوئے۔

عبداللہ ابن زبیرؓ نے اسلامی تاریخ میں بڑا نام پایا
 اور ان کی شہادت اپنی والدہ کی زندگی میں ہی ہوئی۔
 اسماءؓ بنت ابوبکرؓ کمال کی عابدہ و زاہدہ تھیں۔ کثرت
 عبادت کی وجہ سے ان کا عام شہرہ ہو گیا تھا۔ طرح
 طرح کے مریض ان کے پاس دعائے خیر کے لئے
 آتے تھے۔

آپؐ کے پاس آنحضور ﷺ کا ایک جبہ بھی تھا جو
 ام المومنین عائشہؓ کی وساطت سے ملا تھا۔

زندگی میں کئی حج ادا فرمائے۔ پہلا حج رسول اللہ

ﷺ کے ساتھ ادا کیا۔

بہت نڈر اور شجاع تھیں اور غزوات میں جنگی خدمات

انجام دیتی رہیں۔ جنگ یرموک میں اپنے شوہر کے

ساتھ شریک ہوئیں

اولاد میں زبیرؓ بن العوام کے صلب سے عبداللہ، منذر،

عروہ، عاصم، مہاجر، خدیجہ الکبریٰ، ام حسن، عائشہ،

ام عبداللہ اور اسماء متولد ہوئے۔

جمہور الانساب کے مطابق آپ کے بیٹے ابو بکر عبداللہ

امیر المومنین (عبداللہ بن زبیرؓ) کے علاوہ عروہؓ اور

منذرؓ ابو عثمان اپنے بھائی عبداللہؓ کے ساتھ شہید ہوئے

آپ نے سو سال کی عمر پائی اور آخر عمر تک ہوش و

حواس میں رہیں۔

رسول اللہ ﷺ سے 58 احادیث بیان کیں اور 56

احادیث کی روایت کی۔ سن 73ھ میں جب آپ کے

بیٹے عبداللہ بن زبیرؓ کو شہید کیا گیا تو آپ اس وقت

زندہ تھیں اور اپنے بیٹے کی لاش کے سامنے تاریخی

خطبہ دیا۔

زبیر بن العوامؓ

نسب: زبیرؓ بن العوام بن خویلد بن اسد بن

عبدالعزیٰ بن قصى بن کلاب -

زبیرؓ کی والدہ صفیہؓ بنت عبدالمطلب آنحضور

ﷺ کی پھوپھی تھیں اور آپ ام المومنین خدیجہؓ

کے بھتیجے تھے۔ حدیث کے مطابق آپؓ پانچویں

شخص تھے جنہوں نے اسلام قبول کرنے میں سبقت

کی اس وقت آپؓ کی عمر آٹھ سال تھی۔

عشرہ مبشرہ میں شامل تھے۔ حبشہ اور مدینہ منورہ دونوں

جگہ ہجرت کی۔

دربار رسالت سے حواری کا لقب عطا ہوا۔ آنحضور

کی زندگی میں تمام بڑے غزوات میں شرکت کی۔

فتح مکہ کے دن آپؓ کے ہاتھ میں دو جھنڈے تھے۔

آپؓ کی شہادت 60 یا 67 برس کی عمر میں جنگ

جمل میں ہوئی ، جس وقت آپؐ ام المومنین عائشہ

صدیقہؓ کی طرف سے جنگ میں شریک تھے ۔

آپکے فضائل اور سیرت پر کئی کتابیں لکھی گئی ہیں۔

مصر میں خلافت عمر بن الخطابؓ میں عمرو بن العاصؓ

کیلئے بڑا فوجی دستہ لیکر گئے اور بازنطینی سلطنت کے

خلاف جہاد میں حصہ لیا۔ چھاپہ مار جنگ میں قلعہ بابلون

پر حملہ اور فسطاط شہر کی تعمیر کا نقشہ تیار کرنا وغیرہ

Babylon , Fustat

عبداللہؓ ابن الزبیرؓ:

پیدائش 1ھ ، شہادت 73ھ ، خلافت: 64ھ - 73ھ

نسب: عبداللہؓ بن الزبیرؓ بن العوام بن خویلد بن

اسد بن عبد العزیٰ بن قصی بن کلاب ۔

آپؓ کی والدہ اسماء بنت ابوبکر صدیقؓ اور دادی

صفیہؓ بنت عبدالمطلب تھیں۔ ہجرت کے

بعد مدینہ منورہ میں مہاجرین کے ہاں جو سب سے

پہلا نومولود ہوا وہ آپؐ ہی کی ذات مبارکہ تھی۔

جب آپؐ کی پیدائش ہوئی تو مسلمانوں میں خوشی کی

لہر دوڑ گئی۔ اپنے والد کے ساتھ جنگ یرموک میں

شامل تھے۔ اس کے علاوہ جب آپؐ کے والد مصر میں

عمرو بن العاصؓ کی فوج کیلئے مکہ لیکر گئے تھے تو

اس وقت بھی آپؐ ان کے ہمراہ تھے۔

عبداللہ ابن زبیرؓ نے بازنطینی حاکم جریر کو اپنے ہاتھ

سے قتل کیا۔ جب آپؐ عبداللہ ابن سرحؓ کی اس

مہم میں شامل تھے جو افریقہ میں بازنطینیوں کے

خلاف روانہ ہوئی تھی۔

طرابلس کے نزدیک صبراۃ شہر (لیبیا) پر آپؐ نے ہی

حملہ کی سربراہی کی۔

سعید ابن العاصؓ کے ہمراہ شمالی ایران پر چڑھائی میں

شریک تھے۔ عثمان غنیؓ نے آپؐ کو اس مجلس کا

رکن مقرر کیا جس کے ذمہ قرآن پاک کا صحیح

نسخہ تیار کرنا تھا۔

جنگ جمل میں آپ نے اپنے والد کے ہمراہ شرکت
 کی اور عائشہ صدیقہؓ کے ساتھ بصرہ پہنچ کر پیدل
 فوج کی قیادت کی۔ جنگ جمل کے بعد ام المومنین
 عائشہ صدیقہؓ کے ہمراہ ہی واپس مدینہ منورہ تشریف
 لے آئے۔

آپ کے بھائی عمرو کو گرفتار کر کے شہید کیا گیا اور
 ان کی لاش سولی پر لٹکا کر تشہیر کی گئی تو آپ نے کھلم
 کھلا یزید بن معاویہؓ کی خلافت کی مخالفت شروع کر دی۔

خلافت عبداللہؓ ابن زبیرؓ:

امیر یزید بن معاویہؓ کی وفات کے بعد آپ نے اپنی
 خلافت کا اعلان کر دیا اور مدینہ منورہ کو مستقر بنایا۔
 آپ کی خلافت مصر، حجاز، یمن، خراساں، عراق اور
 شام کے کچھ علاقوں پر قائم ہوئی۔ اسی دوران
 مکہ مکرمہ منتقل ہو گئے۔

خلیفہ عبد الملک نے حجاج بن یوسف کو ان کے

خلاف روانہ کیا اور چھ ماہ تک محاصرہ کیے رکھا۔
 شہادت سے قبل اپنی والدہ اسماءؓ سے ملنے آئے اور
 میدان جنگ میں لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ آپ
 کی لاش کو عین اس جگہ لٹکایا گیا جہاں آپ کے بھائی
 عمرو کی لاش لٹکائی گئی تھی۔ کچھ عرصہ کے بعد لاش
 آپ کی والدہ کے حوالے کر دی گئی۔ جنہوں نے اسے
 مدینہ میں صفیہؓ بن عبدالمطلب کے گھر میں دفن کر دیا۔
 ام المومنین عائشہ صدیقہؓ آپ سے بہت محبت کرتی
 تھیں۔ جنگ جمل میں آپ نہایت بہادری اور بے
 جگری سے لڑے جس کی وجہ سے آپ کو چالیس زخم
 آئے اور جس شخص نے آپؓ کی سلامتی کی اطلاع
 صدیقہؓ تک پہنچائی اسے دس ہزار درہم بطور انعام
 عطاء کیے۔ آپؓ نے اپنے دور خلافت میں اپنا سکہ
 جاری کیا اور تاریخ اسلام میں پہلی دفعہ گول درہم
 بنائے۔ سکے کے ایک طرف "محمد رسول اللہ"

اور دوسری سمت "امر اللہ بالوفا والعدل"

کندہ کرایا۔ شوق عبادت اور مسجد سے وابستگی

پر انہیں "حمامة المسجد" کا خطاب دیا گیا

یعنی مسجد کا کبوتر۔

کتب حدیث میں ان سے 33 احادیث مروی ہیں۔

آپؓ کی خلافت کا عرصہ نو برس ہے اور پہلی مرتبہ

دیباچ کا غلاف کعبہ تیار کیا۔

عروہ بن زبیرؓ بن العوام :

ولادت 23ھ، آپکے دو بھائی عبداللہ ابن الزبیرؓ

اور معصب ابن الزبیرؓ صحابی تھے۔ آپکی والدہ

اسماء بنت ابوبکر صدیقؓ تھیں اور دادی صفیہ بنت

عبدالطلبؓ تھیں۔

امیر یزید بن معاویہؓ کی وفات کے بعد عبداللہ

ابن الزبیرؓ کو حجاز و عراق میں خلیفہ تسلیم کر لیا گیا

73ھ میں انکی شہادت کے بعد اہل عراق نے

معصبؓ ابن الزبیر کو خلیفہ تسلیم کر لیا۔ خلیفہ عبد الملک
بن مروان جو 65ھ میں خلیفہ بنے انکے بہت قریبی
دوست تھے۔

آپکا شمار مدینہ کے فقہاء سبعہ (سات علماء) میں ہوتا
تھا جن میں قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیقؓ شامل تھے۔
آپکی وفات 91ھ میں بعمر 71 برس ہوئی۔ خلیفہ
ولید بن عبد الملک نے آپکو شام بلایا تھا اور وہاں سے
مدینہ واپس آ گئے تھے۔

(سیرۃ التابعین صفحہ 91، تابعین کے واقعات ص 58)

تذکرہ حجاج بن یوسف : 40ھ - 95ھ

نسب: حجاج بن یوسف بن الحکم بن ابی عقیل بن
مسعود بن عامر بن معتب بن مالک بن کعب بن
عمرو بن سعد بن عوف بن ثقیف

والدہ: الفارعة بنت ہام بن عروہ بن مسعود ثقفی

زوجات :

ام کلثوم بنت عبد اللہ بن جعفرؓ بن ابی طالب -

ام النبین بنت المغیرہ بن عبد الرحمن بن الحارث

بن ہشام المخزومی -

ام سلمہ بنت عبد الرحمن بن سہل بن عمرو

ام الجلاس بنت عبد الرحمن بن اسید -

ہند بنت المہلب بن ابی صفرہ -

امتہ الرحمن بنت جریر بجلی -

ہند بنت اسماء بن خارجہ

اولاد :

محمد بن حجاج ، عبد الملک بن حجاج ، ابان بن

حجاج ، سلیمان بن حجاج اور عبد اللہ بن حجاج

بن یوسف -

عبد اللہ بن عبد الملک بن حجاج بن یوسف

عمر بن عبد الملک بن محمد بن حجاج بن یوسف

(والی بچہ ولید بن یزید)

عبدالصمد بن محمد بن حجاج بن یوسف

(ولی دمشق بچہ ولید بن یزید)

بنو المنذر (اندلس) بن الحارث بن عیشون

بن العلاء بن العجلان بن عبداللہ بن محمد

بن حجاج بن یوسف

(حوالہ: ابراج الزجاج فی سیرۃ الحجاج -

عبدالرحمن بن سعید بن علی بن وہف)

عبدالرحمنؒ بن ابوبکر صدیقؓ

نسب: عبدالرحمنؒ بن ابوبکر صدیقؓ بن ابوقحافہؓ

عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم

بن مرہ

آپ ابوبکرؓ کی اولاد میں سب سے بڑے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حجۃ الوداع میں شریک

ہوئے اور آنحضور ﷺ کے حکم سے ام المومنین
 عائشہ صدیقہؓ کو تنعیم کے مقام سے عمرہ کرایا۔
 جنگ بدر میں مشرکین کے ساتھ تھے اور جنگ جمل
 میں ام المومنین عائشہؓ کی طرف سے شریک ہوئے۔
 14ھ یا 15ھ میں ابی عبیدہ بن الجراحؓ کے ہمراہ
 فتح بعلبک میں شرکت کی (واقعی) معرکہ یرموک
 اور روم کا بھی ذکر کیا ہے

(فتوح الشام 120/1، الصحابہ فی لبنان صفحہ 84،

حسن المحاضرہ فی تاریخ مصر و قاہرہ، السیوطی صفحہ

1:216، النجوم الزاہرہ فی ملوک مصر و قاہرہ)

عمرو بن العاصؓ کے ساتھ بھی رہے اور مصر جا کر

اپنے بھائی محمد بن ابوبکرؓ کی زندگی بچانے کی

ناکام کوشش کی۔

وفات 58ھ / 678ء میں مکہ کے نواح میں واقع

جیشی نامی پہاڑی پر ہوئی اور مکہ مکرمہ میں دفن

ہوئے۔ (بخاری)

صحاب میں متعدد احادیث ان سے مروی ہیں۔

آپ کے گھر کی چار نسلیں صحابی ہوئیں۔

یعنی دادا، والد، آپ خود اور بیٹے محمد۔

جمہور الانساب کے مطابق آپ کی اولاد میں محمد،

عبداللہ، ام حکیم، میمونہ اور قریبہ پیدا ہوئے۔

زوجہ قریبہ بنت ابی امیہ کے بطن سے عبداللہ اور

ام حکیم متولد ہوئے۔ ام المومنین سلمیٰؓ، قریبہؓ

کی بہن تھیں۔

میمونہ بنت عبدالرحمنؓ کی شادی امیر المومنین

ہشام بن عبدالملک سے ہوئی۔

جبکہ قریبہ بنت عبدالرحمنؓ کی شادی قاسم بن

محمد بن ابوبکر صدیقؓ سے ہوئی۔

ام حکیم بنت عبدالرحمنؓ کی شادی موسیٰ بن طلحہ

بن عبید اللہؓ سے ہوئی اور تین بچے محمد، یحییٰ اور

عائشہ پیدا ہوئے۔

ان ہی عائشہ کی شادی امیر المومنین عبدالملک بن

مردان سے ہوئی جن سے بکار بن عبد الملک
پیدا ہوئے ۔

عبداللہ بن عبد الرحمن بن ابو بکر صدیق ؓ
کی پھوپھی ام المومنین عائشہ صدیقہ ؓ اور خالہ
ام المومنین سلمیٰ ؓ تھیں۔ ان عبداللہ کی اولاد میں
طلحہ ، ابو بکر ، عمران اور عبد الرحمن کے علاوہ
ایک بیٹی نفیسہ پیدا ہوئیں ۔

نفیسہ بنت عبداللہ بن عبد الرحمن بن ابو بکر صدیق ؓ
کی شادی امیر المومنین ولید بن عبد الملک سے ہوئی
سب بچوں کی والدہ عائشہ بنت طلحہ بن عبید اللہ ؓ
تھیں۔

ابو بکر بن عبداللہ بن عبد الرحمن بن ابو بکر
صدیق ؓ امیر المومنین مروان بن محمد کے زمانہ
میں ثار بالسوس تھے اور ان کے بیٹے ہاشم ولی
قضاء مصر تھے ۔ بعد میں ہاشم بن ابو بکر بن
عبداللہ کی اولاد کوفہ میں آباد ہوئی ۔

عبدالرحمن بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن

ابو بکر صدیقؓ۔

ابن ابی عتیق : عبداللہ بن محمد بن محمد بن

عبدالرحمن بن ابو بکر صدیقؓ۔

ام المومنین عائشہ صدیقہؓ بنت ابو بکر صدیقؓ

آپ کا نام عائشہ، لقب: صدیقہ اور حمیرا اور کنیت

ام عبداللہ تھی۔

نسب: عائشہ بنت ابو بکر الصدیقؓ بن ابو قحافہ عثمان

بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ

آپکی ولادت نبوت کے پانچویں سال اور ہجرت سے

نو سال قبل ہوئی جولائی 614ء کو مکہ المکرمہ میں ہوئی

(اسلامک انسائیکلو پیڈیا)

ام المومنینؓ کے ہوش سنبھالنے سے پہلے ہی آپ

کے والد اور والدہ اسلام قبول کر چکے تھے۔ آپ کا

گھر اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا اولین مرکز تھا۔ اسی
گھر میں صدیق اکبرؓ جیسے والد کے زیر سایہ آپ کا
زمانہ طفولیت بسر ہوا۔

آنحضرت ﷺ سے آپ کے نکاح کی تحریک عثمانؓ بن
مظنون کی بیوی خولہ بنت کلیمؓ نے کی۔

ماہ شوال 3ھ قبل ہجرت آپ کا نکاح رسول اللہ
ﷺ سے ہوا۔ مہر پانچ سو درہم مقرر ہوا۔ ابو بکر
صدیقؓ نے نکاح خود پڑھایا۔ عائشہؓ کے نکاح کی
شہادت آنحضور ﷺ کو خواب میں ہو چکی تھی۔
رخصتی شوال 1ھ (اپریل 623ء) کو ہوئی۔

جب رسول اللہ اور ابو بکر صدیقؓ نے ہجرت کا ارادہ
کیا تو صدیق اکبرؓ کے دیگر اہل بیت کے ہمراہ آپ
بھی سفر کے سامان کی تیاری میں شریک تھیں۔

مدینہ پہنچ کر آنحضور ﷺ اور ابو بکر صدیقؓ
نے اپنے اہل و عیال کو مکہ سے مدینہ لانے کے لیے
زید بن حارثہؓ، ابو رافعؓ اور عبد اللہ بن اریقطؓ کو

روانہ کیا۔ عبد اللہ بن اریقٹؓ کے ہمراہ عبد اللہ بن
 ابو بکرؓ، ام رومانؓ، ام المومنین عائشہؓ، اسماءؓ تشریف
 لائیں۔ مدینہ میں آپ اپنے والد کے گھر محلہ بنو حارث
 بن خزرج میں اتریں۔

عائشہ صدیقہؓ کی عمر بوقت نکاح:
 رخصتی سن 1ھ یا سن 2ھ میں ہوئی اور جس عمر
 میں رخصتی ہوئی اس میں بہت اختلاف ہے۔ مختلف
 روایات کے مطابق اس وقت آپ کی عمر 9، 15 یا
 18 برس تھی۔ اس مسئلہ پر کافی بحث ہو چکی ہے اور
 مختلف محققین نے کافی سیر حاصل بحث کی ہے۔
 ممتاز محقق حکیم نیاز احمد نے باقاعدہ اس موضوع
 کتاب تحریر کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں عائشہ صدیقہؓ
 کی عمر بوقت نکاح کا سرے سے کوئی تعین نہ کیا
 جائے اور محض اتنا کہا جائے کہ نکاح کے وقت پختہ

عمر اور کنواری تھیں۔ شرفاء قریش جس پختہ عمر میں لڑکیوں کی شادی کرتے تھے اسی عمر میں ان کا نکاح ہوا۔ مزید تحریر فرماتے ہیں کہ احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ عائشہؓ کی عمر کے بارے میں لا طائل دلائل اور غیر واقعی تو جیہات سے احتراز کیا جائے۔ فطرت کے مسلمہ اصول کے سامنے ہشام کے استخراج کو دور کر کے اس باب میں خاموشی اختیار کی جائے۔

(تحقیق عمر عائشہ صدیقہؓ 190 حصہ 2)

اسی سلسلہ میں ممتاز محقق میاں محمد سعید تحریر کرتے ہیں کہ عائشہ صدیقہؓ کی ولادت کا سال متنازعہ فیہ ہے۔ جن مورخین نے سیدہ عائشہؓ کی ولادت کا ذکر بقید سنہ کیا ہے انہوں نے متضاد بیانات درج کر کے عمر کے مسئلہ کو مشکوک بنا دیا ہے۔

ابن سعد نے تحریر کیا ہے کہ عائشہؓ نبوت کے چوتھے سال کی ابتداء میں پیدا ہوئیں اور نبوت کے دسویں سال چھ برس کی عمر میں بیاہی گئیں۔ لیکن سید سلیمان

ندوی کو اس حوالے سے اتفاق نہیں۔ وہ سیدہ عائشہؓ کی پیدائش نبوت کے پانچویں سال بتاتے ہیں اور ان کے ہم خیال علماء کا بھی یہی موقف ہے۔ مزید تحریر فرماتے ہیں کہ ہم تاریخ و سیرت کی موجودہ کتابوں میں بالعموم یہی پڑھتے ہیں کہ سیدہ عائشہؓ کا نکاح چھ برس کی عمر میں اور رخصتی نو برس کی عمر میں ہوئی، ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ ام المومنینؓ کے متعلق یہ اتہام متاخرین کا وضع کردہ ہے کیونکہ بعض محققین نے اس نوعیت کی روایات کو اپنی کتابوں میں درج کیا ہے جن سے یہ مفہوم اخذ کیا جاتا ہے۔ حیرت اس بات پر ہے کہ دوسری نوعیت کی روایات کو چھپانے کی کوشش کیوں کی جاتی ہے۔ جن سے سیدہ عائشہؓ کا سن پیدائش قبل نبوت زمانہ میں ثابت ہوتا ہے اور ان کا عقد زیادہ عمر میں ظاہر ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں مولانا ندوی کے اس ارشاد میں کتنا وزن باقی رہا جاتا ہے۔

مزید تحریر فرماتے ہیں کہ متذکرہ بالا شہادتوں سے

یہ ثابت ہوتا ہے کہ 73 ھ میں سیدہ اسماءؓ جنکی

وفات 100 سال کی عمر میں ہوئی اور ان کی عمر 1 ھ

میں 28 سال تھی ولادت اس حساب سے اسماءؓ

سن 28 قبل از ہجرت مطابق سن 15 قبل نبوت

اور سن 26 محمدی میں ہوئی تھی۔ سیدہ عائشہؓ ان

سے عمر میں دس سال چھوٹی تھیں۔ اس لیے

ولادت عائشہؓ 36 محمدی مطابق قبل نبوت برطابق

18 قبل از ہجرت ثابت ہوتی ہے

یعنی ہجرت کے وقت آپ کی عمر 18 سال تھی۔

(حیات ام المومنین صفحہ 30)

اس کے علاوہ بعض علمائے کرام نے اس موضوع کو

براہ راست انکار حدیث قرار دے کر ہر قسم کی تحقیق

کا باب بند کر دیا ہے۔

سب علمائے کی آراء اپنی جگہ نیک نیتی پر مبنی ہیں

لیکن غیر مسلم معترضین کو مدلل جواب دینے کیلئے

ضروری ہے کہ سائنٹفک بنیادوں پر ریسرچ کی جائے
کیونکہ بعض اسلام مخالف دانشور اس موضوع پر توہین
رسالت کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں۔

عائشہ صدیقہؓ کی حیات مبارکہ کے چار واقعات
بہت اہم ہیں۔ اُفک ، ایلا ، تحریم اور تخیر ان
واقعات کی تفصیلات کتب سیر میں موجود ہیں۔

اُفک کا واقعہ 5ھ / 637ء میں دوران غزوہ مصطلق
پیش آیا۔ قرآن شریف میں اس واقعہ کا ذکر
سورۃ النور میں اس طرح ہے

إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ط

جو لوگ یہ بہتان گھڑ لائے ہیں وہ تمہارے اندر کا

ایک ٹولہ ہے النور: 11

لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم ط بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُم ط

لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ ج

وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ 11

لَوْ لَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ

بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا ۖ وَقَالُوا هَذَا آفَافٌ مُّبِينٌ -

سورہ النور: 12

اس واقعہ کو اپنے حق میں شر نہ سمجھو بلکہ یہ بھی تمہارے لیے خیر ہی ہے۔ جس نے اس میں جتنا حصہ لیا اس نے اتنا ہی گناہ سمیٹا اور جس شخص نے اس کی ذمہ داری کا بڑا حصہ اپنے سر لیا۔ اسکے لئے تو عذاب عظیم ہے۔ جس وقت تم لوگوں نے اسے سنا تھا اسی وقت کیوں نہ مومن مردوں اور مومن عورتوں نے اپنے آپ سے نیک گمان کیا اور کیوں نہ کہ دیا کہ یہ صریح بہتان ہے

سُبْحَنَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ - النور: 16

سبحان اللہ یہ تو ایک بہتان عظیم ہے

يَعْظُمُ اللَّهُ أَنْ تَعُودَ وَالْمِثْلُ أَبَدًا

كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ

اللہ تم کو نصیحت کرتا ہے کہ آئندہ کبھی ایسی

حرکت نہ کرنا اگر تم مومن ہو۔ النور: 17

ام المؤمنین پر جب منافقین نے تہمت لگائی تو اس

فتنہ کا مقصد آنحضور ﷺ اور ابو بکرؓ کے درمیان
 رنجش پیدا کرنا اور عام مسلمانوں کے دل آنحضرت
 ﷺ اور آپ کے اہل بیت کے تقدس کے خلاف
 بدگمانی کے جذبات ابھارنا تھا۔ لیکن آپ کی پاکبازی
 اور عصمت کی گواہی اللہ تعالیٰ نے دی اور مندرجہ
 بالا آیت برات نازل ہوئی۔

اس آیت کے نزول سے منافقین کے منہ سیاہ ہو گئے۔
 آپ کے والدین کو بے انتہاء خوشی ہوئی اور عائشہؓ نے
 فرمایا میں صرف اپنے اللہ تعالیٰ کی شکر گزار ہوں
 اور کسی کی ممنون نہیں۔

واقعہ ایلاء اور تخیر کے سلسلہ میں بھی آیات تخییر نازل
 ہوئی تھیں۔

حج الوداع میں آپ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ
 تھیں (صحیح بخاری)

آپؐ اور علیؓ ابن ابی طالب کے درمیان جنگ جمل
 کا واقعہ 36ھ / 656ء کو عثمان غنیؓ کی شہادت 35ھ

کے بعد انکے ناحق قتل کے قصاص کے مسئلہ پر پیش
آیا۔

ازواج مطہرات میں رسول اللہ ﷺ کو آپ سے
سب سے زیادہ محبت تھی۔ (صحیح بخاری)

عائشہ صدیقہؓ شروع سے ہی نہایت ذہین ، عقل
مند ، معاملہ فہم ، باریک بین اور دور رس نگاہ کی
مالک تھیں۔ حافظہ بہت قوی تھا۔ بچپن کی تمام
باتیں انہیں یاد تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ کسی دوسرے
صحابی یا صحابیہ کی یادداشت اتنی اچھی نہیں تھی۔
آپ بہت حسین و جمیل، سرخ و سفید رنگت کی
مالک تھیں۔ تفسیر قرآن ، علم حدیث فقہ و قیاس ،
عقائد علم اسرار دین ، اسلامی تاریخ ، افتاء و ارشاد ،
علم الانساب اور خصوصاً عورتوں سے متعلق دینی
مسائل پر گہری نظر تھی۔ جو چند صحابہ کے علاوہ
شاید ہی کسی کے حصہ میں آئی ہو۔

خصائل و اخلاق میں آپ کا مرتبہ بہت بلند تھا۔

بے حد فیاض ، مہمان نواز اور غریب پرور تھیں۔

دن رات کا زیادہ حصہ عبادت میں یا لوگوں کو

مسائل بتانے میں صرف ہوتا۔ غیبت و بد گوئی

سے سخت اجتناب کرتی تھیں۔ عبادت الہی سے

بے انتہاء شغف تھا۔

آنحضور ﷺ نے اپنی بیماری کے ایام کا بیشتر حصہ

آپ کے حجرے میں گزارا اور وفات کے بعد حضور

ﷺ کو آپ کے حجرے میں ہی دفن کیا گیا۔

یہ حجرہ بیت اللہ کے بعد سب سے زیادہ افضلیت کا

حامل ہے۔ اسی حجرہ مقدسہ میں آنحضور ﷺ کے

علاوہ ابو بکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ دفن ہیں۔

آپ کی بیوگی کا زمانہ آنحضور ﷺ کی وفات

12 ربیع الاول سن 11ھ سے شروع ہو جاتا ہے

اور اس عرصہ میں آپ نے ابو بکر صدیقؓ سے لے

کر امیر معاویہؓ تک کی خلافت کا زمانہ پایا۔

آپ سے مروی احادیث کی کل تعداد 2210 ہے۔

آپ کا شمار ان اصحاب میں ہوتا ہے جنہوں نے
کثرت سے روایات بیان کی ہیں تعداد روایت میں
آپ کا چھٹا نمبر ہے۔

آپ کے پاس قرآن پاک کا قلمی نسخہ بھی تھا۔ جو
انہوں نے اپنے غلام ابو یونس سے لکھوایا تھا۔
تابعین میں سے اکابر علماء کی اکثریت آپ کے
شاگردوں میں سے ہے۔ شعر و سخن سے دلچسپی تھی
اور اپنی فصاحت میں مشہور تھیں۔

افواج اسلام کا پہلا جھنڈا آپ کے دو پٹہ سے بنا اور
تاریخ اسلام میں پہلی خاتون سپہ سالار ہونے کا اعزاز
بھی جنگ جمل میں آپ نے حاصل کیا۔

17 رمضان 58ھ میں بمطابق 13 جون 678ء نماز
وتر کے بعد شب میں وفات پائی۔ نماز جنازہ ابو ہریرہؓ
نے پڑھائی۔

جنت البقیع میں ترتیب وفات کے لحاظ سے ازواج
مطہرات میں نویں نمبر پر دفن ہوئیں۔ آپ کے

انتقال کی خبر سے عالم اسلام میں رنج و الم کی لہر پھیل گئی۔

عائشہ صدیقہؓ کے فضائل و مناقب پر سینکڑوں

کتابیں مختلف ادوار میں تحریر کی جا چکی ہیں۔

جب آیت تیم نازل ہوئی تو اسید بن حضیرؓ نے کہا:

اے عائشہؓ اللہ تمہیں جزا دے۔ اللہ کی قسم جب

کوئی بات تمہیں پیش آئی تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے

نکلنے کے لیے راستہ مہیا فرما دیا اور مسلمین کے لیے

اس میں برکت پیدا کر دی اور اے آل ابو بکرؓ

یہ تمہاری پہلی نہیں ہے۔ (بلکہ اس سے پہلے بھی

کئی برکتیں نازل ہو چکی ہیں۔ صحیح بخاری)

قرآن مجید میں بیوت امہات المومنین کی فضیلت:

إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ

أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ - حجرات: 4

(جو لوگ حجروں کے باہر سے آپ کو پکارتے ہیں

ان میں اکثریت کو عقل نہیں) کیونکہ یہ طریقہ

خلاف ادب ہے انہیں آپ کے خود بخود باہر آنے

کا انتظار کرنا چاہیے

وَاذْكُرْنَ مَا يُكَلِّفُ فِي يَوْمِ تَكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ

وَالْحِكْمَةِ - احزاب: 33، 34

(ازواجِ مطہرات) آیتیں اور دانائی کی جو باتیں

تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں انہیں یاد کرو

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ

إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ - احزاب: 53

اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں بلا اجازت

نہ جایا کرو -

کتاب بیوت الصحابہ میں تحریر ہے کہ مؤرخین

صرف پانچ امہات المؤمنین کے حجروں کا تعین

کر سکے ہیں جن میں حضرت حفصہ، حضرت

عائشہ، حضرت سودہ، حضرت زینب بنت

خزیمہ اور حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ عنہن

شامل ہے باقی کے بارے میں اختلاف ہے

یہ پانچوں حجرے مسجد نبوی کے بائیں جانب

مشرقی سمت میں واقع تھے -

محمدؐ بن ابو بکر صدیقؓ

نسب: محمدؐ بن ابو بکر الصدیقؓ بن ابو قحافہؓ

(عثمان) بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد

بن تیم بن مرہ

پیدائش 25 ذوالقعد 10ھ / 631ء کو حجۃ الوداع

کے موقع پر مکہ اور مدینہ کے درمیان ہوئی اور

شہادت 38ھ / 30 اپریل 659ء کو ہوئی۔ کنیت

ابو القاسم تھی اور ابو بکر صدیقؓ کے بیٹوں میں سب

سے چھوٹے تھے۔ بہت عابد و زاہد تھے۔

آپ ابھی چند برس ہی کے تھے کہ والد وفات پا گئے

اور یتیمی کا داغ لئے اپنی والدہ کے ہمراہ علیؓ کے گھر

آ گئے۔ جبکہ آپ کی والدہ نے علیؓ سے نکاح کر لیا۔

اس طرح آپ کی پرورش علیؓ ابن ابی طالب نے

کی اور تمام سیاسی معاملات میں ان کی معاونت

کرتے رہے۔

سفارت کے فرائض انجام دیا کرتے تھے۔ ابو موسیٰ

اشعریؓ کے پاس کوفہ تشریف لے کر گئے۔ اس

کے علاوہ شام بھی گئے۔ مصر جانے اور وہاں سے
مدینہ منورہ واپس آ کر دوبارہ مصر جانے کے بعد
شہادت کا بھی پتہ لگتا ہے۔

تاریخ اسلام میں اکبر شاہ خان نجیب آبادی تحریر فرماتے
ہیں کہ 36ھ میں جب علیؓ ابن ابی طالب مدینہ سے
روانہ ہوئے تو مقام زیدہ پر قیام کیا اور یہاں سے محمد
بن ابوبکرؓ اور محمد بن جعفرؓ کو کوفہ روانہ کیا تاکہ حمایت
حاصل کی جاسکے وہاں انہوں نے علیؓ کا خط ابو موسیٰ
اشعریؓ کو دیا اور جب وہ حمایت پر کربستہ نہ ہوئے
تو دونوں ابو موسیٰؓ اشعریؓ سے سختی سے پیش آئے۔
لیکن انہوں نے قاتلین عثمان ابن عفانؓ سے سختی
سے نمٹنے کا کہہ کر حمایت سے انکار کر دیا۔

یہ جنگ جمل سے پہلے کا واقعہ ہے۔ یہ دونوں وہاں
سے واپس آئے اور علیؓ کو سارا احوال گوش گزار
کیا اس وقت تک ان کا لشکر ذی قار پہنچ چکا تھا۔
اسکے بعد محمد بن ابوبکرؓ اور ابن عباسؓ کو دوبارہ کوفہ
روانہ کیا لیکن ابو موسیٰ اشعریؓ نے دوبارہ حمایت

سے صاف انکار کر دیا۔ (صفحہ 533، 534)

آگے انہوں نے اس گروہ کے افراد کے نام تحریر کئے

ہیں جو اس وقت متحرک تھے کہ امن کی کوششوں کو

سبوتاژ کر سکیں انکی تعداد علیؓ ابن ابی طالب کے لشکر

میں ڈھائی ہزار کے قریب تھی۔ ان میں عبد اللہ

ابن سبا، ابن ملجم، اشتر اور اشتر کے خاص خاص

احباب علیا بن الہتیم، سالم بن ثعلبہ شریح بن

اونی وغیرہ بلوائی شامل تھے (صفحہ 539)

اکثر کتب سیر میں تحریر ہے کہ محمد بن ابوبکرؓ کو گورنر

مصر عثمان غنیؓ نے نامزد کیا اور یہ 35ھ کا واقعہ ہے۔

بعد کے واقعات جن میں کہا جاتا ہے کہ آپ راستہ ہی

میں تھے کہ ایک قاصد پکڑا گیا جو آپؐ کے قتل کا

جعلی فرمان لے کر جا رہا تھا۔ آپ واپس مدینہ آ گئے۔

یہ شہادت عثمان غنیؓ 35ھ سے پہلے کا واقعہ بتایا جاتا

ہے۔ محمد بن ابوبکرؓ کی گورنر مصر کی دوسری مرتبہ

تقرری علیؓ نے 38ھ میں کی اور ابھی 5 ماہ ہی

گزرے تھے کہ علیؓ نے مالک ابن حارث الاشتر کو

مصر مدد کرنے روانہ کیا لیکن وہ راستہ میں وفات پا گئے۔ مالک الاشر النخائی کی عمر اس وقت 80 سال سے اوپر تھی۔

دوران امارت مصر محمد بن ابو بکرؓ اپنی زوجہ عاتکہ کے علاوہ کمن بیٹے قاسم بن محمدؓ اور بیٹی ام کلثوم بنت محمدؓ بھی ہمراہ تھے اور اسی دوران آپ کا مقابلہ عمرو بن خدیج سے ہوا۔ آپ کا فوجی دستہ کنانہ بن بشیر کی سرکردگی میں روانہ ہوا لیکن عمرو بن خدیج سے مقابلہ میں شکست کھا گیا، کنانہ شہید ہو گئے اور آپ پابہ زنجیر فسطاط (مصر) لائے گئے۔ عبدالرحمن بن ابوبکر صدیقؓ نے اپنے بھائی کی جان بچانے کی کوشش کی لیکن ممکن نہ ہو سکا اور بعد از شہادت دونوں بچوں کو واپس مدینہ منورہ لے آئے جنہیں ام المومنین عائشہ صدیقہؓ نے گود لے لیا۔

(سیرۃ التالبعین صفحہ 172)

کتاب "عمرو بن العاص" میں محمد فرج مصری نے اس واقعہ کے بارے میں تحریر کیا ہے کہ 38ھ میں

جب امیر معاویہؓ نے عمرو بن العاصؓ کی تعیناتی
 امارت مصر پر فرمائی تو وہاں پہنچ کر انہوں نے
 محمد بن ابوبکرؓ موجودہ امیر مصر کو مراسلہ تحریر کیا
 "اما بعد اے ابوبکر کے بیٹے!

اپنی جان کی حفاظت چاہتے ہو تو میرا راستہ صاف
 کر دو۔ میں یہ بات پسند نہیں کرتا کہ میرا واسطہ تم
 سے پڑے۔ اس سرزمین کے لوگ تمہاری حکومت سے
 ناخوش اور تمہاری اطاعت پر شرمندہ ہیں (انکا اشارہ
 خلافت کوفہ کی طرف تھا)۔

اگر بات بگڑ گئی تو وہ خود تمہیں ہمارے حوالے کر دیں
 گے۔ اسلئے بہتری اسی میں ہے کہ تم مصر سے نکل
 جاؤ اور میری نصیحت قبول کر لو ---- والسلام"
 محمد ابوبکرؓ نے مراسلہ کا کوئی جواب نہیں دیا اور جنگ کے
 لئے تیار ہو گئے۔

فریقین "مشاہ" شہر میں صف آراء ہوئے لیکن محمد بن
 ابوبکرؓ کی فوج شکست کھا گئی اور اس کا اکثر حصہ
 موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ محمد نکلنے میں کامیاب

ہو گئے جن کا تعاقب معاویہ بن خدیج نے

کیا اور قتل کر دیا (394)

(علاوہ حسن المحاضرہ فی تاریخ مصر و القاہرہ ،

السیوطی صفحہ 1:583 تا صفحہ 1:584)

"فتنہ الکبریٰ"

جن حالات میں امیر المومنین عثمان غنیؓ کی مظلومانہ

شہادت ہوئی اسے اسلامی تاریخ میں "فتنہ الکبریٰ"

کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ واقعہ 18 ذوالحجہ

35 ھ / 31 مئی 656ء کا ہے اور اس فتنہ کی وجہ

سے امت مسلمہ میں ایسی مستقل دراڑ پیدا ہو گئی

کہ وقت گزرنے کے ساتھ وسیع ہوتی چلی گئی۔

عثمان غنیؓ کی مظلومانہ شہادت سے پہلے اور اسکے

بعد کے واقعات اسی فتنہ کا تسلسل ہیں۔

اس دور کے واقعات اور بعد کے جن حالات میں

محمد بن ابوبکر صدیقؓ کی شہادت ہوئی وہ اسی دور

کے ہیں جب 36 ھ میں علیؓ ابن ابی طالب کی

خلافت قائم ہوئی جنہوں نے مرکز خلافت کو

مدینہ منورہ سے کوفہ منتقل کر دیا جس کے
نتیجہ میں ہمیشہ کیلئے اسلامی ریاست کا دارالخلافہ
مدینہ منورہ سے منتقل ہو کر پہلے کوفہ پھر دمشق
سے بغداد اور قاہرہ وغیرہ چلا گیا اور پھر کبھی
ریاست مدینہ کا احیاء نہ ہو سکا -

رد عمل میں 36 ھ / 25 نومبر 656ء کو جنگ جمل
پیش آئی -

37 ھ / 19 جون 657ء کو جنگ صفین پیش آئی -

واقعہ حکمیں 37 ھ / 10 فروری 658ء کو ہوا -

شہادت علیؓ ابن ابی طالب رمضان 40 ھ / 661ء

عام الجماعت: خلافت حسن بن علیؓ 8 جنوری

سے شروع ہوئی اور دستبرداری 5 جولائی 661ء

اور عالم اسلام پر امیر معاویہؓ کی متفقہ خلافت کا آغاز

ربیع الاول 41 ھ / 5 جولائی 661ء کو ہوا اور انکی

بیعت بیت المقدس میں ہوئی -

اسے ہی عام الجماعت کہا جاتا ہے -

افسوس بعد میں لکھی گئی تاریخ و سیر میں اتنی گرد

اڑائی گئی ہے کہ حقیقت اس میں کہیں چھپ گئی ہے۔
 مالک الاشتر کی وفات 38ھ / 3 دسمبر 658ء کو ہوئی
 اور محمد بن ابو بکر صدیقؓ کی شہادت 38ھ / 30 اپریل
 659ء کو ہوئی۔ بعض علماء و تاریخ نویسوں نے بڑی
 چابک دستی سے 35ھ اور 38ھ کے واقعات کو ایک
 ہی تسلسل سے بیان کر کے ابہام پیدا کر دیا ہے علاوہ
 ازیں خلافت ابن الزبیرؓ کو خلافت اسلامیہ سے ہی
 خارج کر دیا گیا اور جنگ جمل، جنگ صفین، حکمین
 اور کئی اہم تاریخی واقعات کو گول مول کر دیا۔
 عام آدمی تاریخ و سیر کی ضخیم بنیادی کتابوں کی
 بجائے اکثر مختصر تاریخی کتب سے استفادہ کرتا
 ہے جنہیں بعض مصنفین نے اپنے سیاسی و مسلکی
 نظریات اور عصبیت کے تحت تحریر کر کے بددیانتی
 کا مظاہرہ کیا اور تعصب حقائق کی پردہ پوشی کرتا
 نظر آتا ہے۔

گورنر مصر کی تقرری آغاز اسلام میں

عمر بن العاصؓ: 640-642ء / 19 - 22ھ

عبداللہ ابن ابی سعد بن ابی سرحؓ

646-656ء / 26 - 36ھ

محمد ابن ابی حذیفہ بن عتبہ ابن ربیعہؓ

656-657ء / 36 - 37ھ ☆

قیس ابن سعد ابن عبادہ ابن دلیم الخزرجیؓ

657ء (6ماہ) / 37ھ ☆☆

محمد بن ابوبکرؓ صدیق 658ء (5ماہ) / 38ھ

عمر بن العاصؓ 658-664ء / 38 - 44ھ

عتبہ بن ابی سفیانؓ 664-665ء / 44 - 45ھ

عتبہ بن امیر 665-667ء / 45 - 47ھ

مسالمہ ابن مغلہ الانصاری 667-682ء / 47 - 63ھ

سعد ابن یزید ابن القامہ الازری

682 - 684ء / 64 - 65ھ

عبدالرحمن ابن عتبہ القہری

684ء / 63 یا 64ھ (بعہد ابن الزبیر)

عبدالعزیز ابن مروان ابن الحاکم

685-705ء / 66-86ھ

☆ ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہؓ کی شہادت یمامہ
11ھ میں ہوئی اور وہ اپنے بھائی سالمؓ کے ساتھ
ایک ہی قبر میں دفن ہوئے۔ عتبہ بن ربیعہ بھائی
تھے ولید ابن عتبہ اور ہند بنت عتبہ زوجہ ابوسفیانؓ
کے۔

☆☆ سعد بن عبادہؓ نے دعوائے خلافت کیا تھا
☆☆☆ عتبہ بن ابی سفیانؓ بھائی تھے امیر معاویہؓ کے

محمد بن ابو بکر صدیقؓ کی قبر بمقام مصر:

محمد بن ابو بکرؓ کی قبر کے بارے میں بتایا جا رہا ہے
کہ وہ پرانے قاہرہ کی ایک مسجد میں ہے اور اسکی
تصویر بھی انٹرنیٹ پر ڈالی گئی ہے۔ جستجو کے بعد
معلوم ہوا کہ اسماعیلی ریسرچ سنٹر اور کچھ افراد جو
فاطمی ہونے کے دعویدار ہیں وہ انٹرنیٹ پر اس
سلسلہ میں بعض معلومات ڈال رہے ہیں اور محمد بن

ابوبکرؓ کی قبر کی تصویر بھی انہوں نے حال ہی میں
 پوسٹ کی ہیں۔ یقین سے نہیں کہا جاسکتا کہ وہی اصل
 قبر ہے۔ شام، عراق، مصر اور اردن وغیرہ میں یہ
 باقاعدہ ایک کاروبار ہے جہاں متولی بھی بٹھا دئے گئے
 ہیں اور بعض اوقات ایک ہی بزرگ کی قبر کئی ملکوں
 میں موجود ہے۔ اس سلسلہ میں یونیورسٹیوں میں ہونے
 والی تحقیقات کے مطابق اکثر قبور اور خاص طور پر شیعہ قبور
 کے پیچھے پیشہ ور سنی ہیں۔

پاکستان میں شیعہ ذرائع اس سلسلہ میں متضاد دعوے
 کرتے ہیں اور ”احسن المقال“ کے مصنف تحریر کرتے
 ہیں کہ ”مصر میں جو قبر اس ولی صالح کے بدن کے
 بقیہ اجزاء کا مدفن ہے یا ان کی قتل گاہ ہے آج کل
 متروک ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی تحریر کیا ہے کہ
 اہل سنت کی عادت ہے کہ جب اس قبر پر جاتے ہیں
 تو قبر کی طرف پشت کر کے فاتحہ ان کے باپ ابوبکرؓ
 کے لیے پڑھ لیتے ہیں“۔ (احسن المقال)
 ”مرقد اہل بیت فی القاہرہ“ نامی کتاب جسے

محمد ذکی ابراہیم نے تحریر کیا ہے انہوں نے
 "راس محمد بن ابوبکر" کے عنوان کے تحت تحریر کیا
 ہے کہ مشہد، معروف شارع باب الوداع، مصر قدیم
 میں ہے، انکی تحریر سے اندازہ ہوتا ہے کہ سر اور
 دھڑ علیحدہ دفن کئے گئے تھے۔ پھر تحریر کیا ہے کہ
 مشہد منسوب، منطقہ (حیضان الموصلی) بجہی الباطنیہ
 خلف الازہر اور مشہد (میت رمیسس بالاقھلیہ) میں ہے
 اسی کتاب میں عائشہ بنت جعفر الصادق کی قبر کے
 بارے میں بتایا ہے اور تحریر ہے کہ انکی شادی
 عمر بن عبدالعزیز بن عبداللہ بن عمر بن الخطابؓ سے
 ہوئی جنکی وفات مصر 145ھ میں ہوئی۔
 حوالہ: "مرقد اہل بیت فی القاہرہ" محمد ذکی ابراہیم
 (صفحہ 119، 120) مطبوعہ مصر 2003ء
 کتاب "مساجد مصر و اولیاءہا الصالحون" میں
 کئی صفحات پر تفصیلات دی گئی ہیں۔
 پہلا باب ہی "جامع محمد بن ابوبکر الصدیق
 جامع محمد الصغیر" ہے

یہ قدیم مصر کی شارع باب الوداع ، نزد مشرق باب الوداع ہے اور یہ جامع محمد الصغیر ہے یا مسجد زمام پر ہے (ابن الزیات ص 103)

اسکے بعد السخاوی کی (تحفة الاحباب ص 121) سے حوالہ دیا ہے کہ محمد بن ابو بکرؓ کی شادی عاتکہؓ بنت زید بن عمر بن نفیل العدوی سے ہوئی تھی اور مصر میں آمد اپنے شوہر کے قتل ہونے سے پہلے ہوئی اور العقاد نے (عقبریہ الصدیق ص 199) کے حوالے سے بتایا ہے کہ عاتکہ کو مشہد رقیہ، شارع الخلیفہ میں دفن کیا گیا ۔

آگے تحریر ہے محمد بن ابو بکرؓ کی خلافت 5 ماہ رہی اور شہادت 10 صفر 39ھ کو ہوئی ۔

ایک حوالہ ضریح محمد بن ابو بکرؓ پر تحریر ہے کہ اکثر جامع سودون القسروی المعروف جامع المدعی کی ضریح کو راس محمد بن ابو بکرؓ کہا جاتا ہے جو صحیح نہیں ہے اسکے علاوہ علی مبارک نے کتاب (الخطط التوفیقیہ ج 5 ص 102) کے حوالے سے بتایا ہے کہ یہاں مسجد

کی تعمیر 830ھ کو بعہد السلطان الشریف ہوئی جس
میں تاج الدین الشوبکی الشامی والی قاہرہ نے جمعہ
کی نماز شروع کی اور اجابت دعاء کیلئے اہل مصر میں
معروف و مشہور تھی۔

(مساجد مصر و اولیاءہا الصالحون)

محمد بن ابو بکر صدیقؓ۔ بعض تاریخ نویسوں کی آراء :
محمد بن ابو بکرؓ کی سوانح بہت ہی مختصر درج ہوئی ہے۔
البتہ آپ کی عملی سیاست میں موجودگی بہت سے حوالوں
سے پتہ لگتی ہے۔ سب سے اہم واقعہ آپ کی عثمان غنیؓ
کی سیاسی مخالفت کا بتایا جاتا ہے جسکی بنیاد خلافت عثمان
غنیؓ میں امارت مصر پر انکی تقرری اور معزولی کے جعلی
خط پر ناراضگی سے جڑی ہوئی بتائی جاتی ہے۔
حالانکہ محمد بن ابو بکرؓ کا عثمان غنیؓ کی شہادت سے کوئی
تعلق نہیں تھا اور جن قاتلین عثمانؓ کو سزا دینے کا
مطالبہ عالم اسلام کی طرف سے ہو رہا تھا وہ سب
فسادی بھاگ کر کوفہ چلے گئے تھے۔

ممتاز محقق علی احمد عباسی اس سلسلہ میں تحریر کرتے ہیں
 کہ محمد بن ابوبکرؓ امیر المومنین عثمان غنیؓ کے مخالف نہ
 تھے اور نہ سبائی گروہ سے ظاہراً یا باطناً کچھ تعلق تھا
 لیکن جب سیدنا عبداللہ بن سعدؓ بن ابی سرح کی بجائے
 ان محمد بن ابوبکرؓ کو مصر بھیجا گیا اور انہیں راستے میں
 عثمان غنیؓ کی طرف سے امیر مصر کے نام وہ جعلی خط ملا
 کہ جب یہ لوگ مصر پہنچیں تو انہیں قتل کر دیا جائے۔
 اس وقت سے یہ عثمان غنیؓ کے مخالف ہو گئے -

انہیں سبائی گروہ میں سمجھنا درست نہیں اور نہ ان کی
 مخالفت کی سازش میں کسی طرح شریک تھے

(حضرت معاویہؓ کی سیاسی زندگی، علی احمد عباسی صفحہ 68)

اسکا ثبوت یہ ہے کہ ان کا نام کسی بھی روایت میں
 قاتلین عثمان غنیؓ میں نہیں آیا۔ جب امیر معاویہؓ
 نے علیؓ ابن ابی طالب سے قاتلین عثمان غنیؓ کی
 حوالگی کا مطالبہ کیا تو وہ سبائی گروہ کوفہ میں موجود تھا۔
 جنگ جمل کے بعد آپ ام المومنین عائشہ صدیقہؓ
 کے ہمراہ مدینہ منورہ تشریف لگئے تھے -

عثمان غنیؓ کی شہادت بہت پر اسرار حالات میں
 ہوئی اور اسکی وجہ سے امت مسلمہ میں شدید انتشار
 اور خلفشار پیدا ہوا اور حیرت انگیز امر تھا کہ سازشی و
 سبائی گروہ دندناتے پھرتے رہے۔

مسلمانوں میں باہمی جنگیں ہوئیں۔ ان سب حالات پر
 جس پایہ کی تحقیق ہونے کی ضرورت تھی وہ ممکن نہ ہو
 سکی اگر تاریخ میں حوالے بھی موجود ہیں تو شاذ ہی
 انہیں سامنے لایا گیا۔

عمرو بن العاصؓ فاتح مصر، معاویہ بن خدیج اور عقبہ
 بن نافع جنکے گرد مصر اور شمالی افریقہ سے مغربی افریقہ
 اور پھر یورپ تک فتوحات کی ایک مکمل تاریخ ہے
 اور جسے اسلامی تاریخ میں غرب اسلامی، مغرب اقصی
 یا جزائر کہا جاتا ہے۔ ان حالات میں محمد بن ابوبکرؓ
 کی امارت مصر اور اس سلسلے میں مختصر حوالہ جات
 سے صحیح صورتحال سامنے نہیں آسکتی۔

الاستیعاب میں لکھا ہے کہ عمرو بن العاصؓ نے
 محمد بن ابوبکرؓ کو گرفتار کیا یا معاویہ بن خدیج

نے یہ واضح نہیں ہے اور گدھے کی کھال میں
 ڈالنے کی روایت بھی مبہم ہے۔ (الاستیعاب 2261)
 التیمی نے کتاب المحن میں لکھا ہے کہ معاویہ بن
 خدیج معہ شیعہ العثمان نے قتل کیا (صفحہ 119)

کیہاں بانو بنت کسریٰ کی محمد بن ابو بکر صدیقؓ

سے شادی کا قصہ اور تبصرہ :

بعض روایات میں تحریر ہے کہ محمد بن ابو بکرؓ کی
 شادی کیہاں بانو بنت یزدجر ابن شہر یار ابن کسریٰ
 سے ہوئی لیکن یہ بات متنازعہ ہے کہ کیہاں بانو
 اور شہر بانو نامی بہنوں کا وجود تھا بھی یا نہیں۔
 پروفیسر آرتھر کرشٹین کی کتاب جس کا ترجمہ ڈاکٹر
 اقبال نے کیا ہے تحریر کرتے ہیں کہ اس روایت کا
 مقصد یہ ہے کہ حسینؓ ابن علی کی اولاد کو قدیم شاہان
 ایران کی جلالت مقدسہ کا جائز وارث قرار دیا
 جائے جبکہ مسعودی کا بیان ہے کہ یزدگر کی اولاد
 مرو میں مقیم ہو گئی تھی اور سوا میں بھی رہتے تھے۔

یہ اپنے نسب کو اسی اہتمام کے ساتھ محفوظ رکھتے ہیں
جس طرح قحطان اور نزار کے عرب رکھتے ہیں۔

728ء / 110ھ میں ایک شخص خسرو نے جو یزدگر

کی اولاد میں سے تھا ترکوں کے ساتھ مل کر اپنا

آبائی ملک واپس لینے کی کوشش کی لیکن کامیاب

نہ ہوا (اقبال بعہد ساسانیاں)

کیہان بانو بنت یزدگر سوم کی تھیں۔ یزدگر کے دو

بیٹے بہرام اور پیروز اور تین لڑکیاں ہوئیں۔ پیروز

کی وفات 672ء کو چین میں ہوئی۔

شجرہ درج ذیل ہے۔

یزدگر سوم بن شہریار بن خسرو دوم بن ہرمز

چہارم بن خسرو اول بن کواز اول بن پیروز بن

بہرام پنجم بن یزدگر اول بن شاپور سوم بن شاپور

دوم بن ہرمزدوم بن نرسی بن شاہپور بن ارد شیر

اول بن پاکب بن ساسان۔

سعد بن ابی وقاصؓ نومبر 636ء / 15ھ کو طاق

کسریٰ کے بالمقابل خیمہ زن ہوئے تھے۔

(بحوالہ تقویم تاریخی - عبدالقدوس ہاشمی)

عمدۃ الطالب میں بنت یزدگر پر جو بحث کی گئی ہے
اس کے مطابق اس میں حسینؑ کی زوجہ کا نام غزالہ
بتایا اور لکھا ہے ”وہی من بنات کسری“ اور
المبرد کے حوالے سے تحریر ہے ”ہی سلامہ من
ولد یزدجر، وکانت عمہ ام یزید الناقص
بن ولید بن عبدالملک المروانی اختہ“
(عمدہ الطالب صفحہ 159)

الاعنہ نے ہی عمدۃ الطالب فی انساب آل ابو طالب
میں ص 192 پر نام شہر بانو تحریر کیا ہے کہ فتح مدائن
کے حوالے سے کلینی نے اصول کافی میں محمد الباقر
کے حوالہ سے اسکا ذکر کیا ہے -

طبقات ابن سعد میں قاسم بن محمد بن ابو بکرؓ کی
والدہ کا نام سودہ تحریر ہے -

شہر بانو کے سلسلہ میں فیض عالم صدیقی تحریر کرتے ہیں
کہ شہر بانو کے وجود کا خالق ز محشری متوفی سن 538ھ
ہے جس نے ”نزل الابرار“ میں سب سے پہلے یہ

بیان کیا۔ زمحشری سے پہلے جتنے مورخ گزرے ہیں۔

ابو مخنف، طبری، ابن قنبر، یعقوبی، بلاذری، ابن سعد

اور ابن اثیر وغیرہ میں سے کسی نے بھی شہر بانو کی

شخصیت کا اشارہ بھی ذکر نہیں کیا اور یکایک زمحشری

کو چھٹی صدی کے پہلے نصف وسط میں ایسا الہام ہوا

ان ہی راویوں میں یہ بھی کہا گیا کہ مدائن کے معرکہ

میں یزدگر کی تین بیٹیاں گرفتار ہوئیں جن میں سے

ایک حسینؑ بن علی کو دوسری عبداللہ بن عمرؓ کو

اور تیسری محمد بن ابوبکرؓ کو دی گئی

(عزت رسول صفحہ 112)

کتاب "النسب و المصاہرة بین اہل بیت و الصحابة"

میں مندرجہ ذیل بنات کسری یزدجر کا ذکر ہے۔

غزال بنت کسری زوجہ عبدالرحمن بن عوفؓ سے

بیٹا عثمان متولد ہوا۔

اور دیگر بنات کسری میں:

بنت کسری زوجہ عبداللہ بن عمرؓ سے بیٹا سالم

بنت کسری زوجہ محمد بن ابوبکرؓ سے بیٹا القاسم

بنت کسری زوجہ حسین بن علیؑ : سے بیٹا علی

بنت کسری زوجہ الولید بن عبد الملک :

سے بیٹا یزید (ص 328)

زین العابدین علی بن الحسینؑ کی والدہ ام ولد

تھیں (ص 330)

ولید بن عبد الملک اموی کے بیٹے یزید الناقص

کے بارے میں طبری، سیوطی وغیرہ نے انکی

والدہ کو ام ولد بتایا ہے اور نام شاہنفر بنت

فیروز بن یزدجر بتایا ہے (ص 333)

اسی کتاب میں اصمعی کے حوالے سے تحریر ہے کہ

جب عمر بن الخطابؓ کے عہد میں بنات کسری آئیں

تو ان میں سے ایک ابن عمرؓ کو جن سے سالم پیدا

ہوئے ، دوسری محمد بن ابوبکرؓ جن سے قاسم

اور تیسری جن سے حسین بن علیؓ جن سے علی پیدا

ہوئے اور یہ سب اہل مدینہ تھے ۔

حوالہ: "النسب و المصاہرۃ بین اہل بیت و الصحابہ"

واللہ عالم بالصواب

(حوالہ: شذرات الذهب 1:133، المعارف 80،

تہذیب التعذیب 3:438،

اخبار عمرو ابن عثمان الطنطاوی 502)

فسطاط (مصر)

خلافت اسلامیہ کا افریقہ میں پہلا مرکز

مصر کا یہ شہر اسلامی مملکت کا پہلا دارالخلافہ تھا جسکی

بنیاد عمرو بن العاصؓ نے 8ھ / دسمبر 629ء میں رکھی۔

اسکے بعد یہ 564ھ / 1168ء تک دار الخلافہ رہا

جب تک کہ اسکے فاطمی وزیر شادان نے اسے آگ لگا

کر جلانے کا حکم نہیں دے دیا۔ 12ویں صدی عیسوی

میں اسکی آبادی 2 لاکھ سے اوپر تھی پھر اسکے کھنڈرات

باقی رہ گئے۔

قاہرہ شہر اس کے نزدیک ہی آباد ہوا اور فسطاط کو

پرانا قاہرہ کہا جانے لگا۔ یہیں مسجد عمرو بن العاصؓ

واقع ہے اور نزدیک ہی انکی قبر بھی موجود ہے۔

فسطاط شہر کی بنیاد عمرو بن العاصؓ کے اس خیمہ کے

ارد گرد قائم کی گئی کہ جب اسلامی فوج کے لشکر نے
 روانگی سے پہلے خیمہ اکھاڑنے کا ارادہ کیا تو دیکھا کہ
 اس میں کبوتر نے انڈے دئے ہوئے ہیں تو ہمدردی
 کے جذبہ کے تحت خیمہ کو ایسے ہی چھوڑ دیا اور بعد میں
 اسی خیمہ کے گرد فسطاط شہر آباد ہوا۔

فسطاط شہر کا نقشہ زبیر بن العوامؓ نے تیار کیا تھا اور دس
 صحابہ اکرام نے بنیاد رکھی۔ قلعہ بابلین پر قبضہ کے وقت
 زبیر بن العوامؓ نے جس سیڑھی کے ذریعہ سے چھاپہ
 مار حملہ کیا تھا اسے بھی محفوظ کیا گیا ہے۔ اسکے علاوہ
 اسی دور میں عبداللہ ابن زبیرؓ نے لیبیا کے ایک شہر
 "صبراہ" نزد طرابلس پر حملہ کیا تھا۔ (البلاذری)
 محمد بن ابوبکر صدیقؓ پر البلاذری نے چار صفحات پر
 مشتمل تفصیلات "کتاب جمل من انساب الاشراف"
 میں تحریر کی ہیں (احمد بن یحییٰ بن جابر البلاذری متوفی
 279ھ، صفحہ 170 سے 174 جلد 2)

جمال الدین ابی الحاسن نے کتاب "النجوم الزاہرہ فی ملوک
 مصر و القاہرہ" میں عنوان "ذکر ولایۃ محمد بن ابی بکر

الصدیقؓ " کے تحت صفحہ 106 سے 114 تک انکی

امارت مصر کے واقعات تحریر کئے ہیں ۔

محمد بن ابوبکر صدیقؓ کی شادی سیدہ عاتکہؓ بنت زید

بن عمرو بن نفیل قرشیہ عدویہ سے ہوئی تھی اور

وہ شہادت کے وقت مصر میں ہی تھیں مقبرہ بھی

یہیں ہے ("النجوم الزاہرہ فی ملوک مصر و القاہرہ"

جمال الدین ابی الحسن)

کیرو لین ولیم کی کتاب "دی کلٹ آف علیڈ سینٹس"

میں جو تفصیلات تحریر کی گئی ہیں اسکے مطابق صفحہ 42

پر مقبرہ سیدہ عاتکہؓ کے ضمن میں تحریر ہے کہ اس

مقبرہ کی تعمیر 1122ء میں ہوئی اور اس پر ایک نقش

میں تحریر ہے کہ انکی شادی عبداللہ بن ابوبکر صدیقؓ،

عمر بن الخطابؓ اور محمد بن ابوبکر صدیقؓ گورنر مصر

سے ہوئی ۔ قبر پر ایک قبہ ہے ۔

اس مقبرہ کو کمیٹی ڈی لا آرٹ عرب نے 1915-

1919ء کے دوران بحال کیا اور مقبرہ کی قدیم صورت

اب بھی مغربی اور شمالی دیواروں پر موجود ہے - جبکہ
مغربی دیوار پر قرآنی آیت 255-56: البقرہ مکمل
تحریر ہے اور یہ آیت صرف انتہائی قدیم مسلم آثار
میں ہی پائی جاتی ہے -

The Throne verses یعنی آیت الکرسی -

سیدہ عاتکہ ؓ کے مقبرہ کی تصویر بھی صفحہ 43
پر دی گئی ہے جس پر قرآنی آیت 15:47 کے
الفاظ تحریر ہیں - اسے 1122ء میں وزیر المامون
نے دوبارہ تعمیر کرایا تھا۔ ("دی کلٹ آف علیڈ
سینٹس" کیرولین ولیم)

مشہور کتاب "النجوم الزاهرة فی ملوک مصر
و القاهرہ" کی جلد اول میں صفحہ 81 سے لیکر

144 تک ولایت محمد بن ابوبکر صدیق ؓ اور

دیگر تفصیلات دی گئی ہیں اسی میں زبیر بن

العوام ؓ اور عبداللہ ابن زبیر ؓ کے بارے میں

بھی تفصیلات دی گئی ہیں۔

(النجوم الزاهرہ فی ملوک مصر و القاہرہ۔ جمال الدین

ابی المحاسن یوسف بن تغری بردی الاتاکی)

محمد بن ابو بکر صدیقؓ کی اولاد:

قاسم، عبداللہ اور قریبہ

1۔ عبداللہ بن محمد بن ابو بکر صدیقؓ کی شہادت

یوم حرہ کے دن مدینہ منورہ میں ذوالحجہ 63ھ کو

بعہد امیر یزید بن معاویہؓ الاموی ہوئی۔

2۔ عبدالرحمن بن قاسم بن محمد بن ابو بکرؓ کی

وفات 126ھ کو شام میں ہوئی۔

انکی والدہ قریبہ بنت عبدالرحمن بن ابو بکر صدیقؓ

تھیں اور اولاد میں عبداللہ، قاسم، اسمعیل

اور اسماء متولد ہوئے۔

3۔ عبداللہ بن عبدالرحمن بن قاسم کی والدہ

عاتکہ بنت صالح بن ابراہیم بن عبدالرحمن بن

عوفؓ تھیں۔

4۔ جبکہ اسماعیل اور اسماء بنت عبدالرحمن بن قاسم کی والدہ کا نام حبانہ بنت عبدالرحمن بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن سہل بن زید بن کعب بن عامر بن عدی بن مہدعہ بن حارثہ بن الحارث من انصار یا اوس۔

5۔ اسماعیل بن عبدالرحمن کی اولاد میں کلثم ہوئیں جنکی شادی اسحق بن عبداللہ بن علی زین العابدین بن الحسینؓ سے ہوئی جن سے خدیجہ کی ولادت ہوئی۔

پھر کلثم بنت اسماعیل کی شادی ابراہیم بن الولید بن محمد بن ہشام بن اسماعیل مخزومی سے ہوئی جن سے القاسم متولد ہوئے

6۔ احمد بن قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیقؓ

کے دو بیٹے ہوئے حمزہ اور عبداللہ

7۔ عبداللہ بن احمد ابن القاسم بن محمدؓ بن

ابو بکر صدیقؓ بن ابو قحافہؓ عثمان بن عامر

بن عمرو بن کعب بن سعد بن یتیم بن مرہ
مکمل شجرہ آئندہ صفحات میں درج ہے ۔

8۔ ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیقؓ
کی والدہ اسماء بنت عبدالرحمن بن ابو بکر صدیقؓ تھیں
جبکہ انکی شادی محمد الباقر حسینی ہاشمی سے ہوئی اور یہ
جعفر الصادق کی والدہ تھیں ۔ جعفر الصادق کی ایک
بیٹی کا نام عائشہ تھا جو مصر میں دفن ہوئیں ۔

9۔ ام حکیم بنت قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیقؓ
کی والدہ اسماء بنت عبدالرحمن بن ابو بکر صدیقؓ تھیں
ام حکیم کے بیٹے قاسم بن اسحق بن عبداللہ بن جعفر
الطیارؓ ابن ابی طالب تھے ۔

10۔ ام عبداللہ (فاطمہ) بنت قاسم بن محمد بن ابو بکر
صدیقؓ کی والدہ اسماء بنت عبدالرحمن بن ابو بکر
صدیقؓ تھیں اور آپکی شادی عبید اللہ بن عبداللہ
بن عمر بن الخطابؓ سے ہوئی اور انکی اولاد میں
القاسم ، ابو عبیدہ ، عثمان ، ابی سلمہ ، زید ، عبدالرحمن ،

حمزہ ، جعفر ، توام ، قریبہ و اسماء متولد ہوئے

معاویہ بن خدیج الکندی السکونی :

معاویہ بن خدیج الکندی خلافت امیر معاویہ عہد کے معروف جنرل تھے جنہوں نے معرکہ یرموک ، قادسیہ ، جلولاء (ساسانی سلطنت کیخلاف موصل کے نزدیک) ، معرکہ سوس (تیونس) ، معرکہ قیروان (تیونس) ، خلیج قابس (لیبیا) میں حصہ لیا اور 44ھ میں معرکہ سسلی میں افواج کی کمان کی اور 47ھ میں گورنر برقہ (لیبیا) کی تقرری ہوئی۔

محمد بن ابوبکر کی شہادت آپکی افواج کے ہاتھوں ہوئی۔ قصاص شہادت عثمان غنی کے دعویداروں میں سے ایک تھے۔

شجرہ نسب اسطرح ہے :

معاویہ بن خدیج بن جفنہ بن قتیرہ بن حارثہ بن عبدالمشس بن معاویہ ابن جعفر بن اسامہ بن سعد بن اشرس بن شیب بن سکون السکونی

(ابطال الفتح الاسلامی صفحہ 47 ، محمد علی قطب)

ابی المنذر مسلمۃ بن مسلم العوشی العماری نے اپنی کتاب
"الانساب" میں معاویہ بن خدیج کا شجرہ السکون بن
اشرس بن کندہ پر ختم کیا ہے۔ کندہ قبیلہ کا نام ہے۔

عمرو بن العاصؓ:

پیدائش 585ء مکہ مکرمہ اور وفات 6 جنوری 664ء /

عید الفطر 43 ھ بمقام مصر - ابن خلکان کے مطابق

عمر 90 برس ، واقدی کے مطابق ولادت 582ء

(40 قبل ہجرت) یا 575ء (47 قبل ہجرت) ،

عجلی اور ابو المحاسن کے مطابق عمر 99 سال ہوئی۔

نسب: عمرو بن العاصؓ بن وائل بن هشام بن سہم بن

عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوی بن غالب القرشی

السہمی والد کا نام العاص ابن وائل تھا جو ریس قریش

تھے ہجرت کے ایک ماہ بعد بعمر 85 برس انتقال ہوا۔

عبداللہ بن جدعان تیمی نے ان کے قبیلہ سہم کے

حوالے سے ہی معاہدہ حلف الفضول کی تحریک کی تھی۔

عمرو بن العاصؓ اور آپکے بھائی شہام بن العاصؓ
مکہ میں مسلمان ہوئے ۔

شہام بن العاصؓ حلف الفضول کے رکن تھے اور

13ھ میں جنگ یرموک میں شہید ہوئے انکی

والدہ ہشام بن مغیرہ کی بیٹی تھیں ۔

جبکہ عمر بن العاصؓ کی والدہ سلمی بنت حرمہ کا

تعلق بنو عذرہ سے تھا۔ نسب اس طرح ہے:

بنو عذرہ بن سعد بن ہذیم بن زید بن لیث بن

سود بن اسلم بن الوافی بن قضاہ ۔

عمر بن العاصؓ اسلامی فوج کے سپہ سالار کی حیثیت

سے مصر تشریف لائے ۔ ابو بکر صدیقؓ نے آپکو

فلسطین میں تعینات کیا تھا اور اجنادین ، یرموک

اور شام وغیرہ کے معرکوں میں آپ نے فوج کی

قیادت کی۔ آپ نے بزنیق قلعہ کو فتح کیا جو دریائے

نیل کی مشرقی سمت تھا پھر بازنیق دارالحکومت

سکندریہ کو فتح کیا ۔

آپکے بیٹے عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے "الصحنہ

الصادقہ " کے نام سے کتاب حدیث تحریر کی تھی جس میں ایک ہزار احادیث تھیں جنہیں امام احمد بن حنبل نے نقل کیا ہے آپ کے پوتے کا نام عمر بن شعیب تھا جنکے پاس یہ نسخہ محفوظ تھا۔ عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ والی مصر رہے اور متوفی 65 ھ کی قبر اپنے والد کی قبر کے نزدیک ہے۔

عمرو بن العاصؓ اور ابو موسیٰ اشعریؓ جنگ صفین جو دریائے فرات کے کنارے پر مئی۔ جولائی 657ء / 37 ھ کو رقد، شام میں ہوئی تھی اسکے مصالحت کار مقرر ہوئے تھے۔

(بحوالہ: عمرو بن العاصؓ۔ محمد فرج مصری)

تاریخ عرب میں چار دانا مشہور ہوئے :

معاویہ بن ابی سفیانؓ ، مغیرہ بن شعبہؓ ،

عمرو بن العاصؓ اور زیاد بن ابیہ

عہد نامہ تولیت بیت المقدس 15 ھ:

یہ عہد نامہ عمر فاروقؓ نے تحریر کیا تھا اور اس پر

بطور گواہ خالد بن ولیدؓ ، عمرو بن العاصؓ ،

عبدالرحمن بن عوفؓ اور معاویہ بن ابی سفیانؓ

کے دستخط ثبت ہوئے تھے۔

سرزمین براعظم افریقہ پر سب سے قدیم تین

مساجد عمرو بن العاصؓ سے منسوب ہیں

مسجد عمرو بن العاص فسطاط قاہرہ 641-642ء

مسجد سادات قریش: بلبیس (نیل ڈیلٹا) 18 ھ

اور کہا جاتا ہے یہاں 250 صحابہ شہید ہوئے۔

مسجد عمرو بن العاص : دمیاٹ -

(Bilbis , Damiette the cities of Egypt)

عمرو بن العاص کا ایک بڑا کارنامہ 80 میل لمبی

نہر کی کھدائی تھی تاکہ مصر سے مرکز خلافت مدینہ

منورہ اور مکہ مکرمہ کو غذائی فراہمی جاری رکھی جاسکے۔

یہ نہر دریائے نیل سے بحیرہ احمر تک بنائی گئی تھی اس

کا تاریخی نام:

The Canal of the commander of faithful

تھا۔ دیگر شہر جو فتح کئے ان میں سکندریہ، برقہ،

طرابلس وغیرہ اور موجودہ لیبیا، تیونس اور

الجزائر کے علاقے شامل تھے۔

عقبہ بن نافع الفہریؓ

پیدائش 622ء/1ھ مکہ المکرمہ وفات 683ء/64ھ

بمقام عقبہ الجزائر۔ عقبہ بن نافع بن عبد قیس بن لقیث

بن عامر بن امیہ بن طرف بن الحارث بن فہر، رشتہ

میں عمرو بن العاص کے چچا تھے، قرون اولی کے عظیم

جرنیل اور سپہ سالار اور خلافت راشدہ سے خلافت

امیر یزید بن معاویہؓ تک اسلامی سلطنت کو افریقہ

میں بحر الکاہل تک فتح کر کے شامل کرنے والے

جرنیل اور قیروان (تیونس) کی بنیاد رکھنے والے تھے۔

ام کلثوم بنت ابو بکر صدیقؓ

نسب: ام کلثوم بنت ابو بکر الصديق بن ابو قحافہ عثمانؓ

بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن یتیم بن مرہ

آپکی والدہ حبیبہ یا ملیکہ بنت خارجہؓ بن زید بن

ابی زہیر بن مالک بن امرئ القیس بن مالک الاغر بن

ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج،

من بنی الحارث بن الخزرج من الانصار۔

آپ کی شادی طلحہ بن عبید اللہؓ سے ہوئی تھی۔

جن سے تین بچے پیدا ہوئے۔ ذکریا، یوسف

اور بیٹی عائشہ، یوسف کم سنی میں ہی فوت

ہو گئے تھے۔

جنگ جمل میں جب طلحہؓ بن عبید اللہ شہید ہوئے

تو آپ کا نکاح عبد الرحمن سے ہوا۔ جن کا نسب

عبد الرحمن بن عبد اللہ بن ابی ربیعہ بن مغیرہ بن

عبد اللہ بن عمر بن مخزوم۔ ان کے صلب سے

آپ کے چار بچے اہیم، حول، موسیٰ، ام حمید اور

ام عثمان ہوئے (صالحات و صحابیات صفحہ 481)

آپکی بیٹی عائشہ بنت طلحہ نے تاریخ میں بڑا
نام پیدا کیا ۔

قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیقؓ

نسب: قاسم بن محمد بن ابو بکر الصديقؓ بن
ابو قحافہؓ عثمان بن عامر بن عمرو بن كعب بن
سعد بن یتیم بن مرہ ۔

جب آپؐ کے والد کی شہادت ہوئی تو اس وقت کم
عمر تھے اور آپکے چچا عبدالرحمن بن ابو بکرؓ آپ کو
اور آپکی ہمشیرہ کو مدینہ منورہ واپس لے آئے
اور عائشہ صدیقہؓ نے آپکو گود لے لیا ۔ آپکی
تربیت عائشہ صدیقہؓ نے کی ۔

ان ہی کی تربیت کا اثر تھا کہ آپ کا شمار مدینہ منورہ
کے علماء اور فقہاء میں ہوتا تھا جو کہ عالم اسلام کا
مرکز تھا اور خلافت اسلامیہ کے لیے آپ کو سب
سے بہتر سمجھا جاتا تھا ۔

جب آپکا شعور بیدار ہوا تو عبدالرحمن بن ابوبکر صدیقؓ اپنے گھر لے آئے۔ آپ سے ہی مسجد نبویؐ میں حجرہ شریف میں قبور آنحضور ﷺ، ابوبکر صدیقؓ اور عمر بن الخطابؓ کو دیکھنے کی روایت ہے۔ آپ کو امام الحدیث کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔ یہ لقب اسی کو دیا جاتا ہے جو اپنے زمانے میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کا سب سے بڑا عالم ہو۔ امیر المومنین خلیفہ ولید بن عبد الملک (متوفی 96ھ) نے جب مسجد نبویؐ میں توسیع کا ارادہ کیا تو انہوں نے گورنر مدینہ عمر بن عبدالعزیز اموی (متوفی 101ھ) کو خط لکھا کہ یہ بہت حساس معاملہ ہے۔ اس میں قدیم حجرات نبوی و امہات المومنین شامل ہیں اسکے علاوہ قدیم مسجد کو گرا کر دوبارہ تعمیر کرنا شامل تھا۔

خلیفہ ولید بن عبد الملک نے خط میں لکھا کہ اس توسیع کیلئے قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیقؓ اور سالم بن عبد اللہ بن عمر بن الخطابؓ کا تعاون

حاصل کیا جائے۔

روم کے بادشاہ نے خیر خواہی کیلئے توسیع مسجد

نبوی کیلئے ایک لاکھ مثقال سونا، 100 ماہرین

تعمیرات بھی روانہ کئے۔ 40 اونٹوں پر قیمتی

اور نایاب پتھر بھی خلیفہ ولید بن عبدالملک

کی خدمت میں شام روانہ کر دئے۔ جو بلند و

باقار تعمیر کی خشت اول سمجھی جاتی ہے۔

(سیرۃ التابعین صفحہ 172)

ایک روایت کے مطابق قاسم بن محمد کی عمر بوقت

انتقال 70 برس تھی۔ انتقال سن 107ھ میں ہوا

ابن سعد نے 108ھ تحریر کی ہے۔

آپ تمام تابعین میں مدینہ کے سب سے بڑے

عالم تھے۔

صبح کو مسجد میں تشریف لاتے اور نماز پڑھ کر لوگوں

کے درمیان آ بیٹھتے اور مختلف مسائل کا جواب دیتے۔

ایک روایت کے مطابق آپ کی وفات قدید میں ہوئی

اور مثل میں دفن کیے گئے۔ قدید اور اس جگہ کے

درمیان 3 میل کا فاصلہ ہے۔ آپ کے بیٹے جنازہ

کندھے پر رکھ کر مثل لائے۔ (طبقات ابن سعد)

قدید: عمدۃ الاخبار کے مطابق قدید: کریز: "موضع بین

الحرمین، وقیل وادی الحرمین، وقبل وادی القدید،

المسیع الصغیر و قدید قریمہ جامعہ بین مکہ

ومدینہ کثیرہ المیاء بہ کانت مناة الطاغیہ مشرفہ

ویضاف الیہ طرف قدید بطرق مکہ۔"

قاسم بن محمدؓ نے وصیت کی تھی کہ قبر پر ان کی

تعریف نہ کی جائے اور ان ہی کپڑوں میں جن

کو پہن کر میں نماز ادا کرتا ہوں یعنی کرتہ تہبند

اور چادر میں ہی کفن دینا۔ بیٹے نے عرض کی

کہ آپ کفن کے دو کپڑے بھی نہیں چاہتے تو قاسمؓ

نے جواب دیا کہ اے میرے بیٹے! ابو بکرؓ کو بھی تین

کپڑوں میں دفنایا گیا اور زندہ لوگوں کو بہ نسبت

میت کے نئے کپڑوں کی زیادہ ضرورت ہے محمد

بن عمر سے روایت ہے کہ قاسمؓ ثقہ، بلند و عالی

مرتبہ، فقیہ، امام، کثیر الحدیث اور متقی تھے۔

تذکرہ الحفاظ میں آپ کی کنیت ابو عبد الرحمن تحریر

کی گئی ہے۔

آپ نے علم حدیث اپنی پھوپھی ام المومنین عائشہؓ، ابن عباسؓ، معاویہؓ، فاطمہ بنت قیسؓ، ابن عمرؓ اور صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت سے حاصل کیا۔

امیر المومنین عمر بن عبدالعزیزؓ فرماتے ہیں کہ اگر میرا اختیار ہوتا تو میں اپنے بعد بنو تیم کے اعمش یعنی قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیقؓ کو خلیفۃ المسلمین نامزد کرتا۔

آپ کی اولاد میں عبدالرحمن، حمزہ، احمد اور ام فروہ ہوئے۔ بعض روایات میں ایک بیٹے عبداللہ (تابعی) کا ذکر بھی ملتا ہے۔

عبدالرحمن بن قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیقؓ

نسب: عبدالرحمن بن القاسم بن محمد بن ابوبکر

الصدیقؓ بن ابوقحافہ عثمان بن عامر بن عمرو بن

کعب بن سعد بن تیم بن مرہ

آپ کی والدہ کا نسب: قریبہ بنت عبدالرحمن بن

ابو بکر صدیقؓ بن ابو قحافہ عثمان بن عامر بن عمرو
بن کعب بن سعد بن یتیم بن مرہ تھا۔

ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کی حیات مبارکہ میں پیدا
ہو چکے تھے۔ آپؓ کی کنیت ابو محمد اور نام عبدالرحمن
تھا۔ مدینہ منورہ کے نامور فقیہ ہیں اور آپ کا قول
حجت مانا جاتا۔ اپنے والد کے علاوہ اسلم مولائے
عمر اور محمد بن جعفر سے علم و حدیث حاصل کیا۔
آپ ثقہ پرہیزگار اور جلیل القدر امام تھے۔
سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ آپ اپنے زمانے کے
سب لوگوں سے افضل تھے۔ آپ کا انتقال 127ھ
میں حواریان میں ہوا جب وہاں ولید بن یزید نے
کوئی فتویٰ پوچھنے کو بلایا تھا۔

(طبقات ابن سعد، جمہرۃ الانساب)

آپ کو فضل و کمال، زہد ورع وراثتاً ملے تھے۔
آپ کی جلالت، امامت، فضیلت اور صلاح پر
سب کا اتفاق ہے۔ فقہ، علم دیانت، حفظ اور اتقان
میں آپ کا شمار سادات اہل مدینہ میں ہوتا تھا۔

آپ نے اپنے والد کے علاوہ ابن مسیب اور دیگر
 کئی تابعین سے استفادہ کیا۔ شعبہ، سفیان، اوزاعی،
 مالک اور ابن عیینہ آپ سے روایت کرتے ہیں۔
 جمہور الانساب کے مطابق آپ کی اولاد میں
 اسماعیل، عبداللہ اور عبدالرحمن ہوئے۔

عبداللہ بن عبدالرحمن بن قاسم بن محمد بن ابو بکر
 صدیقؓ کی والدہ عاتکہ بنت صالح بن ابراہیم بن
 عبدالرحمن بن عوفؓ تھیں۔

جن کے بیٹے عبدالرحمن، حسن بن زید کے عہد میں
 ولی قضاء مدینہ تھے اور ان ہی عبدالرحمن کی اولاد
 میں محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن القاسم بن
 محمد بن ابو بکر صدیقؓ پیدا ہوئے جو خلیفہ مامون
 عباسی کے دور میں ولی قضاء مدینہ تھے۔

اس سلسلہ خاندان کا ذکر اس کتاب کے باب

مشاہیر صدیقی میں ملاحظہ فرمائیں

ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیقؓ

نسب: ام فروہ بنت القاسم بن محمدؓ بن ابو بکر

الصدیقؓ بن ابو قافہؓ عثمان بن عامر بن عمرو بن

کعب بن سعد بن تیم بن مرہ

والدہ اسماء بنت عبدالرحمن بن ابو بکر صدیقؓ تھیں۔

آپ کی شادی الباقرؓ بن علی زین العابدین بن حسین

بن علیؓ ابن ابی طالب متوفی 114ھ سے ہوئی اور

جعفر الصادقؓ ابن الباقر آپ کے بیٹے تھے۔

ان کے بطن سے ایک اور بیٹے عبداللہ بن الباقرؓ

بھی متولد ہوئے۔ اس طرح جعفر الصادقؓ

بن محمد الباقر بن علی زین العابدین بن حسین

بن علیؓ بن ابی طالب کی والدہ اور نانی دونوں

صدیق اکبرؓ کی اولاد سے تھیں۔

احمد بن قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیقؓ

نسب: احمد بن القاسم بن محمدؓ بن ابو بکر الصدیقؓ

بن ابو قحافہؓ عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن

سعد بن یتیم بن مرہ

آپ کی نسل اور ان کی شاخیں کثیر تعداد میں

مختلف علاقوں میں آباد ہیں برصغیر پاک و ہند

میں رہائش پذیر اکثر صدیقی خاندان آپ کی

اولاد میں سے ہیں۔

ممتاز محقق اور مورخ محمود احمد عباسی تحریر کرتے

ہیں کہ امروہہ میں آباد صحیح النسب صدیقی

خاندان کا سلسلہ نسب سیدنا احمد بن قاسم بن

محمد بن ابو بکر صدیقؓ سے متصل ہے۔

اس خاندان کی صدیقیت میں علی وجہ الشہرۃ

و تواتر سماعی مسلم ہے۔ مندرجہ ذیل علاقوں کے شجرہ

نسب شامل اشاعت کئے گئے ان میں:

صدیقیان امروہہ، گکینہ، سہوان، چاندپور،

سورٹھ، مہاراجگان، صدیقیان مناف پوتہ،

فرما نزوائے دکن کا نسب وغیرہ۔

شیخ احمد بن قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیقؓ

کی اولاد میں قاضی نصر اللہ بن قاضی نظام الدین

ہوئے جنکی اولاد درج ذیل علاقوں میں آباد ہوئی

قاضی بودھن : کی اولاد سورٹھ میں ،

قاضی شرف : کی اولاد گلینہ ،

قاضی امجد : کی اولاد امر وہہ میں آباد ہوئی ،

قاضی محمد بن قاضی امجد بن قاضی نصر اللہ :

کی اولاد گلینہ ، سہسوان ، چاندپور ضلع بجنور

میں آباد ہوئی (مرآۃ الانساب)

تحقیق الانساب اور مرآۃ الانساب میں سیدنا احمد

بن قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیقؓ کے دو بیٹوں

حمزہ بن احمد اور عبداللہ بن احمد سے جاری

مشہور سلسلہ ہائے نسب ملتے ہیں۔

عبداللہ بن سیدنا احمد بن قاسم بن محمد

بن ابو بکر صدیقؓ کی اولاد کا تذکرہ

آئندہ صفحات میں تحریر کیا گیا ہے۔

اولاد عبد اللہ بن احمد ابن القاسم

بن محمد بن ابو بکر صدیقؓ التیمی القریشی

نسب: عبد اللہ بن احمد ابن القاسم بن محمدؓ بن

ابو بکر الصدیقؓ بن ابو قحافہؓ عثمان بن عامر بن

عمرو بن کعب بن سعد بن یتیم بن مرہ

مختصر حالات

خانوادہ صدیقی کے اس سلسلہ کے بارے میں جو

تفصیلات مراۃ الانساب سے معلوم ہوئیں ان کے

مطابق اس شاخ کے افراد اپنے آبائی ملک سرزمین

حجاز سے روانہ ہو کر اصفہان میں آکر آباد ہوئے۔

اس کے بعد ترکستان وغیرہ ہوتے ہوئے بخارا میں

سکونت اختیار کی بہت عرصہ بعد بخارا کی سکونت

ترک کر کے افغانستان کا رخ کیا اور یہاں کے

شہر غزنی میں رہائش اختیار کی اور یہاں کئی

پشتوں تک مقیم رہے۔

سلطان محمود غزنویؒ کو اس سلسلہ خاندان سے

بہت عقیدت تھی اور سکونت غزنی کے دوران
 اس خاندان کے بزرگ اکثر اشاعت اسلام کے
 لیے ہندوستان آتے رہے اور پھر واپس چلے جاتے
 رہے مگر مغل شہنشاہ جہانگیر کے عہد حکومت سے
 پہلے اس خاندان میں سے کسی کے مستقل طور
 پر آکر رہنے کا ثبوت نہیں ملتا۔

جو تفصیلات مختلف کتابوں سے ملی ہیں ان کے مطابق
 مندرجہ ذیل افراد خاندان جن علاقوں میں سکونت
 پذیر ہوئے وہ اس طرح ہیں -

1- لطف اللہؒ - ابو بکر صدیقؓ کی پشت 22 ترکستان

2- حافظ نعمت اللہؒ - ابو بکر صدیقؓ کی پشت 26 غزنی

3- حافظ عبد اللطیفؒ - ابو بکر صدیقؓ کی پشت 28

گجرات ، پنجاب -

4- حافظ رزق اللہؒ - ابو بکر صدیقؓ کی پشت 31

قاضی لاہور۔ وفات مدینہ منورہ

5- حافظ جان محمدؒ - ابو بکر صدیقؓ کی پشت 33

وفات لاہور ، پنجاب

مرآة الانساب کی ایک غلط روایت پر تبصرہ

اس کتاب میں یہ تحریر ہے کہ یہ خاندان بنو امیہ کے
مظالم سے تنگ آکر نقل مکانی پر مجبور ہوا تھا۔

وہ بعض حقائق و شواہد کی روشنی میں صحیح معلوم نہیں

ہوتا اسکی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ بہت سے مقامی

نسب اور شجرہ جات کی کتابوں میں کسی عصبیت کی

بناء پر تحریر کیا جاتا رہا ہے کہ بنی امیہ کے مظالم سے

تنگ آکر نقل مکانی کی جو صحیح نہیں ہے۔

خلفاء بنی امیہ و آل بنو امیہ کی آل ابو بکر صدیق

و آل بنی تیم سے آپس کی شادیاں اس

دعوے کی نفی کرتی ہیں اسی طرح ان کے آل

بنی ہاشم سے رشتہ ناطے تھے جنہیں تفصیل سے

بیان کر دیا گیا ہے۔ جن میں نہ صرف خلفائے

بنی امیہ سے شادیوں کی تفصیل دی گئی ہے بلکہ

دیگر قریشی و دیگر عرب خاندانوں سے رشتوں

ناطوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ البتہ انفرادی واقعات

ضرور ہوئے ہوں گے جن کا کوئی ثبوت نہیں۔

چند تفصیلات تحریر کی جاتی ہیں جن سے یہ دعویٰ
باطل قرار پاتا ہے۔

خلافت بنو امیہ: 661ء - 749ء (41ھ - 132ھ)

ابو قحافہؓ: 538ء - 635ء عمر 97 برس

ابو بکر صدیقؓ: 573ء - 634ء عمر 63 برس

محمد بن ابو بکر صدیقؓ پیدائش 631ء - 658ء

عمر 25 یا 27 برس

قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیقؓ: 654ء - 726ء

عمر 72 برس

عبد الرحمن بن قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیقؓ

وفات 726ء (107ھ) میں ہوئی۔

عبد الرحمن بن عبد الرحمن بن قاسم بن محمد بن

ابو بکر صدیقؓ حسن بن زید کے عہد میں قاضی

مدینہ رہے۔

محمد بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن قاسم بن محمد

بن ابو بکر صدیقؓ خلیفہ مامون عباسی کے عہد میں

قاضی مدینہ رہے اور یہ 813ء (198ھ) کے بعد

کا ذکر ہے۔

عبداللہؓ بن زبیرؓ کی مکہ مکرمہ 692ء (73ھ) میں

شہادت ہوئی تو اسماءؓ بنت ابوبکر صدیقؓ کی رہائش

مکہ میں ہی تھی اور وہ بنی امیہ کا عہد ہی تھا۔

میمونہ بنت عبدالرحمن بن ابوبکر صدیقؓ کی شادی

امیر المومنین ہشام بن عبدالملک سے ہوئی

724ء - 742ء / 105ھ - 124ھ -

قریبہ بنت عبدالرحمن بن ابوبکر صدیقؓ کی

شادی قاسم بن محمد ابوبکر صدیقؓ سے ہوئی۔

654ء - 726ء / 26ھ - 107ھ -

ام حکیم بنت عبدالرحمن بن ابوبکر صدیقؓ کی

شادی موسیٰ بن طلحہ بن عبید اللہؓ سے ہوئی اور

تین بچے محمد، یحییٰ اور عائشہ پیدا ہوئے۔

عائشہ بنت موسیٰ بن طلحہ بن عبید اللہؓ کی شادی

امیر المومنین عبدالملک بن مروان 685ء - 706ء /

86ھ - 95ھ سے ہوئی ، وہ ہی بکار بن عبد الملک
کی والدہ بھی تھیں۔

نفیسہ بنت عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابو بکر صدیقؓ
کی شادی امیر المومنین ولید بن عبد الملک سے ہوئی۔

705ء - 714ء / 86ھ - 95ھ، انہی نفیسہ کی
والدہ عائشہ بنت طلحہ بن عبید اللہؓ تھیں۔

ابو بکر بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابو بکر صدیقؓ
امیر المومنین مروان بن محمد کے زمانہ 744ء
/ 132ھ میں ثار بالسوس تھے۔

ہاشم بن ابو بکر بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن
ابو بکر صدیقؓ ولی قضاء مصر تھے۔ بعد میں ہاشم بن
ابو بکر کی اولاد کوفہ میں آباد ہوئی۔

ام کلثوم بنت ابو بکر صدیقؓ کی شادی طلحہ بن
عبید اللہؓ الیمی سے ہوئی

ام فروہ بنت القاسم بن محمد بن ابو بکر صدیقؓ کی

شادی الباقر بن زین العابدین بن الحسین بن علیؑ،

متوفی 114ھ یا 115ھ سے ہوئی

ام فروہ بنت القاسم بن محمد بن ابو بکر صدیقؑ

والدہ تھیں جعفر الصادق بن الباقر بن زین العابدین

بن حسین بن علیؑ 702ء - 765ء / 83ھ - 148ھ

لہذا یہ کہنا کہ بنی امیہ کے ظلم و ستم سے تنگ آکر

نقل مکانی کر گئے صحیح معلوم نہیں ہوتا۔ برصغیر

میں چھپنے والی کتب نسب میں کئی مرتبہ یہ دیکھنے

میں آیا ہے جو ایک فیشن سے زیادہ کچھ نہیں -

اس خاندان کے افراد بنی امیہ سے پہلے اور بعد میں

بھی وہاں آباد رہے البتہ خاندان کے افراد نے نقل

مکانی کی ہو اس کی دیگر وجوہات بھی ہو سکتی ہیں -

وسیع تر مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام کی

اولادوں کی اکثریت اسلامی افواج کے ساتھ جہاد

میں شریک ہوئیں اور بعض مختلف مفتوحہ علاقوں میں

مستقل آباد ہو گئے -

آثار بنو قریش اور مختلف ممالک میں موجودگی:

تاریخ کا مطالعہ کریں تو واقعہ کربلا کے بعد خلافت یزید

بن معاویہؓ اور دیگر ادوار خلافت بنی امیہ کے پایہ

تخت دمشق میں بعض اولاد حسین ابن علیؓ کا جا کر

آباد ہونا باعث حیرت نظر آتا ہے ، لیکن آج کل

جو دعوے کئے جا رہے ہیں انکے مطابق کم سے کم

چھ قبور باب الصغیر دمشق میں ایسی بتائی جا رہی ہیں

اسکے علاوہ فسطاط میں بھی کئی مشاہیر کی قبور ہیں

اگر یہ سچ ہے تو مروجہ تاریخ مبالغہ آمیز ہے ۔

قبور کا مختلف ممالک میں پایا جانا ایک علیحدہ

موضوع ہے اور اس میں اتنا ابہام ہے کہ ایک ہی

صحابی کی کئی کئی ممالک میں قبور موجود ہیں دراصل

اسے مقامی لوگوں نے کمرشل مقاصد کیلئے فروغ دیا

ہے۔ حتیٰ کہ بعض امہات المومنین کی قبور بھی بنا

دی گئی ہیں جبکہ ان میں سے کسی کا بھی مدینہ منورہ

سے باہر مستقل آباد ہونے کا ثبوت نہیں ملتا لیکن

ضعیف الاعتقادی اور مذہبی جذبات کا اتنا عمل دخل

ہے کہ زائرین خاموشی سے فاتحہ پڑھ آتے ہیں۔

حیرت ہوتی ہے جب بڑے بڑے دانشور اور علمائے

اکرام مصلحت کی چادر اوڑھ لیتے ہیں خاص طور پر شام

کے کمیونسٹ الوائٹ دور حکومت میں بعض خلفائے

بنی امیہ کی قبروں پر دیگر مشہور مشاہیر کے بورڈ لگا

دئے گئے ہیں اور زائرین ان ہی بنی امیہ کی قبروں

اور مزاروں پر فاتحہ خوانی کر آتے ہیں۔

اسی طرح اردن، عراق، مصر اور افغانستان میں ایسی

کئی قبور ہیں اور جن اصحاب کی ہیں ان ہی کی قبور

دوسرے ممالک میں بھی مشہور و معروف ہیں۔

قدیم و مشہور نسب اور تاریخ کی کتابوں سے اگر

موازنہ کریں تو حقیقت سامنے آ جاتی ہے لیکن

ان تفصیلات کو یہاں درج کرنا باعث دل شکنی

ہو سکتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے جس اسلامی سلطنت کی بنیاد

اپنے مبارک ہاتھوں سے رکھی تھی اس کے بعد

سلسلہ خلافت اسلامیہ کا احیاء ہوا اسکی انتہاء سلطنت

عثمانیہ کے زوال پر منبج ہوئی - خلافت اسلامیہ کا

سب سے اہم جزو جہاد تھا ہر مسلمان جہاد میں

حصہ لینا اپنا فرض سمجھتا تھا -

اسلامی افواج چین سے لیکر سپین تک بھیجی گئیں

اسطرح جس اسلامی سلطنت کی بنیاد سرزمین حجاز

میں رکھی گئی تھی اس کے باسی اور پھر ان کی اولادیں

اپنے وطن کو خیر باد کہہ کر دنیا بھر میں آباد ہوتی چلی

گئیں - مجاہدین نے مقامی قبیلوں میں شادیاں کر

لیں اور اسطرح ساری دنیا میں انکی نسل پھیلتی گئی -

اسلامی افواج میں نو مسلموں کی بھی بڑی تعداد شامل

ہوتی تھی بعض جگہوں پر دیکھنے میں آیا کہ وہ فوج

سے بھگوڑے ہو کر مختلف غیر مسلم حکومتوں میں جا

کر آباد ہو گئے -

سندھ کے علاقے میں بھی ایسے بھگوڑے آئے جنہیں

مولائی یا موالی کا خطاب دیا گیا یا انہوں نے بخوشی

اختیار کیا - انکی اکثریت کوفہ اور بصرہ وغیرہ کے

علاقوں سے بھاگ کر آئی تھی - (بحوالہ وکیپیڈیا)

کوفہ اور اسکے نواح میں ایک نیشنلسٹ موومنٹ پہلے سے موجود تھی جنہیں اہل القراء کہا جاتا تھا یعنی دیہات کے لوگ ، ان لوگوں نے عہد صدیقی میں تحریک ردہ میں ساتھ دیا تھا جب پیامہ کے علاقے میں لوگوں نے زکاۃ دینے سے انکار کیا تھا۔ یہاں یہ بات اہم ہے کہ میسوپوٹیا کے علاقے کے لوگ عرب تھے لیکن یہ ساسانی ایمپائر کی رومن ایمپائر کے خلاف پر کسی تھے۔

انکی خدمات کی وجہ سے انہیں سواد کے علاقے کی زمینیں دے دی گئی تھیں اور پھر یہ اہل ایام کہلانے لگے تھے۔ انہیں مسلم فوج کو دیا جانے والا شرف العطاء دیا جانے لگا جو دو ہزار اور تین ہزار درہم کے درمیان تھا۔ عثمان غنیؓ نے انہیں مزید زمینیں دینے سے انکار کر دیا تھا اور یہ انکی ناراضگی کا سبب تھا اور چونکہ ان کی مرکزیت کوفہ میں تھی۔ ان میں سے کچھ کوشام کی طرف بے دخل کر دیا گیا تھا لیکن عبدالرحمن بن خالد بن ولیدؓ نے

انہیں مدینہ منورہ خلیفہ عثمان غنیؓ کی خدمت میں بھیج دیا جہاں انہیں دربار خلافت سے معافی مل گئی۔ تو واپس آکر محمد بن ابوبکر صدیقؓ کو درغلانے کی کوشش کی کہ ہم نے ردہ میں آپکے والد کا ساتھ دیا لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ شہادت عثمان غنیؓ کے بعد قراء علیؓ کیمپ میں آگئے اور جنگ جمل اور صفین میں انکے ساتھ تھے۔ صفین کے دوران یہ علیؓ سے ناراض ہو کر علیحدہ ہو گئے۔ (طبری، بلاذری)

علوم اسلامی میں فن رجال اور نسب ایک مستقل حیثیت کا حامل رہا ہے۔ جہاں جہاں صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی اولادوں نے مستقل سکونت اختیار کی اسکا حوالہ کہیں نہ کہیں درج ہوا۔

اسی طرح مولائی کہلانے والا ایک طبقہ شمالی افریقہ میں بھی نمودار ہوا اور یہ صوفی بن گئے۔

خاص طور سے بنی قریش جہاں بھی گئے نسب کو محفوظ رکھتے رہے۔ اس کتاب میں تو صرف چند خاندانوں کا ذکر ہے ورنہ سینکڑوں ایسی کتب موجود ہیں جن میں

حوالے موجود ہیں۔

چونکہ صحابہ کرام اور بنو قریش کا نسب اہتمام سے محفوظ رکھا گیا ہے لہذا انکی اولادیں جب دوسرے ممالک میں مستقل آباد ہوئیں تو انکے مشہور افراد کو بھی تاریخ نے محفوظ کر لیا۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ عالم اسلام کی مرکزی خلافت خاندان قریش میں 923ھ / 1517ء تک رہی جب یہ خلافت خاندان عثمانیہ کو منتقل ہوئی تو خلافت عثمانیہ 1341ھ / 1922ء تک قائم رہی۔ دنیا بھر میں جہاں بھی آزاد مسلم مملکتیں وجود میں آتی رہیں ان کا مرکز خلافت اسلامیہ ہی رہا اور اس کی روحانی حیثیت ہمیشہ برقرار رہی۔ مسلم حکمران خود کو سلطان کہتے اور مرکز خلافت سے اسکی سند لیتے رہے۔

۔ عرب اسلامی خانوادوں میں : اموی ، عباسی ،

الادارسہ ، حمود ، الاشراف ، یعاربہ ، بوسعیدیون ،

آل الرشید ، آل سعود ، آل صباح ، آل خلیفہ ، آل ثانی

۔ ترک خانوادوں : میں طولونی ، اخشیدی ، ارتقیون ،

سلاجقہ، ممالیک، بنو کر میان، دانشمندیون وغیرہ

۔ ایرانی و فارسی: طاہری، صفاری، سامانی،

زندپیون، قاچارو غیرہ شامل ہیں

۔ بربری: بنوزرین، بنوالافطس، بنوبرزال،

مرابطین، موحدین، طاسیون، حفصی

۔ کرد: مردانی، ایوبی، سودانیون، پازوکیون،

بنو حسنویہ، بنوشداد

۔ مغول: چغتائی، ایلخانی، تیموری، خانات کرالی،

خانات تاسموف، شیبانیون -

۔ ہند: بہمنی، فاروقی، ملوک اشرق، آل لنکا

۔ افغانی: درانی، بارک زئی، سوری، لودھی

۔ افریقی: ملوک ابوجا نائیجیریا، ملوک سنگا الباغری،

ملوک تقلی کردفان، ملوک نوبیہ، امراء سولیباد

و امراء ارغونغوز -

۔ شیعہ امامیہ: ادیسیہ، بویہ، حمدانیہ، اغریدیہ،

مرداسیہ، عقیلی -

۔ شیعہ زیدیہ: قاسمیہ، علویہ، زیاریہ، بنوالریسی

- خارجی (اباضیہ، صفریہ): بنو دمر، بنو مذدار،

بنو ستم، بنو مہدی، بنو سعید یون

- باطنی (اسماعیلی، قرامطہ، دروز، الوائٹ):

فاطمی، باطنی شام، باطنی قلعہ الموت، بنو ذریج،

قرامطہ بحرین، معنیون -

ابو بکر صدیقؓ کی اولاد کے آثار ہر خطہ میں موجود

ہیں دیگر افراد قریش کی طرح اکثر اسلامی افواج کے

ساتھ تشریف لگئے اور پھر مفتوحہ علاقوں میں آباد

ہو گئے آئندہ صفحات میں بطور نمونہ مصر، المغرب،

الجزائر اور سوڈان سے لیکر ناہجیریا کے علاقوں اور

مغربی افریقہ کے دیگر ممالک جیسے سینی گال اور

مالی وغیرہ اور صحارہ سے لیکر یورپ میں ہسپانیہ،

صقلیہ، اندلس، پرتگال تک میں خاندان قریش

کی موجودگی اور آثار کا حوالہ دیا گیا ہے -

اسی طرح ایشیا صغرا، سینٹرل ایشیا، مشرق بعید

اور جنوبی ایشیا تک آثار موجود ہیں۔ بعض علاقوں

میں یہ باقاعدہ قبیلوں کی صورت میں آباد ہیں اور
مقامی نام اختیار کر لئے ہیں -

چچین میں مسجد سعد ابن ابی وقاص، پاکستان میں آثار
محمد بن قاسم، جنوبی بھارت، سری لنکا، کیرالہ اور
مالدیپ اور جنوبی بحر ہند کے جزائر وغیرہ شامل ہیں -

قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیقؓ کی اولاد میں سے
عبداللہ بن سیدنا احمدؒ نے بھی نقل مکانی کی اور انکی
اولاد اصفہان میں آباد ہوئی - اصفہان کی فتح تو 642ء
میں ہی مسلمانوں کے ہاتھوں چکی تھی۔ اس خاندان کے
افراد اصفہان سے ترک سکونت کر کے ترکستان اور
وہاں سے بخارا جا کر آباد ہوئے -

سلطان محمود غزنویؒ کے عہد میں اس خاندان کی 10 ویں
یا 11 ویں پشت کے بزرگ گزرے جبکہ ان کا دور
971ء - 1030ء / 360ھ - 421ھ تک رہا -

سلطان محمود غزنویؒ علماء اور فضلاء کے بہت قدر دان
تھے اور اسی وجہ سے سلطان محمودؒ کو اس خاندان سے

بہت عقیدت تھی اور خاندان کے کئی بزرگوں نے
ابتدائی یا آخری ایام میں سلطان محمود غزنویؒ کا زمانہ
پایا۔ سلطان محمود غزنویؒ کی وفات 8 اپریل 1030ء
کو ہوئی اور اسکے بعد مسعود غزنویؒ کی تخت نشینی ہوئی
1032ء میں مسعود غزنویؒ نے اصفہان کو تاراج کیا۔
مودود غزنویؒ کی تخت نشینی 26 مارچ 1042ء کو ہوئی
اور وفات 29 نومبر 1049ء / 441ھ کو ہوئی۔
اس کے بعد 22 ویں پشت کے بزرگ لطف اللہؒ
کا ترکستان آنے کا پتہ لگتا ہے۔ جو 1300ء سے
1400ء / 701ھ - 803ھ کا درمیانی عرصہ ہے۔
اسی سلسلہ نسب کی 26 ویں پشت کے بزرگ نعمت اللہؒ
کا غزنی میں آنے کا پتہ لگتا ہے۔ اس سے یہ اندازہ
ہوتا ہے کہ سلطان محمود غزنویؒ کے دور کے بعد
بزرگان خاندان ترکستان چلے گئے یا ان علاقوں میں
سکونت اختیار کی جہاں ان کی حکومت تھی اور وہاں
سے آکر غزنی آباد ہوئے درمیانی عرصے میں غزنی
سے ترکستان چلے گئے اور پھر غزنی واپس آگئے۔

26 ویں پشت کے بزرگ نعت اللہ غزنویؒ کا

عرصہ 1450ء / 854ھ کے ارد گرد ہے ان

کی غزنی میں سکونت اور ان کی اولاد کی پنجاب میں
آمد کا پتہ لگتا ہے۔

27 ویں پشت پشت کے بزرگ احمد سعیدؒ کی کفار

کے ہاتھوں شہادت کا تذکرہ ملتا ہے اور ان کے

بیٹے کی باقاعدہ پنجاب کے علاقہ گجرات میں آمد
کا پتہ چلتا ہے۔

28 ویں پشت کے بزرگ حافظ عبد اللطیفؒ 1605ء -

1623ء / 1013ھ-1032ھ کے درمیانی عرصہ

بعہد سلطان جہانگیر گجرات میں موجود تھے اور قرائن

بتاتے ہیں کہ ان کی اولاد میں سے کچھ خاندان اب

بھی گجرات پنجاب اور اس کے ارد گرد کے علاقوں
میں آباد ہیں۔

بعض خاندان کے بزرگ یہ بتاتے ہیں کہ مندرجہ بالا

بزرگوں نے یا ان کی اولاد نے گجرات کے ایک گاؤں

مدینہ میں سکونت اختیار کی تھی۔ یہ گاؤں گجرات شہر سے

متصل ہے اور قیام پاکستان کے کافی عرصہ بعد تک جب افراد خاندان نے لاہور سکونت اختیار کر لی تو ایک میراثی رواج کے مطابق گجرات سے آکر شادی بیاہوں پر شجرہ پڑھتا رہا ہے۔ شہروں میں اس کا رواج متروک ہونے کے باعث یہ سلسلہ ختم ہو گیا۔

31 ویں پشت کے بزرگ رزق اللہؒ کا قاضی لاہور

تقرری کا واقعہ سلطان اورنگ زیب عالمگیر کے

عہد 1685ء - 1702ء / 1096ھ - 1113ھ

کے درمیانی عرصے کا ہے۔

اس حوالے سے خانوادہ صدیقی کی مذکورہ شاخ کی

پنجاب میں باقاعدہ سکونت کی تاریخ 2020ء میں

تقریباً 431 برس سے زائد ریکارڈ کی گئی ہے مزید برآں

لاہور شہر میں آمد اور یہاں سکونت کے مستند آثار کی

تاریخ 370 برس قدیم ہے جبکہ صدیقی خاندان کے

بزرگ حافظ رزق اللہؒ کی لاہور آمد ایک اندازے

کے مطابق 1650ء / 1060ھ کے لگ بھگ ہوئی

اور بعد ازاں قاضی لاہور کی تعیناتی ہوئی اور انکی

آل اولاد نسل در نسل یہاں آج 2020ء میں

ماشاء اللہ کثیر تعداد میں آباد ہیں -

سب سے قدیم، معلوم اور باقاعدہ ریکارڈ میں موجود

قبر جو مذکورہ صدیقی خاندان کی اس شاخ کی لاہور

شہر میں ہے وہ حافظ جان محمدؒ کی ہے جو

ویٹ مین روڈ، مغلیہ، لاہور (اندرون حدود

ریلوے لوکو ورکشاپ) واقع ہے -

ویٹ مین روڈ سے مغربی سمت راستہ اندر جاتا ہے

جس کی ایک سمت نواب علی مردان خان (متوفی

1067ھ / اپریل 1657ء) کا مقبرہ اور دوسری

سمت قدیم مدرسہ تربیتی ہے جہاں اب قدیمی مسجد

ہے، اس راستہ کو آہنی سلاخوں کی چھت بنا کر محفوظ

بنایا گیا ہے -

قاری حامدؒ متوفی 1166ھ کی قبر کے علاوہ ہمارے

دیگر اہل خاندان کی قبور ہیں، جن کی تفصیل ایک

علیحدہ باب میں دی گئی ہے یہ مرجع خلافت ہے،

حافظ جان محمدؒ کی وفات 1772ء بمطابق 5 جمادی

الاول 1199ھ کو ہوئی اور اس طرح خاندان کا

شمار لاہور کے قدیم ترین خانوادوں میں ہوتا ہے ۔

یہ قبر 2020ء میں 248 سال قدیم ہے۔

حوالہ کتب کیلئے دیکھئے باب حضرت جان محمدؐ ۔

سیدنا احمد بن قاسم بن محمد ابوبکر صدیقؓ کی اولاد

ہندو پاکستان کے علاوہ کثیر تعداد میں بیرون ملک

مختلف علاقوں میں بھی آباد ہے۔

شیخ محمد حفیظ 12 صدی ہجری میں سوہدرہ میں مقیم

تھے جن کا نسب محمد بن ابوبکر صدیقؓ سے ملتا ہے

جو 11 ویں صدی ہجری میں تلوٹہ موسیٰ خان میں

پیدا ہوئے۔ سوہدرہ گزٹ۔ سوہدرہ وزیر آباد کے

نزدیک ایک قصبہ ہے۔

نواب مردان علی خان:

یہ 1032ھ / 1626ء میں شاہ ایران کی طرف سے ناظم قندھار تھا۔

1047ھ / 1637ء کو قندھار سلطان شاہجہاں کے حوالے کر کے

لاہور پہنچ گیا۔ شاہجہاں نے 6 ہزاری کا منصب دے کر ناظم

کشمیر مقرر کر دیا۔ 1049ھ / 1639ء میں ناظم لاہور مقرر کیا۔

شاہجہاں نے راوی سے نہر نکالنے کے لئے انہیں ذمہ داری سونپی
 جو راجپور سے نکالی گئی۔ نہر کی تکمیل پر شالیمار باغ کی بنیاد رکھی گئی
 1657ء میں انتقال کیا اور ماں کے پہلو میں امیر الامراء کے باغ میں
 دفن ہوا۔ اس کا مقبرہ بہت بلند اور آثار قدیمہ کی تحویل میں ہے
 یہ بھی ریلوے لوکوشاپ کی چار دیواری میں ہے اور ویٹ مین روڈ
 مغلوپورہ لاہور سے ایک ہی راستہ اس مقبرہ اور مدرسہ ابوالحسن
 تربتی کی طرف جاتا ہے جس کی شمالی سمت مقبرہ نواب علی مردان
 خان ہے اور جنوبی سمت مدرسہ ابوالحسن تربتی یا قاری حامد
 واقع ہے جس میں صدیقی خاندن کی قدیم قبور ہیں دونوں
 کے بورڈ باہر سڑک پر لگے ہوئے ہیں
 (محوالہ: تاریخ حاکمان لاہور۔ راجا وید اقبال)

تذکرہ اولاد: احمد ثانی بن عبداللہ بن احمد

بن قاسم بن محمد بن ابو بکر الصدیق ؑ

پشت نمبر نام و سکونت

1- محمد بن ابو بکر صدیق ؑ شہادت مصر

2- قاسم مدینہ منورہ

3- سيدنا احمد

4- عبد الله

5- احمد ثاني

6- ابو بكر ثاني " اصفهان

7- يعقوب "

8- ابو سعيد "

9- عمر "

10- ايوب " (عهد غزنويه 988ء-1030ء)

11- عبید الله " (عهد غزنويه 988ء-1030ء)

12- عبد الباسط " (عهد غزنويه 988ء-1030ء)

13- ابو اسحاق "

14- عبد العزيز "

15- ابو القاسم "

16- احمد الله "

17- عبد الواسع "

18- عبد الله "

19- محمد قاسم "

20۔ عبد الواحدؒ

21۔ محمد صالحؒ

22۔ لطف اللہ ترکستانیؒ ترکستان

23۔ محمد سلطانؒ

24۔ محمد جمیلؒ

25۔ قطب اللہؒ

26۔ نعمت اللہ غزنویؒ غزنی، افغانستان

27۔ احمد سعید شہیدؒ

28۔ عبد الطیفؒ گجرات۔ پنجاب

بہد سلطان نور الدین جہانگیر

1605ء - 1628ء / 1013ھ - 1037ھ

29۔ مولانا محمد سیدؒ گجرات۔ پنجاب

30۔ مولانا عطاء اللہؒ

31۔ حافظ رزق اللہؒ - قاضی لاہور

وفات مدینہ منورہ بہد سلطان اورنگ زیب

عالمگیر 1685ء - 1707ء / 1096ھ - 1118ھ

32۔ مولانا سعد اللہ قاریؒ

بعہد سلطان معظم بہادر شاہ

1712ء - 1719ء / 1123ھ - 1131ھ

33۔ حافظ جان محمدؒ - لاہور

وفات 1772ء / 1185ھ

بعہد سلطان روشن اختر و عالمگیر ثانی

1719ء - 1759ء / 1131ھ - 1172ھ

مدرسہ ابوالحسن تربتی کا قیام 1641ء / 1051ھ

34۔ حافظ رحمت اللہؒ، پرنسپل مدرسہ تربتی،

دفن مدرسہ تربتی لاہور بعہد میرمنو

1748ء - 1753ء / 1161ھ - 1166ھ

35۔ حافظ محمد بخش صحافؒ، مطبع صحافی

وفات 1263ھ / 1846ء بعہد رنجیت سنگھ

1799ء - 1839ء / 1213ھ - 1254ھ

ملک الصحاف کا خطاب 1834ء / 1249ھ

بدست افغان امیر دوست محمد

36۔ مولوی حافظ بخش صحافؒ، دفن مدرسہ تربتی۔ لاہور

1853ء میں لاہور بعہد چیف کمشنر پنجاب

سرہنری لارنس اور روضہ حضرت ایشاں بیگم پورہ

لاہور کی تولیت ہمراہ برادران دی گئی۔ اسی پشت

میں دیگر بھائی :

مولوی فضل الدین صحاف ، حافظ خیر دین

37۔ مولوی فیض بخش صدیقی ، اسی پشت میں دیگر

بھائی : مولوی غلام محی الدین ، مولوی فیروز الدین)

38۔ مولوی محمد دین صدیقی ،

دفن احاطہ گھوڑے شاہ ، لاہور

39۔ مولوی بشیر احمد صدیقی ، متوفی 1965ء

/ 1384ھ ، سب بھائی جناز گاہ ، لٹن روڈ ،

میانی صاحب لاہور میں دفن ہوئے - (اسی پشت میں

دیگر بھائی : مولوی غلام محی الدین صدیقی ،

مولوی ظہور الدین ، مولوی محمد اشرف)

40۔ عزیز احمد صدیقی: پیدائش لاہور 31 اکتوبر

1920 / 1338ھ اور متوفی 18 جون 1983ء

/ 1403ھ و دفن ڈھوک حسو قبرستان راولپنڈی

اس پشت میں دیگر افراد کے نام شجرہ میں ملاحظہ فرمائیں

41۔ منصور احمد صدیقی: پیدائش 27 اکتوبر 1953ء

/ 1372ھ راولپنڈی

اور دیگر سب برادران کی پیدائش راولپنڈی -

بھائیوں کے نام

محمود احمد صدیقی، شادمان مسعود صدیقی ،

افضل مسرور صدیقی

اس پشت میں دیگر افراد شجرہ ملاحظہ کریں

42۔ اس پشت میں منصور احمد صدیقی کی اولاد

تاریخ پیدائش:

وجیہہ: یکم نومبر 1982ء / 1402ھ،

وہاب الرحمن صدیقی: 13 ستمبر 1985ء / 1405ھ

وقاص احمد صدیقی: 29 ستمبر 1989ء / 1409ھ

ابوبکر صدیقی: 15 جولائی 2007ء / 1428ھ

دیگر بھائیوں کی اولاد اسی پشت میں:

نداء ، طلحہ ، حمزہ اور عثمان ، سمیہ ، عمر اور

عبدالعزیز سوائے ابوبکر کے جس کی پیدائش

کینیڈا میں ہوئی سب کی پیدائش راولپنڈی

43۔ اس پشت میں وہاب الرحمن صدیقی کی اولاد

تاریخ پیدائش بمقام کینیڈا

یوسف وہاب صدیقی: 12 مئی 2015ء / 1436ھ

عبیرہ صدیقی: 25 جولائی 2016ء / 1437ھ

اجداد کے بارے میں چند تفصیلات

پشت 27: احمد سعید شہیدؒ

آپ کے حالات کا اتنا پتہ لگتا ہے کہ آپ

جوانی کی عمر میں ہی کفار کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

(بحوالہ مراۃ الانساب)

پشت 28: حاجی عبد اللطیفؒ

آپ غزنی سے پنجاب تشریف لائے اور گجرات

میں اپنے علم و فضل کے چراغ جلانے آپ اعلیٰ

درجے کے عالم تھے۔ آپ کا علم و فضل کمال کو پہنچا
 ہوا تھا۔ اس زمانے میں پنجاب علمی لحاظ سے بہت پیچھے
 تھا۔ اس خیال کے تحت آپ نے اپنا درس شروع کیا
 کیونکہ درس و تدریس کا سلسلہ وراثت میں ملا تھا۔
 آپ کی علمی قابلیت اور خاندان کی بزرگی کی وجہ
 سے طالب علم جوق درجوق آنا شروع ہوئے۔

یہ 1605ء / 1013ھ کے بعد کا واقعہ ہے جب
 مغل بادشاہ جہانگیر تک آپ کے اس فیضان عام
 کی خبر پہنچی تو بادشاہ نے مدرسہ اور آپ کی مدد
 معاش کے لیے ہزار بیگہ زمین مضروعہ بطور جاگیر
 عطا کی جو نسل در نسل قائم رہی۔

معلومات کے مطابق پنجاب کے شہر گجرات سے ملحقہ
 ایک گاؤں مدینہ میں رہائش رکھی تھی اور مدرسہ

بھی وہیں نزدیک تھا۔ (بحوالہ مراۃ الانساب)

وہاں پر خاندانی شجرے باقاعدہ شادی بیاہوں پر

پڑھے جاتے تھے۔ جس کا سلسلہ افراد خاندان کے

مستقل لاہور آباد ہونے اور قیام پاکستان کے بعد

تک جاری رہا۔ گجرات سے ایک خاندان جنہیں

میراثی کہتے ہیں بطور خاص لاہور آیا کرتے تھے۔

وفات سلطان جلال الدین اکبر 1605ء اور سلطان

نور الدین جہانگیر کا عہد 1605ء سے 1627ء تک

پشت 29: مولوی محمد سعیدؒ

آپ اپنے والد حاجی عبد اللطیف کی وفات کے بعد

مسند ہدایت و ارشاد پر پنجاب کے شہر گجرات کے

نزدیکی گاؤں مدینہ میں بیٹھے ہزار ہا طالبان خدا ان

کے ذریعہ سے اپنے مطلوب کو پہنچے۔

(بحوالہ مراۃ الانساب)

پشت 30: عطاء اللہؒ

مراۃ الانساب میں آپ کے جو حالات درج ہیں

ان کے مطابق آپ اپنے وقت کے عالم اجل اور
 فاضل اکمل تھے۔ یہ تمام عمر درس و تدریس میں
 مشغول رہے۔ خالق حقیقی نے آپ کی ذات
 بابرکت کو دریائے فیض اور چشمہ فضل پیدا کیا
 تھا اور صد ہا بندگان آپ وسیلہ سے مرتبہ فضیلت
 کو پہنچے۔

اس روایت سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ
 آپ اپنے دادا حاجی عبد الطیف کے قائم کردہ
 مدرسہ کے مہتمم رہے اور وہیں سے علم کی روشنی
 پھیلاتے رہے جس سے سینکڑوں طالب علموں نے
 استفادہ کیا -

پشت 31: حافظ رزق اللہؒ

ان کے حالات بھی مراۃ الانساب ہی میں ملتے ہیں
 جس کے مطابق آپ کی علمی قابلیت کا شہرہ جب
 اورنگ زیب عالمگیر کے دربار تک پہنچا تو آپ کو

بلا کر لاہور کا قاضی مقرر کیا گیا۔ یہ واقعہ 1685ء

/ 1096ھ کے بعد کا ہے۔

بعد ازاں اپنے فرزند رشید کے ہمراہ حرمین شریفین

تشریف لے گئے اور باقی عمر وہیں بسر کی۔ جب آپ

کا انتقال مدینہ منورہ میں ہوا۔ تو آپ کے صاحبزادہ

مولانا سعد اللہ قاری فارغ التحصیل ہو چکے تھے۔

اس روایت سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو مدینہ

گجرات کی درسگاہ سے لاہور بلا کر تقرری کی گئی۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس دوران وقت

کی اتنی بڑی درسگاہ جو گجرات میں پشتوں سے قائم

تھی وہاں کس کو جانشین چھوڑا گیا۔ ظاہر ہے کہ

وہ خاندان کے فرد ہی ہوں گے لیکن کسی کتاب

سے حوالہ نہ مل سکا۔

نوٹ: بعض قرائن اور حوالوں سے یہ اندازہ ہوتا

ہے کہ جب حافظ رزق اللہ لاہور تشریف لائے تو

گاؤں مدینہ اور اسکے گرد و نواح میں اہل خاندان

آباد تھے جسکی خبر اس دور تک رہی جب میرے
 دادا بشیر احمد صدیقی اور انکے دیگر بھائی 1938ء میں
 لنن روڈ لاہور مزنگ کے علاقے میں آباد ہوئے ۔
 کہتے ہیں شادی اور غمی پر وہاں سے شجرہ پڑھنے
 والے آکر شریک ہوتے تھے ۔

افسوس کہ میں گاؤں مدینہ جا کر اس سلسلے میں
 تحقیقات نہ کر سکا۔ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ بعض
 لوگوں نے بتایا ہے کہ وہاں اکثر آباد خاندان
 اب اپنے آپ کو سید بتاتے ہیں ۔

اورنگ زیب عالمگیر کا عہد 1685ء / 1096ھ تا
 21 فروری 1707ء / 1118ھ تک رہا۔

پشت 32: سعد اللہ قاریؒ

آپ اپنے والد کے ہمراہ مدینہ منورہ تشریف لے گئے
 تھے اور وہیں تعلیم حاصل کی اور فارغ التحصیل
 ہوئے تھے کہ والد کا انتقال ہو گیا جس کے بعد

سرزمین حجاز کو خیر باد کہا اور لاہور تشریف لائے
 اور لوگوں کو اپنے علم و فضل سے فیض پہنچاتے
 رہے۔ لاہور میں آپکی موجودگی کا پتہ بہت سے
 حوالوں سے معلوم ہوتا ہے۔

مرآۃ الانساب کے مطابق آپ کے شاگرد خواجہ
 محمدی خان حسنی نے رسالہ محمودیہ میں آپ کا
 ذکر کیا ہے۔ خواجہ محمدی خان کی تحریر سے محمد
 معظم بہادر شاہ کے عہد میں آپ کے درس کا
 پتہ لگتا ہے اور 1707ء / 1118ھ کے بعد
 کا واقعہ ہے -

سلطان اورنگزیب عالمگیر نے 1700ء / 1111ھ کے
 قریب شاہزادہ معظم کو لاہور، کابل اور ملتان وغیرہ
 میں صوبوں کا نائب السلطنت مقرر کر کے شمال مغربی
 سرحد پر بھیج دیا تھا۔ سلطان اورنگ زیب کی وفات
 کے وقت یہ شاہزادہ کابل میں تھا

12 مارچ 1707ء میں سلطان اورنگ زیب کی وفات

کی خبر کابل میں ملی شاہ عالم بہادر شاہ اول کے نام
 سے تخت نشین ہوا اور 27 فروری 1712ء/ 1124ھ
 میں فوت ہوا۔

پشت 33 : حافظ جان محمدؒ

آپ کے مختصر حالات مختلف کتابوں میں ملتے ہیں۔
 جن میں تحقیقات چشتی، مراۃ الانساب اور نظام
 رسالہ وغیرہ میں شامل ہیں۔ تقریباً اسی دور میں
 جان محمد نام کے کئی بزرگ گزرے ہیں۔ باوجود
 آپ کے علم و فضل کے عہد جدید کے مورخین
 نے آپ کو نظر انداز کر دیا ہے حالانکہ آپ جس
 مدرسہ کے صدر المدرس تھے وہ اپنے وقت کا
 سب سے بڑا، خوبصورت اور سب سے اہم جگہ

پر واقع تھا جس کے آثار آج بھی موجود ہیں
 اور یہاں آپ 33 برس طالب علموں کو زیور تعلیم
 سے آراستہ کرتے رہے۔

سکھ عہد میں جو اسلامی آثار اور مدرسوں کا حشر کیا
 گیا اس کا ثبوت یہ تعلیمی درسگاہ بھی ہے گو یہ اجڑ
 چکا ہے لیکن اسکی دینی خدمات اور تاریخی حیثیت
 کی وجہ سے حکومت نے اس کو محفوظ رکھا ہوا
 ہے اور سارا سال زائرین یہاں آتے رہتے ہیں۔
 اس مدرسہ میں درس و تدریس کا سلسلہ جب
 جاری نہ رکھا جاسکا تو آپ کے بیٹے حافظ
 رحمت اللہؒ ترک سکونت کر کے اندرون شہر
 لاہور چلے گئے جنکی تفصیلات آئندہ صفحات
 میں درج کی گئی ہیں۔

البتہ مشائخ سہروردیہ کے سلسلہ کی کتابوں میں
 آپ کا تذکرہ بکثرت ملتا ہے۔ موجودہ دور میں
 مدرسہ کی جگہ مزار (قبرستان) نے لے لی ہے

اور عقیدتمند سارا سال زیارت کیلئے آتے رہتے
ہیں بلکہ لنگر بھی بانٹا جاتا ہے اور عرس بھی ہوتا ہے۔
مرآۃ الانساب کے مطابق آپ محمد شاہ رووشن اختر
اور عالمگیر ثانی کے عہد میں لاہور کے نہایت
عالم فاضل بزرگ گزرے ہیں آپ نواب زکریا
خان صوبہ دار لاہور کی اولاد کے اتالیق تھے۔
یہ زمانہ 1166ھ / 1753ء کا ہے حکام وقت
نے آپکو بہت سی جاگیریں عطا کی تھیں۔ جس
کے فرمان، آپ کی اولاد کے پاس موجود تھے۔
آپ کے شاگرد نواب یحییٰ خان بن نواب
بہادر خان صوبہ لاہور نے آپ کی بے شمار
کرامتیں اپنی کتاب "سیرت الکاملین" میں
درج کی ہیں۔

تحقیقات چشتی کے مطابق خان بہادر کے

صاحبزادوں، مسماۃ حیات النساء اور لاڈلی بیگم

کو تعلیم دیتے تھے۔ ان کی دیانت اور پارسائی
 کی وجہ سے مدرسہ خواجہ خاوند محمود ایشاںؒ کی
 تولیت بھی آپ کو دی گئی۔ اس سلسلہ میں تفصیلات
 اس کتاب کے باب خواجہ خاوند محمودؒ میں تحریر
 ہیں۔ آجکل یہ انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور کے
 نواح میں ہے

لاہور کے نامور مورخ محمد الدین فوق کے مطابق
 حکام وقت ان کے علم و فضل کی وجہ سے بہت
 قدر کرتے تھے۔ مدرسہ حامد قاری میں ایک
 عرصہ تک درس دیتے رہے۔ فوق نے حاشیہ پر
 لکھا ہے کہ حکام وقت کی قدر افزائیوں نے
 آپ کو مالا مال کر رکھا تھا اور آپ کی وفات
 5 جمادی الاول 1199ھ / 1785ء تحریر ہے۔

تحقیقات چشتی اور تذکرہ علماء و مشائخ میں آپ کی
 اولاد کا جو ذکر کیا گیا ہے وہ اپنی جگہ پر آئے گا۔
 مختلف روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حافظ جان

محمدؒ اپنے وقت کے عالم فاضل تھے۔ درس و

ہدایت کا سلسلہ تا حیات جاری رکھا۔

آپ صاحب کمال بزرگ تھے۔ صاحبان طریقت

آپ کو سلسلہ سہروردیہ سے بتاتے ہیں اور

مشائخ سہروردیہ کی فہرست میں آپ کا نام شامل

ہے۔

مدرسہ ابوالحسن تربتی جو اپنے وقت کا مشہور

مدرسہ تھا اور قاری حامدؒ اس مدرسہ کے مہتمم

تھے۔ قاری حامدؒ کی وفات کے بعد آپ اس

مدرسہ کے صدر مدرس رہے اور بعد میں آپ

کے بیٹے بھی اس عہدہ پر فائز رہے۔

حافظ جان محمدؒ تقریباً 33 برس قاری حامدؒ کی

وفات کے بعد حیات رہے اور احاطہ قاری

حامدؒ ویٹ میں روڈ، مغل پورہ لاہور میں

قاری حامد کی قبر کے دائیں طرف دفن

ہوئے اور وہاں آپ کی قبر آج تک موجود ہے۔

تحقیقات چشتی میں آپ کے یہاں دفن کئے جانے کے اور اس سلسلے میں دیگر تفصیلات بیان کی ہیں۔

عزیز احمد چوہدری نے ناظم پنجاب یحییٰ خان کے ضمن میں تحریر کیا ہے کہ وہ حافظ جان محمدؒ کا بے حد معتقد تھا (ص 204) اسکے علاوہ حافظ جان محمد سہروردیؒ کے عنوان سے مختصر تفصیلات بھی تحریر کی ہیں (ص 256)

"مجلہ الاتحاد العالم لآثار بین العرب" نے ایک کتاب شائع کی تھی جس میں لاہور کے مغل دور کے آثار 932-1182ھ (1526-1768ء) تک کے شامل ہیں۔ اس میں لوح 69 پر داخلہ مسجد حامد قاری پر لگے فارسی شعر کے کتبہ کی تصویر شامل کی گئی ہے۔ (الکتبات الاثریہ الباقیہ علی عمائر مدینہ لاہور فی العصر مغولی الہندی۔ محمد

علی حفیظ صفحہ 380)

حوالہ کتب: تحقیقات چشتی ، مراۃ الانساب ،

یادگار چشتی، تذکرہ علماء و المشائخ ، 1920ء نظام

لاہور نمبر جنوری 1920ء ، نقوش لاہور نمبر،

مدینۃ الاولیاء ص 380 تا 384، پنجاب مغلوں کے عہد

زوال میں، انساب صدیقی، الکتابات الاثریہ الباقیہ

علی عمائر مدینہ لاہور فی العصر مغولی الہندی، تاریخ جلیلہ،

لاہور کے اولیاء سہرورد ص 207 تا 212 ۔

محمد شاہ روشن اختر : 1131ھ تا 1161ھ

(1719 - 1748ء) تک حکمران رہے۔ یہ

بہادر شاہ اول کے بیٹے جہاں شاہ کے فرزند تھے

جبکہ عالمگیر ثانی کا عہد 1167ھ تا 1173ھ /

1754ء - 1759ء تک رہا۔

نواب یحییٰ خان کے بیٹے ذکریا خان جو کہ

نواب خان بہادر کے نام سے مشہور تھے گورنر

لاہور رہے۔ ضلع لاہور میں یحییٰ نگر (عرف آیا نگر)

انہی کا آباد کردہ ہے۔ وہ بھائی کے خوف سے

حیدر آباد دکن چلے گئے اور ان کی اولاد وہیں

آباد ہے۔ 1726ء تا 1745ء صوبہ لاہور کے ناظم رہے۔

نواب عبدالصمد خان: شاہ عالم بہادر شاہ اول کے عہد

1119ھ تا 1122ھ / 1707ء-1710ء کے

دوران نوجوان عبدالصمد خان اپنے بزرگ ایشاںؒ

کے مزار کی زیارت کے لیے وارد پنجاب ہوئے

(خواجہ خاوند محمود المعروف ایشاں کا تذکرہ اس کتاب

میں دیکھئے)

1122ھ / 1710ء میں انہوں نے بندہ بیراگی کو

گرفتار کر کے دہلی بھیجا۔

(بندہ بیراگی کے حالات اس طرح ہیں کہ اس کی ملاقات

دسویں آخری سکھ گرو سے ہوئی تو انہوں نے کچھ

نصیحتیں کیں اور مغلیہ حکومت کے خلاف سکھوں کی

رہنمائی کیلئے روانہ کیا۔ بندہ بیراگی سفاک اور ظالم
 انسان تھا، مسلم دشمن تھا۔ مسلمان بستیوں کو تباہ و
 برباد کرتا تھا۔ اسے مقابلہ کے بعد 17 دسمبر 1715ء
 کو گرفتار کیا گیا)

اور محمد شاہ کے زمانے میں حسین خویبگی حاکم
 قصور کو قتل کیا۔ اس کے علاوہ 1133ھ /
 1720ء میں کشمیر کے گورنر رہے۔ جہاں تک صوبہ
 لاہور کا تعلق ہے یہاں 1713ء تا 1726ء /
 1125-1138ھ تک ناظم رہے۔ آپ کے
 بیٹے ذکریا خان 1726ء / 1138ھ صوبہ ملتان
 کے ناظم رہے اور نواب عبدالصمد کی وفات کے
 بعد صوبہ ملتان بھی ذکریا خان کو مل گیا۔

نواب عبدالصمد خان کے دو فرزند تھے بڑے کا نام
 ذکریا خان تھا اور وہ باپ سے ناراض ہو کر دہلی
 چلے گئے اور وہاں محمد شاہ کے دربار سے اپنے نام
 نظامت لاہور اور اپنے والد کے نام نظامت ملتان کا

شاہی فرمان لے کر واپس آئے۔ ان کی والدہ کا نام بیگم جان تھا جنکے نام پر محلہ بیگم پورہ لاہور میں آباد ہوا۔

دوسرے بیٹے کا نام خواجہ عبداللہ خان تھا۔ یہ محمد شاہ اور احمد شاہ کے زمانے میں لاہور کے گورنر رہے۔ احمد شاہ ابدالی نے 1748ء / 1161ھ میں پنجاب پر حملہ کیا تو انہیں لاہور میں شکست ہو گئی۔ نواب ذکریا خان کے دو بیٹے تھے ایک حیات اللہ خان جس کو شاہ نواز کا خطاب دے کر بادشاہ نے ملتان کا نواب بنایا تھا۔ دوسرے فرزند نواب یحییٰ خان تھے جنہوں نے اپنی کتاب میں حافظ جان محمد کا ذکر کیا تھا

پشت 34: حافظ رحمت اللہ

آپ کے حالات زندگی کئی کتابوں میں اختصار سے

ملتے ہیں۔

جن کے مطابق آپ اپنے وقت کے نہایت عالم
و فاضل تھے آپ کے خوان علم سے صد ہا لوگ
مستفیض ہوئے۔

آپ کا درس بھی مدرسہ ابو الحسن ترقی (حامد
قاریؒ) میں جاری رہا۔ مغلیہ سلطنت کے زوال
اور احمد شاہ کے حملوں کی وجہ سے لاہور میں
جو بد امنی اور ابتری پھیل گئی تھی اس کی وجہ
سے مذکورہ مدرسہ میں درس جاری رکھنا ممکن
نہ رہا تو آپ مغلیہ پورہ سے اندرون شہر نزد
چوہٹہ مفتی باقر منتقل ہو گئے "کوچہ رحمت اللہ"
خرادیاں محلہ لاہور آپ کے نام سے مشہور ہے۔
نقوش لاہور نمبر کے مطابق مدرسہ ابو الحسن ترقی
کے ضمن میں لکھا ہے کہ یہ لاہور کا سب سے
مشہور اور خوبصورت مدرسہ تھا اور حامد قاریؒ
کے بعد حافظ رحمت اللہؒ اس کے پرنسپل مقرر

ہوئے۔ لیکن آپ کا زمانہ بھی دیر تک قائم نہ رہ سکا۔ لاہور ان ایام میں سکھ سرداروں کی جولان گاہ بنا ہوا تھا ہر جگہ بد امنی اور قتل و غارتگری تھی۔ اس لیے اطمینان قلب اور امن جو تعلیم کے لیے ضروری ہے مفقود تھے۔ آج کل یہ مدرسہ ریلوے سٹور کی چار دیواری میں گھرا ہوا ہے۔

تحقیقات چشتی سے آپ کی اولاد میں محمد بخش صحافؒ کے علاوہ ایک بیٹے عنایت اللہ کا بھی پتہ لگتا ہے۔ عنایت اللہ کے ایک بیٹے اللہ بخش اور ایک بیٹی کا تذکرہ بھی ہے۔ جبکہ دوسرے بیٹے ستار کے علاوہ ستار کے بیٹے امام الدین اور ایک بیٹی کا بھی ذکر ملتا ہے لیکن موجودہ دور میں اللہ بخش کی اولاد کا کچھ پتہ نہیں چل سکا یا تو یہ سلسلہ منقطع ہو گیا یا کہیں اور آباد ہو گئے ہیں۔ البتہ یہ سب مدرسہ حامد قاری

کے احاطہ میں مدفون ہوئے۔

حافظ رحمت اللہؒ کے تیسرے بیٹے احمد بخش

مجلدی اور چوتھے کا نام معلوم نہیں ہو سکا

یہ سب اپنے بھائیوں کے ساتھ مدفون ہیں۔

ابوالحسن تربتی جن کی یاد میں مندرجہ بالا مدرسہ انکی

بیوہ نے جاری کیا تھا وہ 1051ھ / 1641ء میں

فوت ہوئے جبکہ ان کی بیگم 1066ھ / 1656ء میں

فوت ہوئیں۔

اس دور کے حالات مختصراً اس طرح ہیں۔ جن

سے اس دور کی ابتری کا اندازہ ہوتا ہے :

12 جنوری 1748ھ / 1161ھ کو احمد شاہ درانی کی

بیگم پورہ میں لوٹ مار 5 مارچ 1752ء / 1165ھ کو

انہوں نے شالیمار باغ میں ڈیرے ڈال دیئے یہیں

سے پنجاب پر احمد شاہ درانی کے دور کا آغاز ہوتا ہے۔

یہ احمد شاہ تیموری کے عہد کا واقعہ ہے 1753ء /

1166ھ میں سکھوں نے نواح لاہور میں لوٹ مار

کی۔ جنگ باز خان 14 اکتوبر 1756ء / 1169ھ کو
 لاہور میں داخل ہوا اور لوٹ مار ہوئی۔ 1761ء میں
 سکھوں کا لاہور پر قبضہ اور جسا سنگھ کی بادشاہت کا
 اعلان اور احمد شاہ کا قلع قمع کرنا۔

اپریل 1756ء / 1169ھ میں احمد شاہ کی واپسی
 کے ایک ماہ بعد سکھوں کا پھر لاہور پر قبضہ، دسمبر
 1766ء / 1179ھ میں احمد شاہ کی لاہور آمد اور
 1798ء میں زمان شاہ بیٹا تیمور شاہ کی لاہور آمد۔
 1799ء / 1213ھ میں رنجیت سنگھ کے عہد کا
 آغاز۔ ٹیپو سلطان کی شہادت۔

بحوالہ: تحقیقات چشتی، مراۃ الانساب، یادگار چشتی،
 مدینہ الاولیاء، نقوش لاہور نمبر، تذکرہ علماء و مشائخ،
 تذکرہ علماء اہل سنت و الجماعت لاہور، لاہور کے
 اولیاء سہرورد۔

پشت 35: مولوی حافظ محمد بخش صحاف

آپ وہ عظیم شخصیت ہیں جن کا ذکر تاریخ کی مشہور کتابوں میں موجود ہے۔ آپ نہایت عالم و فاضل تھے۔

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ آپ کے والد حافظ رحمت اللہؒ اندرون شہر لاہور منتقل ہو گئے تھے اور وہیں سے آپ نے طباعت و کتابت کے عہد ساز کام کا آغاز کیا یا پہلے سے جاری سلسلہ کو آگے بڑھایا۔

تحقیقات چشتی میں جو تفصیلات دی گئی ہیں اسکے مطابق "مکتبہ صحافی" اکبر کے عہد میں موجود تھا اور پھر شاہجہاں کے عہد میں بھی اسکی موجودگی کا حوالہ دیا ہے۔

آپ کی آل اولاد خوب بڑھی اور پاکستان کے مختلف حصوں کے علاوہ بیرون ممالک میں بھی آباد ہے جن کا سلسلہ نسب آئندہ صفحات میں تفصیل سے دیا جا رہا ہے۔ لیکن افسوس آپ

کے دیگر بھائیوں کی اولادوں کا کچھ پتہ نہیں
چل سکا۔

آپ نے فارغ التحصیل ہو کر مہاراجہ رنجیت سنگھ
کے عہد میں تجارت کتب اور صحافی کا عظیم
کارخانہ کھولا۔ جس کا نام مطبع صحافی رکھا۔
اس چھاپے خانے کی طبع شدہ کتب اب بھی
کہیں کہیں نظر آجاتی ہیں آپ کے کارخانہ میں
متعدد نقاش، خوشنویس، اور جلد ساز وغیرہ ملازم
تھے۔ آپ کو امیر افغانستان کی طرف سے "ملک
الصحاف" کا خطاب ملا تھا اور آپ کے کارخانہ کی
تیار کی ہوئی کتابیں معقول قیمت پر ایران
و خراسان تک جاتی تھیں۔

مفتی علی الدین مصنف "عبرت نامہ" اور مولوی
احمد بخش یکدل چشتی دونوں آپ کے داماد تھے۔
مولوی نور احمد چشتی مصنف "تحقیقات چشتی"
اور "یادگار چشتی" وغیرہ آپ کے نواسے تھے۔

رائے بہادر کنھیال لال نے " تاریخ لاہور "

1884ء نے کئی جگہ آپ کا ذکر کیا ہے۔ ایک

جگہ بہ عنوان لاہور کے چھاپے خانے تحریر کرتے

ہیں کہ قلمی تاجران کتب کے سب سے بڑے تاجر

لاہور میں محمد بخش صحاف تھے اور ان کے ہاں

بہت سے کاتب کتابیں لکھنے کے لیے موجود رہتے

تھے۔ ہزاروں روپیہ کی تجارت ہوتی تھی اور

دوسری جگہ لاہور میں کتب فروشی کی تجارت

کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کی سکھوں کے وقت

چھاپے کی کوئی کتاب ہندوستان سے پنجاب میں

نہیں آتی تھی۔ قلمی کتابیں کاتب فروخت کیا

کرتے تھے۔ بڑا کارخانہ محمد بخش صحاف کا تھا۔

جن کے پاس پچیس تیس ملازم کتابیں لکھا کرتے

تھے اس کارخانے کی کتابیں تمام پنجاب میں جاتی

تھیں بلکہ ایران و خراسان تک سوداگر خرید

کر لے جاتے تھے۔

"عمدة التواریخ" میں سوہن لعل عرف سوری

وکیل دربار مہارا جگان پنجاب نے 1889ء /

1306ھ میں اپنی کتاب چھپوائی تھی اس میں

جنوری 1845ء / 1261ھ سے فروری 1849ء

/ 1265ھ تک کے واقعات جو کہ جلد پنجم

میں تحریر ہیں اس میں ان کا تذکرہ کیا ہے ۔

وہ رقم طراز ہیں کہ "صاحب کلاں ایک

کتاب کریمہ مطالعہ تصویر دارد بنابر سرکار

گذر ایندو یک صدیست و پنجر روپہ

وجہ انعام حوالہ محمد بخش صحاف

کرویدہ " (125 روپیہ انعام دیا) ۔

مصنف تحقیقات چشتی تحریر کرتے ہیں کہ

محمد بخش صحاف یکتائے زمانہ اور تجارت صحف

میں نامی گرامی تاجر تھے لوگ ان کی دکان

کو لاکھوں روپیہ سے نسبت دیتے تھے۔ انکی

مقام نشست گاہ میں بیس بیس کاتب‘
چار چار پانچ پانچ مصور، اسی قدر نقاش و زر کار
و جدول کش و مجلدی بیٹھا کرتے تھے اور یہ
سب ملازم تھے اور ایک قرآن شریف جس کا
ہدیہ 95 ہزار روپیہ تھا خود دیکھا جو کہ اکبر
نے لکھانا شروع کیا تھا اور اب وقت شاہجان
ختم ہوا۔ اس پر دس تفسیریں چڑھی ہوئی ہیں
اور طلاکاری کا تو یہ حال تھا کہ زبان اور قلم
اس کی تعریف میں لال ہے۔ اس کے علاوہ
ایک اور قرآن شریف سہ قلم جو طلاء اور
لاجورد اور سیاہی سے تحریر تھا میں نے
(یعنی نور احمد چشتی) نے 1287ھ / 1871ء
میں ان کے صاحبزادوں سے خریدا تھا۔
محمد بخش صحاف 1263ھ / 1846ء میں وفات پا
کر مدرسہ ابو الحسن تربتی (مدرسہ قاری حامد)
میں دفن ہوئے جہاں آپ کے والد حافظ

رحمت اللہؒ اور دادا حافظ جان محمدؒ کی قبور ہیں۔

تفصیل کے لیے دیکھئے خاندانی قبور خاندان

رحمت اللہ (تحقیقات چشتی)

تحقیقات چشتی کے مطابق میر منو کے عہد تک

مدرسہ و مقبرہ ایشانؒ کی عملداری حافظ محمد

بخش صحافؒ کے پاس رہی۔

فقیر خاندان کے روزناموں میں رنجیت سنگھ کے

عہد پر روشنی ڈالتے ہوئے جہاں نامور علماء کا

ذکر ہے وہاں محمد بخش صحافؒ کا تذکرہ بھی کیا

گیا ہے لکھتے ہیں " مصوری ، خطاطی اور صحافت

یعنی جلد سازی کے یوں تو بے شمار مراکز لاہور

میں موجود تھے لیکن جو شہرت مولوی محمد بخش

صحافؒ کے کارخانے کو نصیب ہوئی وہ کسی کو نہ

مل سکی۔ یہ کارخانہ مسجد وزیر خان سے ملحقہ دکانوں

میں قائم تھا اور بے شمار خطاط ، مصور اور صحاف

اس سے وابستہ تھے جو دن رات کام کر کے

تشنگان علم کے لئے کتابیں نقل کرتے اور اہل
ذوق سے تذبذب ، آرائش ، مصوری اور نقاشی
میں داد تحسین حاصل کرتے تھے اس عہد
کے معروف دانش مند مولوی احمد بخش یکدل
چشتی بھی کچھ عرصہ اس کارخانے سے وابستہ
رہے۔ اس کارخانے میں تیار شدہ درسی اور
علمی کتابوں میں سے بعض راقم الحروف
کے کتاب خانے میں موجود ہیں
(صفحہ 67 لاہور کے چشتی خاندان کی اردو خدمات)
بزم اردو لاہور نے دسمبر 1909ء میں سیاحوں
کی آسانی کیلئے ایک کتاب " لاہور گائیڈ " شائع
کی تھی اس میں بھی آپ کا ذکر کیا گیا ہے کہ
حضرت ایشانؒ کی مسجد، مدرسہ اور مزار کی
تولیت آپ کے سپرد کی گئی (صفحہ 56)
حافظ محمد بخش صحافؒ کے تین بیٹے :

مولوی حافظ بخش صحاف، مولوی فضل الدین

صحاف اور حافظ خیر دین جن کے حالات اپنی

جگہ پر آئیں گے۔

آپ کی دو بیٹیوں کے حالات کا پتہ لگتا ہے

ایک بیٹی فضل النساء کی شادی 1230ھ /

1815ء میں احمد بخش یکدل بن مولوی غلام

حسین چشتی سے ہوئی آپ مولوی نور احمد چشتی

کی والدہ تھیں۔

مزید تفصیلات مولوی نور احمد چشتی کے باب میں اور

شجرہ چشتی خاندان میں دیکھئے ۔

فضل النساء بیگم بنت محمد بخش صحاف کی وفات

3 شوال 1250 ھ / 1834ء میں ہوئی اور قبرستان

گنج شہیداں متصل شاہ ابوالمعالی میں سپرد خاک

کی گئیں۔ انکے بطن سے 5 لڑکے اور 3 لڑکیاں

متولد ہوئیں، جنکے نام فاطمہ بی بی، عطاء الحق ،

عطا حسین ، امتہ الزہرا ، غلام محی الدین،

امتہ البتول اور نور احمد چشتی تھے۔

مذکورہ بیٹی امتہ البتول کی پیدائش 2 رجب

1240ھ / 1824ھ اور وفات 1844ء /

1260ھ میں ہوئی جنکی شادی مفتی امام الدین

بن مفتی نظام الدین سے 28 نومبر 1833ء /

1249ھ کو ہوئی، مفتی امام الدین کی وفات 11

دسمبر 1892ء / 1310ھ کو ہوئی۔

انکے بیٹے نور احمد چشتی 7 ذی الحج 1244ھ /

10 جون 1892ء کو پیدا ہوئے اور وفات

1284ھ / 4 اگست 1867ء کو ہوئی۔

(لاہور کے چشتی خاندان کی اردو خدمات۔

صفحہ 142، 144)

جبکہ دوسری بیٹی ایمنہ بنت محمد بخش صحاف

کی شادی مفتی علی الدین بن مفتی خیر الدین

بن غلام محمد سادہ کار ابن محمد یوسف سے

ہوئی۔ مفتی علی الدین مشہور فارسی کتاب

"عبرت نامہ" کے مصنف ہیں۔ اس

کتاب کو پنجابی ادبی اکیڈمی سے ڈاکٹر محمد باقر

نے دو جلدوں میں 1961ء میں دوبارہ شائع

کرایا تھا۔ دیکھئے باب مفتی علی الدین -

ملک الصحاف کا خطاب

چونکہ آپ نے مطبع صحافی رنجیت سنگھ کے دور

حکومت میں شروع کیا تھا اور انکا دور 1799ء

سے 1839ء تک رہا۔ یہ خطاب امیر افغانستان

شاہ دوست محمد نے دیا شاہ دوست محمد

1826ء میں تخت نشین ہوئے اور 1834ء

میں امیر کا لقب اختیار کیا اور 1839ء میں

ان کی حکومت کا خاتمہ ہوا۔ "عمدة التواریخ"

میں آپ کا نام خطاب کے ساتھ تحریر کیا گیا ہے۔

جو 1845ء کے دور کے واقعات پر مشتمل

ہے۔

مطبع صحافی لاہور کی شائع شدہ چند مطبوعات:

مکتبہ صحافی سے یوں تو سینکڑوں کتب شائع ہوئیں۔

جن کے بعض حوالے فقیر خاندان اور چشتی خاندان

کی یادداشتوں میں بھی ملتے ہیں۔ لیکن مجھے طبع

شدہ کتب کے چند نسخے ہی مل سکے۔

جن کی تفصیل اسطرح ہے۔

1۔ ماطیعان ماقیمان : تصنیف فارسی مولوی

غلام رسول ساکن عادل گڑھ بار اول

700-1847ء 1303ھ (مولانا وصالی)

2۔ نظم القرآن : بزبان اردو سپارہ اول مع

پند نامہ 1304ھ مصنف حسین بخش سوداگر

متوطن میرٹھ حال ساکن قصور ضلع لاہور۔

اس میں قرآن پاک کا ترجمہ نظم میں بیان کی

گیا ہے

مجھے کچھ قدیم کتابیں ملیں جو مطبع صدیقی لاہور

سے شائع ہوئی تھیں چونکہ لاہور میں ہمارے
 خاندان کے علاوہ کوئی اور دیکھنے میں نہیں آیا
 جو اس زمانے میں طباعت و صحافت سے وابستہ ہو
 ممکن ہے یہ مطبع خاندان کے کسی فرد کا ہی
 ہو لیکن تفصیلات نہ مل سکیں۔

مطبع صدیقی لگ بھگ 1296ھ/1878ء میں
 تھا اور اسی میں کتاب سنن ابی داؤد جسکا علامہ
 وحید الزمان نے اردو میں ترجمہ کیا تھا چھپی تھی۔
 علامہ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں
 نے اسے اوائل 1296ھ میں شروع کیا تھا
 جب وہ صحاح ستہ، مؤطا اور ترمذی سے فارغ
 ہو چکے تھے۔ دوسری مطبع صدیقی سے شائع
 ہونے والی کتاب کسی مذہبی جلسہ کی روداد ہے
 جو دسمبر 1896ء/1314ھ کو لاہور میں منعقد
 ہوا، صفحات 288 اور تاریخ طباعت 1315ھ

/ 1897ء ہے۔

مہاراجہ رنجیت سنگھ :

رنجیت سنگھ کا عہد 1799ء / 1213ھ تا 1839ء

/ 1254ھ تک ہے۔ 1798ء میں شاہ زمان بیٹا

تیور شاہ آخری مرتبہ لاہور آیا۔ شاہ زمان سے

سند حکومت لے کر رنجیت سنگھ نے لاہور پر

قبضہ کے لیے ہاتھ پاؤں مارے جولائی 1799ء

میں لاہور پر حملہ اور قبضہ کیا اور ارد گرد کے علاقے

اپنی قلمرو میں شامل کئے۔

فقیر خاندان اسی دور میں اپنے عروج کو پہنچا 27 جون

1839ء / 1255ھ کو رنجیت سنگھ کا انتقال ہوا اس

نے 40 سال حکومت کی۔ وفات کے وقت اس کی

سلطنت کا رقبہ ایک لاکھ چالیس ہزار مربع میل تھا

جس کی ایک حد لداخ، سکردو اور تبت سے لکراتی

تھی اور دوسری خیبر سے چل کر کوہ سلیمان کے

پہاڑوں سے ملتی تھی جنوب میں شکار پور سندھ تک

پہنچتی تھی اور مشرق میں انگریزوں کے ساتھ دریائے
 ستلج مقرر ہو چکی تھی۔ کوہ نور ہیرے کے علاوہ اس
 کے خزانے میں کروڑوں روپیہ نقد، بے شمار سونے کی
 مہریں، 20 لاکھ مالیت ہیرے جواہرات موجود تھے۔

امیر افغانستان شاہ دوست محمد

آپ کی وفات 31 ذوالحجہ 1279ھ / 9 جون 1863ء

کو ہوئی۔ افغانستان میں بارک زئی حکومت کے بانی

اور پابندہ خان کے بیسویں فرزند محمود شاہ کے

دوسری بار حکومت کے زمانے میں دوست محمد ممتاز

عہدوں پر فائز رہے۔ دوست محمد کے بھائی فتح خان بھی

محمود شاہ کے زمانے میں وزیر رہے جسے بعد میں

اس نے قتل کرا دیا۔

دوست محمد نے کشمیر میں افواج اکٹھی کر کے کشمیر

اور کابل پر قبضہ کر لیا شہزادہ سلطان علی کو وہاں کا

حکمران بنا دیا۔ جس نے کابل اپنے بھائی اعظم کے

حوالے کر دیا۔

1823ء / 1338ھ میں دوست محمد نے محمد اعظم

اور وارث تخت حبیب اللہ کو شکست دی۔ لیکن

کابل ان کے ایک اور بھائی سلطان محمد خان

پشاور کو ملا۔

1826ء میں دوست محمد کابل میں تخت نشین ہوا۔

1834ء میں ابیر کا لقب اختیار کیا۔

4 نومبر 1839ء کو دوست محمد نے ایسٹ انڈیا کمپنی

کے قبضہ کابل کے بعد ہتھیار ڈال دیئے۔ اور شاہ

شجاع فرمانروئے کابل بن گیا۔

دوست محمد کے بیٹے اکبر خان نے شاہ شجاع کو قتل

کر کے کابل پر قبضہ کر لیا۔ نومبر 1842ء میں

دوست محمد کو رہائی ملی اور وہ کابل پہنچا۔ دوست

محمد نے ارد گرد کے تمام بڑے علاقے فتح کر

کے اپنی سلطنت میں شامل کر لئے دوست محمد

کی وفات کے بعد اس کا بیٹا شیر علی تخت

نشین ہوا۔ (اسلامی انسائیکلو پیڈیا)

پشت 36: تذکرہ اولاد مولوی حافظ بخش

مولوی حافظ بخش بن محمد بخش صحاف

آپ کے جو حالات معلوم ہوئے ہیں ان کے مطابق اپنے والد محمد بخش صحاف کے چھاپہ خانہ کے مہتمم رہے۔

تحقیقات چشتی کے مطابق مدرسہ خواجہ خاوند محمود کے متولی بنے اور اس مکان کی کئی مرتبہ مرمت کرائی۔ طاق و تختہ لگوائے۔ ریڈ ڈنٹی سرہنری لارنس صاحب بہادر کشمیر سے ایٹال کے صاحبزادہ خواجہ احد کو لائے اور سرکاری کی طرف سے اس کی مرمت منظور کی لیکن خواجہ احد کی وفات کی وجہ سے یہ ممکن نہ ہو سکا، آپ اور آپ کی اہلیہ دونوں خاندانی قبرستان احاطہ

قاری حامد میں مدفون ہیں۔

تحقیقات چشتی کے مصنف کی حیات میں ہی آپ کا انتقال ہو گیا تھا جس کا انہوں نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے اور آپ کے بیٹے فیض بخش کا بھی ذکر کیا ہے۔ آپ کے لواحقین بھی یہیں دفن ہیں۔
 قبور خاندان رحمت اللہ میں دو جگہ آپ کی اہلیہ کا تذکرہ ہے ایک جگہ زوجہ حافظ بخش تحریر ہے اور ساتھ ہی دوسری جگہ والدہ فیض بخش تحریر ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ غالباً آپ کی دو بیویاں ہوئیں۔ ان میں ایک سے آپ کے بیٹے فیض بخش ہوئے۔

مراۃ الانساب، محمد الدین فوق نے اور یادگار چشتی کے اردو ایڈیشن کے شجرہ میں اور اس کے علاوہ مدینہ الاولیاء میں بھی آپ کا ذکر کیا گیا ہے۔ آپ کے والد محمد بخش صحاف کے پاس مدرسہ ایشاں کی عملداری تھی وہ میر منو کے عہد تک

رہی اس کے بعد نواب غازی خان نے اس کی
 عملداری بمہر خود ایک سند لکھ کر دی جو موجود
 رہی خواجہ احد خان جب تشریف لائے تو
 انہوں نے دوبارہ تولیت نامہ اس مقبرہ کا لکھ
 کر دیا جو حافظ خیر دین و فضل الدین کے پاس
 رہا۔ (تحقیقات چشتی)

بحوالہ: تحقیقات چشتی، مراۃ الانساب، یادگار چشتی،
 مدینہ الاولیاء، نقوش لاہور نمبر، تذکرہ علماء و مشائخ،
 تذکرہ علماء اہل سنت والجماعت لاہور، لاہور کے
 اولیاء سہرورد۔

سرہنری لارنس:-

الحاق پنجاب کے بعد ایک انتظامی بورڈ قائم کیا گیا جو
 براہ راست گورنر جنرل کے ماتحت تھا اس بورڈ کے
 صدر کرنل ہنری لارنس تھے جنہیں بعد ازاں سر
 کا خطاب دیا گیا ان کے ساتھیوں میں جان لارنس

تھے اور تیسرے رکن رابرٹ منٹگمری تھے۔

1853ء / 1270ھ میں انتظامی بورڈ نے سر جان

لارنس کو پنجاب کا پہلا چیف کمشنر مقرر کیا اسی

کے زمانے میں 1857ء کی جنگ آزادی ہوئی۔

یکم جنوری 1859ء کو پنجاب میں لیفٹیننٹ گورنر

مقرر ہوئے۔ اسی سال فروری کے آخر میں سر جان

لارنس خرابی صحت کی بناء پر چھٹی پر انگلستان چلے

گئے اور سر رابرٹ منٹگمری انکی جگہ مقرر ہوئے۔

میر منو:

انکا نام میر معین الملک تھا جو وزیر قمر الدین خان

کا جواں بخت وجواں ہمت فرزند تھا۔ احمد شاہ درانی

نے اسے شکست دی۔ 1748ء سے 1753ء ناظم

لاہور رہا۔ 1753ء / 1166ھ میں فوت ہو کر

ایشانؒ کے دروازے کے قریب احاطہ قبور ناظمیاں

میں دفن ہوا

پشت 37: مولوی فیض بخش بن مولوی حافظ بخش

آپ کے بارے میں کچھ زیادہ تفصیلات نہیں مل سکیں سوائے شجرہ جات اور ضمنی حوالہ جات کے۔

تحقیقات چشتی میں آپ کا ذکر کئی جگہ کیا گیا ہے

اور بتایا گیا ہے کہ مدرسہ ابوالحسن تربتی (قاری

حامد) آپ کے اور حافظ خیر الدین و فضل الدین

صحاف کے بیٹوں کے زیر قبضہ ہے۔

آپ کے ایک بیٹے ہوئے جن کا نام مولوی

محمد دین صدیقی اور بیٹی عائشہ بی بی تھیں جو

کہ حامد علی چشتی بن محمد علی بن مولوی احمد

بخش یکدل سے بیاہی گئی تھیں۔

آپکی والدہ کا ذکر تحقیقات چشتی میں کیا گیا

کہ ان کی تدفین مدرسہ ابوالحسن تربتی میں

کی گئی۔

ممکن ہے آپ کو بھی یہیں دفن کیا گیا ہو۔

بحوالہ: یادگار چشتی شجرہ، تحقیقات چشتی،

انساب صدیقی، مراۃ الانساب، لاہور کے چشتی

خاندان کی اردو خدمات، لاہور کے اولیاء سہرورد،

مدینۃ الاولیاء

نواب غازی خان :

نواب عنایت اللہ خان سفیر کابل کا فرزند کلاں

نواب غازی خان کابل سے لاہور آئے تھا۔ غازی

خان کے پاس صدہا قبائلہ جات اپنی آبائی جائیداد

خرید کرد و نواب ذکریا خان موجود تھے اکثر

مکانات پر اس نے قبضہ بھی کیا۔ لیکن کوشش کے

باوجود بیگم پورہ لاہور کا قبضہ ان کو نہ مل سکا۔

لوگ ان کا بہت ادب کرتے تھے وہ ایک سو سال

کی عمر پا کر 1247ھ / 1856ء میں فوت ہوئے۔

ان کی قبر اپنے آباء نواب ذکریا خان اور عبد الصمد

خان کے ایک طرف چبوترہ ہے جس پر خواجہ عنایت

اللہ، نواب غازی کے بھائی قلندر شاہ خود نواب غازی،

اہلیہ نواب غازی خان و دختر نواب غازی خان کی

قبور ہیں۔

پشت 38: مولوی محمد دین صدیقی بن

مولوی فیض بخش

آپ ملٹری برج ڈیپارٹمنٹ کے برج انجینئرنگ

ڈیزائن آفس میں اعلیٰ عہدے پر فائز رہے۔

آپ کی رہائش محلہ شیخ و سادون، جھوٹا مفتی باقر

لاہور میں تھی اور وہیں آپ کی وفات ہوئی۔

آپ کا مکان مذکورہ محلہ میں آج بھی موجود

ہے۔ جو بعد وفات آپ کی فروخت کر دیا گیا

جبکہ آپکی سب اولاد لٹن روڈ مزنگ لاہور میں

آباد ہوئی جسکا نام حکومت نے مولویان سٹریٹ

رکھ دیا۔ اسی سٹریٹ پر آپکے چاروں بیٹوں،

بیٹی کے علاوہ عبد القادر چشتی، عبد الباسط چشتی

اور انکی آل اولاد آباد ہوئی (مالک چائنا مارٹ
 دھنی رام روڈ، انارکلی) اور آپکی پوتی انور زوجہ
 عبدالباسط چشتی نے بھی اپنی ساری عمر یہیں
 گزاری۔

مولوی محمد دین صدیقی آبائی قبرستان گھوڑے
 شاہ میں دفن ہوئے اب ان کی قبر کا نام و
 نشان بھی نہیں البتہ وہ احاطہ جہاں آپ کو
 دفن کیا گیا تھا وہ علامہ علاؤ الدین صدیقی
 کی قبر کے پانچ کی طرف بتایا جاتا ہے ۔
 آپ کے 4 بیٹے اور دو بیٹیاں ہوئیں ۔

غلام محی الدین صدیقی ، ظہور الدین صدیقی،
 بشیر احمد صدیقی اور محمد اشرف صدیقی ۔

ایک بیٹی وزیر بیگم کی شادی عبدالحمید چشتی
 سے ہوئی جن کے بطن سے 5 بیٹیاں اور دو بیٹے
 عبد القادر چشتی اور عبد الباسط چشتی ہوئے۔

دوسری بیٹی قمر النساء کی شادی شیخ محمد دین سے

ہوئی اور لٹن روڈ، مزنگ لاہور میں ہی رہائش پذیر رہیں انکے ایک بیٹے کا نام خلیل الرحمن ہے۔

تذکرہ اولاد: مولوی محمد دین صدیقی بن

مولوی فیض بخش:

1۔ مولوی غلام محی الدین صدیقی

بن مولوی محمد دین صدیقی (پشت 38)

آپ لاہور کو آپریٹو بینک کے منیجر رہے اور تین

شادیاں کیں جن میں سے ایک افغان تھیں

تیسری بیوی سے 5 بیٹے اور 4 بیٹیاں ہوئیں۔

20 مئی 1964ء کو فوت ہو کر خاندانی قبرستان

جنازہ گاہ لاہور میں دفن ہوئے۔

آپ کے بیٹوں میں خورشید احمد، رشید احمد،

شفیق احمد، رفیق احمد، لیسق احمد اور تین بیٹوں

میں بلقیس زوجہ اسماعیل ایڈووکیٹ، کشور زوجہ

میجر ڈاکٹر افضل تھیں۔

2۔ مولوی ظہور الدین صدیقی

بن مولوی محمد دین صدیقی (پشت 38)

آپ انبالہ میں ڈسٹرکٹ انجینئر رہے اور وہاں

سے ریٹائر ہو کر بہاولپور اور پھر لاہور رہائش

اختیار کی۔ 21 جون 1966ء کو فوت ہو کر

جناز گاہ مزنگ کے خاندانی قبرستان میں دفن

ہوئے۔ آپ کی اہلیہ فضل النساء کا انتقال

7 اگست 1965ء کو ہوا اور اسی احاطہ میں

مدفون ہوئیں۔

آپ کے 3 بیٹے اور دو بیٹیاں ہوئیں نذیر احمد،

یعقوب احمد، مقبول احمد اور بیٹوں کے نام

اقبال اور رافعہ ہیں۔

آپ کی تعمیر کی ہوئی رہائش گاہ ظہور منزل،

لٹن روڈ، مولویاں سٹریٹ پر واقع ہے اس

مکان کی زمین 1928ء میں خریدی گئی اور

1934ء میں تعمیر ہوئی اب آپ کی اولاد

اس میں رہائش پزیر ہیں۔

i. نذیر احمد صدیقی

بن مولوی ظہور الدین صدیقی (پشت 39)

پیدائش مارچ 1924ء میں ہوئی۔ ایم اے

(فارسی) تھے۔ زوجہ آپ کی پھوپھی زاد تھیں

یعنی (شیخ محمد دین کی بیٹی) جن کا انتقال

12 ربیع الاول 1412ھ کو ہوا۔ آپ کے دو

بیٹے منیر احمد صدیقی اور تنویر احمد صدیقی ہوئے۔

منیر احمد کے بچوں کی ترتیب اس طرح ہے۔

عماد الدین، عائشہ، عطیہ، مریم، کمال الدین اور

تنویر احمد بڑی بیٹی ثناء اور بیٹا یاسر ہے۔

نذیر احمد صدیقی کی بڑی بیٹی نسرین ایم اے

(فارسی) لیکچرار تھیں زوجہ شاہد خان جبکہ

دوسری بیٹی تسنیم زوجہ سہیل مجید ایڈوکیٹ
تیسری بیٹی انجم زوجہ اکرم محسن۔

.ii. یعقوب احمد صدیقی

بن مولوی ظہور الدین صدیقی (پشت 39)

آپ فٹ بال کے مشہور کھلاڑی اور نیشنل
ریفری تھے۔ جنرل سیکرٹری پاکستان فٹ بال
ایسوسی ایشن رہے فوت ہو کر خاندانی قبرستان
جنازہ گاہ میں دفن ہوئے۔

آپ کی زوجہ شمسہ بنت سید دلدار شاہ بن سید
رفیق الحسن ہیں (جو کہ انبالہ کی تحصیل کھرڑ
کے زمین دار تھے ان کے دو بھائی اختر واسطی
اور حیدر واسطی کراچی میں آباد ہوئے) -

یعقوب احمد صدیقی کے 5 بچوں کی ترتیب :

نزہت زوجہ مظاہر حسین سید ، گہت زوجہ جواد

تیسرے نمبر پر عارف صدیقی نے دوسری شادی
 کی ہے جبکہ پہلی بیوی سے ان کے دو بیٹے عثمان
 اور ولید ہیں اور ایک بیٹی نداء ہے۔ چوتھے
 بیٹے خالد جبکہ سب سے چھوٹے بیٹے زاہد کی
 شادی اپنے چچا مقبول احمد صدیقی کی بیٹی
 صباء سے ہوئی ہے ان کا ایک بیٹا ابو بکر ہے۔

.iii مقبول احمد صدیقی

بن مولوی ظہور الدین صدیقی (پشت 39)
 آپ ساؤنڈ انجینئر ہیں اور ریٹائر ہو کر ظہور منزل
 کے آبائی مکان میں رہائش پذیر تھے آپ کی تین
 بیٹیاں ہیں جن میں سے صباء کی شادی زاہد صدیقی
 بن یعقوب احمد صدیقی سے ہوئی

3۔ مولوی محمد اشرف بن

محمد دین صدیقی (پشت 38)

آپ 10 جنوری 1949ء کو شام پانچ بجے جوانی
میں ہی فوت ہو گئے آپ کی کوئی اولاد نہیں
ہے آبائی قبرستان جنازہ گاہ میں اپنے بھائیوں
کے ساتھ دفن ہوئے۔

4۔ مولوی بشیر احمد صدیقی

بن مولوی محمد دین صدیقی (پشت 38)
پیدائش لاہور۔ آپ لاہور سے راولپنڈی تشریف
لائے اور مدن پورہ گوالمنڈی میں اپنے گھر میں
رہائش اختیار کی۔ کچھ عرصہ اپنے بیٹے عزیز احمد
صدیقی کے پاس ویسٹرج راولپنڈی میں رہائش
رکھی لیکن عمر کا اکثر اور آخری حصہ ظہور منزل
لاہور میں اپنے بھائی کے پاس گزارا اور بالآخر وہیں
30 مئی 1965ء کو فوت ہو کر خاندانی قبرستان
جناز گاہ لاہور میں دفن ہوئے

آپ نے تین شادیاں کیں۔ تفصیل اس طرح ہے

(i) پہلی شادی غلام جنت سے ہوئی جو کہ کوچہ شیخ وساں جھوٹا مفتی باقر لاہور کی رہائشی تھیں انکے بطن سے آپ کے ایک بیٹا عزیز احمد صدیقی اور ایک بیٹی صغریٰ صدیقہ پیدا ہوئیں۔ دونوں بچے کسن ہی تھے کہ آپ وفات پا گئیں۔

غالباً 1920ء یا 1921ء میں فوت ہو کر

گھوڑے شاہ کے خاندانی احاطہ میں دفن ہوئیں بڑی بیٹی صغریٰ بھی عین نوجوانی میں 28 اپریل 1934ء کو فوت ہوئیں اب آپ دونوں کی قبروں کا نام و نشان بھی موجود نہیں ہے لیکن چچا سعید الدین صدیقی نے 1992ء میں اندازے سے جائے دفن کی نشاندہی کی۔

غلام جنت مؤلف کتاب کی حقیقی دادی تھیں اور انکے جنازہ کی ایک تصویر خاندانی ریکارڈ میں موجود ہے جو غالباً 1921ء کی ہے۔ غلام جنت کی ایک بہن خیر النساء تھیں اور تین بھائی جلال الدین،

حسن دین اور فتح محمد تھے خیر النساء کے ایک
 بیٹے سید یعقوب احمد شاہ تھے جو کہ حسینی سادات
 میں سے تھے۔ ان کے آباؤ اجداد شاہ مسکین ،
 شر قپور ، ڈاکخانہ فیض پورہ کلاں کے گدی نشین
 تھے ۔ ان کے نانا کا نام قمر الدین صدیقی اور نانی
 کا نام غلام فاطمہ تھا۔ (شاہ مسکین لاہور سے
 جڑا نوالہ جاتے ہوئے دھوکہ منڈی سے آگے
 تانگہ کا راستہ ہے ضلع شیخوپورہ میں)

یعقوب احمد شاہ سے میری ملاقات 8 جولائی 1988ء
 کو لاہور میں ہوئی تھی جس میں انہوں نے یہ
 تفصیلات بتائیں تھیں انکی اولاد بیرون ملک غالباً
 جرمنی میں آباد ہو چکی ہے۔

(ii) دوسری بیوی کا نام عظیمہ بیگم تھا ۔

جن کے والدین لال کھوہ اندرون موچی دروازہ
 لاہور کے رہائشی تھے۔ ان کے بطن سے ایک
 بیٹی انور کی پیدائش ہوئی جس کے فوراً بعد آپکا

انتقال ہو گیا۔

انور کی شادی عبد الباسط چشتی بن عبد الحمید چشتی

سے ہوئی۔ جوانی میں ہی بیوہ ہو گئیں اور

عبد الباسط 17 جون 1949ء کو فوت ہوئے۔

ان کے بیٹے کا نام جاوید باسط تھا اب پھوپھی انور

اور انکے بیٹے جاوید باسط چشتی بھی فوت ہو کر

خاندانی قبرستان جناز گاہ لاہور میں دفن ہو چکے

ہیں۔ جاوید کا شجرہ اس طرح ہے۔

جاوید بن عبد الباسط بن عبد الحمید بن حامد علی چشتی

بن محمد علی چشتی۔

محمد علی چشتی بھائی تھے نور احمد چشتی اور محرم علی

چشتی کے جنہوں نے 1884ء میں رفیق ہند اخبار

جاری کیا اور پیسہ اخبار سے منسلک رہے۔ لاہور کی

مشہور علمی و ادبی شخصیت تھے ڈاکٹر گوہر نوشاہی

نے اپنی کتاب " لاہور کے چشتی خاندان کی اردو

خدمات " میں کافی تفصیل سے اس خاندان کے

بارے میں تحریر کیا ہے۔ عظیمہ بیگم کا انتقال

کوچہ شیخ وساؤن لاہور شہر میں ہوا۔

(iii) تیسری شادی صفورا بیگم سے ہوئی۔

جن کا یہ نکاح ثانی تھا آپ کے ایک بیٹے صادق

تھے جو کہ کینیا میں رہائش رکھتے تھے صفورا بیگم

کے والد کا نام محمد عبد اللہ تھا۔ جن کی کافی جائیداد

قلعہ گوجر سنگھ لاہور میں تھی اور وہیں ان کے

بیٹے حمید اور دیگر رشتہ دار رہائش پذیر تھے۔

آپ کے بطن سے تین بیٹے اور چار بیٹیاں ہوئیں۔

رفعیہ صدیقہ ، ذکیہ صدیقہ ، حفیظ احمد صدیقی ،

نثار احمد صدیقی، یاسمین صدیقہ اور نازنین صدیقہ

اور سب سے چھوٹا بیٹا ساجد احمد صدیقی بچپن

میں ہی فوت ہو گیا تھا۔

سب بیٹیاں شادی شدہ اور صاحب اولاد ہیں۔

آپ کو 22 نمبر چوگٹی کے نزدیک دھیمال روڈ،

راولپنڈی کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ انکی

اولاد کی تفصیل اس طرح ہے

(i) رفیعہ صدیقہ بنت مولوی بشیر احمد صدیقی

آپ کی شادی شیخ ضیاء محمود سے ہوئی جو آپ کی

نہیال سے تھے ان کے والد عبد الرحمن گارڈن

کالج میں پرنسپل رہے۔ شیخ ضیاء محمود ملٹری اکاؤنٹس

میں اور ڈائریکٹر بجٹ واپڈا کے عہدوں پر فائز

ہے دونوں فوت ہو کر سرور روڈ نزد راحت بیکری

لاہور کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

آپ کے ایک بیٹے میجر سلیم احمد ضیاء کی شادی

اپنی خالہ زاد فوزیہ بنت اقبال بیگ سے ہوئی۔

ایک بیٹی سنبھل کی شادی ڈاکٹر ندیم احمد صدیقی

بن رشید احمد صدیقی سے ہوئی۔

(ii) ذکیہ صدیقہ بنت مولوی بشیر احمد صدیقی

آپ کی شادی اقبال بیگ سے ہوئی جو کراچی میں

بزنس کرتے تھے جنہوں نے 1993ء میں وفات

پائی۔ آپ کی تین بیٹیاں اور دو بیٹے ہوئے۔

ترتیب اس طرح ہے فوزیہ زوجہ میجر سلیم احمد

ضیاء، ندیم بیگ، عاصیہ اور انکے بعد چوتھے

نمبر پر وسیم بیگ اور آخر میں بیٹی ہما ہیں

سب معین آباد ماڈل کالونی کراچی میں رہائش

پذیر تھے۔

(iii) حفیظ احمد صدیقی بن مولوی بشیر احمد صدیقی

آپ کی شادی فرزانہ یاسمین بنت عبد الرحیم لون

سے ہوئی جو کہ راولپنڈی کی مشہور کاروباری و مذہبی

شخصیت ہیں۔ جرمنی میں بھی پانچ چھ سال ملازمت

کر چکے ہیں۔ لاہور میں رہائش ہے

(iv) ثار احمد صدیقی بن مولوی بشیر احمد صدیقی

آپ کی رہائش ٹنچ بھائے راولپنڈی میں ہے۔ آپ

کی شادی سعیدہ خاتون جن کا تعلق لاہور سے ہے

ہوئی۔ جن سے تین بیٹے اور ایک بیٹی ہیں بیٹوں

میں نعمان صدیقی بن ثار احمد صدیقی اور خرم

صدیقی بن ثار احمد صدیقی ہوئے۔

(v) یاسمین صدیقہ بنت مولوی بشیر احمد صدیقی
آپ کی شادی کرنل محمد نواز سے ہوئی جنکا تعلق
جھنگ کی سیال فیملی سے ہے۔ آپ کے ایک بیٹے
کا نام کاشف، دوسرے کا بلال ہے جبکہ سب سے
چھوٹی بیٹی ہیں۔

(vi) نازنین صدیقہ بنت مولوی بشیر احمد صدیقی
آپ کی شادی ناصر محمود سے ہوئی لاہور میں
لارنس گارڈن کے عقب میں رہائش تھی۔

(vii) ساجد احمد صدیقی ولد مولوی بشیر احمد صدیقی
بچپن میں ہی 22 جولائی 1954ء کو فوت ہوئے۔

بشیر احمد صدیقی نے اپنا آبائی مکان کوچہ شیخ
و ساون فروخت کرنے سے پہلے موجودہ مولویاں
سٹریٹ، لٹن روڈ لاہور میں عبد القادر چشتی کے
مکان سے بالکل متصل مکان خریدا تھا بعد ازاں

اسے بھی فروخت کر کے راولپنڈی منتقل ہو
گئے تھے اب جبکہ اگست 2015ء میں میرا
لاہور جانا ہوا تو یہ جان کے افسوس ہوا کہ بتایا
عبد القادر چشتی کے انتقال اور اس کے بعد پھوپھی
انور اور پھر ان کے بیٹے جاوید باسط کے انتقال کے
بعد نہ صرف انکا مشہور بزنس چائنا مارٹ ،
دھنی رام روڈ، انارکلی لاہور فروخت ہو گیا ہے
بلکہ لٹن روڈ، مزنگ والا گھر بھی فروخت ہو گیا
ہے۔ بیگم جاوید باسط گلبرگ لاہور منتقل ہو چکی
ہیں۔

اولاد حافظ خیر دین بن محمد بخش صحاف

حافظ خیر دین (پشت 36) بن محمد بخش صحاف

ان کی قبر خاندانی قبرستان (احاطہ قاری حامد) میں

ہے۔ اپنے زمانے کے جید عالم دین تھے اور شہر لاہور

کے بہت سے روسا کو آپ کے سلسلہ عقیدت و

ارادت میں منسلک ہونے کا شرف حاصل ہے۔

آپ کے تین بیٹے ہوئے۔

رمضان، چراغ دین، امیر بخش۔

تفصیل اس طرح ہے۔

(i) چراغ دین (پشت 37) بن حافظ خیر دین کے

ایک بیٹے اللہ بخش ہوئے۔

(ii) امیر بخش صحاف (پشت 37) بن حافظ خیر دین

آپ کی زوجہ ثانی کا نام اقبال النساء تھا جو کہ مولوی

نور احمد چشتی کی سوتیلی بہن اور احمد بخش یکدل کی

دوسری بیوی عظمت النساء کے بطن سے تھیں آپ

مقیم سفید رویان انگلستان کے اتالیق تھے۔ آپ

کے ایک بیٹے ظفر الدین صدیقی تھے۔ اقبال النساء

کے بطن سے دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ ایک کا نام

نجم النساء اور دوسری بیٹی کا نام غلام فاطمہ تھا۔

غلام فاطمہ کی شادی مولوی عبد الرحمن چشتی بن

مولوی حامد علی چشتی بن مولوی محمد علی چشتی بن
مولوی احمد بخش یکدل سے ہوئی۔

ظفر الدین صدیقی (پشت 38) بن امیر بخش
صحاف کے پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں ہوئیں۔
صلاح الدین، عماد الدین، محی الدین، رفیع الدین
اور بیٹے افتخار الدین کم عمری میں فوت ہوئے۔
بیٹیوں میں فرخندہ زوجہ پروفیسر ضیاء الدین صدیقی
بن جمال دین، دوسری بلقیس اپنی ننھیال میں بیاہی
گئیں تیسری نسیم زوجہ اکرام الدین صدیقی بن
محی الدین صدیقی۔

مولوی نور احمد چشتی کی کئی کتابیں فارسی اور اردو
میں ہیں لیکن ایک کتاب پنجابی زبان میں ہے جسکا
نام "مقام حیرت" ہے۔ اسکی اشاعت کا انتظام
مولوی ممتاز علی چشتی نے 31 دسمبر 1917ء میں
کیا تھا لیکن کتاب پر حسب فرمائش ظفر الدین

صدیقی خلف مولوی امیر بخش صاحب تحریر تھا۔

مولوی ظفر الدین صدیقی کو مولوی ممتاز علی

چشتی نے ماموں تحریر کیا ہے۔

صلاح الدین صدیقی (پشت 39) بن ظفر الدین صدیقی

لاہور میں فوت ہو کر احاطہ خاندانی قبرستان گھوڑے

شاہ میں مدفون ہوئے۔ آپ کے دو بیٹے ہوئے ایک کا

نام صدیق ہے اور دوسرے کا جاوید ہے۔

محی الدین صدیقی (پشت 39) بن ظفر الدین صدیقی

نیشنل بینک سے سینئر وائس پریذیڈنٹ کے عہدہ سے

ریٹائر ہوئے۔ لاہور میں انکی رہائش گارڈن ٹاؤن میں

رہی۔ علمی و ادبی شخصیت تھے گھر میں بہت بڑی ذاتی

لائبریری تھی۔ فوت ہو کر گارڈن ٹاؤن کے قبرستان

میں دفن ہوئے ان کے بیٹے افتخار وکالت سے وابستہ

اور اپنی والدہ کے ہمراہ کراچی رہائش پذیر ہوئے۔

افتخار کے ایک بیٹے ذوالفقار کا نام معلوم ہوا ہے۔

رفیع الدین صدیقی (پشت 39) بن ظفر الدین صدیقی

آپ فوت ہو کر گارڈن ٹاؤن لاہور کے قبرستان میں

دفن ہوئے آپ کے دو بیٹے ہوئے ذوالقرنین اور

شعیب جو کہ کراچی میں رہائش پذیر ہیں۔

عماد الدین صدیقی (پشت 39) بن ظفر الدین صدیقی

کراچی میں فوت ہوئے۔

حوالہ کتب: مدینہ اولیاء، مراۃ الانساب، یادگار

چشتی صفحہ 53، لاہور کے چشتی خاندان کی اردو خدمات

مولوی فضل الدین صحاف بن محمد بخش

صحاف (پشت 35)

والد کی حیات میں ہی مکتبہ صحافی کے اپنے بھائیوں

کے ہمراہ مہتمم رہے۔ اپنے زمانہ کے بہترین خوشنویس

اور نقاش تھے جس کا اعتراف زمانہ بھرنے کیا آپ

کے ہاتھ کی لکھ ہوئی ایک رباعی عجائب گھر لاہور

کی زینت ہے۔

تاریخ لاہور میں بہترین خوش نویس کی حیثیت سے

آپ کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا جس کا اعتراف ہر

جریدہ کتب میں کیا گیا، عربی و فارسی دونوں خط

قابل تعریف ہیں۔ آپ کی شاگردی کا فخر بڑے

بڑے لوگوں کو حاصل رہا بہت عرصہ سرکاری

مطبع ڈائریکٹری میں سپرنٹنڈنٹ رہے، ریٹائرمنٹ

کے بعد اپنا مطبع صحافی کھولا۔

نقوش لاہور نمبر کے مطابق فقیر خاندان کے تاریخی

نوادرات میں آپ کے ہاتھ کے لکھے ہوئے قطعہ بھی

شامل ہیں (صفحہ 1047)

آپ کی لکھی ہوئی ایک حائل لندن میں طبع ہوئی۔

تعلیم خطاطی پر انہوں نے ایک مجموعہ قطعات شائع

کیا تھا۔ سرکاری مشق نستعلیق 1889ء میں سر رشتہ

تعلیم پنجاب کے لیے گورنمنٹ پبلشر اور بک سیلر

نے مطبع مفید عام لاہور سے شائع کی۔ (اس کی ایک

کاپی آپکے پوتے معین الدین صدیقی کے پاس محفوظ ہے)
 مشہور کتاب "تحقیقات چشتی" کے اختتامی کلمات تحریر
 کئے جو اس کے اردو ایڈیشن میں موجود ہیں۔
 مدت تک اخبار کوہ نور میں کتابت کرتے رہے۔ اپنے
 شاگردوں سے بڑی مہربانی سے پیش آتے اگر کوئی
 راہ چلتے بھی پوچھتا تو بتانے سے دریغ نہ کرتے اور
 وہیں کھڑے کھڑے اصلاح کر دیتے۔

چوہہ مفتی باقر میں رہتے اور خطہ نسخ اور نستعلیق کے
 ماہر تھے۔ مگر زیادہ تر شہرت خط نسخ کی وجہ سے تھی۔
 1884ء تک زندہ رہے۔ خاندانی قبرستان گھوڑے شاہ

میں دفن ہوئے۔ آپ کے تین بیٹے مولوی مولا
 بخش صدیقی (غلام محی الدین)، مولوی فیروز الدین
 صدیقی، مولوی سراج الدین صدیقی اور بیٹی کا ذکر
 ملتا ہے جو قبرستان قاری حامد میں مدفون ہوئیں۔

آپ کی بیٹی غالباً وہی ہیں جن کا اوپر ذکر کیا گیا
 ہے نام بیگم عرف بیگیاں تھا زوجہ مفتی حفیظ الاسلام

اور انتقال 24 ستمبر 1897ء کو ہوا - مفتی حفیظ الاسلام

کے والد مفتی جلال الدین 1859ء میں انگریز حکومت

کی طرف سے لاہور کے قاضی تھے اور انکے والد

مفتی علی الدین مصنف عبرت نامہ تھے جنکے حالات

زندگی باب مفتی خاندان میں بیان کئے گئے ہیں

حوالہ کتب: مدینہ اولیاء ، نقوش لاہور نمبر ،

سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر ، تعارف مخطوطات گیلری ،

لاہور عجائب گھر از ڈاکٹر انجم رومانی ، تاریخ لاہور

مولوی سراج الدین صدیقی بن

فضل الدین صحاف (پشت 36)

بمطابق یادگار چشتی صفحہ 52 آپکی شادی زیب النساء

بنت مولوی احمد بخش یکدل سے ہوئی اور ایک بیٹے

فخر الدین صدیقی مکان نمبر ایچ 524 اندرون

اکبری گیٹ کوچہ شیخ وساں میں رہتے تھے اور جھنگی

قاضیاں کے خاندانی قبرستان اقبال پارک لاہور میں

دفن ہوئے۔

فخر الدین صدیقی (پشت 38) بن مولوی سراج الدین
مرآۃ الانساب کے مطابق آپ علم جفر میں بہت شہرت
رکھتے تھے۔ بیٹے کا نام شجاع الدین اور بیٹی کی شادی
میاں شریف سے ہوئی تھی (جو کہ احمدی ہو گئے اور
انکی اولاد نے بھی وہی مذہب اختیار کیا جن کے نام
محمد اشرف اور محمد یعقوب تھے دونوں وفات پا چکے ہیں)
اور جنگی اولاد بھلوال ، ربوہ ، اور کراچی میں رہائش
پذیر ہوئی۔ یہ بیٹی مسلمان ہی رہیں اور فوت ہو کر
اپنے بھائی کی قبر کے ساتھ دفن ہوئیں۔

شجاع الدین صدیقی (پشت 39) بن فخر الدین صدیقی
پنجاب یونیورسٹی میں لائبریرین رہے فوت ہونے کے
بعد اپنے والد کے ساتھ ہی دفن ہوئے جو کہ اقبال
پارک میں حفیظ جالندھری کی قبر کے سرہانے کی
طرف ہے۔ چار بیٹے ہوئے۔ آصف ، اسد ، انجم اور

محمد علی - ایک بیٹی نور جہاں شادی کے بعد لندن میں
آباد ہیں۔ دوسری بیٹی آسیہ لاہور میں بیاہی گئیں۔
یہ سب 40 ویں پشت میں ہوئے۔

شجاع الدین کی پیدائش 1911ء اور تاریخ وفات
17 دسمبر 1983ء ہے۔ تحریک پاکستان میں حصہ لیا
اولاد کی تفصیل اس طرح ہے:

آصف شجاع صدیقی: لندن سے کیمسٹری میں
پی ایچ ڈی۔ ویسٹ پاکستان پینٹ ملز کے نام سے
فیکٹری قائم کی۔ پیدائش 1943ء رہائش لاہور ،
بڑی بیٹی فاریہ ، کاشف ، عاطف اور عاصم
اسد شجاع صدیقی: پیدائش 1948ء ایل ایل بی
اور ڈپلومہ بزنس ایڈمنسٹریشن لندن سے کیا۔ تین
بیٹیاں فرحین ، سحر ، مہرین اور سب سے چھوٹا بیٹا
بلال ہے۔

انجم شجاع صدیقی:- بائنی میں ایم ایس سی ہیں اپنے

بھائیوں کے ساتھ کاروبار میں شریک ہیں۔

محمد علی شجاع صدیقی: لندن سے گرافک آرٹ میں آنرز

ہیں۔

ان بھائیوں کا شوروم، سکماپینٹ، مسجد شب بھر کے

پاس شاہ عالمی لاہور میں اور رہائش گلبرگ لاہور

مولابخش (غلام محی الدین) بن

فضل الدین صحاف (پشت 36)

رہائش کوچہ شیخ وساون (جھوٹا مفتی باقر) تھی اور فوت

ہو کر آبائی قبرستان قاری حامد میں دفن ہوئے۔

ایک بیٹی کی شادی غلام محی الدین سے ہوئی جو

ڈاکٹر معز الدین صدیقی کی والدہ ہیں۔ بیٹے

اشفاق کی وفات لاہور 1951ء یا 1952ء میں

ہوئی جو کوچہ شیخ وساون میں رہائش پذیر رہے۔

ان کی اولاد اب بھی یہیں آباد ہے۔

"مرآة الانساب" میں تحریر ہے کہ "اپنے بزرگوں

کی طرح مولا بخش کا فیض بھی جاری ہے" -

اشفاق حسین صدیقی (پشت 38) بن مولا بخش کے

دو بیٹے انور حسین صدیقی اور افتخار صدیقی ہوئے -

ایک بیٹی خلیل الرحمن بن شیخ محمد دین (لٹن روڈ،

مرنگ لاہور) سے اور دوسری بیٹی مظفر عثمانی سے

بیاہی گئیں -

انور حسین صدیقی (پشت 39) بن اشفاق حسین صدیقی

وفات 11 نومبر 1965ء راولپنڈی اور دفن

آبائی قبرستان گھوڑے شاہ لاہور -

دو بیٹے امجد صدیقی اور صداقت صدیقی ہیں اور

چار بیٹیاں ہیں رہائش H511- اندرون اکبری گیٹ ،

کوچہ شیخ و سادون میں ہے -

راقم الحروف اگست 2015 میں مدرسہ ترقی قاری

حامد لاہور گیا جہاں آباء و اجداد کی قدیمی قبریں ،

مسجد اور کافی بڑا احاطہ ہے تو یہ دونوں بھائی اسکے
متولی مقرر کئے جا چکے تھے۔

ویٹ مین روڈ مغل پورہ لاہور میں مدرسہ قاری حامد
کی طرف جانے والے راستہ پر ایک کافی بڑا بورڈ
لگا ہوا ہے اور اس پر بطور متولی امجد صدیقی اور
صداقت صدیقی کے نام کندہ ہیں جو زائرین کی
سہولیات کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں
چچا شفیق احمد صدیقی سے بھی بات چیت ہوئی جو
ریٹائرڈ ریلوے چیف انجینئر ہیں اور نزدیک شاہجہاں
روڈ، مغل پورہ لاہور رہائش پذیر ہیں انہوں نے بھی
اظہار اطمینان کیا۔

مولوی فیروز الدین صدیقی بن

فضل الدین صحاف (پشت 36)

وفات 1931ء اور اپنے والد کی قبر کے جوار آبائی
قبرستان گھوڑے شاہ میں دفن ہوئے۔ ممتاز مصور

اور خوشنویس تھے۔ رہائش بنگلہ ایوب شاہ چونا منڈی

لاہور میں تھی۔ پانچ بیٹے جمال الدین صدیقی،

شاہ دین صدیقی اور منور الدین صدیقی پہلی بیوی

سے اور غلام محی الدین صدیقی و علامہ علاؤ الدین

صدیقی و بشیر النساء بیٹی دوسری بیوی سے ہوئے۔

بشیر النساء کی شادی فاروقی خاندان میں ہوئی جو

اچھرہ میں رہائش پذیر تھا۔ آپ کی شادی کا دعوت

نامہ آپ کے والد نے اپنے ہاتھ سے تحریر کیا اب

بھی معین الدین صدیقی مالک ایم فیروز دین اینڈ

سنز لاہور کے پاس محفوظ ہے۔ یہ شادی 14 اکتوبر

1884ء / 21 ذی الحج 1301ھ کو ہوئی اس پر

پتہ کوچہ سبزی فروشاں، چوہڑہ مفتی باقر لاہور

کا دیا گیا تھا۔

بمطابق "مرآة الانساب" مولوی فیروز دین نقاش جو

اس وقت شہر لاہور میں مشہور سوداگر، فن مصوری اور

نقاشی نے حکام وقت سے بڑی عزت حاصل کی اور

اولاد آپ سے یہی فن حاصل کر رہی ہے

1۔ محمد جمال الدین صدیقی (پشت 38)

بن فیروز دین صدیقی

ولادت 1889ء اور وفات 14 جولائی 1965ء -

میوسکول آف آرٹس (نیشنل کالج آف آرٹس)

سے تعلیم یافتہ تھے۔ اپنے عہد کے مشہور مصور تھے۔

آپ کی پینٹنگ نمائش میں رکھی جاتی تھیں اور والیان

ریاست کے درباروں تک جاتی تھیں بے شمار شاگرد

ہوئے فن فوٹو گرافی میں بھی ماہر تھے۔ ان کے

ہاتھ کی بنی ہوئی کچھ تصویریں آپ کے بیٹے

سعید الدین صدیقی کے پاس محفوظ ہیں آبائی

قبرستان قاری حامد میں چبوترے پر قاری

حامد کی پانچ کی طرف دفن ہیں۔

دو شادیاں کیں جن سے 3 بیٹے اور ایک بیٹی

ہوئے۔ زوجہ اول ظفر الدین صدیقی کی ہمشرہ

تھیں ان سے ضیاء الدین صدیقی پیدا ہوئے اور
 زوجہ ثانی سے سعید الدین صدیقی ، غیاث الدین
 صدیقی پیدا ہوئے ۔

بٹی صغریٰ صدیقہ کی رہائش کوچہ شیخ وساوان میں
 تھی اپنے والد کی وفات کے بعد مدرسہ قاری
 حامد ، عبد المنان شاہ حضوری برقعہ پوش ہال روڈ ،
 درگاہ کریم سہروردی ، درگاہ عبداللہ گیلانی
 المعروف خانقاہ پیر روڈاں کے متولی ہوئے۔
 کریم شاہ سہروردی کا مزار میاں معراج دین
 سابق ممبر صوبائی اسمبلی کی کوٹھی ویٹ مین روڈ،
 مغل پورہ کے اتصال پر ہے اور عبداللہ گیلانی ،
 نواب علی مروان خان کے مرشد تھے

پروفیسر ضیاء الدین صدیقی (پشت 39)

بن جمال الدین صدیقی

مشہور علمی و ادبی شخصیت تھے تین ایم اے کئے۔

گورنمنٹ کالج لاہور میں پرفیسر تھے۔ وفات

دسمبر 1973ء، دفن آبائی قبرستان گھوڑے

شاہ - 2 بیٹے اور 3 بیٹیاں ہوئیں۔ بیٹوں

کے نام احتشام الدین صدیقی اور اعتصام الدین

صدیقی رہائش 5- صدیقی سٹریٹ، بیرون کشمیری

دروازہ، لاہور۔ احتشام الدین صدیقی کے دو بیٹے

سلیمان صدیقی اور ذیشان صدیقی ہیں۔

سعید الدین صدیقی (پشت 39) بن جمال الدین صدیقی

پیدائش 7 اگست 1921ء۔ تاحیات خانقاہ قاری حامد

اور اپنے اجداد کے مزارت کے متولی اور سجادہ

نشین رہے اور آبائی قبرستان جو کہ وہیں ویٹ مین

روڈ مغل پورہ کی نگہداشت کرتے رہے۔ سینکڑوں

لوگ اور عقیدت مند جو دور دور سے شرکت

کرنے آتے ان میں لنگر تقسیم کرتے۔

خانقاہ حامد قاری یا مدرسہ ابو الحسن تربتی جہاں

صدیقی خاندان کے بڑے بڑے اکابرین حافظ
 جان محمدؒ ان کے بیٹے حافظ رحمت اللہؒ اور حافظ
 محمد بخش صحافؒ جیسی ہستیوں کے علاوہ مفتی خاندان
 کے اکابرین بھی دفن ہیں اس احاطہ کی چابی آپ
 کی تحویل میں ہی رہتی تھی۔

بعد از وفات آپ کے بیٹے حامد سعید صدیقی
 پیدائش 1949ء کچھ عرصے تک متولی رہے۔
 6 بیٹیاں ہوئیں اور رہائش صدیقی سٹریٹ، بیرون
 کشمیر گیٹ لاہور تھی۔ اسی سٹریٹ پر خاندان کے چند
 گھرانے ہی اب رہائش پذیر رہ گئے ہیں۔

غیاث الدین صدیقی (پشت 39) بن جمال دین صدیقی
 پیدائش مئی 1929ء، رہائش ڈیفنس ہاؤسنگ لاہور
 کینٹ تھی۔ اب فوت ہو چکے ہیں۔ دو بیٹے مستنصر
 صدیقی اور مستحسن صدیقی ہیں۔ ایک بیٹی شادی
 شدہ ہیں۔

2۔ شاہ دین صدیقی (پشت 38) بن

مولوی فیروز دین صدیقی

والد نے 1881ء میں ایم فیروز الدین اینڈ سنز کے

نام سے فوٹو گرافی کی دکان ٹولنٹن مارکیٹ لاہور میں

شروع کی۔ شاہ دین صدیقی کی بڑی جائیداد بیرون

کشمیری دروازہ سرکلر روڈ لاہور پر تھی جہاں رہائش

پذیر رہے۔ آپ مولانا احمد علی لاہوریؒ کے شاگرد

تھے اور شروع شروع میں آپ اور آپ کے بھائی

علامہ علاؤ الدین صدیقی کو جمعہ کے خطبہ کی اجازت

اپنی غیر حاضری میں دیا کرتے تھے۔

چار بیٹے ظہور الدین اور سید احمد زوجہ اول سے

اور معین احمد، فخر الدین اور تین بیٹیاں زوجہ ثانی

سے ہوئیں۔ بیٹیوں میں مریم صدیقہ زوجہ محمد

فاروق ہاشمی، عائشہ صدیقہ زوجہ زہیر ہاشمی

(دونوں سگی بہنیں دو سگے بھائیوں سے بیاہی گئیں)

خدیجہ صدیقہ زوجہ طارق انور نعیم صدیقی -

ایم فیروز الدین انڈ سنز لاہور میں مسلمانوں کی
پہلی دکان تھی جسے قائد اعظم کی پہلی تصویر لینے
کا شرف حاصل ہوا۔ قائد اعظم جب واقعہ شہید
گنج پر لاہور تشریف لائے تو ان کی تصاویر انہوں
نے ہی بنائیں۔ وفات ایک حادثہ میں ہوئی۔

بحوالہ: روزنامہ مشرق 17 جولائی 1980ء قائد اعظم

اور زعمائے مسلم لیگ کی تصاویر سب سے پہلے کس

نے بنائیں، روزنامہ نوائے وقت لاہور 16 جولائی 1984ء

ظہور الدین صدیقی (پشت 39) بن شاہ دین صدیقی

تین بیٹے اور چار لڑکیاں متولد ہوئیں حفیظ، فرید

اور وسیم، بیٹیوں میں نفیسہ، جمیلہ، شکیلہ اور

تنزیلہ صدیقہ شامل ہیں

حفیظ الدین صدیقی (پشت 40) بن ظہور الدین صدیقی

کی زوجہ بنت اشرف قریشی ہیں اور بیٹوں کے نام

حمزہ اور مصطفیٰ ہیں۔

فرید الدین صدیقی (پشت 40) بن ظہور الدین صدیقی

کی زوجہ بنت ناصر حمید فاروقی ہیں

نفیسہ صدیقہ بنت ظہور الدین صدیقی : زوجہ

عبدالرحیم صابر قریشی اور جمیلہ صدیقہ بنت

ظہور الدین صدیقی ہاشمی خاندان میں بیاہی گئیں۔

سید احمد صدیقی (پشت 39) بن شاہ دین صدیقی

آپ میو سکول آف آرٹس کے تعلیم یافتہ تھے۔

لا ولد فوت ہوئے۔

معین احمد صدیقی (پشت 39) بن شاہ دین صدیقی

پیدائش 11 فروری 1939ء، گریجویٹ پنجاب

یونیورسٹی۔ ایم فیروز الدین اینڈ سنز لاہور کے مالک

ہیں اور دکان اب ٹولنٹن مارکیٹ سے منتقل ہو

گئی ہے۔ رہائش 12 عمر بلاک علامہ اقبال ٹاؤن

لاہور ہے۔ تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ بڑے بیٹے

ڈاکٹر احسن ہیں، دوسرے بیٹے عاصم وکیل ہیں اور
تیسرے بیٹے قاسم ہیں -

بیٹی شمعونہ زوجہ شہاب منظور اور دوسری بیٹی
میمونہ زوجہ محمد لطیف فاروقی ہیں -

راقم الحروف اگست 2015ء میں لاہور گیا تو آپ
سے اور آپ کے بھائی فخر الدین صدیقی صاحب سے
ملاقات کا شرف حاصل ہوا -

فخر الدین صدیقی (پشت 39) بن شاہ دین صدیقی
آپ لاہور کے سینئر اور مشہور وکیل ہیں۔ راولپنڈی
سپریم کورٹ اور اپیل ٹریبونل میں بھی رہے -
میاں نواز شریف کی قائم کردہ انسداد دہشت
گردی کی عدالت میں سپیشل جج فیصل آباد تعینات
رہے۔ آپ کے مضامین عموماً اخبارات میں شائع
ہوتے رہتے ہیں۔ رہائش 13 عمر بلاک، علامہ اقبال
ٹاؤن لاہور ہے - آپ کے تین بچوں کی ترتیب

اسطرح ہے آمنہ صدیقہ، بیٹا خرم اور عاتکہ صدیقہ

3۔ غلام محی الدین صدیقی (پشت 38)

بن مولوی فیروز دین

آبائی قبرستان گھوڑے شاہ میں دفن ہوئے

آپ کے تین بیٹے حسام الدین صدیقی، اکرام

الدین صدیقی اور معز الدین صدیقی ہوئے جبکہ

دو بیٹیاں رشیدہ اور وحیدہ ہوئیں۔

اولاد کی تفصیل اس طرح ہے۔

حسام الدین صدیقی (پشت 39)

بن غلام محی الدین صدیقی

پنجاب ٹرانسپورٹ اتھارٹی / بورڈ میں سیکرٹری

رہے۔ خاندانی قبرستان گھوڑے شاہ میں دفن

ہوئے۔ چار بیٹے اور چار بیٹیاں ہوئیں۔ بیٹوں

کے نام احمد، عابد، ساجد، خالد اور بیٹیوں میں

فاخرہ اور نادرہ۔

احمد بن حسام الدین صدیقی کے بیٹے اشعر اور عثمان۔

عابد بن حسام الدین صدیقی کے بیٹے ساجد ہوئے

اکرام الدین صدیقی (پشت 39)

بن غلام محی الدین صدیقی

فیصل آباد میں فوت ہو کر گھوڑے شاہ کے آبائی قبرستان

میں دفن ہوئے۔ دو بیٹے توقیر بن اکرام الدین

صدیقی اور انعام بن اکرام الدین صدیقی کے علاوہ

چھ بیٹیاں ہوئیں۔

ڈاکٹر معز الدین صدیقی (پشت 39)

بن غلام محی الدین صدیقی

فوج سے ریٹائر ہونے کے بعد ریلوے ہسپتال

لاہور میں میڈیکل آفیسر رہے۔ مشہور سائیکلو جسٹ

تھے۔ زوجہ اول بنت علامہ علاؤ الدین صدیقی

تھیں۔ بیٹوں کے نام وجاہت بن معز الدین صدیقی،

شعیب بن معز الدین صدیقی، نوشیر واں بن معز الدین

صدیقی اور جنید بن معز الدین صدیقی ہیں۔

4۔ منور الدین صدیقی (پشت 38) بن مولوی فیروز الدین

ایگریکلچر یونیورسٹی فیصل آباد میں ملازم تھے اور

وہیں سے ریٹائر ہوئے۔ دسمبر 1964ء میں فوت

ہو کر آبائی قبرستان گھوڑے شاہ میں دفن ہوئے۔

5۔ علامہ علاؤ الدین صدیقی (پشت 38)

بن مولوی فیروز الدین

آپ کے بارے میں تفصیلات جامعہ پنجاب

کے مجلہ "ارمغان علامہ علاء الدین صدیقی"

سے لی گئی ہیں۔

پیدائش 3 نومبر 1907ء وفات 27 دسمبر 1977ء

دفن آبائی قبرستان گھوڑے شاہ۔ ابتدائی تعلیم

اسلامیہ ہائی سکول، شیرانوالہ گیٹ لاہور سے حاصل

کی۔ پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے فارسی،

ایم او ایل اور ایل ایل بی کیا۔ ہوشیارپور میں
ڈسٹرکٹ پنچایت آفیسر رہے۔ آل پنجاب مسلم لیگ
کے جنرل سیکرٹری رہے۔

1949ء میں پنجاب یونیورسٹی میں ملازمت شروع
کی۔ 1950ء میں علوم اسلامیہ کی بنیاد رکھی گئی
اور آپ کی کوششوں سے یہ مضمون پہلی دفعہ نصاب
میں شامل ہوا اور اس شعبہ سے 1968ء تک
منسلک رہے۔ 1969ء سے 1973ء تک وائس
چانسلر پنجاب یونیورسٹی رہے 1963ء سے
1973ء تک اسلامی مشاورتی کمیٹی کے
چیئرمین رہے۔

1967ء کو جرمنی میں پانچ مذاہب عالم کانفرنس
ہوئی اس میں مسلمانان عالم کی طرف سے نمائندگی
کی۔ تا عمر شعبہ تدریس کے ساتھ تبلیغ اسلام میں
منہمک رہے اپنے شاگردوں کو یونیورسٹی میں
پڑھانے کے ساتھ ساتھ مسجد شاہ چراغ جو لاہور

ہائی کورٹ میں ہے جمعہ کا خطبہ دیتے رہے۔
 پاکستان سے باہر بھی تبلیغی دورہ کئے۔ اوائل
 عمری میں مولانا احمد علی لاہوریؒ کے درس میں
 شامل ہوئے اور وہاں قرآن و حدیث کی تعلیم
 حاصل کی۔ یہ مولاناؒ کے ان چند شاگردوں میں
 سے تھے جنہیں آپ نے دینی کام آگے بڑھانے
 کی اجازت دے رکھی تھی۔

علامہ کی خدمات پر گورنمنٹ کالج فیصل آباد کے طالب
 علم نے ایم اے کی سطح کا ایک مقالہ ڈاکٹر طاہر محمد کی
 نگرانی میں تحریر کیا، 1997ء میں شعبہ اسلامیات،
 جامعہ پنجاب کی مجلس فاضلین علوم اسلامیہ کے
 انتظام ایک باوقار تقریب منعقد ہوئی اور شرکاء
 کے پیش کردہ مقالات کو "مرقع صدیقی" میں
 محفوظ کیا گیا۔

آپ کے یہاں چھ بیٹیوں اور ایک بیٹے کی

ولادت ہوئی۔ پہلی بیٹی زوجہ ڈاکٹر ممتاز علی

شوکت پروفیسر پنجاب یونیورسٹی 1987ء میں

انتقال کر گئیں۔ دوسری بیٹی زوجہ جج نصرت

حسین قریشی، تیسری بیٹی زوجہ ڈاکٹر معز الدین

صدیقی متوفی 1976ء، چوتھی بیٹی زوجہ ڈاکٹر محمد

مسعود پرویز قریشی، پانچویں بیٹی زوجہ انوار الحق،

چھٹی بیٹی زوجہ جمشید حسین قریشی۔ بیٹا وجیہ الدین

نعمان بن علامہ علاء الدین صدیقی۔

رہائش 35 مین روڈ سمن آباد تھی اب اس سڑک

کا نام علامہ علاء الدین صدیقی سے منسوب ہے۔

وجیہ الدین نعمان کی اولاد: حبیب بن وجیہ الدین

نجیب بن وجیہ الدین، ثناء بنت وجیہ الدین

نعمان اور منیب بن وجیہ الدین نعمان۔

(ارمغان علامہ علاء الدین صدیقی، جیلہ شوکت)

عزیز احمد صدیقی (پشت 38)

بن مولوی بشیر احمد صدیقی (پشت 39)

عزیز احمد صدیقی 31 اکتوبر 1920ء کو لاہور میں پیدا

ہوئے۔ پیدائش کے بعد والدہ غلام جنت کا انتقال

ہو گیا۔ جس کے بعد آپ نے اپنی پھوپھی وزیر بیگم

بنت مولوی محمد دین صدیقی زوجہ عبد الحمید چشتی کا

دودھ پیا، جو کہ عبد القادر چشتی اور عبد الباسط چشتی

کی والدہ تھیں اور نیرہ نور آپکی دودھ شریک بہن تھیں

لڑکپن کا زمانہ لٹن روڈ مزنگ لاہور میں گزارا۔ 1937ء

میں ایم بی ہائی سکول مزنگ لاہور سے میٹرک اور 1939ء

میں نیشنل کالج آف کامرس لاہور سے سند حاصل کی

27 دسمبر 1938ء تک پائینیر ٹائپ رائٹر کمپنی میں،

1940ء تک ایر ہیڈ کوارٹر شملہ میں پھر ریلوے کی ملازمت

اختیار کی 8 اکتوبر 1940ء کو نئی دہلی اور اسکے بعد انبالہ

میں فرائض انجام دئے۔

قیام پاکستان سے پہلے پاکستان آپٹ کیا اور نئی دہلی

سے 24 جولائی 1947ء کو راولپنڈی خالی ہاتھ

پہنچ گئے۔

23 جون 1980ء کو تقریباً 40 سال ریلوے کی

ملازمت سے ریٹائر ہوئے۔

آپ کا انتقال 18 جون 1983ء بمطابق 6

رمضان المبارک 1403ھ کو ہوا۔ نماز جنازہ

جامعہ شرعیہ العلوم کے پرنسپل حافظ محمد اسحق نے پڑھائی۔

جنازہ میں اس قدر اژدہام تھا کہ حافظ اسحق صاحب اکثر

اس کا ذکر کرتے تھے۔ راولپنڈی میں ڈھوک حسو

کے بالمقابل قبرستان میں دفن ہوئے اور سرہانے

کیطرف زوجہ امینہ خاتون کی قبر ہے متوفی 14 مئی

2008ء / 1429ھ۔ یہ قبرستان ریلوے سٹیڈیم

اور کیرج فیکٹری اسلام آباد کی طرف جانے والی

سڑک پر مغربی سمت واقع ہے۔ قبرستان میں مسجد

کی عین مغربی سمت یہ قبور ہیں -

آپ منصور احمد صدیقی مصنف انساب صدیقی کے

والد گرامی تھے آپ کی شادی والدہ امینہ خاتون

بنت منور حسن بشیر سے راولپنڈی میں ہوئی۔ نکاح

20 مئی 1951ء کو اور رخصتی 13 جنوری

1952ء کو ہوئی والدہ کے دادا شیخ بشیر حسن بشیر

مالیر کونسل ریاست میں وزیراعظم تھے -

آپ کے چار بیٹے اور پانچ بیٹیاں ہوئیں۔ جن کی

تفصیل ترتیب وار اس طرح ہے -

1۔ منصور احمد صدیقی (پشت 41)

بن عزیز احمد صدیقی (پشت 40)

پیدائش 27 اکتوبر 1953ء کو گوالمنڈی راولپنڈی

میں ہوئی۔ پیشہ کے لحاظ سے انجینئر ہیں، گیبون

مغربی افریقہ، گورنمنٹ آف سعودی عرب طائف

میں ملازمت کے بعد 18 سال تک نیشنل کنسٹرکشن

لمیٹڈ میں اہم پروجیکٹس جن میں سٹیل ملز کر اچی اور

فیصل مسجد اسلام آباد شامل ہیں اور تقریباً 16

سال انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ، ہیڈ آفس، اسلام

آباد میں بحیثیت سینئر انجینئر کام کرنے کے بعد

مستعفی ہو کر 1996ء میں کینیڈا چلے گئے۔

شادی خالہ زاد فرحانہ بنت محمود الحق صدیقی

سے 8 جنوری 1982ء کو لاہور میں ہوئی۔

فرحانہ بنت محمود الحق صدیقی:

کی پیدائش 20 فروری 1963ء کو لاہور میں

ہوئی۔ انکے تفصیلی خاندانی حالات والد کے

حصہ میں تحریر ہیں۔ یہ بھی صدیقی النسب ہیں۔

تعلیم لاہور کالج یونیورسٹی برائے خواتین سے

حاصل کی اور پنجاب یونیورسٹی سے گریجویشن کی

اسکے علاوہ کینیڈا سے بھی اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔

مؤلف کی والدہ اور فرحانہ کی والدہ سگی بہنیں ہیں

اور دونوں ہی صدیقی خاندان میں بیاہی گئیں۔ انکی

بہت بڑی فیملی ہے اور اکثریت لاہور میں آباد ہے

انکے والد حکومت پنجاب میں اعلیٰ افسر تھے اور انکی

رہائش پونچھ ہاؤس لاہور میں تھی۔ بعد ازاں

انکے والدین اپنی رہائش گاہ گلشن راوی لاہور

میں مقیم ہوئے اور وہیں وفات پائی۔ انکے

تین بھائی ہیں افتخار، وقار اور عمران۔

فرحانہ سے رفاقت کے 37 سال گزر گئے اور انہوں نے

ہر قدم پر ساتھ دیا مشکل سے مشکل حالات میں

شانہ بشانہ کھڑی رہیں۔

ایک بیٹی اور تین بیٹے ہوئے۔

1۔ وجہیہ بنت منصور احمد صدیقی :

پیدائش یکم نومبر 1982ء لاہور۔ مسی ساگا

کینیڈا سے ہائی سکول ڈپلومہ، گلف یونیورسٹی،

کینیڈا سے گریجویٹ ڈگری اور درہم یونیورسٹی،

برطانیہ سے پوسٹ گریجویٹ ڈپلومہ حاصل کیا۔

اوشوا ٹیک یونیورسٹی - کینیڈا سے ٹیچنگ میں ڈگری۔

شادی ڈاکٹر محمد احسن سلیم بن محمد سلیم اختر سے

2007ء کو راولپنڈی میں ہوئی۔ ایک بیٹی انوشہ کی

پیدائش 7 مارچ 2009ء اور محمد ولید کی پیدائش

24 نومبر 2011ء، دونوں کی پیدائش مسی ساگا

کینیڈا میں ہوئی۔

2۔ وہاب الرحمن صدیقی (پشت 42) بن

منصور احمد صدیقی

پیدائش 13 ستمبر 1984ء / 1404ھ راولپنڈی

مسی ساگا سے ہائی سکول ڈپلومہ اور ٹورانٹو یونیورسٹی

کینیڈا سے گریجویٹ ڈگری حاصل کی۔

شادی 24 مئی 2014ء کو ساشا بنت فیاض

سومرو سے ہوئی اور بیٹے یوسف وہاب صدیقی

(پشت 43) بن وہاب الرحمن صدیقی کی پیدائش

12 مئی 2015ء / 1436ھ کو اور بیٹی عبیرہ

صدیقی بنت وہاب الرحمن صدیقی 25 جولائی

2016ء / 1437ھ - دونوں کی پیدائش

پیدائش مسی ساگا، کینیڈا میں ہوئی -

3- وقاص احمد صدیقی (پشت 42) بن

منصور احمد صدیقی

پیدائش 29 ستمبر 1989ء / 1410ھ راولپنڈی

مسی ساگا سے ہائی سکول ڈپلومہ اور پھر رائر سن

یونیورسٹی ٹورانٹو کینیڈا سے سول انجینئرنگ میں ڈگری

حاصل کی - شادی خدیجہ بنت تنویر امین سے

مسی ساگا میں ہوئی نکاح اناطولیہ مسجد میں 30

جون 2019ء، رخصتی 7 جولائی کو اور ولیمہ 14 جولائی

2019ء کو ہوا - ایک بہت بڑی فرم میں انجینئر ہیں -

4- ابو بکر صدیقی (پشت 42) بن منصور احمد صدیقی

پیدائش 15 جولائی 2002 / 1423ھ مسی ساگا

کینیڈا میں ہائی سکول کے طالب علم ہیں -

2- تہمینہ بنت عزیز احمد صدیقی (پشت 40)

آپ کی پیدائش 29 جنوری 1955ء کو راولپنڈی

میں ہوئی۔ 2 دسمبر بروز بدھ 1970ء 11 شوال

ناصر احمد ولد محمد دین ہمدانی قریشی سے نکاح ہوا

اور 13 اکتوبر 1971ء کو رخصتی ہوئی۔ دو بیٹیاں

اور دو بیٹے ہوئے۔

بڑی صائمہ ناصر نے ایف جی کالج راولپنڈی سے

گریجویشن کی اور 23 دسمبر 1995ء کو ڈاکٹر نعمان

ملک بن احسان اللہ ملک سے شادی ہوئی، انکے دو

بچے ہیں بیٹی راین اور بیٹے کا نام محب الرحمن ہے۔

دوسری بیٹی ثمرین ناصر نے بھی اسی کالج سے

گریجویشن کی اور 28 جنوری 1994ء کو ڈاکٹر

عرفان بن میاں چراغ دین باری سے نکاح ہوا

دو بیٹے ہیں معید پیدائش دسمبر 1995ء اور

دوسرا عبدالصیر۔ رہائش امریکہ میں ہے۔

اسکے بعد حماد اور جواد جڑواں بیٹے 29 اگست

1978ء/13 شوال 1399ھ کو پیدا ہوئے

خاندان پر قیامت ٹوٹ پڑی کہ جب عین جوانی

میں عزیزم جواد کی موٹر سائیکل کو ایک بس نے
 رومی پارک راولپنڈی اور عین گھر کے سامنے
 کچل دیا جہاں تہینہ کو ملٹری اسپتال کی طرف سے
 سرکاری رہائش ملی ہوئی تھی۔ شدید زخمی حالت
 میں ملٹری اسپتال میں لائے گئے جہاں وہ جاں
 بحق ہو گئے، فوجی قبرستان کے برابر کٹھنمنٹ
 قبرستان راولپنڈی میں دفن ہوئے، کڑیل
 جوان موت پر سارا شہر سوگوار ہوا اور جنازے
 میں سینکڑوں لوگ بشمول دیگر ممبران اسمبلی
 اعجاز الحق بھی شامل ہوئے۔

جواد شادی شدہ ہیں اور ایک بیٹا ہے اور راولپنڈی
 میں اپنی والدہ کے ساتھ رہائش پذیر ہیں

3۔ محمود احمد صدیقی بن عزیز احمد صدیقی (پشت 40)

22 مارچ 1955ء بمطابق 6 رجب 1374ھ کو

راولپنڈی میں پیدا ہوئے۔ اپنی تعلیم مکمل کرنے

کے بعد ریلوے کیرج فیکٹری اسلام آباد میں
 ملازمت اختیار کی اور وہیں سے مارچ 2016ء
 میں بحیثیت ایڈمنسٹریٹو آفیسر ریٹائر ہوئے۔
 ریلوے کی کرکٹ ٹیم کے کھلاڑی رہے اور محکمہ
 کی طرف سے کھیلوں کی سرگرمیوں میں حصہ
 لیتے رہے اور اس سلسلہ میں اکثر دوسرے
 شہروں میں جا کر کھیلتے رہے بہت سے انعام
 اور اسناد حاصل کر چکے ہیں۔ رجسٹرڈ ایمپائر
 اور راولپنڈی ڈسٹرکٹ کرکٹ ایسوسی ایشن
 میں پی آر او بھی رہے۔ شادی فریدہ بنت
 شاہ عالم سے ہوئی جو کہ سہارنپور کے سادات
 ہیں۔ ایک بیٹی اور دو بیٹے ہوئے۔

نداء بنت محمود احمد صدیقی نے ایم بی اے کیا اور
 شادی امتیاز نظام سے ہوئی انکے دو بیٹے ہیں بلال،
 ارحام اور ایک بیٹی اضحیٰ کی پیدائش 16 دسمبر

2019ء کو ہوئی۔

طلحہ صدیقی (پشت 42) بن محمود احمد صدیقی (پشت 41)

پیدائش بروز منگل 6 فروری 1990ء 9 رجب

1410ھ راولپنڈی، یونیورسٹی سے ماسٹرز کیا اور

ریلوے میں اکاؤنٹنٹ ہیں۔ شادی 22 مارچ

2019ء کو راولپنڈی میں ہوئی۔ ایک بیٹے راحم

کی پیدائش 31 دسمبر 2019ء کو ہوئی۔

حمزہ صدیقی (پشت 42) بن محمود احمد صدیقی

پیدائش 14 جولائی 1997ء / 1418ھ

کو راولپنڈی میں ہوئی۔ طالب علم ہیں۔

4۔ رخسانہ بنت عزیز احمد صدیقی

پیدائش 8 ستمبر 1958 راولپنڈی - گورنمنٹ

کالج راولپنڈی سے گریجویشن اور وہاں ہاکی کی

کھلاڑی رہیں۔ شادی تمیز الدین صدیقی بن

قمر الدین صدیقی سے ہوئی، ایک بیٹی اور دو بیٹے

ہوئے۔

سعدیہ بنت تمیز الدین صدیقی پیدائش 12 جنوری

1981ء، شادی پھوپھی زاد سید عاصم بخاری سے

ہوئی، بیٹا عبدالرحمن اور دو بیٹیاں عائشہ اور

میراب پیدا ہوئیں، رہائش راولپنڈی میں ہے۔

عدنان بن تمیز الدین صدیقی پیدائش 31 مارچ

1983ء اور دو بیٹے عبداللہ بن عدنان صدیقی اور

عبدالرافع بن عدنان صدیقی اور ایک بیٹی رامین

بنت عدنان صدیقی ہوئے۔

فرحان بن تمیز الدین صدیقی پیدائش 10 ستمبر

1986ء، شادی خالہ زاد ڈاکٹر سنیعہ بنت ونگ

کمانڈر افتخار محمود سے ہوئی اور امریکہ میں رہائش

رکھتے ہیں۔

تمیز الدین صدیقی پاک اٹاک انرجی میں افسر

تھے اور وہاں سے ریٹائر ہو گئے ہیں افشاں

کالونی راولپنڈی کینٹ میں رہائش پذیر ہیں۔

5۔ شادمان مسعود صدیقی (پشت 41)

بن عزیز احمد صدیقی (پشت 40)

پیدائش 24 نومبر 1964ء (14، 15)، جمادی

الثانی 1384ھ، گارڈن کالج سے گریجویشن اور

ماسٹرز کیا۔ وفاقی حکومت میں افسر ہیں۔

11 ستمبر 1992ء کو شادی رابعہ بنت اسرار الحق

سے راولپنڈی میں ہوئی۔ تین بیٹے اور ایک بیٹی

ہوئیں۔ ترتیب اسطرح ہے۔

عثمان (پشت 42) بن شادمان مسعود صدیقی

پیدائش 9 اگست 1993ء / 20 صفر 1414ھ

بروز پیر، یونیورسٹی سے گریجویشن کی۔

عمر (پشت 42) بن شادمان مسعود صدیقی

پیدائش 12 دسمبر 1996ء / 1471ھ

سمیہ بنت شادمان مسعود صدیقی

پیدائش 14 جنوری 1999ء / 1419ھ

عبدالعزیز (پشت 42) بن شادمان مسعود صدیقی

پیدائش 21 اگست 2003ء / 1424ھ

سب بچے راولپنڈی میں پیدا ہوئے -

بچوں کے نانا سرار الحق راولپنڈی صرافہ

بازار کے مشہور جیولر تھے جنگلی وفات 2019

کو راولپنڈی میں ہوئی اور انمول جیولرز

کے نام سے صرافہ بازار میں بزنس ہے۔

6۔ شبانہ بنت عزیز احمد صدیقی

پیدائش راولپنڈی 29 اکتوبر 1966ء ، بی اے،

ایف جی کالج راولپنڈی سے کیا۔ شادی ونگ کمانڈر

افتخار محمود بن محمود الحق صدیقی سے ہوئی۔

رہائش اسلام آباد ہے۔ دو بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔

ملیجہ بنت افتخار محمود پیدائش 10 نومبر 1986ء /

1407ھ لاہور اور شادی فراز احمد سے ہوئی اور

برطانیہ میں مقیم ہیں انکی ایک بیٹی انا یہ ہے -

ڈاکٹر ثنیه بنت افتخار محمود کی پیدائش 22 اکتوبر

1989ء / 1410ھ کو بوسٹن امریکہ میں ہوئی۔

شادی فرحان بن تمیز الدین صدیقی سے ہوئی۔

حسن بن افتخار محمود کی پیدائش 29 جون 1997ء

/ 1418ھ کو ہوئی - طالب علم ہیں۔

7۔ فریحہ بنت عزیز احمد صدیقی

پیدائش 30 نومبر 1967ء 6 شعبان 1387ھ۔

شادی طارق محمود ولد حامد سے 15 اپریل 1988ء کو

ہوئی۔ جن کا تعلق سکھانو بدایوں سے ہے۔ دو بیٹے اور

ایک بیٹی ہوئیں۔

عماد بن طارق محمود کی پیدائش 29 ستمبر 1989ء / 28

صفر 1410ھ، دانیال بن طارق محمود پیدائش 7 اپریل

1992ء / 3 شوال 1412ھ بروز منگل -

نمرہ بنت طارق محمود کی پیدائش 13 مارچ 1996ء

/ 1416ھ جتنی شادی 12 جنوری 2017ء کو ہوئی۔

8۔ افضل مسرور صدیقی (پشت 41) بن

عزیز احمد صدیقی

پیدائش 30 نومبر 1967ء 6 شعبان 1387ھ۔

یہ جڑواں ہیں رحمان دین کی طرف ہے اور زیادہ

وقت عبادت میں گزارتے ہیں۔

9۔ ارم بنت عزیز احمد صدیقی

پیدائش 9 اپریل 1975 / 1395ھ

بی اے گورنمنٹ ڈگری کالج راولپنڈی۔

3 اپریل 1995ء / 2 ذیقعدہ 1415ھ کو نکاح

رضوان صادق ولد محمد صادق سے ہوا اور رخصتی

7 اپریل 1995ء کو ہوئی، رہائش گاہ المنڈی راولپنڈی

انکے چار بچے اور تاریخ پیدائش درج ذیل ہے

شمیر بن رضوان 30 مئی 1996ء / 1417ھ

سمیت بنت رضوان 3 مئی 997ء / 1417ھ

عریشہ بنت رضوان 15 اپریل 2003ء / 1424ھ

خدیجہ بنت رضوان 20 اکتوبر 2006ء / 1427ھ

لاہور کی کچھ سڑکیں اور محلہ

(جو خاندان سے منسوب ہیں)

1- کوچہ رحمت اللہ: اندرون شہر خرا دی محلہ میں کوچہ

رحمت اللہ مشہور رہا ہے۔ اس محلہ کا نام رحمت اللہ

بن حافظ جان محمدؒ کے نام پر رکھا گیا۔

تحقیقات کے چشتی میں بھی اس محلہ کا ذکر ہے۔

2- کوچہ شیخ و ساون: اندرون اکبری دروازہ اور

جھوٹا مفتی باقر جہاں مطبع صحافی قائم تھا اور

چھاپہ خانہ کے علاوہ کاتب اور دیگر ہنر مند بیٹھا

کرتے تھے۔ ایک زمانے میں اس کا پھیلاؤ جھوٹا

مفتی باقر کے ایک بڑے حصہ پر تھا۔

کوچہ شیخ و ساون میں بہت سے اہل خاندان کی

رہائش گاہ تھی۔ اور یہیں سے مطبع صحافی کے انتظامی

امور کی دیکھ بھال ہوتے تھی۔ اب اس محلہ میں گنتی کے چند گھرانے رہ گئے ہیں۔ اور اکثریت یہاں سے بیرون شہر جدید علاقوں میں آباد ہو چکی ہے۔ صدیقی سائنس کالج کے نام سے ایک ادارہ یہاں خاندان کے نوجوانوں نے کھولا ہو ہے۔ یہیں ایک مسجد بھی خاندان کے بزرگوں سے منسوب ہے اور مسجد کے بارے میں جو روایات مشہور ہیں وہ مستند نہ ہونے کے باعث شامل اشاعت نہیں کی جا رہیں۔

3۔ صدیقی سٹریٹ: بیرون کشمیری دروازہ ،

عین کشمیری کے بالمقابل صدیقی سٹریٹ واقع ہے۔ سڑک پر فیروز سنز کا دفتر قائم ہے اور پوسٹ آفس بھی ہے۔

یہاں صدیقی خاندان کے چند گھرانے ہی رہ گئے ہیں۔ باقی افراد لاہور کے دوسرے علاقوں میں رہائش پذیر ہو چکے ہیں۔ سعید الدین صدیقی ولد

جمال الدین صدیقی اور انکے بھائی اپنے خاندان کے
ساتھ یہاں رہائش پذیر ہیں۔

4۔ مولویاں سٹریٹ: مزنگ میں عین لٹن روڈ پر
جناز گاہ کے نزدیک مولویاں سٹریٹ واقع ہے۔
یہاں بھی چند خاندان آباد ہیں۔ جن میں مولوی
ظہور الدین صدیقی کی آل و اولاد، مولوی عبدالحمید
چشتی کی اولاد جن میں سے عبدالقادر چشتی اور
عبدالباسط فوت ہو چکے ہیں اور ان کی اولاد
رہائش پذیر تھی اب یہاں سے کہیں اور آباد ہو چکے ہیں۔
مولوی محمد دین صدیقی کی بیٹی قمر النساء کی اولاد
بھی یہاں آباد ہے۔

5۔ علامہ علاء الدین صدیقی روڈ: ملتان روڈ سے

سمن آباد کی طرف جانے والی سڑک کا نام

علامہ علاء الدین صدیقی روڈ رکھا گیا ہے۔

علامہ علاء الدین صدیقی نے اپنی زندگی کے

بیشتر ایام یہاں اپنی رہائش گاہ 35 سمن آباد میں

گزارے۔

احوال خاندانی قبرستان

مدرسہ ابوالحسن تربیتی، خانقاہ قاری حامد،

(ویٹ مین روڈ، مغلیہ لاہور)

متصل گھوڑے شاہ قبرستان، لاہور

اندرون جناز گاہ، لٹن روڈ، مزنگ لاہور

باقی بزرگ جہاں دفن ہیں ان کا ذکر اپنی جگہ پر

آئے گا۔ مثلاً قبرستان قاضیاں، منٹو پارک لاہور،

ڈھوک حسو قبرستان راولپنڈی وغیرہ

1۔ قبور خاندان رحمت اللہ - احاطہ قاری حامد

مغلپورہ - لاہور

اس مدرسہ کا قیام 1051ھ میں عمل میں آیا اور

اس میں مسجد کی تعمیر 1114ھ میں ہوئی۔

تحقیقات چشتی میں جو تفصیلات قبور کی بیان کی گئی

ہیں بغیر کسی اضافہ کے یہاں درج کیا جا رہا ہے۔

جو سب مرکزی چبوترہ پر موجود ہیں۔ ان میں قاری حامد

متوفی 1166ھ اور حافظ جان محمد متوفی 1199ھ کے

علاوہ بقول نور احمد چشتی کہ جب حافظ رحمت اللہ

وفات پا گئے تو محمد بخش صحاف نے اپنے والد کو

وہاں دفن کیا۔ اسکے بعد جو دفن ہوئے اس کی

تفصیل اس طرح ہے۔

1۔ رحمت اللہ ولد حافظ جان محمدؒ

2۔ احمد بخش مجلدي ولد رحمت اللہ

(برادر محمد بخش صحاف)

3۔ محمد بخش صحاف ولد رحمت اللہ متوفی 1263ھ

4۔ حافظ بخش ولد محمد بخش صحاف

5۔ محمد بخش صحاف اور حافظ بخش کے لوحقین

6۔ مفتی علی الدین داماد محمد بخش صحاف

7۔ زوجہ محمد بخش صحاف

8۔ زوجہ حافظ بخش

9۔ والدہ فیض بخش

(یہاں غالباً حافظ بخش کی دوسری زوجہ کا ذکر ہے)

10۔ اللہ بخش بن عنایت اللہ بن رحمت اللہ

11۔ ستار بن عنایت اللہ

12۔ زوجہ عنایت اللہ برادر محمد بخش صحاف

13۔ برادر محمد بخش صحاف

14۔ دختر عنایت اللہ

15۔ دختر فضل الدین بن محمد بخش

16۔ پیر بخش ہمیشہ زادہ محمد بخش صحاف

17- امام الدین بن ستار بن عنایت اللہ

18- مولا بخش بن فضل الدین

19- دختر ستار بن عنایت اللہ

20- مفتی علی الدین سر رشتہ دار

21- ہمشیرہ زادہ مفتی علی الدین

22- دولتی ملازمہ مفتی علی الدین

23- دختر چراغ دین بن خیر دین بن

محمد بخش صحاف

24- ہمشیرہ مفتی علی الدین

اس جگہ قبور میں جو اضافہ ہوا ہے وہ جمال الدین

ولد فیروز الدین صدیقی کی قبر کا ہے۔ جو عین

پابنتی کی طرف ہے۔ اگست 2015ء میں لاہور جانا

ہوا تو مشاہدہ حسب سابق ہی تھا احاطہ کی طرف

جانے والا راستہ بدستور آہنی جنگلے کی حفاظت میں

تھامین گیٹ پر تالہ تھا۔ البتہ مین ویٹ مین روڈ

مغلپورہ پر ایک بہت بڑا بورڈ برائے نشانہ لگا دیا

گیا ہے۔ اسکے علاوہ اندر داخل ہونے والے آہنی گیٹ کے اوپر بھی بہت بڑا بورڈ لگا دیا گیا ہے جس پر بطور متولی اہل خاندان کے دو افراد صداقت حسین صدیقی اور امجد حسین صدیقی کے نام تحریر ہیں۔

(صفحہ 920 تحقیقات چشتی، الفیصل اردو بازار، لاہور،

انساب صدیقی)

2۔ خاندانی قبرستان متصل گھوڑے شاہ لاہور

اس قبرستان میں 1992ء کے بعد دوبارہ جانا ممکن

نہ ہو سکا اس لئے انساب صدیقی میں لکھے گئے

حالات کو یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

" اس مقام پر خاندانی قبرستان کے حالات کے

مشاہدہ کی غرض سے 26 دسمبر 1992ء کو

جناب سعید الدین صدیقی اور ان کے بیٹے

حامد سعید کے ہمراہ دورہ کیا۔ ان دنوں چودھری

اکرم گجر دربار کمیٹی گھوڑے شاہ کے سربراہ تھے۔

اپنے خاندانی قبرستان کے احاطہ میں داخلہ کے لیے
 جب قبرستان کے صدر دروازے سے داخل ہوں تو
 بائیں ہاتھ پر مزار گھوڑے شاہ آتا ہے۔ چند قدم
 آگے جا کر مزار گھوڑے شاہ کی طرف پشت کریں
 تو عین سامنے کی طرف پرانے قبرستان کی حد بنیاد
 نظر آتی ہیں۔ جو ابھی تک موجود ہیں۔

یہ دیوار پرانے قبرستان کو جو دائیں ہاتھ مغرب
 کی جانب ہے بائیں ہاتھ پر واقع احاطہ جات سے
 جدا کرتی تھی۔ لیکن آج کل اس دیوار کی بنیاد
 کی موجودگی کے باوجود تمام احاطے قبرستان کا
 حصہ بن چکے ہیں۔ بائیں ہاتھ مشرقی سمت

واقع احاطہ میں آبائی قبرستان خاندان صدیقیہ
 تھا۔ یہاں دو یا تین احاطے ایسے تھے جنہیں

بزرگوں نے مختلف ادوار میں خرید کر افراد

خاندان کی قبروں کے لیے مخصوص کیا تھا

اور صدیوں سے یہیں افراد خاندان دفن ہوتے

رہے لیکن نگرانی نہ ہونے کے باعث نزدیکی علاقے
 کے لوگوں نے ان احاطوں میں قبریں بنانی شروع
 کر دیں اس قبرستان کا پرانا مجاور جو سائیں کے
 نام سے مشہور تھا اس امر کی اطلاع دیتا رہا
 لیکن اس کی وفات کے بعد افسوسناک صورتحال
 کا سامنا کرنا پڑا اور جس کا دل چاہا اس نے
 پرانی قبروں کا اکھاڑ پھینکا اور وہاں نئی قبر بنالی۔
 البتہ پرانے آثار اب بھی یہاں موجود ہیں اور
 چند افراد خاندان کی قبریں اب بھی زمانہ کی دست
 برد سے محفوظ ہیں۔

اب صرف وہی قبریں قابل شناخت ہیں جن پر
 کتبہ لگے ہوئے ہیں اور ان ہی قبروں کے ارد گرد
 خاندان کے بزرگ دفن ہوتے رہے تھے جن کی
 قبروں کا اب نام و نشان بھی نہیں ہے۔ یا کوئی
 پہچان باقی نہیں ہے۔ شائد خاندان کے موجودہ
 بزرگوں میں سے کوئی اس کی نشاندہی کر سکے ،

اکثر قبریں مٹی تلے دب چکی ہیں کہ دوبارہ دریافت کرنے کے لیے ارد گرد کی قبروں کی بے حرمتی کا اندیشہ ہے عموماً یہاں نئی قبریں نظر آتی ہیں۔ گھوڑے شاہ نام کے جو بزرگ یہاں دفن ہیں ان کی تاریخ وفات 1003ھ ہے۔ ان کا مزار اوقاف کے قبضہ میں ہے۔ لیکن اس سے متصل احاطوں کا کوئی پرسان حال نہیں۔

قبرستان کی چار دیواری سے متصل جو قبریں ہیں ان میں مولوی فضل الدین صحاف کی قبر تھی۔

علامہ علاؤ الدین صدیقی کی موجودہ قبر کی پابندی کی طرف میرے (منصور احمد صدیقی) کے بزرگوں کا احاطہ تھا۔ جن میں میرے پر دادا مولوی محمد دین صدیقی، میری دادی غلام جنت کی قبریں تھیں ان سب قبروں کا نام و نشان بھی نظر نہیں آتا۔

کافی محنت کے بعد جن قبروں کی نشاندہی ہو سکی

ان کی تفصیل اس طرح ہے۔

1- فیروز الدین صدیقی متوفی 1350ھ

2- شاہ دین صدیقی متوفی 1949ء

3- ضیاء الدین صدیقی متوفی 22 دسمبر 1973ء

4- شیر النساء والدہ ناصر حمید فارقی

(ہمشیرہ سعید الدین صدیقی)

5- رفعت صدیقہ زوجہ ڈاکٹر معز الدین صدیقی

م 1976ء بنت علامہ علاؤ الدین صدیقی

6- علامہ علاؤ الدین صدیقی

7- ناصر حمید فاروقی متوفی 14 اپریل 1978ء

8- زوجہ ثانی جمال الدین صدیقی م 1947ء

9- سردار بیگم والدہ علامہ علاؤ الدین صدیقی

باقی بہت سے افراد خاندان یہاں دفن ہوئے ان

میں سے معلوم کا ذکر ساتھ ساتھ کر دیا گیا ہے۔

3- خاندانی قبرستان احاطہ واقع اندرون جنازگاہ

(میانی صاحب، لٹن روڈ، مزنگ لاہور)

اگست 2015 میں جب یہاں دوبارہ آیا تو عجیب و غریب صورتحال دیکھنے کو ملی وہ تحریر کرتا ہوں لیکن پہلے اس احاطے کا محل وقوع تحریر کرتا ہوں۔ اسکی تفصیل میں اپنی کتاب "انساب صدیقی" میں تحریر کر چکا ہوں۔

عین لٹن روڈ پر واقع جناز گاہ کے بڑے دروازہ سے اندر داخل ہوتے ہی جناز گاہ کا آفس اور مسجد ہے اس کے آگے قبرستان میں پیدل راستہ ہے جو اسی قبرستان میں سے ہوتا ہوا کافی دور باہر نکل جاتا ہے۔

اسی راستہ پر مذکورہ آفس اور مسجد سے کوئی 100 گز کے فاصلے پر دائیں طرف قبروں کے درمیان ایک راستہ مغربی سمت بلند قدیمی مسجد کے آثار کی طرف جاتا ہے۔ جس کی اب صرف قبلہ کی طرف

والی دیوار سلامت ہے۔ مسجد کے صحن کی طرف
بھی قبریں بن چکی ہیں۔

اس مسجد کے قبلہ والی دیوار کے عین دوسری
طرف یہ خاندانی قبرستان واقع ہے۔ یہ زمین
سے بلندی پر اور چبوترے کی شکل میں ہے۔

پہلے اس کے تین حصہ تھے جو میں نے اپنی کتاب
"انساب صدیقی" میں تحریر کئے تھے جسکے مطابق
سیڑھیوں سے جب اوپر کی طرف جائیں تو پہلے
احاطہ میں چشتی خاندان کی قبور تھیں (اب بھی
ہیں) دوسرے حصہ میں مولوی محمد اشرف بن
مولوی محمد دین صدیقی وغیرہ کی قبریں ہیں۔
اب جب کہ میں اگست 2015 میں وہاں گیا
تو احاطہ کے ارد گرد کسی پیر کا قبضہ ہو چکا ہے۔
مذکورہ قدیم مسجد کی دیواروں پر سرخ رنگ اور
متصل سب جگہوں پر تازہ پینٹ کر دیا گیا ہے۔
جس کا مقصد غالباً قبضہ کرنے کی کوشش ہے۔

احاطے کے اس جزوی حصہ پر جہاں میرے دادا
 مولوی بشیر احمد صدیقی کی قبر ہے اس پر ایک
 شامیانہ لگا دیا گیا تھا اور کچھ مسنڈے نوجوان
 سوئے پڑے تھے۔

چشتی خاندان کی قبریں جو سرخ پتھر سے بنائی گئی
 تھیں ان کے تعویذ ٹوٹے ہوئے تھے۔ نئی اور
 کچھ پرانی قبریں بیٹھ رہی تھیں۔ قبرستان کے
 کیئر ٹیکر کو بلایا اور اس سے پوچھا کہ پیر صاحب
 جو قبضہ کی کوشش میں ہیں کون ہیں؟ اور قبروں
 کی دیکھ بھال کیوں نہیں ہو رہی؟ اس نے فوری
 کام کرنے والے بندوں کو بلا کر کام پر لگا دیا۔

مذکورہ پیر صاحب کا قصہ یہ معلوم ہوا کہ انہیں
 خواب میں کوئی بشارت ہوئی ہے جس کے بعد انہوں
 نے وہاں قبضہ کیلئے ڈیرے لگادئے۔ بظاہر سب کچھ
 وہاں کی انتظامیہ کی ملی بھگت سے ہو رہا ہے۔ ان
 سے بات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ آپ مغل سلاطین

کی مہر والے اجازت نامے دکھائیں۔ جب کاغذ لائیں
 گے تو ہم کوئی ایکشن لیں گے۔ قبرستان کے اس
 احاطے کی خرید کے کاغذات پھوپھی رافعہ بنت
 مولوی ظہور الدین صدیقی کے پاس محفوظ ہیں جسے
 برادر تنویر احمد صدیقی ابن نذیر احمد صدیقی نے دکھانے
 اور مرمت کی ذمہ داری لی۔

قبریں بیچنے کا دھندہ بہت مذموم حرکت ہے اور
 میانی صاحب میں بہت عام ہے۔

پہلے اس احاطہ کے تین حصہ تھے لیکن اب پہلا
 اور دوسرا حصہ تقریباً ایک ہی سطح پر دکھائی دئے۔

صرف تیسرا حصہ جہاں میرے دادا بشیر احمد
 صدیقی کی قبر اور دیگر قبور ہیں وہ بدستور دو تین
 سیڑھیاں اوپر کی طرف ہے۔ جنگی قبر کے مغربی
 سمت کوئی قدیم پتھر سے بنی ہوئی قبر ہے۔

انساب صدیقی میں تفصیل انہی تین حصوں کے مطابق
 درج کی تھیں۔ اب صورتحال مختلف ہو گئی ہے اور

بظاہر صرف دو حصے رہ گئے ہیں۔

تفصیلات قبور

پہلا حصہ:

مذکور قدیمی مسجد کی طرف سے مشرقی سمت پہلی

قبر عبد القادر چشتی کی ہے۔ اس کے بعد ترتیب

دار قبریں ہیں۔

1۔ عبد القادر چشتی ولد مولوی عبد الحمید چشتی پیدائ

24 جنوری 1910ء اور وفات 18 مئی 1971ء

2۔ عبد الباسط چشتی ولد عبد الحمید چشتی (پھوپھی انور

باسط کے شوہر)

پیدائش یکم مئی 1914ء وفات 17 جون 1949ء

3۔ اہلیہ عبد الحمید چشتی (وزیر بیگم بنت مولوی محمد دین

صدیقی) وفات 11 جون 1939ء بمطابق 22

ربیع الثانی 1358ھ

4۔ مولوی عبد الحمید چشتی پیدائش 15 اکتوبر 1879ء

وفات 11 دسمبر 1949ء

5- والدہ عبدالحمید چشتی وفات نومبر 1939ء

بمطابق 1358ھ

6- جاوید باسط چشتی ولد عبدالباسط چشتی

7- زہرہ بیگم زوجہ عبد القادر چشتی وفات 16

جنوری 1996

مندرجہ ذیل قبور کو انساب صدیقی میں دوسرے

حصہ میں شمار کیا گیا تھا لیکن اب وہ قبور تقریباً

ایک ہی سطح پر دکھائی دیتی ہیں۔

اس میں مسجد کی طرف سے پہلی قبر مولوی محمد

اشرف صدیقی کی ہے۔ ترتیب اس طرح کی ہے۔

1- محمد اشرف صدیقی ولد مولوی محمد دین صدیقی

وفات 10 جنوری 1949ء

2- شمیم اختر بنت غلام محی الدین وفات 7 جون

3- غلام محی الدین صدیقی ولد مولوی محمد دین

صدیقی وفات 2 مئی 1964ء 7 محرم 1384ھ

4۔ زبیدہ خاتون زوجہ غلام محی الدین صدیقی

وفات 28 اگست 1970ء جمادی الثانی 1390ھ

5۔ رشید احمد صدیقی ولد غلام محی الدین صدیقی

وفات 30 ستمبر 1985ء محرم 1406ھ

6۔ انور بیگم بنت بشیر احمد صدیقی زوجہ عبد الباسط

چشتی۔

دوسرا حصہ :-

یہ پہلے احاطہ سے متصل لیکن کچھ سیڑھیاں اوپر کی

طرف واقع ہے۔ مسجد کی طرف سے ایک بچے کی

قبر ہے اس کے ساتھ ہی مولوی بشیر احمد صدیقی کی

قبر ہے۔ ترتیب اس طرح ہے۔

1۔ بچے کی قبر

2۔ مولوی بشیر احمد صدیقی ولد مولوی محمد دین

صدیقی وفات 30 مئی 1965ء

3۔ ظہور الدین صدیقی ولد مولوی محمد دین

صدیقی وفات 21 جون 1966ء

4۔ بیگم ظہور الدین صدیقی کی قبر کی پائنتی کی

طرف مندرجہ ذیل قبور ہیں

5۔ میاں بشیر احمد ولد میاں عبد الرحمن

پیدائش 15 مارچ 1915ء وفات جنوری 1973ء

6۔ یعقوب احمد صدیقی ولد مولوی ظہور الدین صدیقی

وفات 13 اکتوبر 1981ء ، ذوالحجہ 1401ھ

ننھیالی قبرستان:

میری نانی محترمہ سلطان جہاں بیگم بنت مولوی انیس

احمد، گلبرگ قبرستان، پشاور میں اپنی والدہ خدیجہ

الکبری زوجہ مولوی انیس احمد کے پہلو میں 21 ستمبر

1977ء کو دفن ہوئیں۔

میرے نانا منور حسن بشیر ولد بشیر حسن بشیر قیام

پاکستان سے پہلے ریاست مالیر کوئٹہ کے قبرستان

میں دفن ہوئے۔ قبرستان اب بھی موجود ہے اور

بہت سے اہل خاندان کی قبور بھی موجود ہیں۔

نفیس احمد اور شاہد احمد ابن مولوی انیس احمد

کراچی میں دفن ہوئے

بشیر حسن بشیر اور کرئل تنویر حسن بشیر ابن بشیر

حسن بشیر کراچی میں دفن ہوئے۔ انکے والد بشیر

حسن بشیر سکھر میں دفن ہوئے۔

سعیدہ بنت بشیر حسن بشیر ماڈل ٹاؤن لاہور قبرستان

میں اپنے پوتے ونگ کمانڈر مشہود فرخ شہید کے

پہلو میں اور صبیحہ بنت بشیر حسن بشیر اور انکے

شوہر ریاض الرحمن شریف لاہور میں دفن ہوئے۔

مولوی انیس احمد لاہور کے قبرستان میاں میر میں

دفن ہوئے۔

میرے ماموں نیر حسن بشیر ولد منور حسن بشیر

آئی-11 اسلام آباد کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

انکی اہلیہ آصف بھی یہیں دفن ہوئیں۔

میری والدہ امینہ بنت منور حسن بشیر متوفی 14 مئی

2008ء شوہر عزیز احمد صدیقی متوفی 18 جون

1983ء کے ہمراہ ڈھوک حسو راولپنڈی کے

قبرستان میں دفن ہوئیں۔

میری حقیقی خالہ اور خوش دامن ثمنہ بنت منور

حسن بشیر متوفی 16 جون 2010ء اور انکے شوہر

محمود الحق صدیقی متوفی 10 دسمبر 2011ء، میانی

صاحب لاہور قبرستان میں دفن ہوئے، یہ میری

اہلیہ فرحانہ صدیقی کے والدین تھے۔

یہ قبرستان چوہدری سے بہاولپور روڈ پر مشرق

کی سمت جاتے ہوئے دائیں طرف ہے۔ یہیں

پر فرحانہ کی دادی امتہ الکافی دفن ہیں جنکا تعلق

سبزواری فیملی سے تھا (پیدائش 2 جنوری

1899ء، وفات 16 ستمبر 1980ء)

فرحانہ کی پھوپھی امت المنان تاریخ وفات

31 دسمبر 1993ء اور انکے شوہر شیخ غیور

احمد، اور فرحانہ کی بھابھی عظمی زوجہ وقار محمود

وفات 3 مئی 2013ء ، زین العباء (امتہ الکافی
 کے بھائی) اور مفتاح الدین ظفر متوفی 17 اگست
 1992ء کے علاوہ بہت سے عزیزوں کی قبور ایک
 ہی جگہ پر ہیں۔

نہیال منصور احمد صدیقی

والدہ امینہ بنت منور حسن بشیر

زوجہ عزیز احمد صدیقی :

جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے اپنی والدہ
 صاحبہ کو تہجد گزار پایا۔ حوصلہ اور مشکل حالات
 کا مقابلہ کرنا علم و ادب سے گہری دلچسپی کی
 وجہ سے ہمارے گھر میں علم و ادب کا چرچا رہا۔
 بیس بائیس سال نامساعد حالات کے باوجود درس و
 تدریس کا کام جاری رکھا۔ اپنی نواسی صائمہ کے
 نام پر ایک چھوٹا سا گھریلو سکول کھولا جہاں

محلہ کے غریب بچوں کو انتہائی محنت و جانفشانی سے
 تعلیم دیتی رہیں بعض قدامت پرست اور استطاعت
 نہ رکھنے والوں کی بچیاں بھی اسی سکول کے طفیل
 تعلیم حاصل کر چکی ہیں دراصل یہ سکول کے
 ساتھ ساتھ نادرا بچوں کا ویلفیئر سنٹر بھی تھا۔ کمرشل
 ادارہ نہ ہونے کے باعث ٹاٹ سکول سے آگے
 نہ بڑھ سکا اور سخت گرمی و سردی میں کھلے آسمان
 تلے علم کی روشنی سے ریلوے کالونی اور ارد
 گرد کے علاقے میں رہنے والے بچوں میں علم
 کی روشنی پھیلاتی رہیں۔ ایک طرح یہ سکول
 اپنی جگہ سماجی اور علمی اکیڈمی کا درجہ رکھتا تھا۔
 والدہ 12 جنوری 1934ء کو مالیر کوٹلہ ریاست میں
 پیدا ہوئیں۔ والد منور حسن بشیر بن شیخ بشیر حسن بشیر
 آپ دو تین سال ہی کی تھیں کہ وفات پا گئے
 وہ ریاست پولیس کے اعلیٰ عہدیدار تھے اور مالیر
 کوٹلہ میں ہی دفن ہوئے۔ آپ کے دادا شیخ بشیر
 حسن بشیر مشہور شاعر تھے اور مالیر کوٹلہ ریاست

میں وزیراعظم کے عہدے پر فائز تھے ان کا
 تذکرہ کئی کتابوں میں آچکا ہے۔ ان سب کی بہت
 جاندادیں تھیں اور مالیر کوئٹہ میں محلہ شیخاں اب تک
 اس خاندان کے نام سے مشہور ہے۔ پاکستان بننے
 کے بعد بھی آپ کے دادا کچھ عرصہ ہندوستان
 میں مقیم رہے (لاہور کا جو ذکر کیا از گوپال متل)
 میری والدہ بارہ تیرہ سال کی عمر میں ہجرت کر کے
 پاکستان تشریف لائیں۔ انکے ذہن پر مالیر کوئٹہ
 اور اپنے آبائی گھر، والد اور وہاں کی شان و
 شوکت کچھ اس طرح نقش تھیں کہ آخری عمر تک یاد
 کرتی رہیں۔

1948ء میں کرنل تنویر حسن بشیر جو میری والدہ
 کے چچا تھے فوجی ٹرک میں سب اہل خاندان کو
 پاکستان لیکر آئے اور سارا خاندان خالی ہاتھ
 سب کچھ وہیں چھوڑ کر راولپنڈی میں آباد ہوا۔
 ہمراہ میری نانی محترمہ سلطان جہاں بیگم، ماموں نیر
 حسن بشیر اور خالہ شمینہ بھی تشریف لائے اور

بھارت کے بارڈر پر اٹکا پہنا ہوا زیور اور کانوں
 سے بالیاں تک اتار لی گئیں۔ صرف پہنے ہوئے
 کپڑوں میں ہجرت کر کے یہاں پہنچے۔
 اپنی وفات سے کچھ پہلے تنویر حسن بشیر اپنی اہلیہ
 ملکہ کے ہمراہ مالیر کوئلہ تشریف لگئے تھے اور
 وہاں سے اپنے آبائی گھروں کی تصاویر لائے تھے۔
 انکے مطابق وہاں قبرستان میں ابھی تک بہت سے افراد
 خاندان کی قبریں موجود ہیں اور کچھ افراد خاندان
 بھی آباد ہیں جنہوں نے قیام پاکستان کے بعد وہیں
 رہنے کو ترجیح دی۔

میں مصنف اپنے ننھیالی خاندان کے بارے میں
 مختصر تفصیلات آئندہ صفحات پر تحریر کر رہا ہوں
 اور سب سے پہلے مالیر کوئلہ ریاست سے ہجرت کر
 کے پاکستان آنے والے خاندانوں کی تفصیل درج
 کرتا ہوں۔

یہ خاندان بہت وسیع ہے اور پاکستان کے مختلف
 شہروں میں آباد ہے کہ جس پر ایک علیحدہ کتاب لکھی

جاسکتی ہے بلکہ اس خاندان کے بزرگوں کے پاس
اپ ڈیٹ شجرہ نسب بھی موجود ہے۔

یہاں صرف ان ہی کا تذکرہ ہے جن کا براہ راست
میری والدہ امینہ عزیز صدیقی سے تعلق ہے۔

آخر میں معلومات کیلئے ریاست مالیر کوئلہ کے علاوہ
بنت ضلع مظفر نگر اتر پردیش اور گوالمنڈی راولپنڈی
کے بارے میں مختصر معلومات درج کی ہیں۔

مزید یہ کہ 1947ء میں تقسیم برصغیر کے وقت یہ واحد
مسلم ریاست تھی جو ہر قسم کے فرقہ وارانہ فسادات
سے مکمل آزاد رہی اور عام طور پر امن و امان
رہا اسی وجہ سے مشرقی پنجاب کے ارد گرد کے علاقوں

سے کثیر تعداد میں لٹے پٹے مہاجرین نے اس

ریاست میں پناہ لی اور یہاں کے مسلمانوں نے

انکے لئے اپنے دروازے کھول دئے اور ہر قسم

کی مدد کی۔ اس وجہ سے ننھیالی خاندان کو بعد

میں پاکستان ہجرت کر کے آنے والے بے شمار

خاندان نہ صرف جانتے ہیں بلکہ بہت اچھے

لفظوں میں یاد کرتے ہیں

میری والدہ کے دادا شیخ بشیر حسن اور انکے دادا
مظفر نگر (یو پی) اور اب اتر پردیش بھارت کے
ایک قصبہ بنت سے آکر مالیر کوٹلہ آباد ہوئے۔
ان کا نام نذیر حسن تھا۔

(1) نذیر حسن بن احمد حسن: آپ کی زوجہ
کا نام صفیہ تھا۔

تین بیٹیاں اور تین بیٹے ہوئے۔

سب سے بڑی بیٹی خدیجہ الکبریٰ تھیں جن کی
شادی مولوی انیس احمد بن مولوی ادیس احمد
سے ہوئی۔ مولوی انیس احمد عالم دین علی گڑھ سے
گریجویٹ اور فارغ التحصیل مدرسہ دیوبند تھے۔
حیدر آباد سندھ میں کالج کے پرنسپل رہے لیکن
کبھی تنخواہ نہیں لی اور لاہور میں وفات پائی۔

آپ نے انوار القرآن کے نام سے قرآن پاک
کا اردو میں ترجمہ کیا جس کی ہندوستان بھر کے
بڑے بڑے علماء نے تعریف کی آپ سیاست،
دین و دانش میں تمام عمر سرگرم رہے۔ آپ

رفقائے حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ
 میں سے تھے۔ انکے حالات ایک کتاب میں تحریر ہیں
 جو باوجود کوشش کے مجھے مل نہ سکی۔ ورنہ وہ بذات
 خود ایک تاریخ تھے بڑے بڑے سیاستدانوں بشمول
 گاندھی جی، جمیعت علمائے ہند اور زعمائے مسلم لیگ
 سے انکے تعلقات تھے۔

ہمارے گھر راولپنڈی میں والدہ کے پاس کچھ اہم
 دستاویزات، کاغذات اور تصاویر تھیں جو سب
 ضائع ہو گئیں یا شاید رشتہ دار لے گئے جن کو
 باوجود تلاش کے دوبارہ حاصل نہ کر سکا۔ ایک
 لکڑی کی صندوقچی میں انوار القرآن کی سب
 جلدیں بھی تھیں جو میں نے خود دیکھی تھیں۔
 میری بد قسمتی ہے کہ میرے پیر میں ایسا چکر
 ہے کہ کبھی ٹک کر راولپنڈی یا لاہور نہ رہ سکا
 اور جب اپنے دودھیالی اور ننھیالی خاندانوں کے
 حالات جمع کرنے کی کوشش کی تو سب رشتہ
 داروں نے صاف جواب دے دیا کہ ان کے

پاس کوئی کاغذات یا دستاویزات نہیں ہیں۔
 مولوی انیس احمد کے دو بیٹے ہوئے نفیس احمد بن
 مولوی انیس احمد اور شاہد احمد بن مولوی انیس
 احمد اور تین بیٹیاں سلطان جہاں بیگم (جو کہ
 مؤلف کی نانی محترمہ تھیں) زوجہ منور حسن،
 دوسری بیٹی ہمایوں زوجہ ایم ڈی اظہر اور سب
 سے چھوٹی فرزانہ زوجہ رشید حسن سب فوت ہو چکے
 ہیں۔

مولوی انیس احمد کے والد کا نام خان بہادر
 ادریس احمد تھا۔

خان بہادر ادریس احمد کے گیارہ بیٹے اور آٹھ
 بیٹیاں ہوئیں۔ ترتیب اس طرح ہے۔
 مولوی انیس احمد، عقیل احمد، سعید احمد، جلیس احمد،
 رئیس احمد، سلیم احمد، رشید احمد، عارف احمد،
 بلقیس، خدیجہ، ہاجرہ، زہرہ، قیصرہ (زوجہ
 زاہد حسین تھیں جو بھارت میں پاکستان کے سفیر اور
 گورنر سٹیٹ بینک رہے)، شائستہ، صالحہ، نجمتہ،

اور ملکہ زوجہ کرئل تنویر حسن بشیر۔

خان بہادر ادریس احمد کی اب چوتھی یا پانچویں
نسل پاکستان کے علاوہ بیرون ملک بھی آباد ہے
ان میں سے چند کا ضمنی تذکرہ آئندہ صفحات میں
آئے گا۔

مولوی انیس احمد بن خان بہادر ادریس احمد
کے خاندان اور اولاد کے مختصر حالات:
نفیس احمد بن مولوی انیس احمد مالیر کوئٹہ سے
تقسیم ہند کے بعد ہجرت کر کے گوالمنڈی
راولپنڈی میں آباد ہوئے۔ ان کے سب بچوں
کی پیدائش گوالمنڈی راولپنڈی میں ہوئی۔ 1966ء
اسلام آباد شفٹ ہو گئے۔ سی ڈی اے سے
ریٹائرمنٹ کے بعد کراچی میں سکونت اختیار کی
اور وہ اور انکی اہلیہ مظفر وہیں فوت ہو کر دفن
ہوئے۔

ان کے دو بیٹے عادل احمد بن نفیس احمد اور فرید
احمد بن نفیس احمد ہوئے۔ عادل احمد 1952ء کو

راولپنڈی میں پیدا ہوئے۔ کراچی میں فوت ہو
 کر وہیں دفن ہوئے۔ چار بیٹوں میں رخشندہ
 زوجہ شکیل احمد اور رخشندہ کی بیٹی انکی سسرال
 میں خلیل بن عقیل احمد کے نواسے سے بیاہی گئیں۔
 طاہرہ زوجہ سکندر رشید نیویارک امریکہ میں آباد
 ہیں ، جودت زوجہ جاوید رشید لاہور میں آباد ہیں۔
 سب سے چھوٹی بیٹی کراچی میں فوت ہو چکی ہیں۔
 نفیس احمد نے دو شادیاں کیں پہلی بیوی حسن احمد
 جان کی بیٹی تھیں۔ دوسری بیوی مظفر سے سب اولاد
 ہوئی اور انکے والد اپنے وقت کے پیر تھے،
 یہ عادت اور اخلاق کی بہت اچھی خاتون تھیں
 سلطان جہاں بنت مولوی انیس احمد زوجہ
 منور حسن بشیر آپ مؤلف کتاب کی نانی محترمہ
 تھیں۔ آپ کے حالات و سیرت پر ایک
 الگ کتاب لکھی جاسکتی ہے۔
 جوانی میں بیوگی کا دکھ سہا جب آپ کے شوہر منور
 حسن بن شیخ بشیر حسن بشیر اچانک مالیر کوٹلہ میں

وفات پاگئے۔ تینوں بچوں کی انتہائی حوصلہ مندی سے تعلیم و تربیت کی۔ سب سے چھوٹی بیٹی ثمنہ کی ولادت اپنے والد کے انتقال کے بعد ہوئی۔

آخر 1948ء میں تینوں بچوں کے ہمراہ پاکستان ہجرت کی اور راولپنڈی میں سکونت اختیار کی۔ وہ بہت صبر آزما دور تھا جبکہ تینوں بچے ابھی تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ آپ انتہائی صابر، شفیق، تہجد گزار، عابدہ و زاہدہ تھیں۔ مجھے یہ فخر حاصل ہے کہ میرا بچپن ان کے پاس گزرا اور ابتدائی لکھنا پڑھنا انہوں نے ہی سکھایا اور سکول میں داخل کرایا۔ آپ کی پیدائش 1913ء میں ہوئی اور 21 ستمبر 1977ء میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں۔ گلبرگ کے قبرستان پشاور میں اپنی والدہ خدیجہ الکبریٰ زوجہ مولوی انیس احمد کے پہلو میں دفن ہوئیں۔ آپ کے ایک بیٹے نیر حسن بشیر اور دو بیٹیاں امینہ زوجہ عزیز احمد صدیقی اور سب سے چھوٹی ثمنہ زوجہ محمود الحق صدیقی

ہوئیں۔ جن کا تذکرہ اپنی جگہ پر آئے گا۔

شاہد احمد بن مولوی انیس احمد:

آپ بھی ہجرت کے بعد آغاز میں راولپنڈی

تشریف لائے اور ملٹری اکاؤنٹنٹ جنرل ،

سی سی ایم اے، کے علاوہ پی آئی ڈی سی

اور پاکستان منرل ڈویلپمنٹ کارپوریشن سے

ڈائریکٹر فنانس ریٹائر ہوئے۔ علمی اور ادبی

شخصیت تھے۔ دین سے بہت لگاؤ تھا تاحیات گھر

پر درس قرآن کراتے رہے۔ سیرت پر ایک کتاب

بھی تحریر کی تھی۔

کراچی میں دفن ہوئے۔ آپ کی زوجہ کا نام نسیم

بنت زبید احمد تھا جن کا انتقال 2003ء کو کراچی میں

ہوا۔ زبید احمد الہ آباد یوپی میں پروفیسر تھے اور

انکی اولاد پاکستان میں بہت پھیلی پھولی۔

شاہد احمد کی چار بیٹیاں ہوئیں۔ صباحت زوجہ مصطفیٰ

احمد، نصرت زوجہ کرنل اسامہ صدیقی متوفی کراچی ،

(کرنل اسامہ کے بڑے بھائی توحید صدیقی پاکستان

نیوی میں افسر تھے اور 1971ء کی جنگ میں مشرقی
پاکستان کے نزدیک غازی آبادز کے حادثہ میں شہید
ہوئے، آپکے والد ملٹری اکاؤنٹنٹ تھے، والدہ کا
نام طاہرہ تھا اور یہ سب ڈینیز سکول راولپنڈی سے
متصل رہائش رکھتے تھے)۔

تیسری بیٹی انجینئر وجاہت زوجہ ریحان الانبیاء ہیں
اور تین بیٹیوں کے بعد ڈاکٹر جنید احمد بن شاہد احمد
جنوری 1953ء کو راولپنڈی میں پیدا ہوئے۔ کینڈا
سے پی ایچ ڈی کی اور انکی زوجہ امینہ بنت قمر الدین
ہیں اور تین بیٹے علی، اسد اور نادر ہیں۔
اس کے بعد طاہرہ احمد بن شاہد احمد ہیں جو انجینئر
ہیں۔ سب سے چھوٹی بیٹی ڈاکٹر بشارت زوجہ طیب
کینیڈا میں آباد ہیں۔

ہمایوں بنت مولوی انیس احمد زوجہ ایم ڈی
اظہر بن منشی مصباح الدین احمد:

آپ دونوں لاہور میں دفن ہوئے۔ ان کی اولاد
میں سب سے بڑے بیٹے ونگ کمانڈر زین الدین

اختر تھے اب فوت ہو چکے ہیں، بیٹی سمیں زوجہ طاہر
 کے ایک بیٹے ساجد کینیڈا میں اور بیٹی صوفیہ امریکہ
 میں آباد ہیں۔ تیسری بیٹی یاسمین پھر بیٹے سیف
 الدین کشور انجینئر ہیں اسکے بعد بیٹی نسرین اور
 چھوٹے بیٹے کا نام شاہین ہے ایک بھائی عین
 الدین ارشد جوانی میں فوت ہوئے ان کی بیوہ
 سے بڑے بھائی زین الدین اختر نے اپنی پہلی
 زوجہ کے انتقال کے بعد نکاح کیا۔

منشی مصباح الدین کے دیگر بیٹوں میں صباح الدین جامی
 سول سروس میں تھے وفاقی سیکریٹری اور آئی جی
 پولیس پنجاب رہے جبکہ دوسرے بیٹے نظر سکھر میں
 آباد تھے جو پراونسل سروس میں تھے باقی بیٹوں
 کا ذکر اپنی جگہ آئے گا۔

فرزانہ بنت مولوی انیس احمد زوجہ رشید حسن
 آپکی وفات مئی 1995ء میں ہوئی اور شوہر رشید
 حسن کی وفات بھی اسلام آباد میں ہوئی اور دونوں
 یہیں دفن ہوئے۔ اولاد میں سب سے بڑے جاوید

رشید جنگی شادی جودت بنت نفیس احمد سے ہوئی
 اس کے بعد بیٹی نویدہ جو امریکہ میں بیاہی گئیں اسکے
 بعد سکندر رشید جنگی شادی طاہرہ بنت نفیس احمد
 سے ہوئی جن سے ایک بیٹے حسن سرفراز ہوئے اور
 جنگی شادی جاوید رشید کی بیٹی سے 22 اگست
 2003ء کو ہوئی۔ سب سے چھوٹے امجد رشید ہیں۔
 نذیر حسن بن احمد حسن کی دوسری بیٹی کا
 نام قریشہ تھا۔

جن کی شادی حسن احمد جان سے ہوئی۔ تین بیٹے
 اور ایک بیٹی ہوئیں۔ بڑے ظفر احمد جان دوسرے
 بیٹے خضر احمد جان ہوئے جو اپنی نام کی مناسبت سے
 واقعی خضر تھے۔ اعلیٰ عادات و فضائل کے مالک تھے
 انتہائی ہمدرد شفیق اور ملنسار تھے، جنرل ضیاء کے
 دور میں ایوان صدر میں ڈائریکٹر اور دو مین ڈویژن
 میں ڈائریکٹر جنرل رہے اور 24 دسمبر 1994ء کو
 فوت ہو کر اسلام آباد کے قبرستان میں دفن ہوئے
 خضر احمد جان کی شادی حورا بنت مفتاح الدین ظفر

بن منشی مصباح الدین سے ہوئی۔ وہ بھی فوت ہو چکی
 ہیں۔ ایک بیٹے انجینئر طارق احمد جان بن خضر احمد
 جان بھی جوانی میں فوت ہوئے دو بیٹیاں ہوئیں
 جن میں ڈاکٹر فریحہ زوجہ خرم بن فرخ زمان بن شیخ
 غیور احمد ہیں۔

تیسرے بیٹے عمر احمد جان بن حسن احمد جان
 جوانی ہی میں وفات پا گئے ان کی شادی حمیرا
 بنت مفتاح الدین ظفر سے ہوئی ان کے
 چار بیٹے ہیں سب سے بڑے عامر احمد جان،
 ڈاکٹر عاطف احمد جان اور عاصم مئی 1995ء میں
 جوانی ہی میں فوت ہو گئے۔

دو بہنوں حورا اور حمیرہ کی دو بھائیوں خضر اور عمر
 سے شادی ہوئی تھی۔ دونوں بھائیوں نے اپنی
 والدہ قریشہ کے ساتھ مالیر کوئٹہ سے ہجرت کے
 بعد گوالمنڈی راولپنڈی میں رہائش رکھی جب
 دار الخلافہ راولپنڈی شفٹ ہوا تو انہیں سرکاری
 رہائش گاہ رابرٹس لائن میں مل گئی تھی پھر اسلام

آباد آخری عمر تک رہے اور وہیں دفن ہوئے۔
 حورا اور حمیرا بنات مفتاح الدین ظفر کے ایک
 بھائی قیصر بن مفتاح الدین ظفر بن منشی مصباح
 الدین احمد ہوئے اور ایک بہن منورہ بنت مفتاح
 الدین ظفر زوجہ فرخ زمان بن شیخ غیور احمد تھیں
 جو جوانی میں ہی تین بچے چھوڑ کر فوت ہوئیں۔
 حسن احمد جان کی بڑی بیٹی شمسہ زوجہ نفیس احمد
 فوت ہو چکی ہیں۔ جبکہ دوسری بیٹی عذرا زوجہ شان
 احمد ہیں ان کے سب سے بڑے بیٹے بلال احمد
 دوسرے بیٹے ڈاکٹر معاذ احمد پھر ایک بیٹی شگفتہ
 ہیں۔ حسن احمد جان کی سب اولادوں نے مالیر
 کوئٹہ سے آکر راولپنڈی میں سکونت اختیار کی
 اور آج کل اسلام آباد ہیں۔ حسن احمد جان
 کے بھائی محمود احمد جان ہوئے۔ یہ خاندان
 اصلاً عرب ہے اور خضر احمد جان نے جو شجرہ
 مجھے دیا اس کے مطابق 26 پشت قبل تک
 کا شجرہ موجود ہے جو ابو المعارف حبان المصری

الصدقی یمنی پر منتہاء ہوتا ہے

شجرہ اس طرح ہے

خضر احمد جان بن حسن بن احمد جان بن محمد اسحق
(جن کی شادی گنگوہ میں دختر علی بخش سے ہوئی)

بن پیر محمد عرف پیر بخش (کی شادی بنت ضلع

مظفر نگر میں غلام شرف کی دختر سے ہوئی)

بن محمد انور بن محمد احمد معروف بہ شیخ احمد سامانوی

بن محمد حیدر سامانوی (گاؤں نزد سرہند) بن محمد

مکرم سرہندی بن محمد اعظم سرہندی بن محمد اکرام

سرہندی بن محمد باقر بن محمد ناظر بن محمد قاسم

بن محسن بن زاہد ابو الحسن ہندی المعروف بہ ابو

طیب بن عبدالمالک بن ابو القاسم بن عبدالرحمن

معروف بہ ابو سعید بن احمد ابو الحسن بن یونس

بن عبدالعلی بن موسیٰ بن میسرہ بن حفص بن

ابو المعارف جہان المصری الصدقی یمنی ۔

مذکورہ حسن احمد جان کے بھائی محمود جان کے

دو بیٹے فاروق احمد اور صغیر احمد ہوئے۔

نذیر حسن بن احمد حسن کی تیسری بیٹی حفیظہ

زوجہ ریاض الانبیاء تھیں دونوں فوت ہو کر

حیدرآباد سندھ میں دفن ہوئے۔

ان کے دو بیٹے ڈاکٹر امتیاز الانبیاء، نور الانبیاء

اور بیٹی ڈاکٹر کوثر زوجہ ڈاکٹر اطہار حیدر آباد

سندھ میں سکونت رکھتے ہیں جبکہ ایک بیٹے ریحان

الانبیاء انجینئر ہیں جنگی زوجہ وجاہت بنت شاہد

احمد بن مولوی انیس احمد ہیں۔

نذیر حسن بن احمد حسن کی اولاد میں ایک

بیٹے طاہر حسن ہوئے جن کی شادی سعیدہ

بنت شیخ بشیر حسن سے ہوئی۔

طاہر حسن جوانی میں ہی فوت ہو گئے ان کے

تین بیٹے فیاض، فرخ حسن اور مبشر ہوئے۔

فرخ حسن بن طاہر حسن کی شادی محمودہ بیگم سے

ہوئی اور ان کے بیٹے ونگ کمانڈر مشہود فرخ

ہوئے جو کہ صدر ضیاء الحق کے طیارے کے

پانکٹ تھے اور ان کے ہمراہ بہاولپور کے
 نزدیک فضائی حادثہ میں شہید ہوئے اور وادی
 کے پہلو میں ماڈل ٹاؤں لاہور کے قبرستان میں
 دفن کیا گیا۔

فرخ حسن کے دوسرے بیٹے ونگ کمانڈر نعمان
 فرخ اور تیسرے بیٹے سلمان فرخ اور چوتھے
 میجر عدنان فرخ ہیں۔ سب سے بڑی بیٹی منزہ
 زوجہ آصف مسعود سکندر ہیں۔

منظور حسن بن نذیر حسن بن احمد حسن لا ولد
 ہوئے جبکہ مظہر حسن بن نذیر حسن بن احمد
 حسن پاکستان کے مشہور قانون دان ہیں اور ان
 کی لکھی ہوئی کتابیں پاکستان میں قانون کے کورس
 میں شامل ہیں اور مظہر حسن نظامی کہلاتے ہیں۔
 (1) شیخ بشیر حسن بشیر بن احمد حسن :

آپ مالیر کوئٹہ ریاست میں وزیراعظم کے عہدہ
 پر فائز تھے تقسیم ہند کے کچھ عرصہ بعد پاکستان
 آئے اور سکھر میں وفات پائی اور وہیں دفن

ہوئے آپ کی پہلی شادی فاطمہ سے ہوئی۔
 (ان ہی فاطمہ کی ایک بہن کا نام حی تھا جو کہ
 زاہد حسن گورنر سٹیٹ بینک کی والدہ تھیں)۔
 فاطمہ کے بطن سے ایک بیٹے منور حسن اور بیٹی
 سعیدہ متولد ہوئے۔ منور حسن مؤلف کتاب کے
 نانا تھے۔

منور حسن کی شادی سلطان جہاں بنت مولوی انیس
 احمد سے ہوئی جن کے ایک بیٹے نیر حسن بشیر اور
 دو بیٹیاں امینہ زوجہ عزیز احمد صدیقی اور ثمنینہ
 زوجہ محمود الحق صدیقی ہوئیں۔ منور حسن جوانی
 میں فوت ہو کر مالیر کوئٹہ میں دفن ہوئے۔
 نیر حسین بشیر بن منور حسن بشیر
 بن شیخ بشیر حسن بشیر آپ کی پیدائش یکم اپریل
 1933ء کو مالیر کوئٹہ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم
 وہیں حاصل کی۔ تقسیم ہند کے بعد راولپنڈی میں
 سکونت اختیار کی اور گارڈن کالج راولپنڈی اور
 پھر پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے کیا۔ اعلیٰ

عہدوں پر جی ایچ کیو اور نٹیلی جنس میں کراچی ،

پشاور اور اسلام آباد میں خدمات انجام دیتے

رہے اور وہاں سے ریٹائر ہو کر کچھ عرصہ بے نظیر

کی حکومت میں ایڈوائزر رہے۔ اسلام آباد میں 21

اپریل 2008ء کو فوت ہو کر آئی 11 کے

قبرستان میں دفن ہوئے۔

آپ کی شادی آصف بنت شیخ احسان الحق سے

ہوئی جن کا انتقال 6 مئی 2015ء کو ہوا انکے

کے صلب سے ایک بیٹے ڈاکٹر بشارت حسن جو

انجینئر ہیں جنکے بڑے بیٹے کا نام اسد ہے۔

دوسرے نمبر پر بیٹی عظمیٰ ہیں جن کی شادی ڈاکٹر

رمیز الدین نظر سے ہوئی اور کراچی میں مقیم ہیں

جبکہ تیسرے نمبر پر بیٹی ڈاکٹر لبنیٰ ہیں جن کی

شادی مدثر اللہ سالاری سے 5 جنوری 2001ء

کو ہوئی اسلام آباد میں رہائش پذیر ہیں ۔

امینہ بنت منور حسن زوجہ عزیز احمد صدیقی

ان کا تذکرہ شروع میں آچکا ہے آپکی تاریخ

وفات 14 مئی 2008ء ہے اور اپنے خاوند

عزیز احمد صدیقی کے سرہانے کی طرف

ڈھوک حسو قبرستان راولپنڈی میں دفن ہوئیں۔

ثمینہ بنت منور حسن زوجہ محمود الحق صدیقی۔

آپ منصور احمد صدیقی مؤلف کتاب کی خالہ اور

خوش دامن ہیں۔

بچپن میں نے اپنی نانی محترمہ سلطان جہاں اور

ماموں نیر حسن بشیر کے ساتھ آپ کے پاس

گزارا۔ بلکہ سی بی سکول گوالمنڈی راولپنڈی کے درجہ

اول میں داخلہ بھی آپ نے ہی کرایا تھا۔

آپ کی پیدائش 1935ء میں مالیر کوٹلہ میں ہوئی

اور والد منور حسن پیدائش سے قبل ہی وفات پا

چکے تھے۔ راولپنڈی میں اپنی والدہ کے ہمراہ

گوالمنڈی میں رہائش اختیار کی اور یہاں آپ کی

شادی محمود الحق صدیقی سے ہوئی۔ آپ کی

وفات 16 جون 2010ء کو ہوئی اور میانی

صاحب لاہور کے قبرستان میں دفن ہوئیں۔

آپ کے چار بیٹے اور ایک بیٹی ہوئیں ۔

سب سے بڑے بیٹے ونگ کمانڈر افتخار محمود

ایروناٹیکل انجینئر ہیں جن سے میری ہمیشہ شبانہ

کی شادی ہوئی اور تذکرہ پہلے آچکا ہے۔

دوسرے نمبر پر فرحانہ بنت محمود الحق صدیقی ہیں

جو میری اہلیہ ہیں ۔ انکی پیدائش 20 فروری

1963ء کو لاہور میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم لاہور

ہی میں مکمل ہوئی اور اسکے بعد لاہور کالج

یونیورسٹی فار وومن سے ایف اے اور پنجاب

یونیورسٹی سے بی اے کیا۔ شادی کے بعد

راولپنڈی آگئیں اور اسکے بعد سے کینیڈا کے شہر

مسی ساگا میں میرے اور بچوں کے ساتھ مقیم ہیں ۔

تفصیل اوپر دی جا چکی ہے۔

تیسرے نمبر پر ڈاکٹر وقار محمود بن محمود الحق صدیقی

انجینئر ہیں اور انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور میں ڈائریکٹر

ہیں، انکی شادی تایا زاد عظمی بنت مقبول الحق صدیقی

سے 14 فروری 1997ء کو ہوئی تھی جو راولپنڈی

کے نزدیک کار کے حادثہ میں انتقال کر گئیں انکے
دو بیٹے سعد احمد اور عماد احمد ہوئے۔

اب انہوں نے نکاح ثانی کیا ہے۔

چوتھے نمبر پر کامران محمود سافٹ ویئر انجینئر ہیں

اور انکی شادی مہوش بنت اسلام الحق سے یکم

اکتوبر 2001ء کو ہوئی جنکے ایک بھائی فرحان اسلام

کینیڈا میں آباد ہیں۔ کامران کے دو بیٹے ہیں -

عبدالاحد اور عبدالصمد۔

سب سے چھوٹے عمران بن محمود الحق صدیقی ایم کام

ہیں اور بنکر ہیں۔ انکی شادی نمرہ بنت بلال احمد

بن شان احمد سے ہوئی۔ انکے بیٹے کا نام

عبدالرافع صدیقی ہے اور بیٹی کا نام رملہ ہے

محمود الحق صدیقی بن احسان الحق کے دادا

سراج الحق کا تعلق گنگوہ سے تھا اور وہیں انتقال

ہوا جبکہ والد شیخ احسان الحق گنگوہ سے ملازمت کے

سلسلہ میں مختلف جگہوں پر تعینات رہے زیادہ عرصہ

نیجر گنجان کینال رڑکی میں تعینات رہے۔ محمود الحق

صدیقی والد کی ریٹائرمنٹ کے بعد ان کے ہمراہ جبکہ وہ سیکرٹری میونسپل کمیٹی نگینہ رہے اور پھر بنت ضلع مظفرنگر، اتر پردیش آگئے۔ یہاں سے انکے والد کو رام پور میں محمد ابراہیم جو کہ بعد میں منسٹر ہوئے کے توسط سے چیف منسٹر رام پور نے بلوایا یہاں ان کی ملاقات خواجہ احمد بزرگ سے ہوئی اور رام پور میں سکونت اختیار کی۔ ستمبر 1942ء میں رام پور سے فیروز پور تشریف لے آئے آپ کے والد احسان الحق نے مئی 1940ء کو رام پور میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے -

قیام پاکستان کے بعد 17 اگست 1947ء کو آخری ٹرین میں بہاولنگر پہنچے سیالکوٹ مرے کالج سے ایف اے اور 1949ء میں لاہور اور نیشنل کالج سے بی کام میں گولڈ میڈل لیا۔ ایل ایل بی پنجاب یونیورسٹی سے کیا۔ آپ کی وفات 10 دسمبر 2011ء / 15 محرم 1433ھ کو ہوئی -

بقول انکے قیام پاکستان سے پہلے وہ پٹھانکوٹ میں

مولانا مودودی کے مدرسہ میں مختصر عرصہ طالب علم رہے لیکن اس بارے میں مزید تفصیلات نہ مل سکیں۔

آپ کی والدہ امت الکافی زوجہ شیخ احسان الحق کا سبزواری خاندان سے تعلق تھا جن کی پیدائش 2 جنوری

1899ء کو اور وفات 16 ستمبر 1980ء کو ہوئی ان

کے بھائی کا نام زین العباء تھا دونوں بہن بھائی میانی

صاحب لاہور میں دفن ہوئے۔ سبزواری خاندان

کے بہت سے عزیز کراچی میں رہائش پذیر ہیں، ان ہی

میں خادم الانبیاء سبزواری تھے جنکی بہت بڑی فیملی

گلشن اقبال کراچی میں رہائش پذیر ہے۔

محمود الحق صدیقی کا خاندان براستہ ہمدان مغلیہ دور

میں آکر گنگوہ میں آباد ہوا مکمل شجرہ موجود

نہیں ہے۔ بوقت قیام پاکستان خالی ہاتھ ہجرت کی

تھی شاید ان کے خاندان کے کسی فرد کے پاس ہو۔

شیخ احسان الحق بن سراج الحق کی اولاد اس طرح

ہے پہلی بیوی سے قدسیہ زوجہ محمد میاں جن کے

بیٹے نسیم احمد بہت مشہور شخصیت ہیں، سرکاری افسر

تھے لیکن یہ اور انکی اہلیہ کی ساری زندگی سماجی خدمات میں گزری ہے اور جماعت اسلامی سے وابستہ ہیں۔
 انکے پاس اپنے خاندان کا مکمل شجرہ ہے جسے اپ ڈیٹ کرتے رہتے ہیں۔ اپنے بچوں کے ساتھ راولپنڈی اسلام آباد میں سکونت رکھتے ہیں -

دوسری بیوی سے مقبول الحق صدیقی، محمود الحق صدیقی، بیٹی امتہ المنان زوجہ شیخ غیور احمد وفات 31 دسمبر 1993 (تینوں فوت ہو کر میانی صاحب لاہور میں دفن ہوئے)، دوسری بیٹی رشیدہ زوجہ خورشید عالم مرحوم و نکاح ثانی عبد الرؤف ساکن فیصل آباد، آصف زوجہ نیر حسن بشیر فوت ہو کر اسلام آباد میں دفن ہوئیں، سب سے چھوٹی بیٹی ثریا زوجہ سلیم اختر عباسی ہوئیں۔

امت المنان بنت شیخ احسان الحق زوجہ شیخ غیور احمد کی بہت بڑی فیملی ہے۔ انکے 6 بیٹوں میں نیر زماں، فرخ زماں، قیصر زماں، قمر زماں ہوئے۔ مقبول الحق صدیقی بن شیخ احسان الحق کی دوسری

شادی قمر سے ہوئی جن سے ایک بیٹا مظہر اور بیٹی
منزہ متولد ہوئے۔ جبکہ انہی قمر کے پہلے شوہر سے
عظمیٰ زوجہ وقار محمود ہوئیں یہ دونوں صدیقی النسب
تھے جن کے دو بیٹے متولد ہوئے۔

شیخ احسان الحق نہیالی شجرہ میں دیئے گئے محمد حسن
کی بیٹی کی اولاد میں سے ہیں جو کہ احمد حسن کی
ہمشیرہ تھیں۔

شیخ بشیر حسن کی بیٹی سعیدہ زوجہ ظاہر حسن کا تذکرہ
پہلے ہو چکا ہے جبکہ شیخ بشیر حسن کی دوسری شادی
خاتانی بنت زین العباء سے ہوئی جن کے بطن
سے دو بیٹے اور ایک بیٹی ہوئیں جن کی تفصیل اس
طرح ہے۔

1۔ بشیر حسن بشیر بن شیخ بشیر حسن بشیر:

آپ کی شادی مشاہدہ بنت ابو الفرح سے ہوئی
دونوں کراچی میں فوت ہوئے۔ آپ علیگڑھ یونیورسٹی
کے گریجویٹ تھے اور ریلوے میں اعلیٰ ترین عہدوں
پر فائز رہے۔

آپ کی تین بیٹیاں اور ایک بیٹے ہوئے ترتیب اس طرح ہے بشیر حسن کا تعلق پاکستان سول سروس سے تھا فوت ہو چکے ہیں۔ شگوفہ بنت شبیر حسن زوجہ ابو المعارج ہاشمی ہیں انکے والدین بھی مالیر کوئٹہ سے تھے ان کے بڑے بیٹے کا نام سہیل ہاشمی ہے، جبکہ والد کا نام ہاشم تھا جس کی نسبت سے ہاشمی کہلاتے ہیں۔

دوسری بیٹی آویزہ بنت شبیر حسن زوجہ صفی الدین نظر، تیسری بیٹی ڈاکٹر شامہ ہیں۔

2۔ کرنل تنویر حسن بن شیخ بشیر حسن بشیر:

آپ نے مالیر کوئٹہ سے ہجرت کے بعد ایک طویل عرصہ تک فوج کی انجینئرنگ سروسز میں خدمات انجام دیں اور ریٹائرمنٹ کے بعد گلشن اقبال کراچی میں مستقل سکونت اختیار کی سیکریٹری آئل اینڈ گیس کے علاوہ نیشنل کنسٹرکشن کمپنی میں پاکستان کے علاوہ بیرون ملک بھی خدمات انجام دیں آپ کی شادی ملکہ بنت خان بہادر ادریس سے ہوئے۔ جو آجکل شوہر کے انتقال کے بعد اپنی ہمیشہ کے

پاس کراچی میں رہائش پذیر ہیں۔

آپ کے دو بیٹے ہیں۔ بڑے بیٹے ڈاکٹر سعد بشیر ملک
کے مشہور نیورو سرجن ہیں آغا خان اسپتال کے
بعد آجکل سعودی عرب میں ہیں انکے بیٹے بھی
ڈاکٹر ہیں۔

دوسرے بیٹے طارق بشیر عرصہ دراز سے برطانیہ
میں رہائش پذیر ہیں۔

ان دونوں میاں بیوی کے مزاج میں دوسروں کے
لیے ہمدردی، محبت اور اخلاص کی اتنی زیادہ یکسانیت
تھی کہ آج کے دور میں قابل تقلید اور مثالی ہے۔
نادار عوام اور عزیز واقارب کی انتہائی خاموشی سے
مدد کرتے تھے۔ بہت سے نادار اور غریب رشتہ
داروں کو ماہانہ وظیفہ پابندی کے ساتھ بھیجتے اس
کے علاوہ دین و علم سے شغف رکھتے تھے۔ بیرون
ملک اگر مجھے کسی کتاب کی ضرورت ہوتی تو آپ
بذریعہ ڈاک بھیج دیتے۔ آپکی وفات کراچی میں
ہوئی۔

میری ذاتی زندگی میں انکی وفات سے ایسا خلاء پیدا
 ہوا ہے جسے پر کرنا مشکل ہے۔ چاہے میں پاکستان
 میں رہا یا ملک سے باہر ہر ہفتہ فون پر بات لازمی ہوتی
 تھی اور میرے ریکارڈ میں ان کے درجنوں خطوط
 ہیں جو وہ باقاعدگی سے تحریر کیا کرتے تھے۔

ہمارے گھرانے کی ذرا ذرا بات پر نظر رکھنا اور پھر
 اصلاح کرنا۔ انہیں اپنے بڑے بھائی منور حسن سے
 بہت محبت تھی اور انکی وفات کے بعد میری والدہ اور
 انکے دیگر بہن بھائیوں کیلئے باپ کا کردار ادا
 کرتے رہے۔

انکے خاندان کے ہمراہ 1399ھ میں حج بیت اللہ
 کی ادائیگی بھی نصیب ہوئی جن دنوں میں بھی
 سعودی عرب میں تھا اور انکی تعیناتی بھی اتفاق
 سے طائف میں تھی، اسکے علاوہ مدینہ منورہ بھی
 اکٹھے جانے کی سعادت حاصل ہوئی۔

3۔ صبیحہ بنت بشیر حسن زوجہ ریاض الرحمان
 شریف آپ بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹی

تھیں شادی ریاض الرحمن شریف بن خان بہادر
 فضل الرحمن شریف سے ہوئی جو قیام پاکستان
 کے بعد امرتسر سے بمشکل جان بچا کر پاکستان آئے
 اور پھر مستقل رہائش ماڈل ٹاؤن لاہور رہی اور
 دونوں کی وفات بھی یہیں ہوئی۔ آپ بہت لٹریچر
 خاتون تھیں شعر بھی کہتی تھیں ۔

ریاض الرحمن شریف انجینئر تھے اور واپڈا کے محکمہ
 اریگیشن میں مختلف جگہوں پر تعینات رہے جس میں
 چشمہ ، جہلم کی نہریں شامل ہیں ۔ ہارون آباد میں
 اپنی آبائی زرعی زمین پر کالونی آرگنائز کی ، آپ
 کی مختلف جگہوں پر بہت سی جائدادیں ہیں جن میں
 لکشی چوک لاہور پر ایک بہت بڑی بلڈنگ شامل
 ہے۔ آپ میں ظرافت کوٹ کوٹ کر بھری تھی
 جہاں بیٹھتے محفل خوشگوار ہو جاتی ۔ ان دونوں
 میاں بیوی کے ساتھ مجھے 1401ھ میں حج
 کرنے کا بھی اتفاق ہوا جبکہ یہ پاکستان سے حج کی
 سعادت حاصل کرنے آئے تھے۔ ایسے بے لوث

اور ہمدرد اب ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتے۔
 آپ کے والد خان بہادر فضل الرحمان شریف
 بھی محکمہ اریگیشن میں انجینئر تھے اور امرتسر
 میں محلہ شریف پورہ ان کے نام سے موسوم تھا
 اور آج بھی مشہور ہے۔ مولانا داؤد غزنوی جب
 مشکل حالات میں امرتسر آئے تو انہوں نے
 بہت مدد کی تھی۔ ان کے بیٹے ابو بکر غزنوی
 وائس چانسلر بہاولپور یونیورسٹی نے ایک مرتبہ
 ذکر بھی کیا تھا جب میں اپنی والدہ اور صبیحہ (جنیدہ)
 جو میری والدہ کی پھوپھی تھیں، ان کے ہمراہ ملنے
 انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور گیا تھا جب وہ شعبہ اسلامیہ
 کے سربراہ تھے اور بعض کتابوں میں بھی اس
 کا تذکرہ ہے۔

تین بیٹے اور ایک بیٹی ہیں :

ایاز الرحمن شریف بن ریاض الرحمن شریف
 انجینئر ہیں انکی زوجہ قریشی خاندان سے ہیں
 جنکے بھائی فاروق قریشی اور طارق قریشی انجینئر

ہیں اور یہ سب کینیڈا میں آباد ہیں۔

بیٹی زبدہ بنت ریاض الرحمن شریف زوجہ نبیل احمد
ہیں اور یہ ماڈل ٹاؤن لاہور میں رہائش پذیر ہیں۔
انکی ایک بیٹی ہیں۔

اس کے بعد ڈاکٹر غیاث الرحمن بن ریاض الرحمن
شریف ہیں جو ٹیکساس میں رہائش پذیر ہیں اور
سب سے چھوٹے معاذ الرحمن بن ریاض الرحمن
شریف ہیں جنکی چار بیٹیاں ہیں جن میں سمر کی
شادی شہریار بن انور حسین سے کینیڈا میں ہوئی
باقی بیٹیوں کے نام حنیہ ، ربیعہ اور انا ہیں۔
خان بہادر فضل الرحمن شریف کی زوجہ کا نام
رومانی بنت زین العباء تھا ۔

میں نے اپنے ننھیال خاندان کا مختصر خاکہ پیش
کر دیا ہے اور اب دلچسپی کے لیے اس برادری
کے شائع شدہ رسالہ ”پیام اتحاد“ مارچ 1927ء
سے اس انجمن کے باقاعدہ عہدیداروں کی تفصیل
درج کرتا ہوں جس سے اس برادری کی برصغیر

میں وسعت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

یہ عہدہ داران اکثر فوت ہو چکے ہیں اور ان کی اولادیں ہجرت کے بعد پاکستان کے مختلف علاقوں میں آباد ہیں اور باقاعدہ سے علیحدہ خاندانوں کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں۔ محدودے چند خاندان مالیر کوئلہ وغیرہ میں ابھی بھی آباد ہیں۔

کتابچہ "پیام اتحاد" مطبوعہ لاہور

مارچ 1927ء کے مطابق

صدر: زین العباء ایم اے، ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ

ہائی سکول، حسین آباد - لکھنؤ

نائب صدر: شیخ منظور الحق رئیس بابیوالا چک

110 ڈاکخانہ جھمرہ ضلع لائل پور

نائب صدر: شیخ احسان الحق پنشنر ڈپٹی ٹریفک منیجر

ہرگنگ رڈ کی (میری اہلیہ فرحانہ کے دادا)

جنرل سیکرٹری: شیخ فضل الرحمن شریف ایس ڈی او

میکوڈ گنج (والد ریاض الرحمن شریف)

جائٹ سیکرٹری: حافظ منظر حسن بنگلہ نمبر 128

فیروز پور چھاؤنی (والد فرخ حسن)

اسسٹنٹ: بابو عبدالقدوس بستی اڑانوالی

فیروز پور چھاؤنی

اسسٹنٹ:- منشی مصباح الحق، وکیل سر شتر سوائی

مادھو پور، ریاست جے پور

مشیر مال: خان صاحب مولوی ادریس احمد

بی اے بی ٹی ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی

سکول شہر بریلی (میری والدہ کے پرانا)

مشیر تعلیم: پروفیسر زبید احمد ایم اے نمبر 152

کٹڑہ الہ آباد

منیجر رسالہ:- مولوی مرتاض حسین اور

شیخ محمود حسن، احمد منزل مظفر نگر (یو پی)

مقامی کمیٹیوں کے سیکرٹری اور ان کے پتے:

امر تسر: بابو محمد فضل قدیر شریف لاج کٹڑہ مہانگھ

فیروز پور چھاؤنی: بابو شریف، شریف حسن

بنگلہ نمبر 128 فیروز پور چھاؤنی

لدھیانہ: شیخ محمد اسحق گنگوہ ہاؤس نیا محلہ لدھیانہ

مالیر کوٹلہ: ماسٹر عبدالرؤف محلہ شیخاں مالیر کوٹلہ

فرید کوٹ: شیخ عزیز احمد، عزیز منزل

بیکا نیر: شیخ ثار احمد وکیل، آزاد منزل

سہارنپور: شیخ محمد ذکی، آزاد منزل

مظفر نگر: شیخ محمد متین، احمد منزل

بریلی: بابو عبدالقدیر، محلہ بھوڑ

میرٹھ: منشی نواز احمد، محلہ نو گزہ

ڈیرہ دون: منشی عبدالرشید وکیل

جے پور: ڈاکٹر آغا حسن، نالہ نگراں

وغیرہ وغیرہ

مالیر کوٹلہ ریاست

کرنل چالس میسن کی کتاب جو کہ انیسویں صدی

کے آخر میں لکھی گئی میں مالیر کوٹلہ کے متعلق

تحریر کیا کہ اس ریاست کے شمال میں لدھیانہ

اور باقی تین طرف ریاستہائے نابھ اور پٹیالہ

کے علاقے ہیں۔ رقبہ 160 مربع میل آبادی

90 ہزار اور سالانہ آمدنی سوا 3 لاکھ روپیہ۔

مالیر کوٹلہ کے نواب شیروانی پٹھانوں کی نسل میں سے ہیں۔ 1467ء میں شاہان دہلی کے اہلکار ہو کر آئے تھے۔ ان کے بزرگ شیخ صدر الدین نے سلطان بہلول لودھی کی بیٹی سے شادی کی اور جھیز میں انہیں لدھیانہ کے قریب 68 گاؤں کی جاگیر عطا ہوئی۔ شیخ صدر الدین کی پانچ پشتوں کے بعد شاہ عالمگیر نے 1657ء میں بازید خان کو نوابی کا خطاب دیا ان کے عہد میں حال کا قصبہ مالیر کوٹلہ آباد ہوا۔

اٹھارہویں صدی میں یہ خاندان خود مختار ہو گیا جس وقت ستلج کے جنوب میں سکھوں کو عروج حاصل ہوا اس وقت یہاں کے نواب جمال خان تھے۔

مہاراجہ رنجیت سنگھ کے عہد میں مالیر کوٹلہ کو کافی نقصان پہنچا۔ 1846ء میں ستلج کی لڑائی میں رحمت علی خان نے اپنے بیٹے دلاور خان کی سرکردگی

میں سات سو سوار دیے۔ ان خدمات کے سلسلہ
میں مواضعات ہیرنا، فتح پور اور رسول پور
انگریزوں نے عطاء کیے جو ریاست مالیر کوئلہ
میں شامل ہوئے۔

1809ء میں عطا اللہ خان نے وفات پائی تو ان کے
بڑے بھائی وزیر خان نواب ہوئے اس خاندان
کے آخری نواب سکندر علی خان تھے جو کہ
1871ء میں لاؤلفوت ہوئے۔ انہوں نے دلاور
علی خاں کے بڑے بیٹے ابراہیم علی خان کو جو
عطا اللہ خان کا پڑپوتا ہے اپنا وارث قرار دیا۔
اس خاندان کے افراد آپس کے تنازعات کمشنر
انبالہ کے پاس لے جاتے۔ نئے انتظام کے تحت
حدود ریاست میں نواب کو جوڈیشل اور پولیس
کے اختیارات تفویض ہوئے۔

نواب ابراہیم علی خان کے تین بیٹے ہوئے۔ جن میں
اسحق علی خان 1884ء میں فوت ہوئے جبکہ احمد
علی خان کی ولادت 1881ء میں ہوئی اور وہ

1947ء میں فوت ہوئے۔

شیخ بشیر حسن بشیر جو کہ میری والدہ امینہ خاتون کے دادا تھے وہ نواب احمد علی خان کے عہد میں ریاست وزیراعظم تھے۔ گوپال متل نے اپنی کتاب ”لاہور کا جو ذکر کیا“ میں ان سے اپنی ملاقات کا ذکر لکھا ہے اور انہیں وزیر خارجی امور تحریر کیا ہے یہ 1932ء کا ذکر ہے۔

تیسرے بیٹے محمد علی خان احمدی ہو گئے تھے جو کہ نواب شیروانی کوٹ کہلاتے تھے۔ نواب احمد علی خان کے بعد ان کے بیٹے افتخار علی خان نواب ہوئے۔ اور ان ہی کے عہد میں ریاست مالیر کوٹلہ تقسیم ہند کے بعد پٹیالہ اینڈ ایسٹ پنجاب اسٹیٹس یونین مین مدغم کر دی گئی اور افتخار علی خان کو ماہانہ گزارہ الاؤنس بھارت حکومت کی طرف سے دیا جانے لگا ان کا انتقال 1982ء میں ہوا اور انہیں شاہی گورستان واقع سرہندی گیٹ مالیر کوٹلہ میں دفن کیا گیا۔ شاہی خاندان میں سے صدر الدین شیروانی

پاکستان ہجرت کر کے آگئے اور ماڈل ٹاؤن لاہور
میں مقیم ہوئے۔

آجکل یہ انڈین سٹیٹ آف پنجاب کے ضلع سنگرور
میں میونسپل کونسل ہے۔ اس کا فاصلہ لدھیانہ سے
50 کلومیٹر اور سنگرور سے 35 کلومیٹر ہے۔

قیام پاکستان کے وقت مالیر کوئلہ ریاست کے پر
امن رہنے کی وجوہات اور مختصر تاریخ :

آزادی کے بعد جب مسلمانوں پر قیامت ٹوٹ پڑی
اور مشرقی پنجاب میں ہندوؤں اور سکھوں نے مسلمانوں
کو بے دردی سے شہید کرنا شروع کیا اور مظلوم
مسلمان اپنے آبائی علاقوں سے ہجرت پر مجبور
ہوئے تو اس ریاست نے ان لئے پٹے مہاجروں
کو پناہ دینے میں اہم کردار ادا کیا۔

اس کی وجہ یہ تھی کہ اس ریاست کی حدود میں
سکھوں کو اپنے مذہبی گرو گوبندر سنگھ کی ہدایت
کے بموجب اپنی کرپانیں نیام میں رکھنے کی ہدایت
تھی۔ اسی وجہ سے جب مسلمان اس ریاست کی

حدود میں داخل ہوتے تھے تو امن میں آ جاتے تھے۔

مالیر کوئلہ ریاست میں مثالی فرقہ وارانہ ہم آہنگی کی وجہ یہ ہوئی کہ سکھوں کے دسویں گورو گوبند سنگھ کو قید کر دیا گیا اور ان کے دو بیٹے فتح سنگھ عمر 9 سال اور زور آور سنگھ عمر 7 سال کو گورنر سرہند وزیر خان کے دربار میں پیش کیا گیا اور وہاں ان بچوں کو بھی سزا دینے کا عندیہ دیا جانے لگا اور انہیں دیوار میں چنوائے کی باتیں ہونے لگیں تو نواب مالیر کوئلہ نے صاف الفاظ میں کہا کہ ان بچوں کو کسی قسم کی سزا کا دیا جانا قرآن اور اسلامی تعلیمات کی خلاف ورزی ہے۔ اسکے بعد بطور احتجاج وہاں سے واک آؤٹ کر گئے اس کے علاوہ اور نگزیب عالمگیر کے دربار میں چٹھی بھی لکھی۔ یہ واقعہ نواب شیر محمد خان کے عہد 1211ھ کا ہے۔

نواب مالیر کوئلہ کے جذبہ انسانیت کو سراہتے ہوئے سکھ گورو گوبند سنگھ نے اپنے تاریخی

حکمنامے میں اسے بہت سراہا۔ نواب شیر محمد خان
کا عہد 1672ء سے 1712ء تک رہا۔

اس تاریخی واقعہ کو ابوالامان امرتسری نے اپنی
کتاب سکھ مسلم تاریخ میں طویل بحث کے ساتھ
پیش کیا ہے اور اس واقعہ پر کئی زاویوں سے تبصرہ
کیا اور دستاویزات کی مدد سے حوالے دیئے ہیں۔
پاکستان کے قیام کے بعد اب اس واقعہ پر ایک دو
کتابیں لکھی گئی ہیں جس میں اورنگ زیب عالمگیر کو
خواہ مخواہ مطعون کرنے کا دفاع کیا گیا ہے۔ ورنہ جو
کچھ سکھ مصنفین نے درج کیا اسی پر اکتفا کر لیا گیا
تھا۔ چونکہ یہ بحث ہمارے موضوع سے خارج
ہے لہذا مزید تحقیق کرنے والے اصل کتب سے
رجوع فرمائیں۔

2011ء کی مردم شماری کے مطابق مالیر کوئٹہ
میونسپل کونسل کی شہری آبادی 135424 افراد
تھی جس میں 92765 مسلم تھے یعنی 68.50%۔
اس ہی مردم شماری میں اسے تحصیل مالیر کوئٹہ۔

سنگرور بتایا گیا ہے اور تحصیل کی کل آبادی

174065 افراد ہے -

Ruling Princess and Chiefs, Notables and

Principal officials of the Punjab

native States, Ruling Princes and Chiefs

having a salute of Guns.

بنت ضلع مظفر نگر اتر پردیش بھارت:

بنت پرگنہ شاملی تحصیل کیرانہ میں مظفر نگر شہر سے 21

میل کے فاصلے پر تھا۔ ضلع مظفر نگر یوپی کا زراعت

اور آمدن کے حساب سے امیر ترین ضلع شمار ہوتا

ہے خاص طور پر گنے کی کاشت میں سب سے آگے

ہے۔ اسے شوگر باؤل آف انڈیا کہا جاتا ہے -

1901ء کی مردم شماری کے مطابق ضلع کی کل

آبادی 877000 تھی جس میں مسلم آبادی

255292 تھی یعنی 28.8 %۔ جن میں

شیخ کہلانے والے صدیقی اور قریشی النسل

مسلمانوں کی تعداد 25500 تھی بعض شیخ زادہ

کہلاتے تھے (ڈسٹرکٹ گزٹ مظفر نگر)

ضلع کے مختلف قصبوں مثلاً کیرانہ ، تھانہ بھون ،
 کاندہلہ ، جھنجھانہ ، بڈھانہ ، شیخ پورہ میں بڑے بڑے
 نامور علماء پیدا ہوئے جنکا برصغیر پاک و ہند میں بڑا
 نام ہے۔ 2011ء کی مردم شماری کے مطابق کل
 آبادی 4143512 افراد جن میں مسلم آبادی
 41.3 % ہے اور بعض قصبوں میں مسلم آبادی
 60 یا 70 % تک ہے ۔

تذکرہ مدرسہ ابوالحسن تربتی و شیخ حامد قاریؒ

1۔ مدرسہ ابوالحسن تربتی

نقوش لاہور نمبر کے مطابق یہ لاہور کا مشہور مدرسہ تھا
 اور سب سے خوبصورت امیر گزر مغلوں میں واقع تھا۔
 نواب ابوالحسن خان دور جہانگیری کا امیر کبیر تھا
 وہ وزارت عظمیٰ کے عہدہ پر فائز ہوا اس کا لڑکا
 ظفر خان احسن کشمیر کا گورنر تھا۔ اس نے کئی حویلیاں،
 محل، باغ اور دیگر عمارتیں بنوائیں جب 1051ھ /
 1641ء میں فوت ہوا تو اس کی وصیت کے بموجب
 اسے ایک وسیع باغ میں دفن کیا گیا نواب کی بیوہ

مخدومہ جہاں نے اپنی خاوند کی یادگار میں یہ مدرسہ جاری کیا اور ایک ہزار حافظ اس کام کے لیے مقرر کئے ان میں سب سے نمایاں نام شیخ حامد قاری کا ہے جو ایک مدت تک اس کے صدر مدرس اور مہتمم رہے۔ قاری حامد نہایت فصیح البیان واعظ اور فاضل اجل تھے۔ دور دور سے لوگ آپ کے یہاں استفادہ کی غرض سے آیا کرتے آپ کی وفات کے بعد حافظ رحمت اللہ اس مدرسہ کے پرنسپل مقرر ہوئے۔ سکھاشاہی کے دور غارت گری میں ایک میگزین کا کام دینے لگا۔

(حافظ رحمت اللہ بن حافظ جان محمد)

مدرسہ کے موجودہ حالات: (اگست 2015)

ویٹ مین روڈ، مغلیہ پورہ، لاہور پر واقع ہے۔ لو کوور کشاپ میں آجانے کی وجہ سے غیر آباد ہے ویٹ مین روڈ سے ایک راستہ جسکی چھت آہنی جنگلہ سے ڈھکی ہوئی ہے علی مردان خان کے مقبرہ کی طرف جاتا ہے اس میں دائیں طرف علی مردان خان کا مقبرہ اور بائیں

ہاتھ یہ مدرسہ ہے -

(ویٹ میں روڈ : ریلوے کیرج شاپ سے شروع ہو کر

شمالی سمت میں جی ٹی روڈ لاہور پر ختم ہو جاتی ہے)

عین ویٹ مین روڈ پر بیرونی آہنی دروازہ ہے جو

ریلوے اپرٹنس ٹریننگ سنٹر کے بالمقابل ہے۔ پہلے

اپرٹنس ٹریننگ سینٹر اور ویٹ میں روڈ کے درمیان وسیع

میدان تھا ، اگست 2015 میں جانا ہوا تو دیکھنے

میں آیا کہ ریلوے کے کئی منزلہ فلیٹ تعمیر ہو چکے ہیں۔

اس مدرسہ کی چار دیواری میں داخلہ کیلئے ایک

اور آہنی گیٹ ہے جس کی چابی پہلے متولی سعید الدین

صدیقی کے پاس رہی پھر انکے بیٹے کے پاس رہی ۔

اب نئے انتظام کے تحت دو بھائیوں کے پاس ہے جو متولی

ہیں۔ مدرسہ میں داخل ہوں تو چاروں طرف خوب سبزہ

ہے بے شمار درخت اور پھولوں کے پودے لگے ہوئے

ہیں۔ قدیم مسجد اب بھی موجود ہے اس احاطہ کے عین

وسط میں ایک چبوترہ پرکٹی قبریں ہیں، جن میں قاری

حامدؒ کی قبر کے داہنے ہاتھ حافظ جان محمدؒ اور پاننٹی کی

طرف جمال الدین صدیقی کی قبر ہے، چبوترے سے متصل حافظ رحمت اللہ، محمد بخش صحاف اور بہت سی دیگر قبریں ہیں جن کی تفصیل علیحدہ دی گئی ہے۔

کنواں اب بھی موجود ہے قدیم برگد کا درخت ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ 500 سال قدیم ہے یہاں مزارات اور اس جگہ کے بارے میں طرح طرح کی روایات مشہور ہیں اور کئی پراسرار کہانیاں مشہور ہیں ان سب کی تفصیل ہفت روزہ تصویر پاکستان کی یکم اکتوبر 1993ء کی اشاعت میں بیان کی گئی ہیں جس میں یہ بھی لکھا ہے کہ ان مزارات پر صبح کے وقت سانپ مزارات پر حاضری دیتے ہیں اور ایک کالے رنگ کا اڑدھا بھی پایا جاتا ہے جس کی لمبائی تقریباً 25 فٹ ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہ مضمون محسن جعفر نے تحریر کیا ہے اور اس میں واقع قدیم برگد کے درخت، مسجد اور کنویں وغیرہ کی تصاویر شامل کی گئی ہیں۔ اس مضمون میں علامہ علاؤ الدین صدیقی کو قاری حامد

کی اولاد میں سے بتایا گیا ہے جو غلط ہے جبکہ قاری
حامدؒ لا ولد تھے۔

اس مدرسہ کے اخراجات کے لیے محمد شاہ بادشاہ نے
50 ہیکٹار زمین مزرورہ وقف کی ہوئی تھی اور ان
کے بعد جو بھی حاکم آتا رہا اس معافی کو بحال رکھتا
رہا سکھوں کے عہد میں یہ معافی ضبط ہوئی۔ اس میں قائم
مسجد 1114ھ یا 1141ھ میں تعمیر ہوئی۔ مسجد
میں لکھے ہوئے ایک شعر سے "تاریخ لاہور"
میں تعمیر 1114ھ تاریخ نکالی گئی ہے

آج کل صدر دروازے پر ایک مستقل آہنی پلیٹ پر
پینٹ سے لکھا ہوا نوٹس بورڈ آویزاں ہے جس پر اندر
داخلہ کے اوقات تحریر ہیں۔ نوٹس بورڈ کے مطابق
داخلہ کے اوقات روزانہ دوپہر بارہ بجے سے عشاء
کی نماز تک اور جمعرات کو یہ وقت رات بارہ بجے تک
لکھا گیا ہے

2۔ شیخ حامد قاریؒ

آپ کی ولادت بعد عالمگیر 1071ھ / 1660ء ہوئی۔

والد کا نام حسن، علوم ظاہر و باطنی زہد و تقویٰ میں بے
 مثال تھے۔ "اولیائے لاہور" کے مطابق 1782ء
 میں آپ جہاں درس دیا کرتے تھے مسجد بنوائی جس کا
 اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ آپ کے ملفوظات اور رسالہ حرمت
 حقہ ہے (اس کا قلمی نسخہ وزیر الحسن عابدی ریڈر شعبہ
 فارسی پنجاب کے ذاتی کتب خانہ میں ہے)

یہ سلسلہ سہروردی کے بزرگ تھے۔ شجرہ تصوف اس
 طرح ہے۔ مولوی تیمور لاہوری، شیخ عبدالکریم،
 مخدوم طیب، مخدوم برہان، مخدوم چمن، شیخ میلون،
 حسام الدین متقی، شیخ صدر الدین، شیخ بہاؤ الدین
 ذکر کیا، شیخ شہاب الدین عمر سہروردی۔

محمد شاہ کے عہد میں آپ کا فتویٰ لاہور میں چلتا تھا۔
 بہت ناموری اور شہرت حاصل کی۔ وفات بعمر 95 برس
 1166ھ میں بعہد خان بہادر ناظم لاہور ہوئی۔ ایک زمانے
 میں آپ کی رہائش مزار علی ہجویری کے متصل رہی اور
 وہاں ہی شاہ محمد غوث "رسالہ غوثیہ" میں اپنے لاہور
 آنے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "پھر حضرت

کے ارشاد غیبی کے مطابق آپ شیخ حامد کے پاس پہنچے
جو مزار علی ہجویری کے متصل رہا کرتے تھے اور
لاہور کے خدارسیدہ بزرگ تھے "

مصنف "حدیقتہ اولیاء" مفتی غلام سرور متوفی 1307ھ
/1890ء نے صفحہ 266 پر حاشیہ تحریر کیا ہے جسکے
مطابق شیخ حامد قاری کے۔ مکتوبات حامد یہ قلمی، رسالہ
مسائل مہم قلمی، رسالہ جواز نماز قلمی وغیرہ مملوکہ
محمد اقبال مجددی ہیں۔

رسالہ دیگر مسائل مہم قلمی ذخیرہ مولانا غلام محی الدین
قصوری مخزنہ کتاب خانہ گنج بخش روڈ راولپنڈی۔
شیخ حامد قاری کے سخنان کا ایک اور مجموعہ انکے شاگرد
مولانا قاتل لاہوری نے "تحفۃ المسلمین" کے نام سے
مرتب کیا تھا جس میں انہوں نے شیخ حامد سے لیکر
شیخ بہاء الدین ذکر یا تک پنجاب کے اکابر علماء کے
حالات لکھے تھے اسکا قلمی نسخہ محمد اقبال مجددی کے
کتب خانہ میں ہے

(کتابیات:- اولیائے لاہور، مدینۃ اولیاء، تحقیقات چشتی،

نقوش لاہور نمبر، حدیقتہ اولیاء میں آپ کی وفات 1655ء

تحریر ہے جو کہ شاہجہان کا عہد تھا۔ تاریخ مشائخ پاک وہند

صفحہ 101 تا 105، تذکرہ علماء اہل سنت والجماعت لاہور،

لاہور کے اولیاء سہرورد، بزرگان لاہور، یادگار

سہروردیہ، تذکرہ صوفیائے پنجاب)

مخدومہ بیگم ونواب ابوالحسن خان کیلئے دیکھئے

تفصیلات نقوش لاہور نمبر صفحہ (291 تا 296)

فہرست مخطوطات شفیع جے ڈاکٹر محمد بشیر نے مرتب

کیا تھا اس میں ذکر ہے کہ عبدالرحمن چشتی مصنف

"مرآۃ الاسرار" نے 1065ھ میں مکمل کی تھی اور

وہ شیخ حامد کے شاگرد تھے اور غالباً ان ہی کی کتاب

"اوراد چشتیہ" کے مصنف کی تاریخ وفات 1094ھ

تحریر کی ہے (صفحہ 311، 539)

تاریخ جلیلہ میں صفحہ 208 پر قاری حامد اور حافظ

جان محمد کا ذکر ہے۔

3۔ احوال مدرسہ قاری حامدؒ بمطابق تحقیقات چشتی:

مولوی نور احمد چشتی کی کتاب "تحقیقات چشتی" کی تاریخ اشاعت 1864ء ہے اور درج ذیل معلومات 1864ء سے پہلے زمانہ کی ہیں جس سے مدرسہ اور خانقاہ کے حالات پر روشنی پڑتی ہے۔

"یہ خانقاہ لاہور کے شرق رویہ بفاصلہ دو کوس شرق رویہ پر آیا بدھو و جنوب رویہ مقبرہ علی مردان خان ایک چار دیواری خشتی قد آدم بلند جس کا راستہ آمد و رفت جنوب رویہ مع چوکھٹ چوبی خشتی، بجائے طاق ایک تختہ کانہ بطور کھڑکی پھڑا ہوا ہے، موجود۔ جب اندر اس کے جائیں تو دیوار جنوبی کے شمال رویہ مائل بغرب ایک چاہ پختہ چرخ وار اس کے شمال کی طرف دو غسل خانہ پختہ اور ان غسل خانوں کی پشت (ص 358) کیطرف اور چار دیواری کے غرب رویہ ایک مسجد پختہ چونہ گچ ایک گنبد والی جو اندر سے تمام سفید، بطرف غرب اندر مسجد

کے، ایک محراب کلاں درمیان اور شمال و جنوب

اس سے خرد میانه کے اوپر

افضل الذکر لاله الا الله محمد الرسول الله

اور اسکے نیچے پھر دو طرف یا فتح چونہ پر لکھا ہوا

ہے اور محراب شمالی خرد پر یہ لکھا ہوا ہے۔

محمد عربی کا بروی ہر دو سراسر

کسی کہ خاک درش نیست خاک بر سراد

شرق رویہ باہر کی طرف تین دھن محرابی، ایک

میانه بلند جس کے نیچے اور محراب بطور دروازہ، اب

بغلوں والی شمالی و جنوبی اینٹوں سے بند فقط، میانه

کشادہ محراب شمالی پر یہ تحریر ہے۔

خداوند را شکر دارم بیاد

چہ خوش مسجد از وست مسکیں نہاد

اور میانه دھن میں

الله، محمد و ابوبکر و عمرو عثمان و علی

لکھا ہے اور دھن جنوبی پر یہ بیت تحریر ہے۔ بیت

خرد گھٹ از سال تاریخ آن

زآفات دوران زوالش مباد سن 1114

اندر باہر فرش خشتی، شرق رویہ صحن مسجد کے ایک

تالاب تین فٹ مرتفع جس کا طول آٹھ گز اور عرض

ساڑھے چار گز۔ مگر اب سوکھا پڑا ہے۔ شمال مسجد میں

جو کوٹھ جنوب رویہ ہے اس میں دم تحریر رجب علی

نامی فقیر بیٹھایا ہوا ہے۔ میاں احمد دین صاحب

سجادہ نشین درس میں وڈا کا ہے۔ اس کوٹھ کے

شرق رویہ زینہ اوپر جانے کا۔ فقط

مزار: تالاب کے گوشہ شمالی و مشرقی پر ایک درخت

لسوڑا کھڑا ہے اور گوشہ ایساں کی طرف ایک گز بلند

ایک چار دیواری ہے جس کے بینرے۔ سفید راہ

آمد و رفت غرب رویہ۔ اندر شمال کی طرف چراغ

دان پختہ خشتی جس میں زیر و بالا چار کھڈہ چراغ

دان چار دیواری کے اندر میانہ میں تھڑہ خام

پر قبر حضرت حامد قاری صاحب کی گرد سے خشتی
 اور بچ میں سے گلی۔ اس کے شرق و غرب کی طرف
 اور دو قبریں اور متصل چار دیواری بطرف جنوب دو
 درخت کریر اور ایک دن کھڑا ہے۔ گرد و نواح اس
 مکان کے جو چار دیواری ہے اس میں لب بام تمام
 خرد خرد کھڈے چراغ دان، باہر جنوب رویہ نہر دو
 فٹ چوڑی جاری۔ اس چار دیواری کے باہر۔
 غرب رویہ، ذرا فاصلہ سے اور دو چبوترہ پختہ چونہ
 گچ کھڑے ہیں۔ ایک چبوترہ پر دو قبریں دوسرے
 پر ایک نامعلوم الاسم اندر چار دیواری ہذا کے
 ایک درخت کریر و کیکر کلاں اور چار کیکر خرد اور
 پانچ درخت بہیاں سایہ فگن ہیں۔ چار دیواری
 بیرونی کے شمالی رویہ دیوار قدرے میانہ سے مسمار
 ہو گئی ہے حتی کہ وہاں سے آدمی اندر آ جاسکتا
 ہے" (تحقیقات چشتی صفحہ نمبر 357)

جاگیر اور معافیاں: مدرسہ کیلئے محمد شاہ بادشاہ نے

50. بیگمہ زمین مذروعہ برائے مصارف مدرسہ

وقف کی ہوئی تھی جس کا فرمان مولوی نور احمد چشتی

کے مطابق ان کے ماموں صاحبان (یعنی محمد بخش

صحاف کی اولاد کے پاس موجود تھا)

(صفحہ 357 تحقیقات چشتی)

"بعد از وفات حضرت کے جو حاکم آتا رہا سو وہ

معافی بحال رکھتا۔ چنانچہ صلب بعد صلب محمد بخش

صحاف تک زر جاگیر وصول ہوتی رہی"

"بعد مہاراجہ صاحب جب بابو باج سنگھ المشہور

بابو رائے یہاں کا جاگیر دار ہوا تو وہ بھی بدستور

غلہ میاں محمد بخش صحاف کو دیتا رہا۔ بعد ازاں عملداری

سرکار انگریز 1906 بکرمی میں بابو گیاں سنگھ نے

ادائے زر معافی سے انکار کر کے کہا کہ پندرہ

بیگمہ زمین لائق زراعت مع چاہ مسدودہ لے کر

آباد کرا لو۔ چنانچہ یہ حال داخل کاغذات

بندوبست بھی ہو گیا۔ پھر حافظ بخش، خیر دین

و فضل الدین ہر سہ برادران (محمد بخش صحاف کے

بیٹے) نے واسطہ آراستگی ڈل کے تجویزی چرخ

چوب کی کر کے از سرنو ڈال کر کھدوایا اور ہر

طرح سے بصر ف زر خود زمین و چاہ کو آراستہ

کیا۔ بعد چندے بابو گیان سنگھ نے ان سے بے خبر

چاہ نو تردد کو فروخت کر دیا۔ یہ سجادہ نشیناں ناواقف

قانون سرکار تھے دم بخود ہو کر چپ رہے۔ مگر

اب (اس دور میں) کہتے ہیں کہ بوقت بندوبست

جدید دعویٰ کریں گے"

(صفحہ 358 اور 359 تحقیقات چشتی)

1264ھ / 1848ء میں شرف الدین درس میاں

وڈا کے سجادہ نشین نے اس پر قبضہ کرنے کی کوشش

کی چنانچہ با محکمہ بندوبست با جلاس پنڈت مدن پھول

صاحب بہادر یہ مقدمہ پیش ہوا اور فیصلہ محمد بخش

صحاف کی اولاد حافظ بخش، فضل الدین صحاف اور

خیر الدین کے حق میں ہوا کہ وہی جائز وارث ہیں۔

اس کے بعد کئی صفحات پر مولوی نور احمد چشتی نے

"تحقیقات چشتی" میں اس واقعہ کی تفصیل درج

کی ہے (صفحہ 360 سے 362 ملاحظہ فرمائیں)

مختصر یہ ہے کہ درس میاں وڈا کے سجادہ نشین

احمد الدین بن شرف الدین نے کہا کہ میں معافیات

متعلقہ خانقاہ حامد قاری کا خواہاں نہیں۔ چونکہ قدیم

سے قبرستان صحافاں (صدیقی خاندان ولوا حقین کی

قبور) کا احاطہ اس احاطہ حامد قاری میں واقع ہے

کوئی ان کو قبر کے کرنے سے حال و استقبال میں

مانع نہ ہو اور انکی بدستور قبور وہاں ہوتی رہیں اور

آئندہ بھی بدستور ہوتی رہیں گی۔ مندرجہ بالا واقعہ

میں اہل خاندان کیلئے بعض تاریخی حقائق کی نشاندہی

بھی ہوتی ہے جو اس زمانے کے حالات کے بارے

میں بہت اہم ہے۔ اس میں حافظ بخش بن محمد بخش

صحاف کا تذکرہ کئی مرتبہ آیا ہے۔ حافظ محمد بخش صحاف

کے بیٹوں کے پاس فرمان شاہی موجود تھا۔ یہاں

میاں وڈا کے درویش کو بٹھانا ہی وجہ تنازعہ بنا
 جس کو قبضہ ثابت کرنے کی کوشش میں استعمال
 کرنے کی کوشش کی گئی۔ اسکے علاوہ بزرگان
 خاندان پیری مریدی سلسلہ چلانے کے قائل
 نہیں تھے اور وہاں صرف حفاظت کی غرض سے
 درویش کو بٹھایا گیا۔ یہ بھی پتہ لگا کہ سکھاشاہی
 میں یہ علاقہ ویران ہوا تو اہل خاندان (صدیقی
 خاندان) اندرون لاہور شہر میں چلے گئے اور کار
 سرکار میں مصروف ہوئے۔

حسب الحکم فقیر نور الدین کے ہزار روپیہ عطیہ سرکار
 انکے ہاتھ سے فقراء کو تقسیم ہونے لگا تو انہوں نے
 مدرسہ قاری حامد پر ایک فقیر بٹھا دیا جو مدتوں بیٹھا
 رہا۔ پھر میاں شرف الدین نے بھی اپنا ایک درویش
 یہاں بٹھا دیا اور شاید وہی باعث تنازعہ بنا تھا۔
 پتہ لگتا ہے کہ محمد بخش صحاف مسجد موضع خواجہ سعید میں

ایک مسجد کے امام بھی رہے، یہ 1220ھ / 1805ء

کا یا اس سے کچھ پہلے یا بعد کا واقعہ ہے۔ یہ بھی
 پتہ لگا کہ بزرگان فضل الدین صحاف بوقت آبادی
 بیرونی شہر محلہ بھاگو تا نگری والہ میں امام مسجد تھے جو
 مدرسہ قاری حامد کی شمال کی سمت تھا۔ یہ سب تفصیلات
 تحقیقات چشتی میں درج ہیں۔ واللہ عالم بالصواب۔
 انہیں صرف تاریخی اہمیت اور دلچسپی کی وجہ سے
 یہاں نقل کیا گیا ہے۔

خواجہ خاوند محمود حضرت ایشاںؒ

971ھ / 1563ء میں بخار پیدا ہوئے۔ بڑے بزرگ
 عابد متقی اور زاہد تھے سلسلہ نقشبندیہ سے تعلق تھا اپنے
 وقت میں ثانی نہیں رکھتے تھے۔ مدرسہ سلطانی میں تعلیم
 حاصل کی۔ علماء میں آپ کا فتویٰ منظور تھا۔ بادشاہ بخارا
 آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ 12 برس کی عمر میں
 قرآن مجید حفظ کیا دو سال سمرقند میں رہے وہاں کے
 حاکم شاہ مرزانے آپ کی بیعت کی وہاں سے ہرات،
 قندہار ہوتے ہوئے کابل آئے۔ حاکم کابل استقبال

کے لیے 2 فرسنگ تک باہر آیا۔ اور اعزاز و اکرام کے ساتھ ٹھہرایا۔ دو سال رہنے کے بعد کشمیر روانہ ہوئے۔ وہاں ایک خانقاہ تعمیر کرائی اور درس و ہدایت میں مشغول ہو گئے۔

کشمیر کے شیعہ آپ کے دشمن ہو گئے۔ رود کوثر کے مطابق ہندوستان میں شیعہ سنی مناقشات کے بانی آپ تھے جو شیخ سرہندی کے ہم عصر تھے۔ جب آپ کشمیر تشریف لائے تو شیعہ سنی سوال زوروں پر تھا دربار دہلی کی طرف سے نواب خان والی کشمیر تھا وہاں یہی جھگڑا ہوا تو قاضی نے اہل تشیع کو سزا دی میں توقف کیا۔ اس سے اہل سنت ناراض ہو گئے اور آپ کی سرگردگی میں شہر چھوڑ کر ہفت چنار آ گئے ناظم صوبہ انہیں آکر منا کر لے گئے ساتھ ہی شیعوں کے خلاف کاروائی بھی کی لیکن ساتھ ہی دربار شاہی میں شکایت بھی کر دی چنانچہ دربار بلائے گئے اور ان کے متعلق فیصلہ ہوا کہ شاہی لشکر کے ساتھ رہیں اور کشمیر واپس نہ جائیں اس کے بعد آپ مختلف مقامات پر لشکر شاہی

کے ساتھ رہے۔ اور بالآخر 5 نومبر 1642ء

/1052ھ کو لاہور میں وفات پائی اور جی ٹی

روڈ لاہور میں بیگم پورہ کے متصل، یتیم خانہ

دارالفرقان اور انجینئرنگ یونیورسٹی کے متصل

آپ کا مزار ہے۔

تذکرہ حضرت ایشاںؒ میں آپ کے بیٹے خواجہ معین الدین

نقشبندی کی کتب، کنز السعادت، مراۃ طییبہ، المرفقۃ

القلوب سے حوالے دیئے گئے ہیں جبکہ دیگر تفصیلات

اس طرح بیان کی گئی ہیں رسالہ محمودیہ آپ نے

1052ھ میں تحریر کیا اور اس کا ضمیمہ خواجہ محمد بن

خواجہ وفائی نقشبندی نے 1126ھ / 1715ء میں

تحریر کیا۔ لکھتے ہیں کہ آپ اعلیٰ درجے کے مبلغ و

مناظر تھے شیعہ سے کامیاب مباحثے اور مناظرے

کئے اور غالب رہے رد شیعہ پر ایک رسالہ بھی

تحریر کیا۔ خطاط بھی تھے اور کشف ال محبوب

اپنے ہاتھ سے لکھی جو غیر مصدقہ اطلاع کے مطابق

دارالعلوم دیوبند میں ہے آپ نے چند قرآن پاک بھی

نقل کئے۔ ایک قلمی نسخہ شاہ عبدالقدوس گنگوہی
کے خاندان میں موجود ہے۔

آپ کے چھ فرزند اور پانچ لڑکیاں ہوئیں۔

- (1) خواجہ تاج الدین (2) خواجہ خاوند احمد نے
- ماوراء النہر میں وفات پائی۔ (3) خواجہ محمد خاوند دکنی
- (4) خواجہ خاوند معین الدین آپ شیخ عبدالحق محدث
- دہلوی کے شاگرد تھے کشمیر میں رہے فتاویٰ نقشبندیہ
- کنز السعادت، کتاب رضوانی، مراۃ طیہ / مقامات
- محمودیہ، مراۃ القلوب، سید خیر البشر، تفسیر بہ نام
- تشریح القرآن، المرقفۃ القلوب تصانیف ہیں
- (5) خواجہ خاوند قاسم (6) خواجہ بہاؤ الدین کی اولاد
- میں سے خواجہ کمال الدین کشمیر میں گزرے ہیں
- جو کہ عالم باعمل اور اپنے آباء کی طرح رد رافضیت
- میں منفرد تھے آپ کو 1188ھ میں شہید کیا گیا اور
- مزار سری نگر کشمیر میں ہے۔ (خواجہ کمال الدین
- بن نور الدین بن نظام الدین بن شرف الدین بن
- معین الدین بن خواجہ خاوند محمود)

کتاب "تذکرہ حضرت ایشاں" میں خاندان صدیقی کے بارے میں تقریباً وہی باتیں تحریر ہیں جو تحقیقات چشتی، تاریخ لاہور اور تاریخ العلماء وغیرہ میں درج ہیں۔
(صفحہ 48، 87 اور 111)

آپ خواجہ اسحاق کے مرید و خلیفہ تھے جو مخدوم اعظم خواجگی احمد کاشانی بن جلال الدین قلچ کی اولاد میں سے اور نسباً صدیقی تھے۔ خواجہ اسحاق ولی نے 1007ھ میں انتقال کیا اور مزار سمرقند میں ہے آپ کے حالات پر دو کتابیں ضیاء القلوب محمد عوض متوفی 1027ھ اور مقامات شیخ اسحاق دریافت ہو چکی ہیں۔
(صفحہ 53، 60 "تذکرہ حضرت ایشاں" اخلاق احمد)

مسجد مقبرہ اور عمارات خواجہ خاوند محمودؒ کے بارے میں "تحقیقات چشتی" میں اس زمانے کے جو حالات بیان کیے گئے انکے مطابق۔

1۔ احوال روضہ خواجہ خاوند محمود المشہور

حضرت ایشاں لاہور:

"یہ روضہ بہت قریب غرب رویہ بیگم پورہ کے واقع ہے یہ مقبرہ تمام مقبروں سے بلند اور بڑا ہے عقل کام نہیں کرتی کہ کس طرح حال اس کا تحریر ہو۔ حال یہ ہے کہ عمارت جس کے ہشت پہلو تمام سفید استر کار اب کہیں کہیں سے استر کاری گر گئی ہے۔ دروازہ آمد و رفت غرب رویہ محرابی بنا ہوا ہے۔ اب اس میں چوکھٹ چوٹی عرصہ دس سال سے احمد بیگ نبیرہ نواب خان بہادر نے مع طاق تختہ لگوائی ہے۔ گوشہ غربی و جنوبی میں زمین سے ایک گز بلند دوری خشتی اور اس دوری پر ایسا محراب کلاں کہ جس پر دس آدمی بفر اغت بیٹھ جاویں۔ اس کلاں محراب کے اوپر اور محراب دروازہ جس میں ایک در جنوبی واقع ہے۔ اس میں زینہ اوپر جانے گنبد کا ہے مگر اب نیچے سے وہ زینہ مسمار ہو گیا ہے مگر آدمی اوپر جاسکتا ہے دس درجہ زینہ موجود چڑھیں تو اوپر غرب رویہ ایک اور در ہے جو محراب بالا

کو جاتا ہے الغرض گنبد نہایت خوشنما اور عمارت
 عالی شان۔ جنوب رویہ گنبد کے ایک چار دیواری
 پختہ۔ اس میں دو قبریں خشتی نامعلوم الاسم اس
 چار دیواری کے پاس اور چار دیواری اس کے
 اندر دو قبریں پختہ چونہ گچ قدیمی ایک نظام خوجہ
 محلی نواب خان بہادر اور دوسری اس کے بھائی
 رحیم داد خان کی کہ وہ بھی ملازم بیگم صاحبہ کا تھا
 اس چار دیواری کے دروازہ کے شرق رویہ ایک
 برجی خرد کھڑی ہے اور اس چار دیواری کے
 جنوب رویہ بہت نزدیک ایک اور چار دیواری
 حجرہ مسجد جو بوسیدہ ہے اس کے غرب رویہ
 ایک قبر بلند چونہ گچ عبد اللہ خان پسر داروغہ
 آبدار خانہ نواب شاہ نواز خان کی جو اس کے
 باپ داروغہ نظام خان نے مع مسجد ہذا 1160ھ
 میں تیار کرائی۔ اب اس مسجد کی دیوار شرقی و
 جنوبی گر گئی ہے اور میانہ فرش قدرے موجود
 اور قدرے معدوم اب اس میں خرد کریر

کھڑے ہیں۔ گنبد کے شرق رویہ بفاضلہ چار گز
 ایک اور چار دیواری پختہ قد آدم بلند چونہ گچ
 جواب چاروں طرف سے بوسیدہ ہو گئی ہے دروازہ
 آمد و رفت اس کا جنوب رویہ اس میں دو قبریں
 پختہ چونہ گچ ایک میاں علم الدین کی کہتے ہیں کہ
 بعہد خان بہادر یہ شخص اولاد خواجہ محمود یعنی
 حضرت ایشاں سے یہاں آیا آدمی بہت متعبد تھا
 اور بعہد خواجہ عبد اللہ فوت ہوا اور دوسری
 اس کی زوجہ کی اور یہ عمارت خواجہ عبد اللہ نے
 بنوا دی تھی۔ اس چار دیواری کے گوشہ شرقی و
 شمالی میں ایک اور چبوترہ پختہ خشتی، جس پر ایک
 قبر پختہ مولوی عبد الحق کی ہے۔ اندر مقبرہ
 حضرت کے زمین پر تمام فرش چونہ گچ بوسیدہ
 اور چاروں طرف چار محراب جن میں پنجرے
 خشتی لگے ہوئے ہیں۔ گنبد اندر سے تمام منقش،
 رنگین، گلکار، میانہ میں ایک بالشت بلند چبوترہ
 جس کا طول سوا چار گز اور عرض سوا تین گز

اس پر قبر مبارک حضرت ایشاں کی چوہ سے
 بنی ہوئی بے سفیدی اس کے نیچے گوشہ شرقی و
 جنوبی میں ایک اور مقبرہ پختہ چوہ گچ ان کے
 صاحب زادہ عالی شان مسی بہاء الدین کی۔
 دروازہ آمد و رفت کے باہر غرب رویہ مائل
 بجنوب بفاصلہ آٹھ قدم ایک چبوترہ تا بکر بلند
 جس کے اوپر آدھ گز بلند دیوار اس پر دو قبریں
 وردانہ بیگم و موتیا بیگم کنیزگان؟ عبد الصمد خان
 کی ہیں۔ اس چبوترہ کے غرب رویہ چھ قبور خام
 متفرقہ ان کے شمال رویہ قبور مفصلہ ذیل ہیں۔
 سردار شاہ، مہر شاہ، امامی بیگم، رحمت بیگم، پسر
 خضری کشمیری یہ رشتہ داران اولاد نواب عبد اللہ
 ہیں۔

اس کے گوشہ غربی و جنوبی میں ایک اور حجرہ
 مسجد خوشنما اس کے غرب رویہ ایک قد آدم
 بلند چبوترہ جس راہ شرق رویہ اس کے اوپر
 تعویذ قبر پختہ، بوسیدہ، چوہ گچ۔

کہتے ہیں کہ ایک خوجہ رحمت جو محلی خواجہ نواب
 خان بہادر کا تھا اس نے یہ قبر اپنے واسطے بنوائی
 تھی پھر بیت اللہ چلا گیا اور وہیں فوت ہوا تب
 سے یہ قبر خالی پڑی ہے اس کے غرب رویہ
 ایک اور تھڑہ قد آدم بلند اس پر قبر جس کا
 تعویذ غرب رویہ سے گرا ہوا ہے اور تھڑہ
 بھی غرب و شرق سے بوسیدہ یہ قبر معصومہ خادمہ
 حضرت ایشاں کی ہے جو ایک سال بعد وفات انکی
 کے فوت ہوئی۔

2۔ مسجد: اور مقبرہ کے خاص غرب رویہ ایک
 مسجد عالیشان جو ہمراہ مقبرہ تیار ہوئی ہے موجود
 صورت اس کی یہ ہے کہ اوپر میانہ میں ایک گنبد
 کلاں اور یمن و یسار دو گنبد خرد، مقطع میانہ میں
 تین دھن۔ ایک میانہ بڑا دو اس سے خرد۔ اندر
 مسجد کے یمن و یسار دونوں طرف زینہ بوسیدہ
 بالائے مسجد جانے کو اور مسجد کے اوپر چار مینار۔
 اب اندر مسجد کے فرش نہیں رہا مگر باہر صحن

مسجد میں پختہ فرش موجود ہے صحن مسجد کے
 شرق رویہ ایک حوض جس کے چاروں گوشوں
 میں ایک ایک زینہ خشتی موجود ہے -
 مربع طول و عرض تیرہ گز اور گوشہ شرقی و
 شمالی میں منبع آب مدود دکھائی دیتا ہے اس
 حوض کے چاروں طرف فرش خشتی موجود اور
 اس حوض کے گوشہ شرقی و شمالی میں ایک
 چاہ چرنی دار رواں اس حوض کے شرق رویہ
 خاص راہ مقبرہ اس حوض سے لے کر تا در
 مقبرہ دونوں طرف تھڑے ہیں اور بیچ میں
 راہ چاہ کے گوشہ شرقی و جنوبی میں ایک قبر
 پختہ نامعلوم کھڑی ہے اور چاہ کے شمالی و
 شرق رویہ چار کیکر کھڑے ہیں۔

اس مسجد کے شمال رویہ دو در بوسیدہ بطور دریچہ
 ہیں لطف یہ ہے کہ زینہ سے چڑھ کے ان حجروں
 میں جاویں تو فیما بین حجرہ شرقی و غربی راہ قابوتی
 اندر دیوار غربی کے ہے وہ راہ بطور دوری قابوتی
 ہے جس میں سے آدمی جھک کر اس طرف جا سکتا

ہے شمال و جنوب میں دو دریچہ مگر اب خشت
فروش خراب کر رہے ہیں۔ فقط "

3۔ بقیہ عمارات: مسجد کے گوشہ غربی و شمالی میں

ایک اور حجرہ چونہ گچ کھڑا ہے۔ اس کے جنوب

رویہ تین زینہ چونہ گچ طرف زمین دکھائی دیتے

ہیں اور زینہ کے اوپر گوشہ شمالی میں دو کریر

کھڑے ہیں یہاں محراب حجرہ کے شرق رویہ ایک

قبر مولوی برکت اللہ صاحب کی ہے یہ مولوی

صاحب استاد شاہنواز خان کے تھے دیوار شرقی و

جنوبی اس کی مسمار ہو گئی ہے اس کے گوشہ غربی

و شمالی میں ذرا دور ایک تھڑہ پنختہ ریختہ کار نامعلوم

الاسم ہے اس کے خاص شمال رویہ اور بیگم پورہ کے

غرب رویہ ٹیلہ پر ایک چار دیواری سفید جس کے

بارہ در قابوتی اور چاروں کونوں پر نشان برجیان۔

دروازہ اس کا جنوب رویہ۔ اسکے گوشہ غربی و شمالی

میں کریر کھڑا ہے۔ یہ چار دیواری زوجہ بیگی خان

کی ہے اس میں اب چھ قبریں پنختہ ہیں اور نام

زوجہ بیچی خان کا الہی بیگم کہتے ہیں یعنی لوگ کہتے
 کہ یہ چار دیواری تسبیح خانہ تھا پھر مقبرہ بن گیا
 اصل میں خان بہادر نے یہ مکان بنایا تھا۔
 شرق رویہ مقبرہ غرب رویہ مسجد بیگم پورہ متصلہ
 ایک اور چار دیواری ہے راہ آمد و رفت قالبوتی
 محرابی غرب رویہ اب اس میں کوئی قبر معلوم
 نہیں ہوتی اس کے گوشہ غربی و جنوبی میں ایک
 چبوترہ دو فٹ بلند خشتی اس پر قبر حافظ بنی بخش
 معمار مسجد نواب صاحب کی ہے اس کے شمال
 میں غسل خانہ ہے اور نیچے اس کے تہ خانہ یہ
 جگہ حمام تھی اب ویران ہے اور مقبرہ حضرت
 ایساں کے جنوب میں تین تھڑے پختہ نامعلوم
 الاسم ہیں ایک ٹیلہ بلند جنوب رویہ مسجد و
 جنوب و غرب رویہ مقبرہ حضرت ایساں ہے اس
 کے مشرق میں برسر زمین ایک حوض مدور خرد
 موجود ہے۔ یہاں مسجد مبینہ میر مومن خان تھی۔
 اب عرصہ دس سال سے خشت فروشاں ناخدا

ترس نے گرا لی ہے۔

4۔ نواب خان بہادر کی عقیدت اور تولیت مزار:

نواب خان بہادر مرحوم حضرت ایشان صاحب کا

نہایت معتقد تھا۔ تمام فقراء اور علماء لاہور کے

یہاں بلائے جاتے تھے اور فاتحہ حضرت کا ہوتا

تھا اور فی نفر دو دو نان اور آدھ سیر حلہ اور

ایک ایک روپیہ نقد ان کو تقسیم ہوتا تھا اور

ختم خواجگان نقشبند پڑھوایا جاتا تھا۔ ماسوا اسکے

یہاں کئی تسبیح خانے تھے کہ ہمیشہ ان میں

عبادت الہی ہوتی تھی۔ بعد سکھاں سب کچھ

برباد ہو گیا۔

5۔ حافظ جان محمد صاحب: مرحوم خان بہادر

کی صاحبزادیوں مسماۃ حیات النساء و لاڈلی بیگم

اور صاحبزادوں کو تعلیم دیتے تھے۔ نواب

صاحب نے بخیال دیانت و پارسائی انکی کے

ان کو متولی و مجاور اس خانقاہ کا کیا اور وہی

خدمات کرتے رہے۔ بعد ان کے حافظ رحمت اللہ

صاحبزادہ حافظ جان محمد کا بدستور اس خدمت پر
 مامور رہا۔ بعد ان کے میاں محمد بخش صحاف، جو
 نانا مجھ فقیر کے تھے (یعنی نور احمد چشتی کے) اور
 تجارت صحف و کتب میں نامی و گرامی تاجر تھے
 ان کی جگہ بدستور مجاور اس خانقاہ کے رہے۔ بعد
 ان کے صاحبزادے یعنی راقم (نور احمد چشتی)
 کے ماموں میاں حافظ بخش و خیر الدین و فضل
 الدین ہوئے۔

ان میں سے میاں حافظ بخش نے اس مکان کی کئی
 بار مرمت کرائی اور طاق و تختہ لگوائے۔ بعد
 وفات حافظ بخش کے فضل الدین و خیر الدین
 صاحب نے بھی مرمت کرائی بلکہ ایک کوٹھ
 بھی بنوایا مگر خشت فرشان کشمیری نے نہ چھوڑا۔
 وقت بوقت گرا کر لے گئے اور ریزینٹی سرہنری
 لارنس صاحب بہادر کے جب وہ کشمیر سے خاص
 اولاد حضرت ایشان، خواجہ احد خان کو ہمراہ لائے
 تو اس وقت خواجہ احد صاحب، صاحبزادہ حضرت

ایشان کے راقم (نور احمد چشتی) کے ماموں کو ہمراہ
 لے گئے اور نیز سرہنری لارنس صاحب بہادر
 مرحوم کو مقام خانقاہ پر لے گئے اور ان کی
 خدمت میں عرض کی کہ آپ شہنشاہ عالی جاہ
 ہیں، سرکار کی طرف سے مرمت اس مقبرہ کی
 کرائیں اور صاحب بہادر نے منظور فرمایا لیکن
 چونکہ قدرت الہی سے خواجہ احد صاحب راستہ
 ہندوستان میں فوت ہو گئے اور پھر کوئی متحرک
 اس سلسلے کا نہ رہا اور ہونا مرمت کا ملتوی رہا
 اور متولیان بھی بسبب کم استطاعتی اپنی کے
 مرمت نہ کرا سکے۔ اس واسطے یہ مکان غیر آباد
 پڑا ہے۔

اور عہد نواب عبد الصمد خان صاحب مرحوم سے
 جد کلاں حافظ محمد بخش صحاف نانائے راقم کو بجلدی
 خدمت گزاری اس مقبرہ کے دو دھنہ چاہ عنایت
 ہوئے تھے چنانچہ تا عہد میر منو وہ قابض رہے
 اور فرمان آج تک ان کے پاس موجود ہے، بعدہ

جب عملداری متغیر ہوئی تو ضبط ہو گئے۔ اب پھر
 خواجہ نواب غازی مرحوم نے بمبہر خود ایک سند لکھ
 کر ان کو دی جو موجود ہے اور خواجہ احد صاحب
 بھی تشریف لائے تو انہوں نے دوبارہ تولیت نامہ
 اس مقبرہ کا ان کو لکھ کر دیا تھا جو اب خیر دین
 اور فضل الدین صحاف اپنے پاس رکھتے ہیں۔

(مزید تفصیلات کے لیے نقوش لاہور نمبر صفحہ 319

- 323 اور تذکرہ ایثاں از اخلاق احمد ،

تاریخ لاہور از کنہیا لال وغیرہ)

مولوی نور احمد چشتی بن مولوی احمد بخش یکدل :

پیدائش 1244ھ 1829ء کو ہوئی۔ والد کا نام مولوی

احمد بخش یکدل تھا۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد کچھ عرصہ

راجگان کے بیٹوں کو تعلیم دیتے رہے۔ پھر 1849ء میں

ہندوستان کے انگریزوں کو اردو اور فارسی کی تعلیم دینی

شروع کی آپ کی والدہ محمد بخش صحاف کی بیٹی تھیں کئی

کتابوں کے مصنف تھے جن میں تحقیقات چشتی، یادگار

چشتی کے اردو ترجمہ ہو چکے ہیں چونکہ مولوی نور احمد
 چشتی کا خاندان کا تقریباً تین صدی سے صدیقی
 خاندان کے ساتھ مصاہرت اور رشتہ داری میں
 بندھا ہوا ہے اس لیے "یادگار چشتی" کے اردو مقدمہ
 کے میں چشتی خاندان اور صدیقی خاندان کے شجرہ
 بھی شائع کیے گئے۔

چشتی خاندان:

آپ کے بزرگ مولوی محمد عاقل ہمایوں کے ہمراہ ایران
 سے ہندوستان آئے اور مدت تک دکن میں بے جہدہ ہائے
 جلیلہ پر سرفراز رہے۔ مولوی محمد عاقل کے دو بیٹے تھے ،
 مولوی نظام الدین اور مولوی عنایت اللہ -

1054ء میں مولانا عاقل کے بیٹے مولوی عنایت اللہ اور
 مولوی نظام الدین ایران چلے گئے اور وہاں اولاد شاہ طہماسپ
 کی اتالیقی کی خدمات انجام دیتے رہے نادر شاہ کے عہد
 میں مولوی عنایت اللہ اپنے بیٹوں مولوی ضیاء الحق اور
 مولوی بہاء الحق کے ہمراہ دوبارہ ہندوستان تشریف

لائے اس وقت مولوی نظام الدین بھی ان کے ہمراہ
 تھے۔ مولوی عاقل کے دونوں بیٹے پہلے دکن میں رہے
 پھر انکی وفات کے بعد پنجاب تشریف لے آئے۔
 مولوی نظام الدین بن مولوی محمد عاقل پیر مہکا کے
 نام سے مشہور ہوئے۔ ان کا مقبرہ لاہور گڑھی شاہو
 میں اقبال روڈ کے جنوب کی سمت ہے۔ انکی وفات
 صفر 1117ھ میں ہوئی۔

مولوی عنایت اللہ بن مولوی محمد عاقل کے دو بیٹے
 مولوی بہاء الحق اور مولوی ضیاء الحق ہوئے اور ایک
 بیٹی جنکی شادی مولوی لطف اللہ بن مولوی عبدالہادی
 سے ہوئی۔ مولوی لطف اللہ کے بیٹے کا نام حافظ امام
 بخش تھا جو بہت اچھے خطاط تھے۔

مولوی ضیاء الحق بن مولوی عنایت اللہ 1160ھ
 / 28 جنوری 1747ء کو فوت ہو کر حافظ پور شرقیہ کے
 قبرستان میں دفن ہوئے۔

مولوی ضیاء الحق بن مولوی عنایت اللہ بن مولانا محمد
 عاقل: کی اولاد میں ایک بیٹے کا نام مولوی محمد ابراہیم

چشتی تھا اور ایک بیٹی تھیں جنکی شادی مرزا ہدایت اللہ سے ہوئی اور وہ آگرے میں آباد ہوئیں۔

مولوی محمد ابراہیم چشتی کی شادی عابدہ بیگم بنت مرزا امان اللہ بیگ سے ہوئی اور انکے بیٹے کا نام مولوی غلام حسین چشتی اور بیٹی کا نام عابدہ بی بی تھا جنکی شادی خدا بخش بن منور وکیل سے ہوئی تھی اور نکاح ثانی ملا محمد حیات بن دسوندی سے ہوا۔

مولوی محمد ابراہیم چشتی کا انتقال 1202ھ میں ہوا۔
مولوی غلام حسین چشتی بن محمد ابراہیم چشتی بن مولوی ضیاء الحق بن مولوی عنایت اللہ بن محمد عاقل:

مولوی غلام حسین چشتی کی شادی عظمت النساء بنت مولوی عصام الدین آہن گر سے ہوئی جو حافظ قرآن اور پریزگار خاتون تھیں انکی وفات 1824ء میں ہوئی اور انکے بطن سے مولوی احمد بخش یکدل پیدا ہوئے جو والد کی وفات کے بعد ان کے سجادہ درس و تدریس پر متمکن ہوئے۔ لوہاری دروازہ لاہور

کے اندر علوم متداولہ کا مکتب جاری کیا۔ چوپڑہ
 خاندان کے بچوں کے علاوہ فقیر عزیز الدین کے بیٹے
 فقیر چراغ الدین کے بھی اتالیق رہے۔ آپکی اہلیہ
 عابدہ بی بی نے زنانہ مدرسہ قائم کیا۔

اندازہ ہے کہ 1215ھ کے نزدیک کابل چلے گئے
 وہاں امیر کابل کی فرمائش پر رئیس زادوں کو تعلیم
 دیتے رہے کابل سے واپس آئے تو مہاراجہ رنجیت
 سنگھ نے وظیفہ مقرر کیا اور خاندان خالصہ کا اتالیق
 مقرر کیا۔ آپ نے جن خاندانوں کو تعلیم دی ان
 میں لالہ جودھیا پرشاد، دیوان بیچ ناتھ، دیوان شکر
 ناتھ، دیوان دینا ناتھ قابل ذکر ہیں آپکی وفات صفر
 1260ھ / 29 فروری 1844ء کو ہوئی۔

احمد بخش یکدل بن مولوی غلام حسین بن محمد ابراہیم
 چشتی بن مولوی ضیاء الحق:

مولوی احمد بخش یکدل کی پیدائش 7 ماہ صفر 1212ھ
 / یکم اگست 1707ء کو نوگھرہ یا قوت خان، محلہ آغا
 خانیاں گزرشیخ اسحاق اندرون ذکی دروازہ لاہور میں

ہوئی۔ انکی والدہ کا نام عظمت النساء اور نانی کا نام

رحمت النساء بنت جیوا تھا - 17 برس کی عمر میں

انکی شادی فضل النساء بنت مولوی محمد بخش صحاف

بن رحمت اللہ بن جان محمد بن رزق اللہ سے

1230ھ میں ہوئی۔ فضل النساء کا انتقال 1250ھ

/ 1824ء میں ہوا اور قبرستان گنج شہیدان متصل

ابوالمعالی دفن ہوئیں۔ ان سے 5 لڑکے اور 3 لڑکیاں

متولد ہوئیں۔

مہاراجہ رنجیت سنگھ نے 1818ء یا 1819ء میں

جاگیریں عطاء کیں جنکی تفصیل بہت لمبی ہے کے علاوہ

600 روپیہ سالانہ مقرر کیا۔

سلطان بہادر شاہ ظفر نے بھی دربار میں باریابی دی -

شاہی دربار سے فخر الشعراء کا خطاب اور خلعت

عطاء ہوئی -

مولوی احمد بخش یکدل کے فضل النساء بنت محمد بخش

صحاف سے 8 بچے ہوئے انکے نام اسطرح ہیں۔

فاطمہ بی بی، عطاء الحق، عطاء حسین، فضل بخش، غلام

محی الدین سب بچے بچپن میں فوت ہوئے اسکے
 علاوہ ایک بیٹی امۃ البتول 2 رجب 1240ھ کو
 پیدا ہوئیں انکی شادی مفتی علی الدین بن خیر الدین
 خاندان کے مفتی امام الدین سے ہوئی اور
 1844ء میں فوت ہوئیں -

اسکے بعد مولوی نور احمد چشتی 7 ذی الحجہ 1244ھ
 / 4 اگست 1829ء کو متولد ہوئے۔

آپکی دوسری بیوی کا نام عظمت النساء تھا انکے بطن
 سے جو بچے پیدا ہوئے ان میں بیٹے مولوی محمد علی کی
 پیدائش شوال 1252ھ / 1837ء اور وفات
 17 مارچ 1891ء کو ہوئی -

بیٹی زیب النساء کی پیدائش 30 جون 1850ء اور
 وفات 23 دسمبر 1898ء کو ہوئی جنکی شادی مولوی
 سراج الدین صحاف بن مولوی فضل الدین بن مولوی
 محمد بخش صحاف سے ہوئی اور مولوی فخر الدین صدیقی
 انکے بیٹے تھے -

دوسری بیٹی اقبال النساء کی شادی 17 ستمبر 1868ء کو

مولوی امیر بخش صحاف بن خیر الدین بن مولوی

محمد بخش صحاف سے ہوئی -

اقبال النساء کی ایک بیٹی کا نام نجم النساء تھا اور دوسری

بیٹی کا نام غلام فاطمہ تھا جنکی شادی مولوی عبدالرحمن

چشتی بن مولوی حامد علی چشتی بن مولوی محمد علی چشتی

بن مولوی احمد بخش یکدل سے ہوئی -

مولوی احمد بخش یکدل کی پانچویں بیوی مہر النساء

(مہراں) کے بطن سے مولوی محرم علی چشتی 6 محرم

1280ھ / 23 جون 1863ء پیدا ہوئے جنکی

وفات 8 دسمبر 1934ء کو ہوئی۔

اسکے علاوہ ایک بیٹی نور النساء بنت احمد بخش یکدل کی

شادی اکتوبر 1869ء میں امیر الدین بن نظام الدین

سے ہوئی۔ یہ خاندان اپنی علمی فضیلت کی وجہ سے

مشہور ہے اور اپنے علم کی وجہ سے ہمیشہ سرفراز

رہا -

مولوی احمد بخش یکدل کو دیوان دینا ناتھ سرکار

میں خصوصیت حاصل تھی اور دیوان امر ناتھ

کے اتالیق مقرر ہوئے۔ 1279ھ میں وفات پائی
نور احمد چشتی جب چھ سال کے تھے ان کی والدہ
وفات پا گئیں۔

مولوی نور احمد چشتی کی کتابوں میں تحفہ چشتیہ،
یادگار چشتی (یہ کتاب مطبع کرائیل میں طبع ہو کر لندن
اور فرانس بھیجی گئی) عجائبات چشتی، خیالات دانش اور
تحقیقات چشتی 1864ء میں لکھی گئی۔ تاریخ وفات
1284ء / 1868ء بتائی جاتی ہے۔

آپ کی کتاب یادگار چشتی کا ترجمہ مجلس ترقی ادب
نے شائع کیا۔ اس میں گوہر نوشاہی نے شجرہ جات
دودھیال و نھیال دیے ہیں اور دیگر تفصیلات خاندان
بھی دی ہیں۔ اسکے علاوہ دیگر کتابوں میں نور الانشاء،
حمایت الصبیاں، ذخیرہ الظرافت، ندیم الرمل،
حل لغات محاورہ، دیوان چشتی شامل ہیں۔
مولوی محرم علی چشتی بن احمد بخش یکدل نے
رفیق ہند اخبار جاری کیا۔

☆ نوائے وقت 12 مارچ 1994ء کو عبداللہ ملک نے

اپنے مضمون حدیث دل میں لکھا ہے کہ مولوی احمد بخش یکدل اور مولوی نور احمد چشتی نے کوچہ چابک سواراں لاہور میں رہائش رکھی۔

☆ نوائے وقت 18 فروری 1994ء میں ایک مضمون "آہ ڈاکٹر محمد اجمل" شائع ہوا اس مضمون سے مختصر تعارف ڈاکٹر محمد اجمل کا اس طرح ہے۔

ایم اے نفسیات، کے بعد درس و تدریس کا شعبہ اختیار کیا طالب علمی کے زمانہ میں ان کی نظم مولانا ظفر علی خان نے روزنامہ زمیندار کے پہلے صفحہ پر شائع کی پاکستان ٹائمز کے ادارتی عملہ میں شامل رہے پھر گورنمنٹ کالج لاہور میں دوبارہ ملازمت کی لندن یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی پرنسپل گورنمنٹ کالج لاہور وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی پھر سیکرٹری تعلیم حکومت پاکستان کے عہدہ پر فائز رہے۔ ڈاکٹر محمد اجمل کے والد کا نام محمد افضل اور دادا کا نام مخدوم محمد الدین اور والدہ کا نام مسعودہ بنت حامد علی چشتی تھا۔ اس مضمون میں ابراہیم علی چشتی کو

اس خاندان کا آخری فرد بتایا گیا جو غلط ہے ۔
 مسعودہ بیگم اصغری بنت مولوی حامد علی چشتی بن
 مولوی محمد علی چشتی کے صلب سے ڈاکٹر محمد اجمل
 کے جو بچے ہوئے انکے نام محمد اکمل، محمد ظفر،
 محمد آثر، محمد ارحم اور سروری بیگم معلوم ہوئے اور
 آپ مولوی عبدالحمید چشتی بن مولوی حامد علی چشتی
 کی ہمشیرہ تھیں اور مولوی عبدالحمید چشتی کے بیٹے
 عبدالباسط چشتی سے منصور احمد صدیقی مؤلف کی پھوپھی
 انور بنت مولوی بشیر احمد صدیقی کی شادی ہوئی تھی جن
 کے بیٹے کا نام جاوید باسط چشتی تھا ۔
 (حوالہ کتب: تحقیقات چشتی، انساب صدیقی،
 یادگار چشتی، لاہور کے چشتی خاندان کی اردو خدمات)

مفتی علی الدین بن مفتی خیر الدین

(مصنف عبرت نامہ):

مفتی خاندان کے موجودہ حالات کا تو علم نہیں ہو

سکا البتہ ڈاکٹر محمد باقر سے میری ملاقات جنوری
 1993ء میں ان کی رہائش گاہ ماڈل ٹاؤن لاہور
 میں ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ جب انہوں نے
 عبرت نامہ کو دوبارہ شائع کرایا تو مفتی خاندان
 کی ایک بیٹی اپنے خاوند کے ہمراہ جو کہ فوج
 میں کسی اعلیٰ عہدہ پر فائز تھے ملنے کے لیے آئیں
 اور ڈاکٹر باقر صاحب کا اس ترجمہ و اشاعت پر
 شکریہ ادا کیا۔ ان کا نام وغیرہ ڈاکٹر صاحب کے
 حافظہ میں نہ تھا۔ عبرت نامہ کی اس وقت ایک بھی
 جلد ان کے پاس موجود نہ تھی بلکہ ان کی تمام
 لائبریری ہمدرد کے حکیم محمد سعید صاحب کراچی
 اپنی لائبریری کیلئے لے گئے تھے۔

حکیم محمد سعید صاحب کو خط لکھنے پر ان کے دفتر
 سے دونوں جلدوں کے سرورق کی کاپیاں مجھے
 ارسال کی گئیں۔ (بیت الحکمت کراچی سے جناب
 فضل القدیر ندوی صاحب نے اس کتاب کی دونوں

جلدوں کے سرورق کی فوٹو کاپیاں ارسال کی ہیں۔

مفتی علی الدین نے یہ کتاب 1270ھ (1854ء)

میں تحریر کی تھی جسے لندن آفس لائبریری سے

حاصل کر کے شائع کیا گیا سکھ عہد کی تاریخ پر

روشنی پڑتی ہے۔ (بعد ازاں مجھے اس کتاب کا

صرف حصہ دوئم دستیاب ہو سکا)

البتہ اولیائے قصور کے مصنف خان بہادر مولوی محمد

شفیع نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے کہ عبرت نامہ

کے دیباچہ میں مفتی علی الدین نے لکھا ہے کہ

1823ء میں وہ اپنے والد کے ہمراہ لاہور جو ان

کے آباؤ اجداد کا وطن اور ان کا زادبوم تھا بسبب

ظلم سنگھان بھاگ کر لوہانہ پہنچے تو اور تب سے

1854ء تک مختلف علاقوں میں خدمات بجا لاتے

رہے۔ مفتی علی الدین کی خواہش تھی کی کوئی

علمی یادگار دنیا میں چھوڑ جائیں۔ آخر مسٹر چارلس

ریکس صاحب بہادر کمشنر و سپرنٹنڈنٹ قسمت

لاہور کو یہ کتاب پیش کرنے کا ارادہ کیا۔ آگے
پتہ لگتا ہے کہ یہ کتاب ان کے والد مفتی خیر الدین
نے تحریر کی تھی جو کہ کابل میں فوت ہوئے اس
وقت تک سکھوں کا راج قائم نہ ہوا تھا۔

(اولیائے قصور مولوی محمد شفیع صدر دائرۃ المعارف
پنجاب یونیورسٹی لاہور 1972ء صفحہ 200 تا 202)

ڈاکٹر گوہر نوشاہی نے "لاہور کے چشتی خاندان کی
اردو خدمات" میں جو تفصیلات تحریر کی ہیں انکے
مطابق مفتی علی الدین کے والد کا نام مفتی خیر الدین
اور دادا کا نام غلام محمد سادہ کار تھا جبکہ پردادا کا نام
مفتی محمد یوسف تھا اور انکے والد کا نام صاحب جان
بتایا ہے۔ مفتی علی الدین کے بزرگ عہد درانی میں
حصول علم کے بعد قضاوت کے عہدے تک پہنچے
تھے۔ مفتی علی الدین کے بڑے بھائی کا نام مفتی ابو بکر
تھا جو 1265ھ بمطابق 1849ء کو فوت ہوئے انکی
اولاد کے بارے میں کوئی خبر نہیں۔

مفتی علی الدین کی شادی محمد بخش صحاف کی بیٹی آمنہ

سے ہوئی اور آمنہ کی دوسری بہن خیر النساء کی

شادی مولوی احمد بخش یکدل سے ہوئی۔ جن کے

صلب سے مولوی نور احمد چشتی متولد ہوئے۔

مولوی احمد بخش یکدل اور مفتی علی الدین ہم زلف

تھے اور مولوی نور احمد چشتی کے حقیقی خالو تھے۔

مفتی علی الدین کی وفات 9 ذوالحجہ 1277ھ / 18

جون 1860ء کو ہوئی۔ عمر بوقت وفات 50 سے کم

تھی اس حساب سے پیدائش 1810 یا 1811ء

رہی ہوگی۔ آپ کے بیٹے مفتی جلال الدین 1859ء

میں انگریز گورنمنٹ کی طرف سے لاہور کے قاضی

تھے۔

مفتی جلال الدین کی شادی قاضی مسیح الدین کی بیٹی سے

ہوئی جو رنجیت سنگھ کے عہد میں قضاوت کے عہدے

پر ممتاز تھے۔

مفتی جلال کے بیٹے مفتی حفیظ الاسلام تھے جن کی

شادی مولوی فضل الدین صحاف کی بیٹی بیگم عرف بیگیاں
سے ہوئی مفتی حفیظ کا انتقال 24 ستمبر 1897ء کو ہوا۔

حوالہ: (تحقیقات چشتی، انساب صدیقی، لاہور کے

چشتی خاندان کی اردو خدمات)

ضیاء الدین احمد علوی صاحب مراۃ الانساب:

یہ کتاب آپ نے جے پور میں 30 اپریل 1917ء کو مکمل

کی۔ والد کا نام شاہ بہاؤ الدین تھا جو کہ محمد الحنفیہ کی اولاد

میں سے تھے اور علوی کہلاتے تھے۔

محمود احمد عباسی نے تحقیق الانساب میں امر وہہ کے

اس خاندان کا ذکر کیا ہے - صاحب مراۃ الانساب

کے مطابق رئیس بڈھانسی بلند شہر محمد عبدالواجد علی

خان جاگیر دار و سابق ممبر جوڈیشل محکمہ محتشمہ عالیہ

کونسل راج سوئی، جے پور کی فرمائش کے مطابق تحریر

کی۔ جب عبدالواجد علی خان نے مئی 1909ء میں

مدینہ حاضری دی تو وہاں ان کی ملاقات کتب خانہ

سلطانی کے خوشنویس حاجی محمد اسماعیل بخاری سے
 ہوئی جنہوں نے اس کتب خانہ سے ایک شجرہ
 حضرت آدم سے رسول کریمؐ تک ان کو دیا جو
 اپریل 1910ء میں واپس آکر ضیاء الدین احمد
 کو سونپ دیا۔

اس کتاب میں اصحابہ اکرامؓ ان کی اولاد اور دیگر
 بزرگان دین اور ان کے سلسلہ نسب کا ذکر کیا ہے
 تفصیل اس طرح ہے انبیاء علیہ السلام 58، خلفاء
 صحابہ کبار 96، امہات المؤمنین و صحابیات 57،
 مشاہیر و بزرگان دین 170، میزائل و دائر و
 دیگر سلاسل 4055۔

اس کتاب میں ہمارے خاندان کا شجرہ نسب جو کہ
 لاہور میں آباد تھا کی مروہہ سے اشاعت کا سبب
 ان کا ہندوستان کے مختلف علاقوں میں اہل علم
 و دین سے رابطہ، بسبب اشاعت و طباعت اور
 تجارت کتب تھا۔ ضیاء الدین احمد علوی سے بھی

اسی وجہ سے خاندان کے بزرگوں کا رابطہ تھا اور
 خاندان کے ایک بزرگ کی روایت کے مطابق وہ
 لاہور میں اہل خاندان کے پاس قیام بھی کرتے تھے۔
 جس دور میں مراۃ الانساب کے لیے سرگرداں تھے
 اور شجرہ جات کی تحقیق کر رہے تھے تو انہوں نے
 بعض دستاویزات اور فرامین بھی ملاحظہ کئے تھے اور
 بعد از تحقیق شجرہ اور دیگر تفصیلات شامل تصنیف
 کیں۔ اس وقت اس کتاب کے کئی ایڈیشن مارکیٹ میں
 نظر آرہے ہیں۔ لیکن اصل کتاب جس میں مکمل شجرہ
 دئے گئے تھے ہمارے خاندان میں موجود تھی۔
 حوالہ: مراۃ الانساب، تحقیق الانساب، انساب صدیقی

دیگر مصنفین کی چند غلط بیابیاں اور انکی تصحیح

1۔ یادگار چشتی میں گوہر نوشاہی نے جو شجرہ ننھیالی مولوی

نور احمد چشتی دیا ہے اس میں۔

مولوی جان محمد سجادہ نشین و خادم حامد قاری گو سہوا

حامد قادری تحریر کیا ہے۔ جبکہ وہ قادری نہیں

سہروردی سلسلہ سے تھے

دوسری جگہ شجرہ میں بشیر الدین تحریر کیا ہے جبکہ ان

کا نام بشیر احمد صدیقی تھا۔ بشیر احمد صدیقی بن محمد

دین بن فیض بخش بن حافظ بخش بن محمد بخش صحاف

بن رحمت اللہ ابن حافظ جان محمد۔ بشیر احمد صدیقی

راقم الحروف کے دادا تھے۔

مولوی فیروز الدین بن فضل الدین بن محمد بخش

صحاف کے شجرہ میں شاہ دین ولد فیروز دین کی اولاد

میں ظہور الدین، سید احمد (لاولد)، معین الدین،

فخر الدین اور تین بیٹیاں ہوئیں۔ جبکہ یادگار چشتی

میں سید احمد جو کہ لاولد تھے کی اولاد میں معین

الدین اور فخر الدین کے نام لکھے ہیں جو غلط ہیں

بلکہ وہ شاہ دین کے بیٹے تھے۔

2۔ ہفت روزہ تصویر پاکستان (روزنامہ پاکستان لاہور کا

جمعہ میگزین - برگد کا 500 سالہ درخت از محسن جعفر)

حامد قاریؒ لا ولد تھے لیکن علامہ علاؤ الدین صدیقی کو

انکی اولاد میں لکھا گیا ہے جو غلط ہے۔

علامہ علاؤ الدین صدیقی کا شجرہ اس طرح ہے۔

علاؤ الدین بن مولوی فیروز الدین بن فضل الدین

صحاف بن محمد بخش صحاف بن حافظ جان محمدؒ

3۔ تذکرہ اولیائے جہنگ جو کہ جہنگ ادبی اکیڈمی نے

شائع کی ہے میں عبدالرحمن قریشی جو کہ موضع

پیر عبدالرحمن تحصیل شور کورٹ میں دفن ہیں کے تذکرہ

میں ایک روایت نقل کی ہے جس کا ماخذ تحریر نہیں کیا

اس میں پیر صاحب کے حالات نسب کے سلسلہ میں لکھا

ہے کہ آپ تابعین میں سے تھے اور مشہور اموی خلیفہ

معاویہ بن یزید کے عہد میں براستہ سندھ ملتان اور پھر

جہنگ وارد ہوئے اور یہاں سکونت پذیر ہوئے آگے

تحریر ہے کہ عربوں کے جس قافلہ پر کراچی کے راجہ

داہر نے حملہ کیا تھا اس قافلہ میں آپ کی نواسی بھی شامل

تھیں اور آپ نے ہی حجاج بن یوسف کے پاس راجہ کی شکایت بھیجی جس پر حجاج بن یوسف نے خلیفہ عبد الملک کے عہد میں نوجوان سالار محمد بن قاسم بن عبد الرحمن بن ابو بکر صدیقؓ خلیفہ الرسول کی قیادت میں فوج بھیجی اور آپ (یعنی پیر عبد الرحمن) محمد بن قاسم کے حملہ کے دوران واصل بحق ہوئے۔

(صفحہ 234 مطبوعہ 1974ء)

نوٹ: اس روایت میں محمد بن قاسم کا نسب غلط

تحریر ہوا ہے (مؤلف)

4۔ نوائے وقت 18 فروری 1994ء کی اشاعت میں

بلسلہ وفات ڈاکٹر محمد اجمل سابق وائس چانسلر پنجاب

یونیورسٹی کے ضمن میں تحریر کیا گیا ہے کہ ڈاکٹر محمد اجمل

مشہور چشتی خاندان سے ننھیالی طور پر متعلق تھے جس

میں آخری فرد ابراہیم علی چشتی تھے۔

صحیح یہ ہے کہ مسعود بیگم بنت حامد علی چشتی زوجہ مخدوم

محمد افضل آپ کی والدہ تھیں جو کہ عبد الحمید و عبد الحمید

چشتی کی ہمیشہ تھیں اس خاندان کے آخری فرد ابراہیم
 علی چشتی نہیں تھے بلکہ وہ محرم علی چشتی کے فرزند تھے
 اور لاولد تھے۔ حامد علی چشتی کی آل اولاد اب
 بھی موجود ہے۔ اور لاہور کے علاوہ بھی دیگر علاقوں
 میں آباد ہیں۔ تفصیلات اس کتاب کے باب نور احمد
 چشتی میں ملاحظہ فرمائیں۔

اصفہان

ایران کا ایک شہر جو اپنی حسین مسجدوں کی وجہ
 سے مشہور ہے۔ ایک زمانے میں صفویوں کا
 دارالحکومت تھا۔ اسے بابل کے حکمران بنو کد نضر
 نے یہودیوں کو بسانے کے لیے آباد کیا تھا۔
 مسلمانوں نے اسے عمرؓ کے دور میں 19ھ / 940ء
 میں فتح کیا۔ طبری کے نزدیک فتح کا سال 21ھ /
 642ء ہے۔ ایک اور روایت کے مطابق ابو موسیٰ
 اشعریؓ نے نہادند کے بعد اصفہان فتح کیا تھا۔
 301ھ / 913ء میں یہ شہر سامانیوں کے قبضہ

میں آیا۔ 421ھ / 1030ء میں غزنویوں کی قلمرو
میں شامل ہوا۔

مغلوں کے حملہ کے دوران میں شام خوارزم
سلطان جلال الدین منگو کے زیر کمان اس شہر کی
دیواروں تلے ایک بہت بڑی جنگ لڑی گئی۔
بعد میں یہ شہر مغلیہ سلطنت کا حصہ بن گیا۔ تیمور
نے یہاں 70 ہزار شہریوں کا قتل کیا۔ اس کے
بعد کئی حکمرانوں نے یہاں کے باشندوں کا قتل
عام جاری رکھا۔ نادر شاہ کے عہد 1141ھ /
1729ء میں کہیں جا کر امن ہوا۔ تاریخ میں
پہلی بار اس شہر کو کسی حکومت کا مرکزی شہر
بننے کا شرف عباس اول (1586ء تا 1628ء)
کے عہد میں ہوا۔

ترکستان

چھٹی صدی میں جب ترک پہلے پہل نکلے تو دریائے
آمو تک آ پہنچے۔ چنانچہ سامانی بادشاہوں کے زمانے

میں ترکستان کی سرحد آمو دریا کے ساتھ ہی شمال
 سے شروع ہو جاتی تھی۔ اہل ایران کے لیے
 ترکستان کی جنوبی سرحد جو ایران کے سامنے تھی
 خاص توجہ کا مرکز تھی۔

ایران اور ترکستان کے درمیاں سرحد کا تعین
 طبری کی ایک حکایت کے مطابق ایرش نے
 ایک تیر پھینک کر کر دیا تھا۔ اس کے مطابق
 آمو دریا کو سرحد قرار دے دیا گیا تھا۔
 بقول سیوس ارمنی آمو دریا کا وہرڈٹ ترکستان
 میں تھا۔ عربوں نے ترکوں کو شمال کی سمت میں
 کافی دور تک دھکیل دیا تھا۔ چنانچہ تیسری اور
 چوتھی صدی ہجری کے جغرافیہ دانوں نے ترکستان
 کی سرحد کا تعین ماوراء النہر سے کیا ہے اور
 ترکستان میں ان علاقوں کو شمار کیا ہے جو ماوراء النہر
 کے شمال و مشرق میں تھے۔ یا قوت نے جند اور
 کند کے علاقوں کو ترکستان میں شمار کیا ہے جو سیر
 دریا کے زیریں حصہ میں آباد تھے۔ اس نے ترکستان

کی سرحد کی ابتداء فرغانہ کے شہر سان سے بتائی ہے
 اور شہر ختن کو بھی ترکستان کا ایک شہر شمار کیا ہے۔
 ازبکوں کی فتوحات نے سولہویں صدی میں آمو دریا
 کے جنوب میں ایک اور ترکستان پیدا کیا۔ بعض
 سیاحوں نے درہ آق رباط کو اس ترکستان کی
 جنوبی سرحد قرار دیا ہے۔ جبکہ دوسرے سیاح
 دورہ حاجی کک کو اس کی سرحد شمار کرتے ہیں۔
 سفر ناموں اور ادبی کتب میں چینی، روسی اور افغانی
 ترکستان کو عام طور پر علیحدہ علیحدہ شمار کیا ہے۔
 1876ء میں روسی ترکستان میں گورنر جنرل کا عہدہ
 قائم کیا گیا ہے اور اس کا صدر مقام تاشقند قرار
 دیا۔ اب کمیونسٹ روس کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے
 کے بعد علیحدہ علیحدہ مسلمان مملکت کا حصہ ہے۔
 ایک شہر بھی ترکستان کا نام سے ازبکوں کے عہد
 حکومت میں سیر دریا کے وسطی حصہ میں آباد تھا۔
 لیکن آج کل اس شہر کے آثار نہیں ملتے۔ بارہویں
 صدی عیسوی میں اس شہر کو لیبی نام دیا جاتا ہے۔

بزرگ صوفی لیسے اسی شہر سے تعلق رکھتے تھے۔
جس سے سلسلہ لیسویہ کا آغاز ہوا تیمور نے آپ
کا مقبرہ بنوایا۔

بخارا:

اس شہر پر مسلمانوں نے سب سے پہلے 54ھ
/ 647ء میں عبید اللہ بن زیاد کی سپہ سالاری
میں حملہ کیا۔

91ھ / 710ء میں قتیبہ بن مسلم اپنے دشمنوں کو
شکست دے کر شا بخارا کے قلب سے تخت نشین
ہوا اور بخارا میں اسلامی حکومت کی بنیادیں
مضبوط کیں۔

تیسری صدی ہجرہ (9 صدی عیسوی) میں امرائے
خرسان نے اپنا صدر مقام نیشاپور منتقل کر لیا تو
بخارا کا نظم و نسق ماواء النہر کے باقی حصوں سے
الگ ایک والی کی تحویل میں رہا جو طاہریوں کو
براہ راست جواب دہ ہوتا تھا۔ اہل طاہر کے زوال
کے بعد بخارا سامانیوں کی ماتحتی میں آگیا اور نصر

بن احمد سامانی (جو سمرقند پر حکومت کر رہا تھا) کا
 چھوٹا بھائی بخارا کا والی بن گیا پھر اس کے بھائی نصر
 کی وفات پر ماوراء النہر کا سارا علاقہ بھی اسی کے
 قبضہ میں آگیا اور خلیفہ نے بھی اسے امیر
 خراسان بنا دیا یوں بخارا ایک بہت بڑی سلطنت
 کا پایہ تخت ہو گیا۔

بخارا کے رقبہ میں کئی دفعہ توسیع کی گئی لیکن وہ
 جب نئے سرے سے تعمیر کیا گیا پرانے ہی محل وقوع
 پر تعمیر ہوا۔

جغرافیہ نویسوں نے بخارا کو تین بڑے حصوں میں
 تقسیم کیا ہے

(i) قلعہ (ii) خاص شہر (iii) مفاضات شہر

قلعہ پرانے زمانے میں اسی جگہ واقع ہے جہاں
 اب ہے۔ بخارا خدات کا محل یہیں واقع تھا
 اسی قلعہ میں قدیم ترین جامع مسجد تھی جو
 قلعہ کے دروازہ پر واقع تھی۔ یہ قلعہ چھٹی
 اور ساتویں صدی ہجری میں کئی مرتبہ تباہ ہو

کر نئے سرے سے تعمیر ہوا۔

عربوں کی فتح کے وقت پورا شہر صرف شہرستان
پر مشتمل تھا۔ 515ھ / 1121ء میں ارسلان خان
نے شہرستان میں ایک نئی جامع مسجد تعمیر کرائی۔
چوتھی صدی ہجری (10 صدی عیسوی) میں
یہ شہر بہت گنجان آباد تھا۔ سامانیوں کے زوال
کے بعد بخارا کی قدیم سیاسی حیثیت بھی کم ہو
گئی۔ چھٹی صدی ہجری (12ویں صدی عیسوی) میں
علماء کے ایک خاندان نے آل برہان کے نام سے
ایک دینی حکومت قائم کی۔

قطوان کی جنگ 536ھ / 1141ء کے بعد بخارا پر
فراختامی فرمانروا سربراہ خاندان کے ذریعہ حکومت
کرتے رہے۔

603ھ / 1207ء میں انہیں ایک عوامی بغاوت کی
وجہ سے شہر سے نکلنا پڑا اور یہ شہر محمد بن نکش
خوارزم شاہ کے زیر حکومت آگیا۔

616ھ / 1220ء میں چنگیز خان نے بخارا پر قبضہ

کر لیا تو یہ شہر پھر برباد ہوا اور پھر تعمیر ہوا۔

716ھ / 1316ء میں بخارا پھر ایران کے

صفویوں کے ہاتھوں تباہ برباد ہوا۔

905ھ / 1500ء کے اختتام پر بخارا پر ازبکوں کا

قبضہ ہو گیا اور انقلاب روس تک ان ہی کا قبضہ

رہا۔ ان کی بدولت بخارا دوبارہ سیاسی و فکری

زندگی کا مرکز بن گیا۔

1055ھ / 1645ء تا 1091ھ / 1680ء

اس شہر کا عظیم الشان زمانہ تصور کیا جاتا ہے۔

1153ھ / 1740ء میں نادر شاہ نے قبضہ کیا۔

1860ء تا 1885ء تک روسی اپنے قدم وہاں

جما چکے تھے۔ یہاں کا آخری مسلمان فرمانروا میرا

عالم تھا جو اپنے باپ عبد الاحد کے بعد 1910ء

میں جانشین بنا۔

محمود غزنوی:

(971ء تا 1030ء) 2 اکتوبر 971ء کو پیدا ہوا۔ باپ

کا نام ناصر الدین سبکتگین 20 اپریل 977ء میں سبکتگین کو غزنی کا بادشاہ منتخب کر لیا گیا۔ 994ء میں محمود کو سیف الدولہ کا خطاب دے کر خراسان کا گورنر بنا دیا گیا۔ اس کا باپ امیر سبکتگین اگست 997ء کو بلخ میں انتقال کر گیا۔ محمود 998ء میں غزنی کا حکمران بن گیا۔ عباسی خلیفہ نے محمود کو خراسان کی حکومت کا پروانہ اور خلعت بھیجا۔ یمن الدولہ اور امین الملت کا خطاب بھی دیا۔ آگے چل کر محمود کے خاندان نے یمنی خاندان کے نام سے شہرت پائی۔ اپریل 1030ء کو اس کا انتقال ہوا۔ اسلامی دور سے قبل پنجاب پر راجہ جے پال برسر اقتدار تھا۔ اس نے غزنی پر حملہ کیا اور سبکتگین کے ہاتھوں اسے ہزیمت اٹھانا پڑی۔ راجہ جے پال نے محمود کے زمانے میں بھی حملہ کیا لیکن منہ کی کھائی۔ راجہ جے پال کے بیٹے انندپال نے محمود پر حملہ کیا لیکن شکست کھائی۔ محمود نے باطنی حاکم ملتان ابوالفتح کی بیخ کنی کی۔ لیکن انندپال کے بیٹے جے پال ثانی کو لاہور کا حاکم بنا دیا۔ جے پال ثانی نے فتنہ و فساد برپا کیا تو محمود نے 1021ء میں اسے شکست دے کر لاہور پر قبضہ کر لیا۔ 1031ء میں محمود نے پنجاب

کو باقاعدہ اپنی مملکت کا جزو قرار دے دیا۔ غزنوی دور
میں پنجاب کی سرحد سرہند اور ہانسی تک تھی۔
دارالسلطنت میں دو حاکم تھے۔

ایک سپہ سالار اور دوسرا قاضی کہلاتا تھا۔ سپہ سالار کا
کام فتوحات و دفاع تھا جبکہ قاضی کا کام مالی امور اور
اندرونی معاملات کا جن میں محکمہ عدالت بھی شامل تھا
ذمہ دار ہوتا تھا۔ دونوں کی حیثیت مستقل ہوتی تھی۔
دونوں ایک دوسرے کے اثر سے آزاد اور صرف
سلطان کے سامنے جواب دہ تھے۔

پنجاب 1100ء تک غزنوی سلاطین کے زیر سایہ رہا۔
غزنوی دور کی معارف پروری اور علم نوازی کی داستانیں
زبان زد انام ہیں۔ اس عہد میں غزنی علماء و فضلاء کا
مسکن بن چکا تھا۔ غزنوی سلطنت کا دوسرا سنہرا اور
صوبہ پنجاب کا صدر مقام ہونے کے سبب لاہور بھی علم
و فضل کا مرکز بن گیا۔ یہاں کے حکام کے درباروں میں
علماء کی کثیر تعداد نظر آنے لگی۔ اس زمانے میں بے شمار
مسلمان خاندان تلاش معاش سرکاری ملازمت یا تبلیغ
وغیرہ کے مقاصد کے لئے لاہور میں آباد ہو گئے۔

حصہ دوم

یادگار صدیقی

شجرہ ہائے طیبہ

فہرست شجرہ ہائے طیبہ

شجرہ -1 آدم سے ابراہیم علیہ السلام تک

شجرہ -2 ابراہیم سے عیسیٰ علیہ السلام تک i

شجرہ -3 ابراہیم سے عیسیٰ علیہ السلام تک ii

شجرہ -4 تا شجرہ -7 اولاد اسماعیل ذبح اللہ

شجرہ -8 اولاد عدنان

شجرہ -9 اولاد مدرکہ

شجرہ -10-12 مرہ کے دونوں بیٹوں کی اولاد

شجرہ -13 اولاد طانجہ بن الیاس

شجرہ -13 اولاد قیس عیلان بن الیاس

شجرہ -14 قبیلہ قریش اولاد فہر القریش

شجرہ -15 قبیلہ قریش اولاد مرہ

شجرہ -16 اولاد عبد مناف

شجرہ -17 اولاد عبد شمس بن عبد مناف

شجرہ -18 اولاد بنی امیہ بن عبد شمس

- شجره -19 امير معاويه بن ابى سفيانؓ
- شجره -20 عبد الملك بن مروان
- شجره -21 اسد بن عبد العزى
- شجره -22 سعد بن ابى وقاصؓ
- شجره -23 تا-24 زبير بن العوامؓ
- شجره -25 عبد الرحمن بن عوفؓ
- شجره -26 خالد بن وليدؓ
- شجره -27 هشام بن مغيره
- شجره -28 عمر بن الخطابؓ
- شجره -29 خلفائے راشدين
- شجره -30 خلفائے بنو اميه دمشق
- شجره -30 a خلفائے بنى اميه هسپانيه
- شجره -31 تا-33 عثمان ابن عفانؓ
- شجره -34 علىؓ بن ابى طالب
- شجره -35 حسين بن علىؓ ابن ابى طالب
- شجره -36 اسد بن خويلد ، زبير بن العوامؓ

شجرہ - 37 اور 38 عبداللہ ابن زبیرؓ

شجرہ - 39 اور 40 خلفائے عباسیہ بغداد

شجرہ - 40 اے خلفائے عباسیہ قاہرہ

شجرہ - 41 بنی تیم بن مرہ

شجرہ - 42 کعب بن سعد بن تیم بن مرہ

شجرہ - 43 حارثہ بن سعد بن تیم بن مرہ

شجرہ - 44 کعب بن سعد بن تیم بن مرہ 2

شجرہ - 45 عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ

شجرہ - 46 عبد مناف بن کعب بن سعد بن تیم

بن مرہ

شجرہ - 47 عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ

شجرہ - 48 جدعان بن عمرو بن کعب بن سعد بن

تیم بن مرہ

شجرہ - 49 عامر بن عمرو بن سعد بن تیم بن مرہ

شجرہ - 50 عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن

تیم بن مرہ

شجرہ - 51 تا 54 طلحہ بن عبید اللہ تیمیؓ

شجرہ -55 عبید اللہ بن معمر بن عثمان بن عمرو

بن کعب تیمی

شجرہ -56 ابراہیم بن محمد بن طلحہ بن

عبید اللہ تیمی

شجرہ -57 ابو بکر صدیق بن ابو قحافہؓ

شجرہ -58 عبد الرحمان بن ابو بکر صدیقؓ

شجرہ -59 محمد بن ابو بکر صدیقؓ

شجرہ -60 سیدنا احمد بن قاسم بن محمد

بن ابو بکر صدیقؓ

شجرہ -61 حافظ جان محمد بن سعد اللہ

صدیقی التیمی قرشی

شجرہ -62 حافظ بخش بن محمد بخش صحاف صدیقی

شجرہ -63 مولوی بشیر احمد صدیقی بن محمد دین صدیقی

شجرہ -64 فضل الدین صحاف بن محمد بخش صحاف

شجرہ -65 مولوی فیروز الدین بن فضل الدین صحاف

شجرہ -66 حافظ خیر الدین بن محمد بخش صحاف

شجرہ -67 تا 69 شجرہ چشتی خاندان

شجرہ - 70 مفتی خاندان

شجرہ - 71 ننھیالی منصور احمد صدیقی

شجرہ طیبہ آدم علیہ السلام سے ابراہیم علیہ السلام تک
بطابق لوقا

شجرہ: 1

17.. رطو	1.. آدم
18.. سروج	2.. شیت
19.. ناحور	3.. انوش
20.. تارح	4.. قان
21.. ابراہیم	5.. ملل ایل
قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آذر بتایا گیا ہے (سورۃ انعام آیت 76) بطابق عہد عتیق ارکشد سے شالچ پیدا ہوئے شالچ سے عابر اور عابر کے دو بیٹے ہوئے ایک کا نام قانچ اور دوسرے کا یعظان	6.. یادو
حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد:	7.. حنوک
سام، حام اور یافت	8.. متوشالچ
سام کی اولاد: عیلام، اشور، ارکشد، لود اور ارام	9.. لاک
حام کی اولاد: کوش، مصر، فوط اور کنعان	10.. نوح
یافت کی اولاد: جومر، ماجوج، مارائی، یادان	11.. سام
توبال، ماشک اور تیراس	12.. ارکشد
	13.. قینان
	14.. شالچ
	15.. عابر
	16.. قانچ

شجره طيبيه ابراهيم عليه السلام تاعيسى عليه السلام

شجره: 2

برطابق متى	برطابق لوقا	برطابق متى	برطابق لوقا
1.. ابراهيم	ابراهيم	17.. الى ياه	منى
2.. اسحاق	اسحاق	18.. آسا	مليا
3.. يعقوب	يعقوب	19.. يوشاياط	اليا قم
4.. ميوده	ميوده	20.. يورام	يونان
5.. قارص	قارص	21.. عزى ياه	يوسف
6.. حصرون	حصرون	22.. يوتام	ميوده
7.. ارام	ارام	23.. آحاز	شمعون
8.. عمى ناداب	عمى ناداب	24.. حرقى ياه	لاوى
9.. نمشون	نمشون	25.. منى	مات
10.. سلمون	سلمون	26.. آمون	يودام
11.. بو عزراحاب	بو عز	27.. يوشى ياه	الى عازرا
12.. عوبيد دعوت	عوبيد	28.. كين ياه	يشوع
13.. ليسى	ليسى	29.. شالتي ايل	عير
14.. داؤد	داؤد	30.. زروب بابل	المورام
15.. سليمان	فاتان	31.. ابى هود	توسام
16.. رجام	تخا	32.. اليا قم	ادى

شجرہ طیبہ ابراہیم علیہ السلام تا عیسیٰ علیہ السلام - 2

شجرہ - 3

برطابق متی	برطابق لوقا	برطابق متی	برطابق لوقا
33..	عازور	ملکی	48..
34..	صاروق	نیری	49..
35..	احیم	شالٹی ایل	50..
36..	الی ہود	زرروب بابل	51..
37..	الی عازاد	ریا	52..
38..	متان	یوحنا	53..
39..	یعقوب	میوودہ	54..
40..	یوسف	یوسف	55..
41..	عیسیٰ	شمعی	56..
42..	محت یاہ	محت یاہ	
43..	تات	تات	
44..	نجائی	نجائی	
45..	حسلی	حسلی	
46..	نحوم	نحوم	
47..	عاموس	عاموس	

شجرہ میں سیریل نمبر 40 پر یوسف کو شوہر
مریم لکھا ہوا ہے (لوقا)
قرآن مجید میں عیسیٰ ابن مریم کی پیدائش
کے بارے میں واضح لکھا ہوا ہے کہ وہ
بنیہر باپ پیدا ہوئے تھے لیکن انجیل متی
کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ انکی شادی
یوسف سے ہو چکی تھی جو کہ حضرت مریم
کے عم زاد تھے۔ بعض علمائے اسلام بھی
حضرت عیسیٰ کی بن باپ ولادت کو تسلیم
نہیں کرتے۔

شجرہ اولاد اسماعیل علیہ السلام
حصہ اول

شجرہ 4

برولیت کلپی	برولیت ابن سعد

- ..16 ارعوی ارعوی
..17 یلین یلین
..18 محزن محزن
..19 یثربی یثربی
..20 سنبر سنبر
..21 حمدان حمدان
..22 الدعا الدعا

عہد نامہ عقیق کے مطابق اولاد اسماعیل:
نبایوت، قیدار، ادیتل، مہام، مہمار،
دومہ، مساور، حدود، تہا، یطور، نافیش،
اور قدمہ

برولیت کلپی	برولیت ابن سعد

- ..1 (1916 قیل مسج)
..2 (1910 قیل مسج)
..3 قیدار قیدار
..4 عرام عرام
..5 عوض عوض
..6 منری منری
..7 سبی سبی
..8 زارح زارح
..9 ناحش ناحش
..10 مقصر مقصر
..11 ایہام ایہام
..12 اقتاد اقتاد
..13 عیسر عیسر
..14 دیشان دیشان
..15 عیضی عیضی

شجرہ اولاد اسماعیل علیہ السلام-2

شجرہ-5

دیگر روایات	برولیت طبری	برولیت ابن سعد	دیگر روایات	برولیت طبری	برولیت ابن سعد
..23 عید	عید	عید	..38 سلمان اول	عوص	عوص
..24 عنف	عبر	عبر	..39 الیمیح اول	سلمان	سلمان
..25 عسقی	عسقی	عسقی	..40 ادو اول	ہیمیح	ہیمیح
..26 اخی	مانخی	مانخی	..41 عدنان اول	ادو	ادو
..27 ناحور	ناحش	ناحش	..42 معد اول	--	--
..28 ناجم	جام	جام	..43 حمل	--	--
..29 کالح	طابخ	طابخ	..44 ثابت	--	--
..30 بدلان	یدلاف	تدلاف	..45 سلمان دوم	--	--
..31 یلدرم	بلداس	بلداس	..46 الیمیح دوم	--	--
..32 حرا	حرا	حرا	..47 الیمیح	--	--
..33 ناسل	ناشد	ناشد	..48 ادو دوم	--	--
..34 ابی الوام	عوام	عوام	..49 ادو	--	--
..35 تساویل	ابی	ابی	مندرجہ بالا فہرست میں 41 اور 42 نمبر پر عدنان اول 600 قبل مسیح معد اول 588 قبل مسیح		
..36 برو	قوال	قوال			
..37 عوص اول	یوز	یوز			

دیگر حوالے	بمطابق رحمت اللعالمین	امہات العظام کے دودھیال اور ننتیال (ننت)
50.. عدنان دوم	آباء الکرام عدنان	آباء: اب اب: لم بن حلیب بن جدیس بن جلیسر بن آدم
51.. معد ثانی	معد	اب: جو شم بن جلمہ بن عمر بن برہہ بن جرہم
52.. نزار	نزار	ام: سلمی بنت الحارث بن مالک بن غنم (من جرہم)
53.. معمر	معمر	اب: عبیدہ بن معد
54.. الیاس	الیاس (خندف)	اب: حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ ام: خنصریہ بنت ربیعہ بن نزار
55.. ہدرکہ	ہدرکہ	اب: اسلم بن الحاف بن قضاعہ
56.. خزیمہ	خزیمہ	اب: سعد بن قیس بن عیلان بن الیاس ام: وعدیت الیاس (ہند)
57.. کنانہ	کنانہ	اب: حرب بن ادین طاغیہ (اخت تیم بن مرہ) طاغیہ برادر ہدرکہ

شجرہ 7

شجرہ اولاد اسمعیل علیہ السلام - 4

الخطبات الاحمدیہ	رحمت اللعالمین آباء الکرام امہات العظام	امہات کے دودھیال اور ننھیال (بنت)
58..	الفقر	تضر عکرشہ اب: عدنان (حارث) بن عمرو بن قیس بن عیلان بن معتر
59..	مالک	اب: عامر بن الحارث بن مضاض بن زید بن مالک جرہی
60..	فہر	ام: ہند بنت الطلمیم بن مالک بن الحارث (جرہی)
61..	عالب	اب: یحییٰ بن الفہر بن کنانہ
62..	لوی	ام: اینہ بنت شیمان بن ثعلبہ بن عکابہ بن صعب بن علی بن بکر بن وائل
63..	کعب	اب: کعب بن القین (ہو الغمان) بن حیر بن شیخ اللہ بن اسعد بن ویرہ بن تغلب بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ
64..	مرہ	اب: شیمان بن محارب بن فہر
		ام: وحشہ بنت وائل بن قاسط بن بنب
		ابن اقصیٰ بن صمعی بن جدیلہ
		اب: سریر بن ثعلبہ بن الحارث بن مالک
		ام: اسامہ بنت عبد مناة بن کنانہ

عدنان آنحضور صلی اللہ وسلم
اور ابو بکر صدیق رضی اللہ
کے اجداد میں 21 ویں
پشت پر تھے

شجرہ اولاد عدنان

عدنان (600 برس قبل مسیح)

عک

(588 برس قبل مسیح) معد

قصص (اولاد قصی کہلانی)

(1) نزار (کنیت ابوایاد)

(2) مضر (3) ایاد (4) ربیعہ (5) انہار

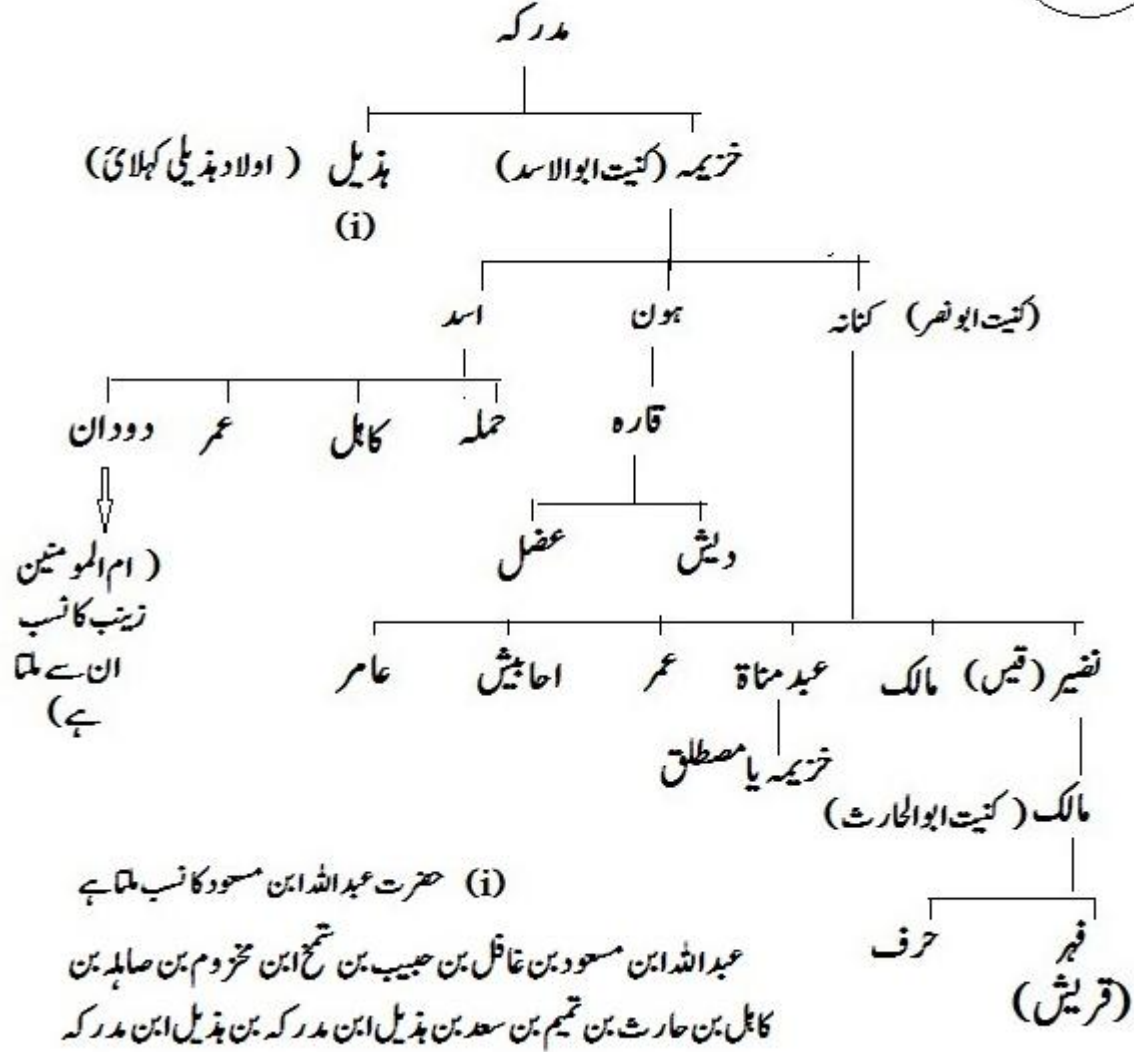
(6) الیاس (کنیت ابو عمرو)

مدرکہ (7) طانجہ قیس عیلان

- (1) نزار: امام احمد بن حنبل کا نسب ملتا ہے
(2) مضر کی نسل وسط عرب میں آباد ہوئی
مضر دین حنیف پر تھے اور الحمر کے لقب سے مشہور ہوئے
(3) ایاد کی اولاد ثغور و اطراف میں پائی جاتی ہے
(4) ربیعہ کی نسل وسط عرب میں آباد ہوئی
(5) انہار کی اولاد نجد اور اطراف حجاز میں آباد ہوئی
(6) الیاس کا لقب کبیر قوم تھا
(7) مدرکہ کی کنیت ابو ہذیل تھی

شجرہ اولاد مدرکہ بن الیاس بن مضرب بن نزار بن معد بن عدنان

شجرہ 9



اولاد مرہ کے دونوں بیٹوں کی نسل
مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر

آباء اکرام امہات العظام امہات کے دودھیال
اور ننیال

آباء اکرام امہات العظام امہات کے دودھیال
اور ننیال

الطوالہ تیم
بن مرہ
الطوالہ بنت مالک بن حسل
بن عامر بن لوی

کلاب بن مرہ قاطمہ
(زہرہ بطابق معارف)
آباء: سعد بن سل (حیر)
بن عوف بن عامر الجاؤ

نعم (i) نعم بنت ثعلبہ بن والدہ
بن عمرو بن شیان بن محارب بن فہر
(ii) نعم کی والدہ ناہیہ تھیں
ناہیہ بنت الحارث بن معمر بن عمرو بن
معیش بن عامر بن لوی

ام: ظریفہ بنت قیس بن
امیہ ذی الراسین بن
جیشم بن کنانہ بن عمرو بن
القین بن فہم بن عمرو بن
قیس بن عیلان بن الیاس

(iii) ناہیہ کی والدہ کانام سلمیٰ تھا
سلمیٰ بنت ربیعہ بن ریبہ بن جتاب بن
حاجر بن عہد بن معیش بن عامر بن لوی
(iv) سلمیٰ کی والدہ خدیجہ تھیں
خدیجہ بنت سعد بن سہم
(v) خدیجہ کی ماں عاتکہ تھیں
عاتکہ بنت عبدہ بن زکوان بن غاضرة بن معمرہ
(طبقات ابن سعد)
(vi) طلح بن ابی طالب بن عبد المطلب
کی والدہ عکہ تھیں اور انکے ماں جائے بجائی
حورث ابن ابی زباب بن عبد اللہ بن عامر
بن الحارث بن ابن حارثہ بن سعد بن تیم
بن مرہ

قصی حبیبی اب: غلیل بن حبشیہ بن
سلول بن کعب بن عمرو بن
ربیعہ (وهو الخزاعی)

ام: ہند بنت عامر بن القفر
بن عمرو بن عامر (من الخزاعہ)

اولاد مرہ کے دونوں بیٹوں کی نسل -2

مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر

آباء الکرام امہات العظام امہات کے دودھیال
اور ننیال

آباء الکرام امہات العظام امہات کے دودھیال
اور ننیال

(i) کعب کی والدہ نعم تھیں
(ii) اسد بن عبد العزی بن
قصی کی والدہ کانام حطما تھا
جسکے سلسلہ میں رسالت مآب صلی اللہ
علیہ وسلم پیدا ہوئے
اور انکا نام ریطہ تھا۔ ریطہ بنت کعب
بن سعد بن تیم بن مرہ۔ ریطہ کی والدہ
نامکہ بنت حذافہ بن جحج بن عمرو بن حمیس
بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک
(صالحات و صحابیات ص 29)
ابو لہب بن عبد المطلب جنکا نام عبد العزی
اور ابو عتبہ کنت تھی۔ انکی ماں لبنی تھیں
جنکا سلسلہ نسب لبنی بنت حاجر بن عبد مناف
ابن صناطر بن جیشہ بن سلول بن کعب بن
عمرو جو کہ قبیلہ خزاعہ کے تھے۔ لبنی کی ماں
ہند تھیں۔ ہند بنت عمرو بن کعب بن سعد بن
تیم بن مرہ۔
ہند کی ماں سودا بنت مدہرۃ بن کلاب تھیں

عبد مناف
بن
قصی بن کلاب
بن مرہ
عائکہ

(iii)

اولاد مرہ کے دونوں بیٹوں کی نسل - 3

مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر

آباء الکرام امہات العظام امہات کے دو دھیال
اور ننیال

آباء الکرام امہات العظام امہات کے دو دھیال
اور ننیال

ہاشم سلمیٰ اب: عمرو بن زید بن لہید
بن عبد مناف بن خدا بن عامر بن غنم
بن قصی بن کلاب بن عدی بن النجار (تیم اللہ)
بن مرہ بن ثعلبہ خزرجی

ام: عمیرہ بنت صخر بن
حبیب بن ابن الحارث بن
ثعلبہ بن ماذن بن النجار
ساکن مدینہ

عامر آمنہ
بن عمرو بن
کعب بن سعد
بن تیم بن مرہ

عبد المطلب قاطمہ اب: عمرو بن عائد
بن ہاشم بن بن عمران بن یحکمہ بن مرہ
عبد مناف ام: صخرہ بنت عبد
بن عمران بن مخزوم بن یحکمہ بن مرہ
صخرہ کی ماں تخمرہ بنت عبد بن قصی
صخرہ کی نانی سلمیٰ بنت عامر بن عمیرہ
بن ودیعہ بن الحارث بن فہر

عثمان (i) ام الخیر اب: سلمیٰ بنت صخر بن
ابو قحافہ بن عامر بن کعب بن سعد
بن عامر بن عمرو بن تیم بن مرہ
بن کعب بن سعد (ii) ہند اب: ہند بنت نقید
بن تیم بن مرہ بن بحیر بن عبد بن قصی

عبد اللہ بن عبد المطلب آمنہ اب: وہب بن
بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب
ام: ام برہنت عبد العزی
بن عبد الدار بن قصی

عبد اللہ (ابو بکر صدیق خلیفۃ الرسول رضی اللہ عنہ)

محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

شجرہ اولاد طانجہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان

شجرہ۔ 13

طانجہ
|
عد
|
مرہ
|
تمیم (اولاد بنو تمیم کہلائی)

شجرہ قیس عیلان بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان

قیس عیلان

حصفہ | سعد

عکرمہ | عطفان (i)

منصور | رائس | شیح (ii)

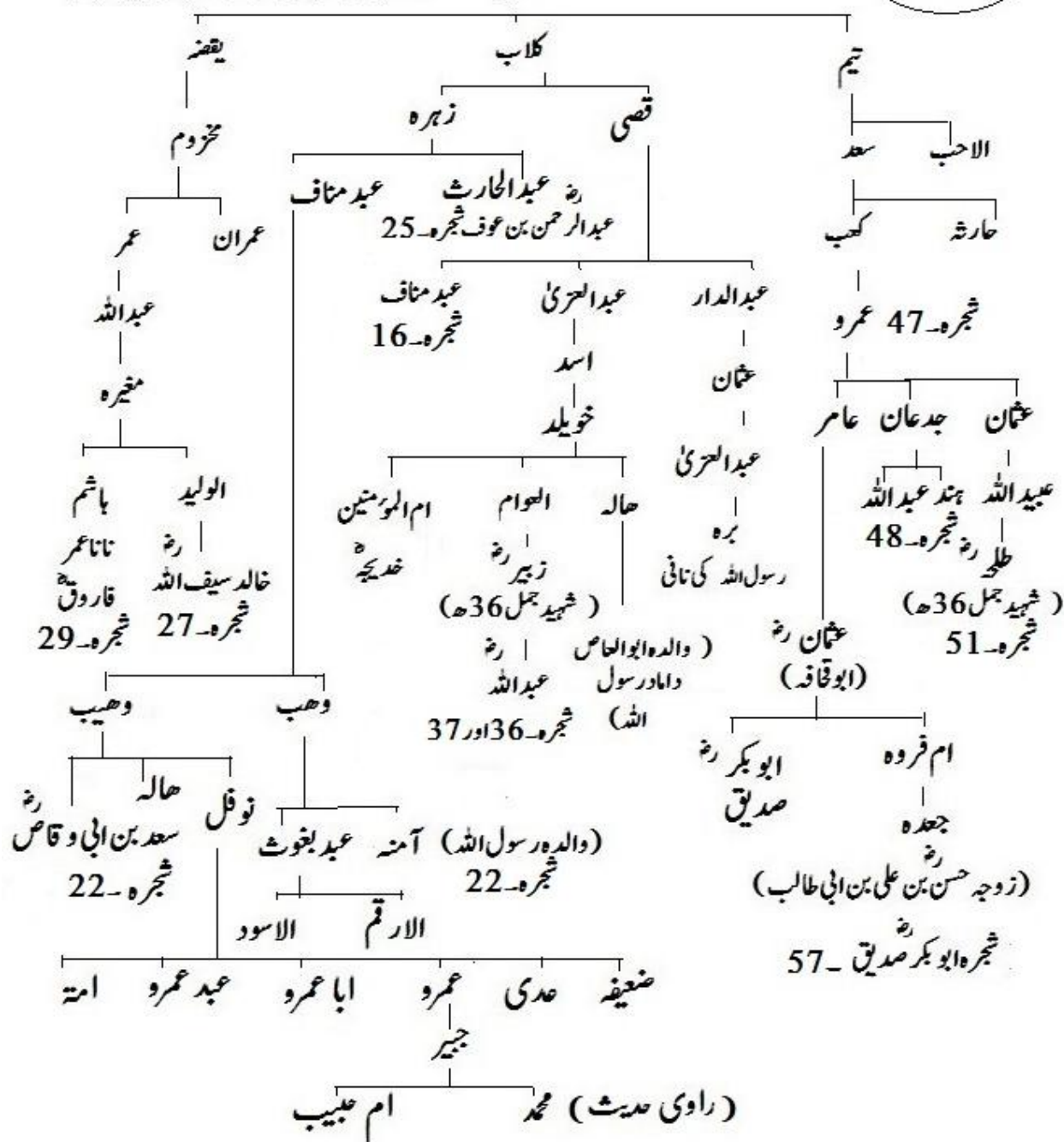
سلیم (Vi) | ہوازن (v) | بعیص

ثقیف (Viii) | بکر | زیان (iii)

سعد (vii) | فتراد (iv)

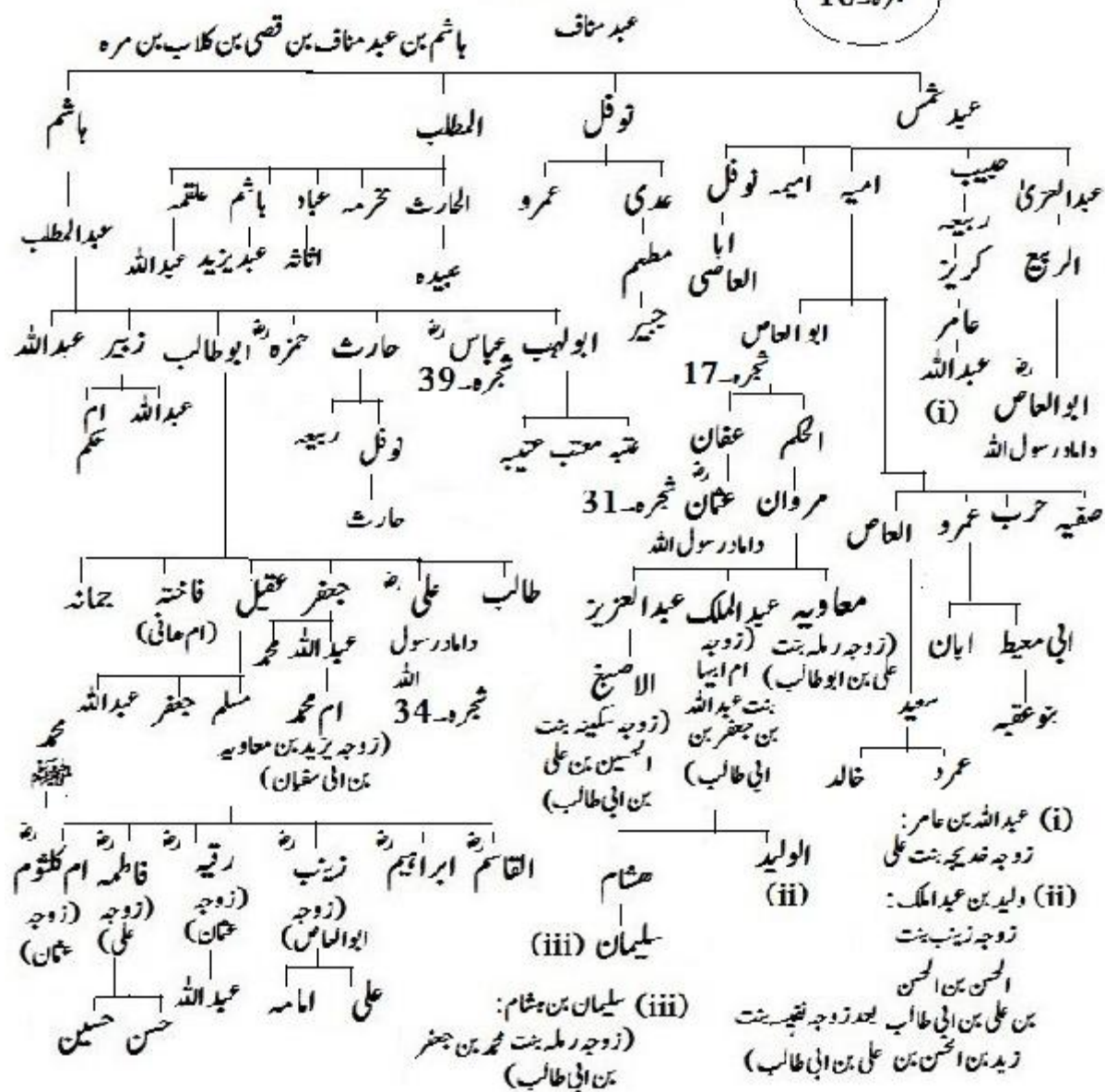
(i) اولاد بنو عطفان کہلائی
(ii) اولاد بنو شیح کہلائی
(iii) اولاد بنو زیان کہلائی
(iv) اولاد بنو قرادہ کہلائی
(v) اولاد بنو ہوازن کہلائی
(vi) اولاد بنو سلیم کہلائی
(vii) بنو سعد حضرت حلیمہ سعدیہ کا قبیلہ
(viii) اولاد بنو ثقیف کہلائی

شجرہ۔ 15



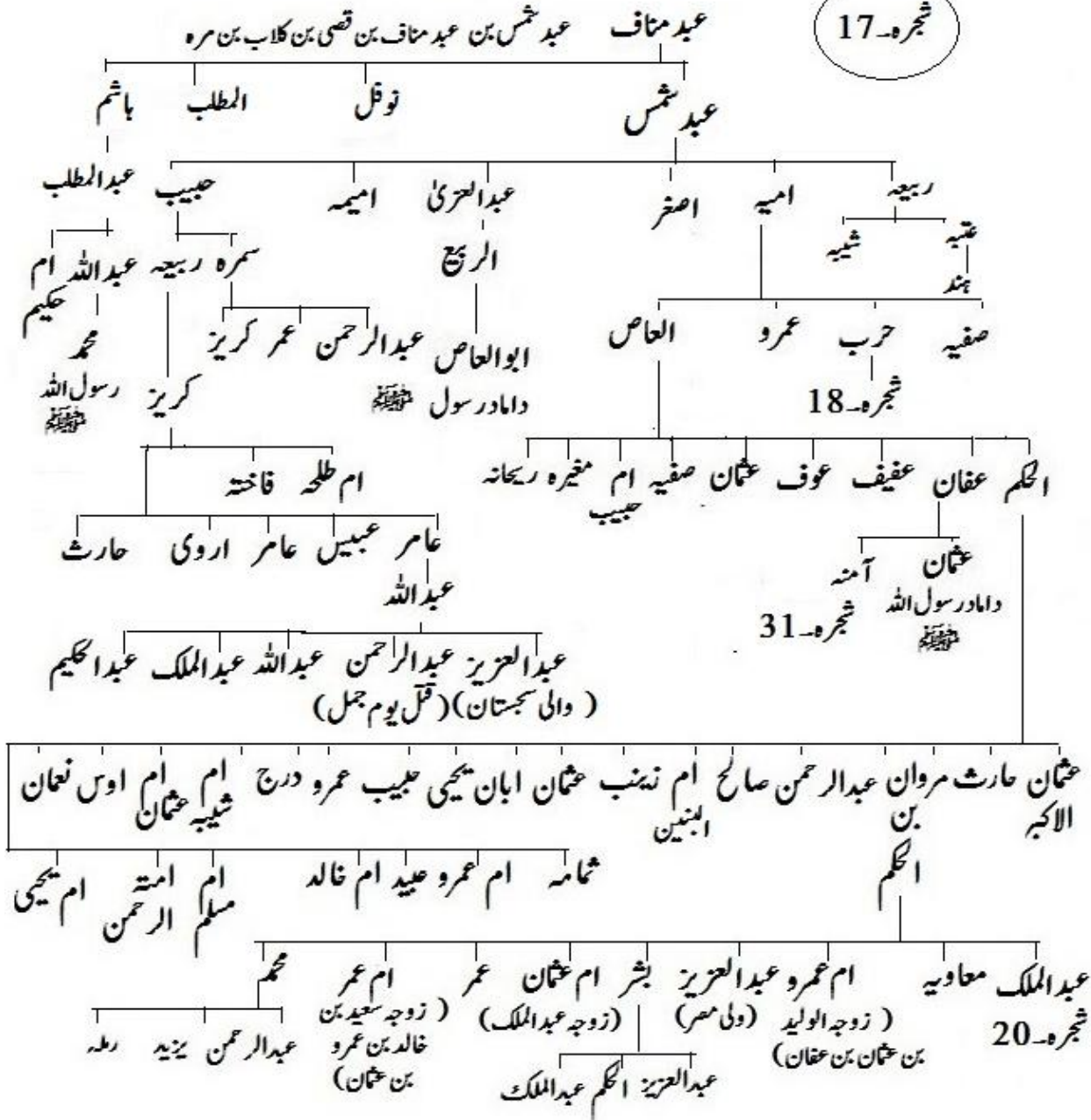
3- شجرہ قبیلہ قریش

16۔ منجھ



شجرہ قبیلہ قریش - 4

شجرہ - 17

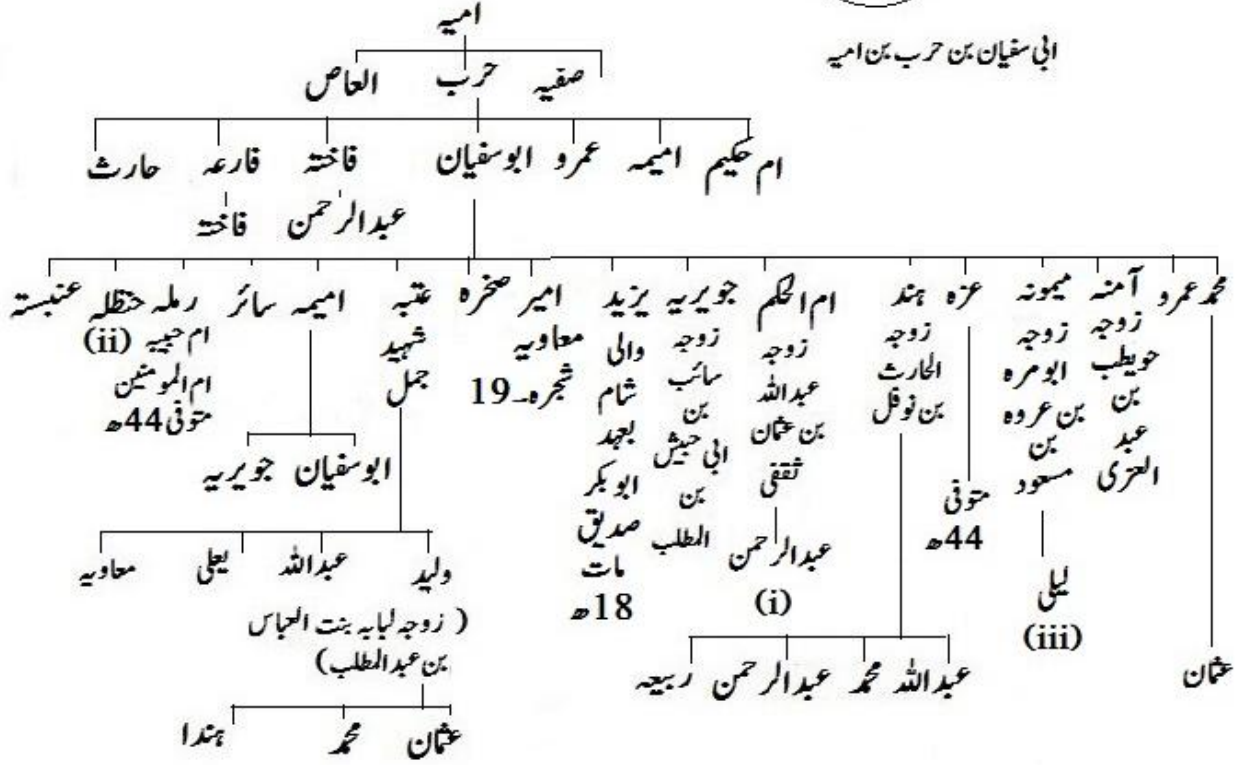


شجرہ قبیلہ قریش - 5

امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ

شجرہ - 18

ابی سفیان بن حرب بن امیہ



(i) عبد الرحمن بن الحکم: والی کوفہ بعد والی جزیرہ و موصل بعد امیر معاویہ (بلاذری)

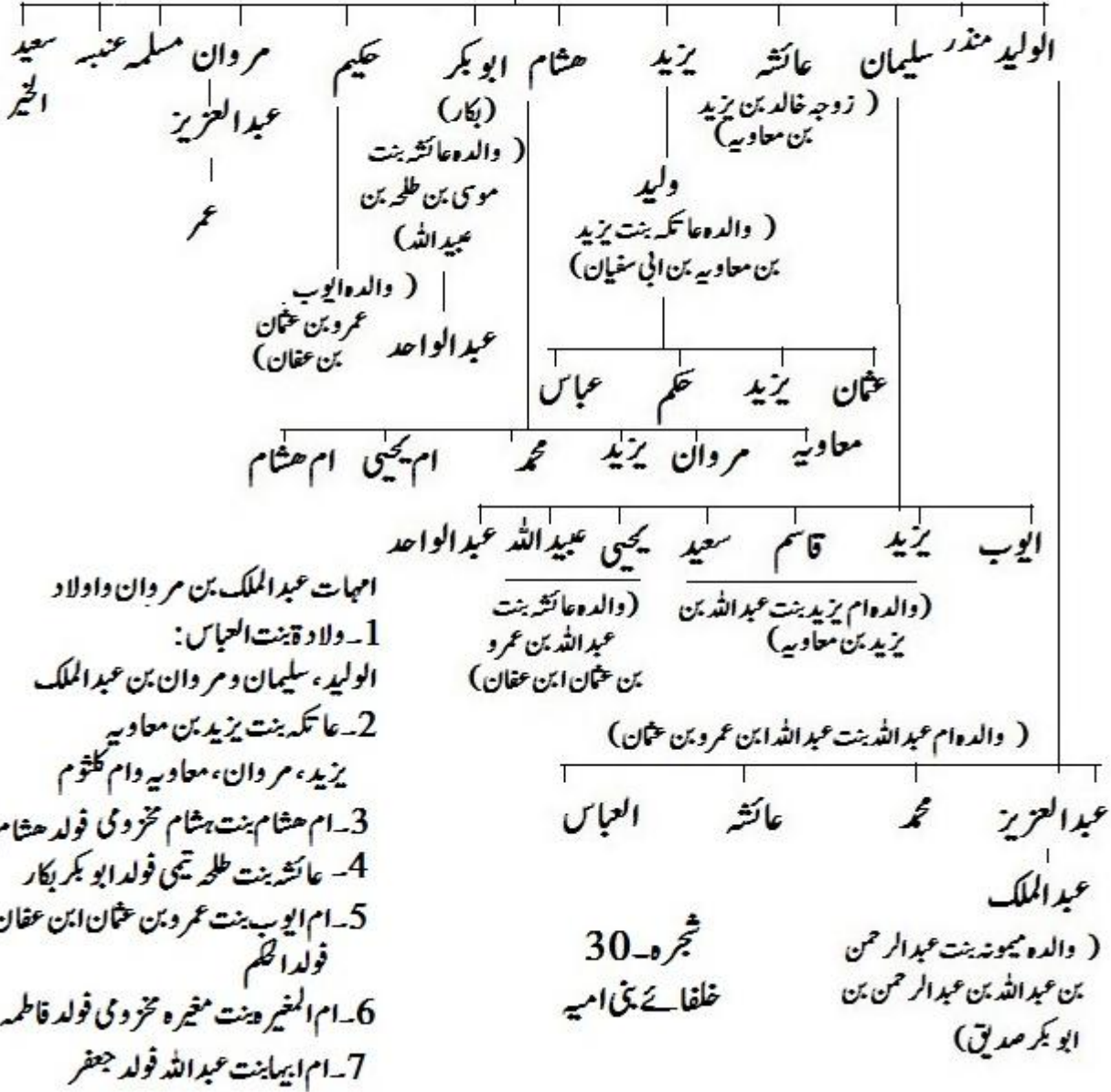
(ii) حظلمہ بن ابی سفیان: قتل یوم بدر

(iii) لیلی بنت میمونہ: زوجہ حسین بن علی بن ابی طالب متولد علی بن الحسین اکبر

نوٹ: بحوالہ کتاب زوجات صحابہ زینب بنت ابی سفیان زوجہ عروہ بن مسعود ثقفی تھیں

شجرہ قبیلہ قریش - 7
عبد الملک بن مروان وفات 86ھ

شجرہ - 20



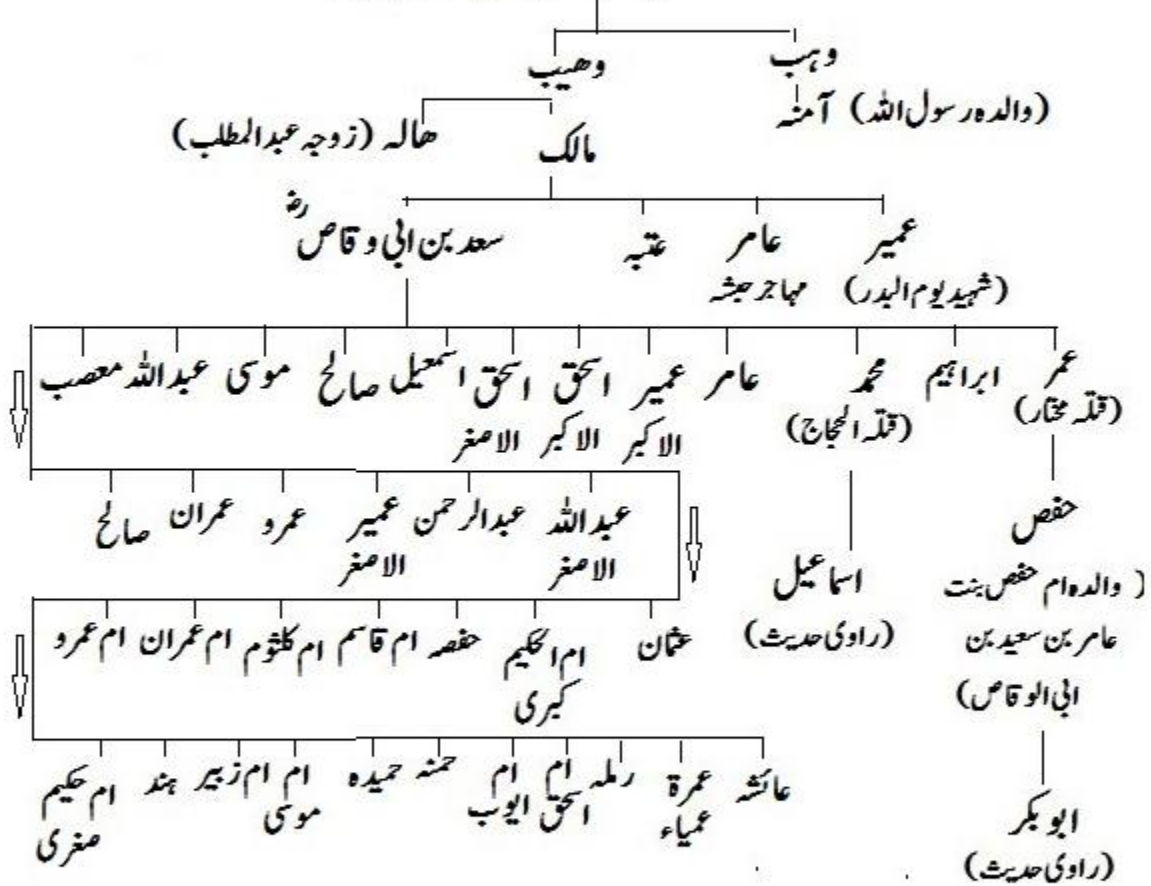
شجرہ۔ 22

شجرہ قبیلہ قریش (سعد بن ابی وقاص بن وہیب بن عبد مناف

بن زہرہ بن کلاب بن مرہ)

(وفات 55ھ) سعد بن ابی وقاصؓ

عبد مناف بن زہرہ (بنی زہرہ)



سعد بن ابی وقاص کی والدہ: حمنہ بنت سفیان بن امیہ بن عید خمس بن عبد مناف بن قصی
 ازواج سعد بن ابی وقاص: بنت شہاب زہریہ، مادیہ بنت قیس بن معد کرب، زبد بنت حارثہ
 ام عامر بنت عمرو، سلمیٰ بنت حفص، خولہ بنت عمرو، ام حکیم بنت قارض
 ام ہلال بنت ریح، ام حنجر، طیہ بنت عامر

شجره-24

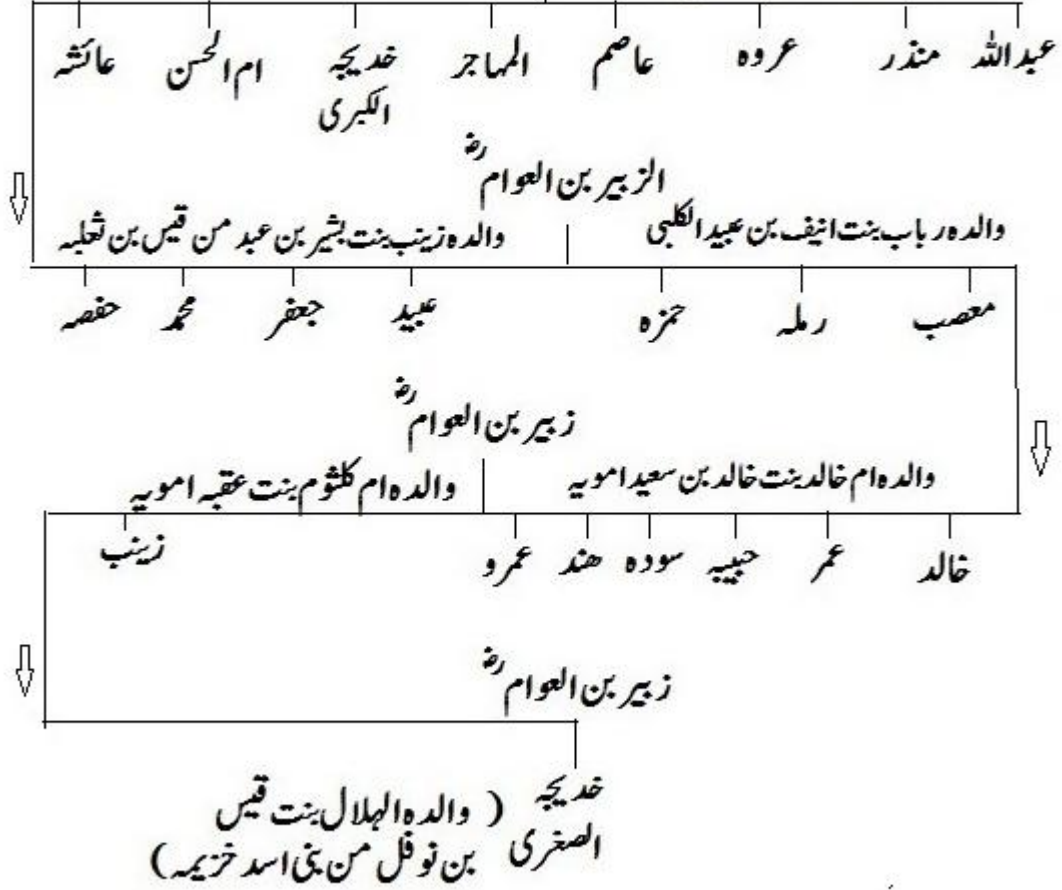
شجره قبيله قریش (بن عوام بن خويلد بن اسد بن عبدالحزى بن

قصي بن كلاب بن مره)

الزبير بن العوام^{رض}

(شهادت 36هـ)

والده اسماء بنت ابوبكر صديق



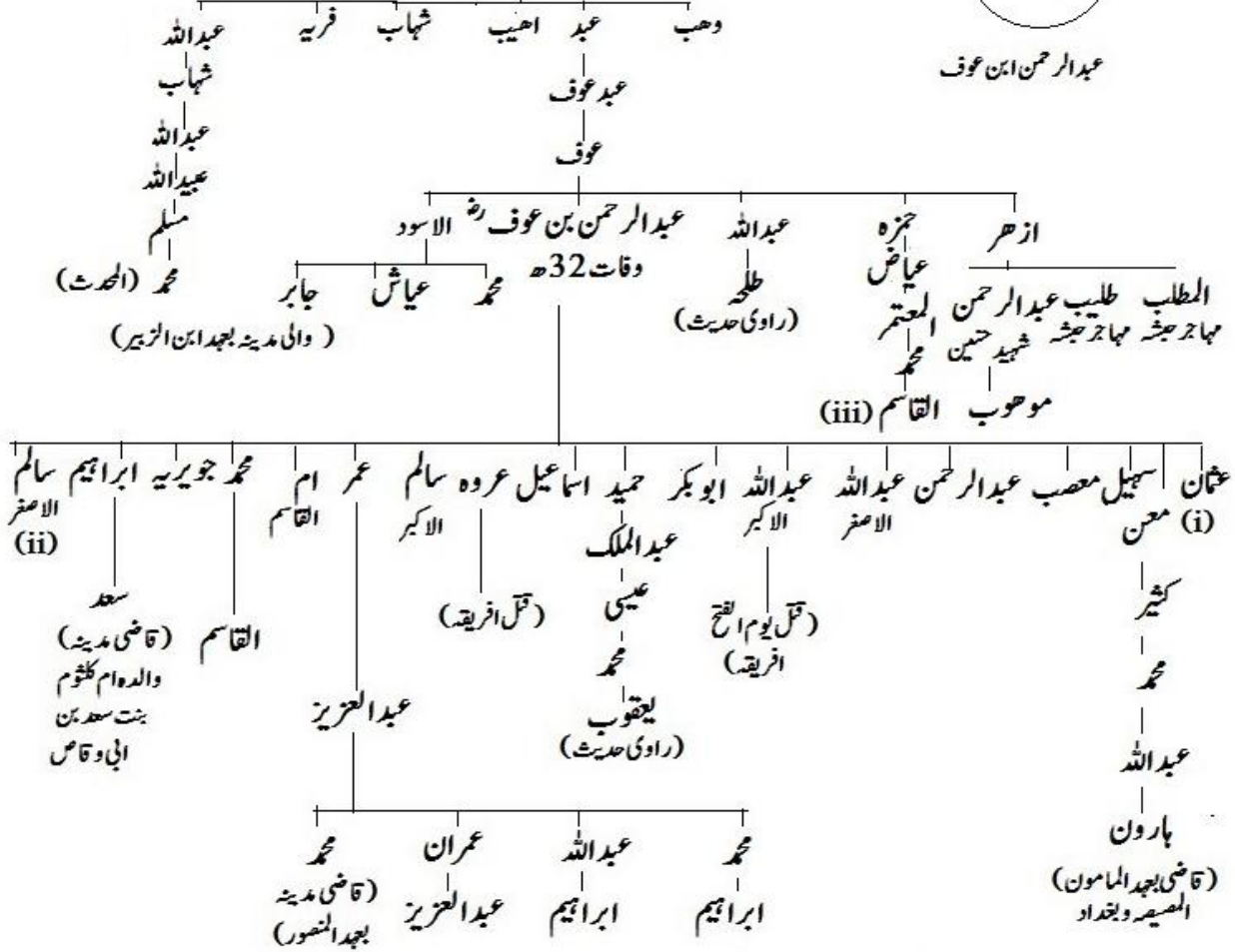
(مختصر المرام في فضائل زبير بن العوام - ابن المبرد - 840-909هـ)

شجرہ قبیلہ قریش

الحارث بن زہرہ بن کلاب بن مرہ

شجرہ 25

عبدالرحمن ابن عوف

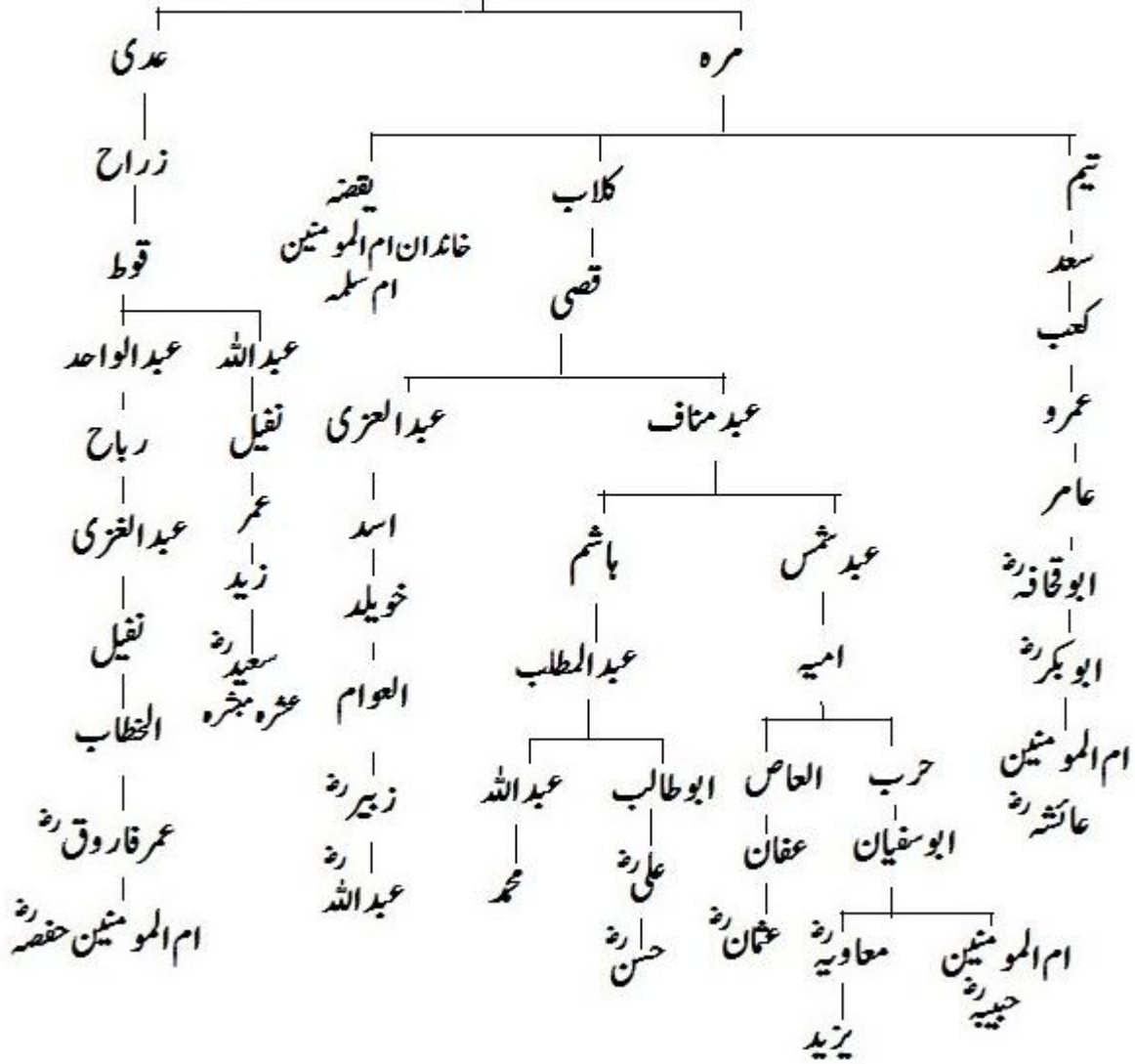


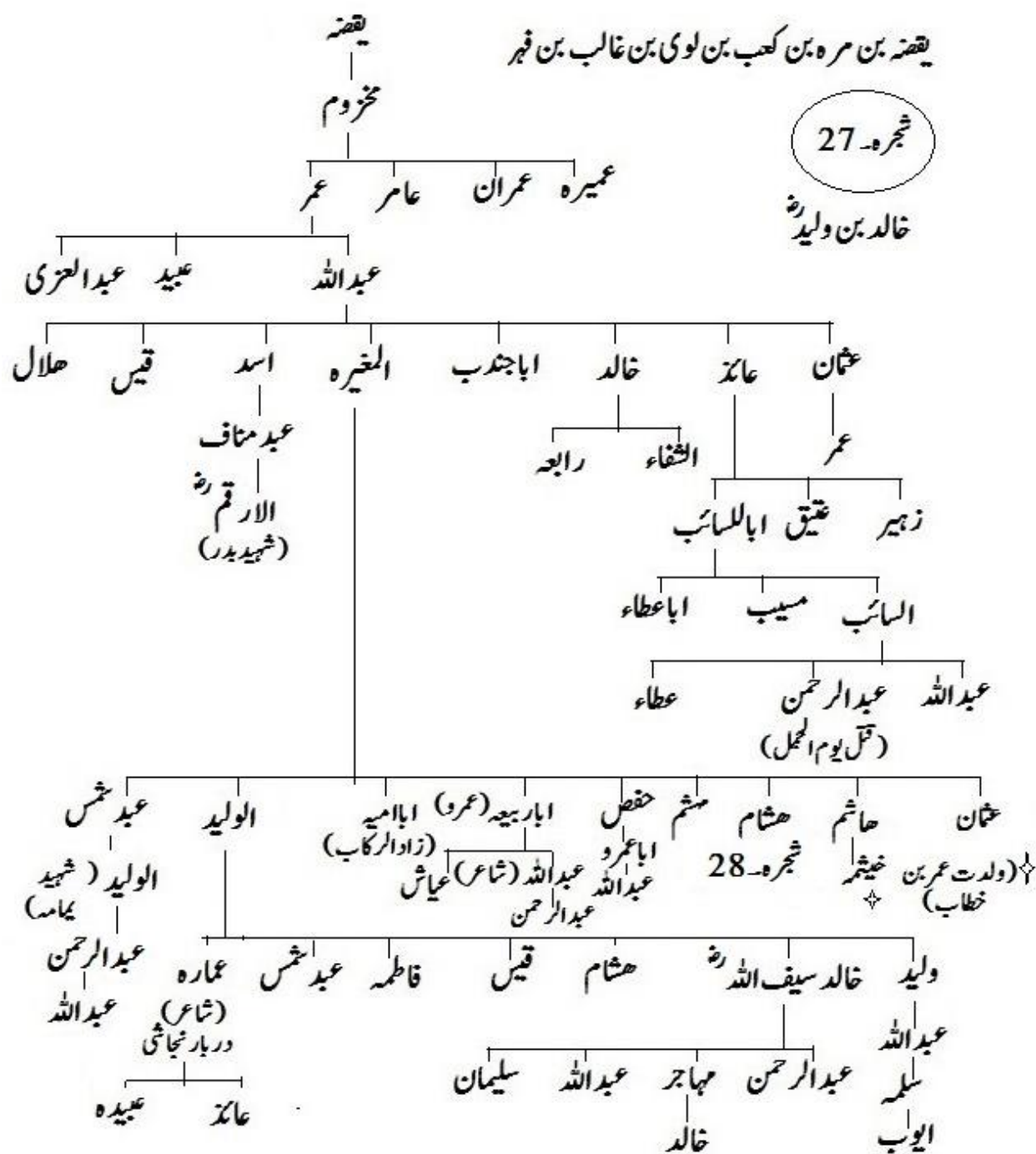
- (i) عثمان بن عبدالرحمن بن عوف کی والدہ غزال بنت کسری
(ii) سالم الاصغر بن عبدالرحمن بن عوف قتل یوم الفجھ افریقہ
(iii) القاسم بن محمد بغداد میں امیر المومنین ہارون کے اصحاب میں تھے اور انکی والدہ ابنہ القاسم بن عباس بن محمد بن معتب بن ابی الحب تھیں

شجره-26

نسب نامه خلفاء راشدين

كعب

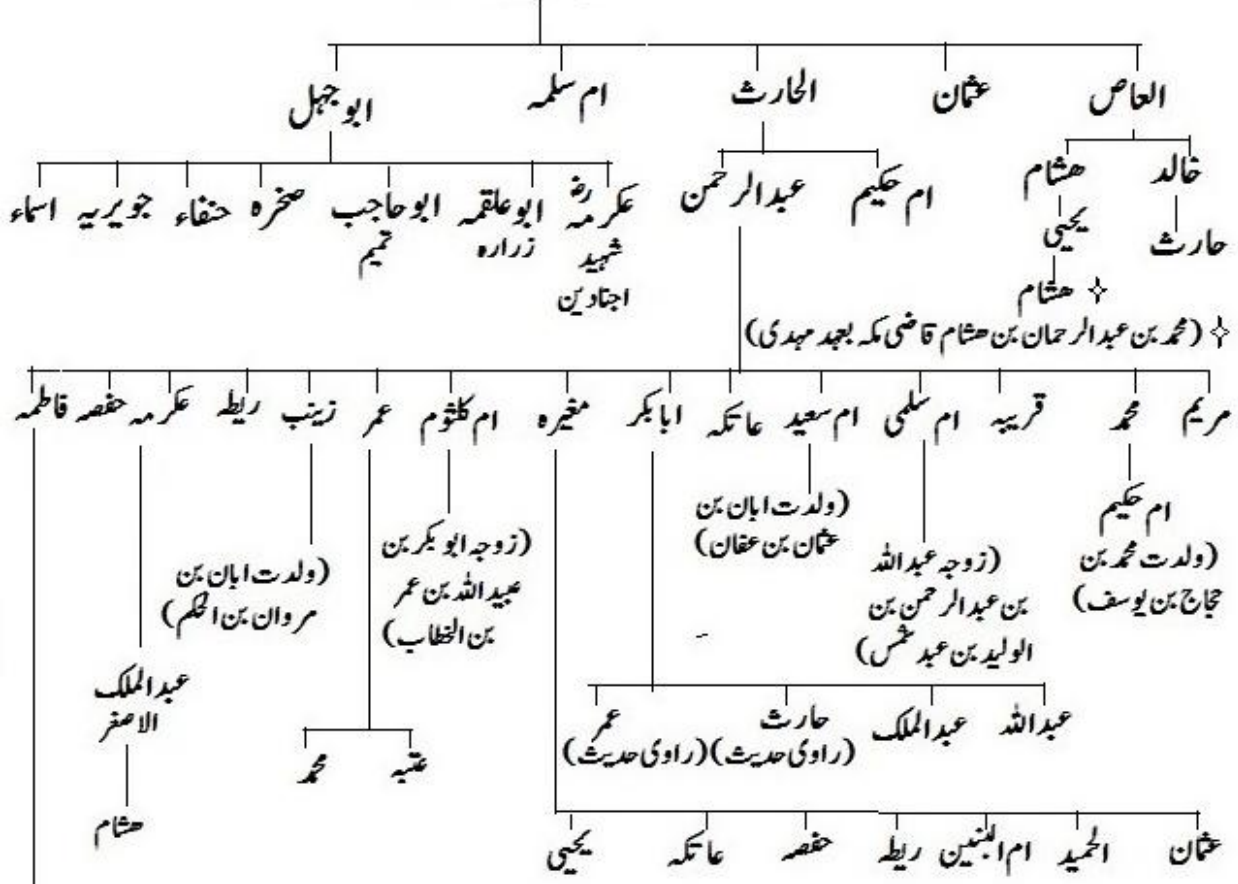




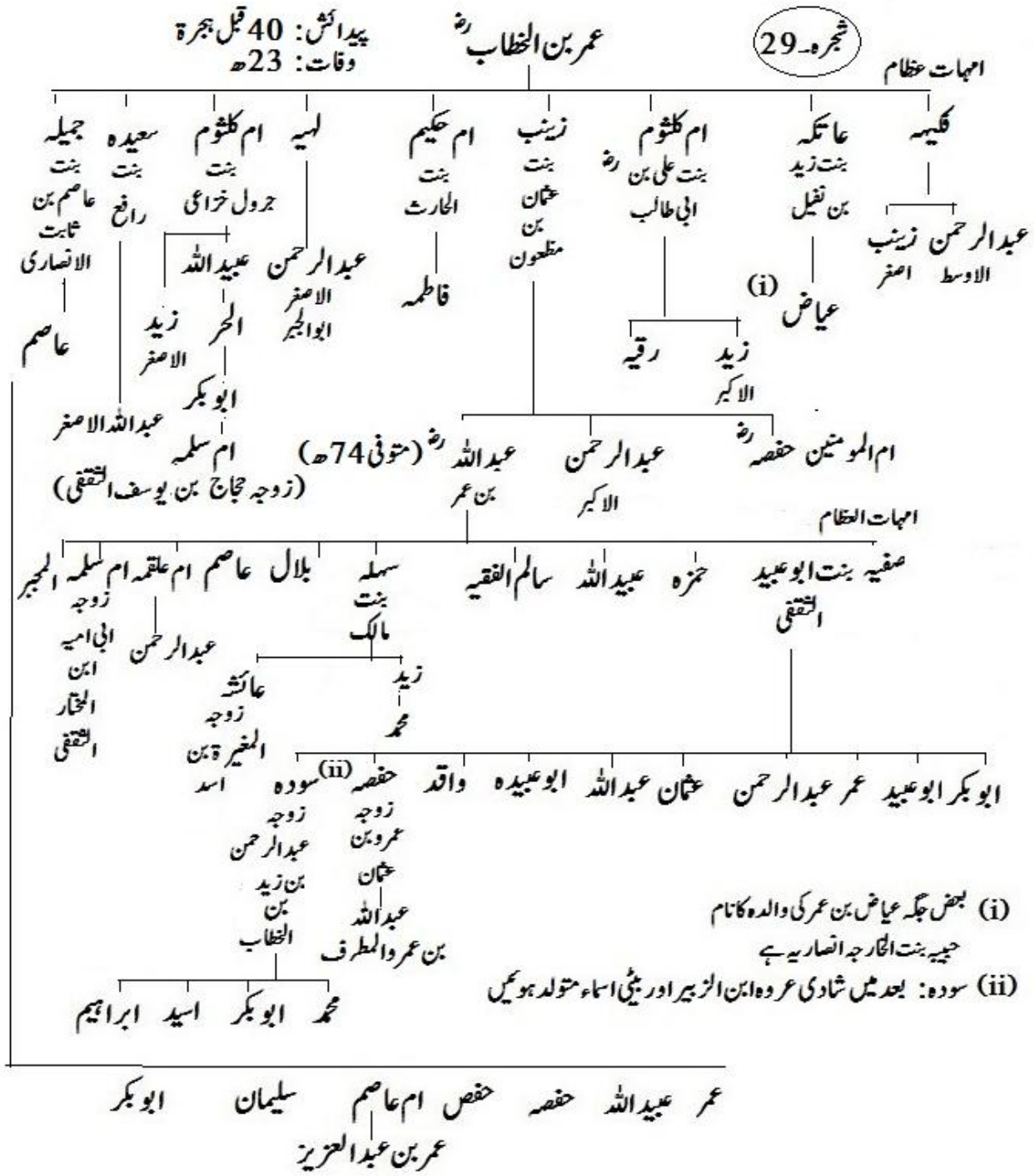
شجرہ-28

ہشام بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم بن یقظہ
بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک

ہشام بن المغیرہ



(ولدت مہاجر بن
ولید بن مغیرہ المخزومی)



شجرہ 30

شجرہ نسب خلفائے بنی امیہ

(عبد مناف بن قصی بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر)

عبد مناف

ہاشم

عبد الشمس

عبد المطلب

امیہ

عبد العزی

عبد اللہ

العاص

حرب

الریح

محمد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

الحکم

ابوسفیان

ابوالعاص

امیر معاویہ
ام المومنین
حبیبہ
(661 / 41ء)

امامہ

علی

عقان (683 / 64ء)

مروان

یزید (680 / 60ء)

(744 / 126ء)

عثمان

(644 / 24ء)

محمد

عبدالملک

(685 / 65ء)

عبدالعزیز

معاویہ

(683 / 64ء)

مروان ثانی

750 / 127ء

عمر (717 / 99ء)

آخری خلیفہ بنو امیہ

ہشام (724 / 105ء)

یزید ثانی

(720 / 101ء)

سلیمان

(715 / 96ء)

ولید اول

(705 / 86ء)

معاویہ

ولید ثانی

(743 / 125ء)

یزید ثالث

(744 / 126ء)

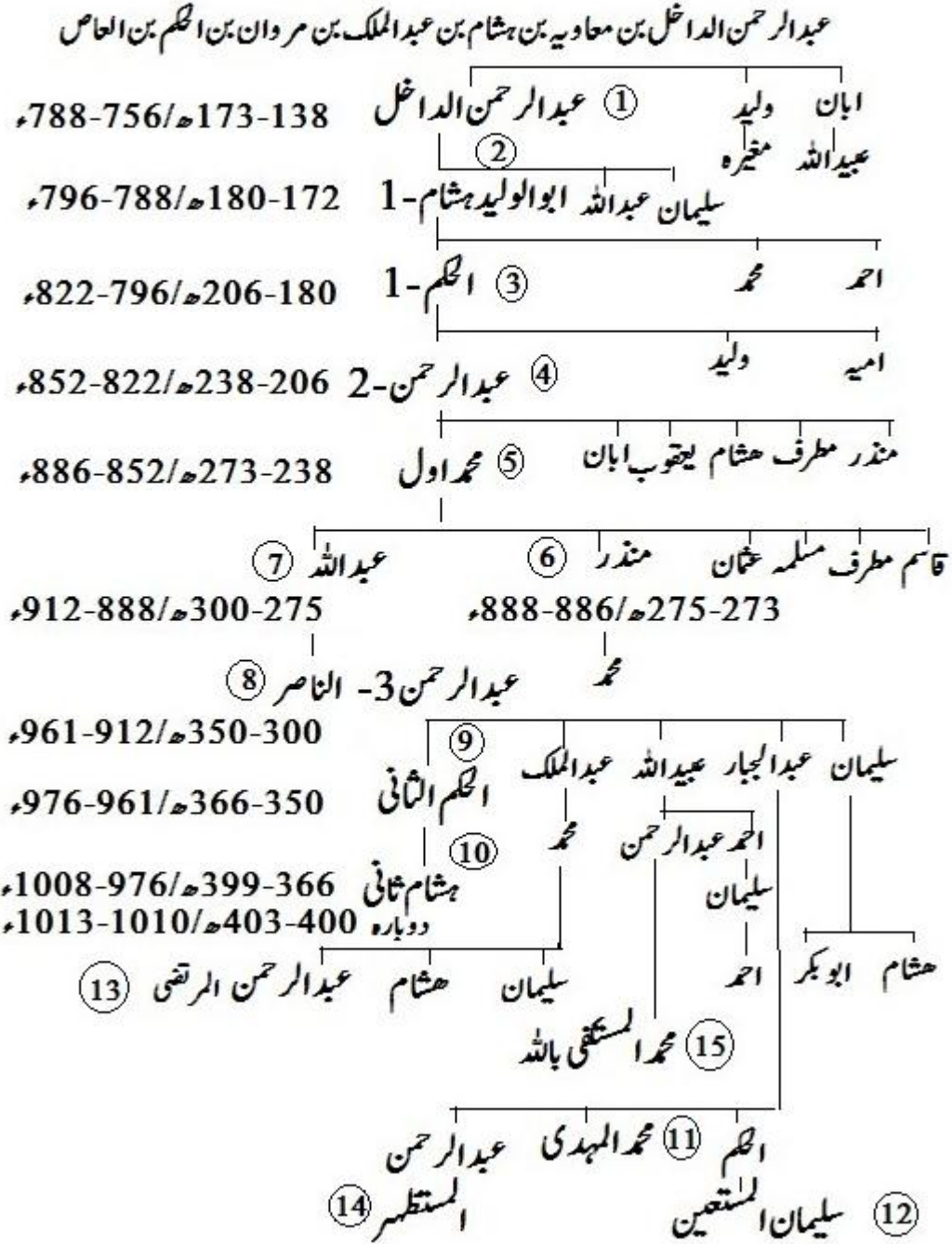
ابراہیم

(744 / 126ء)

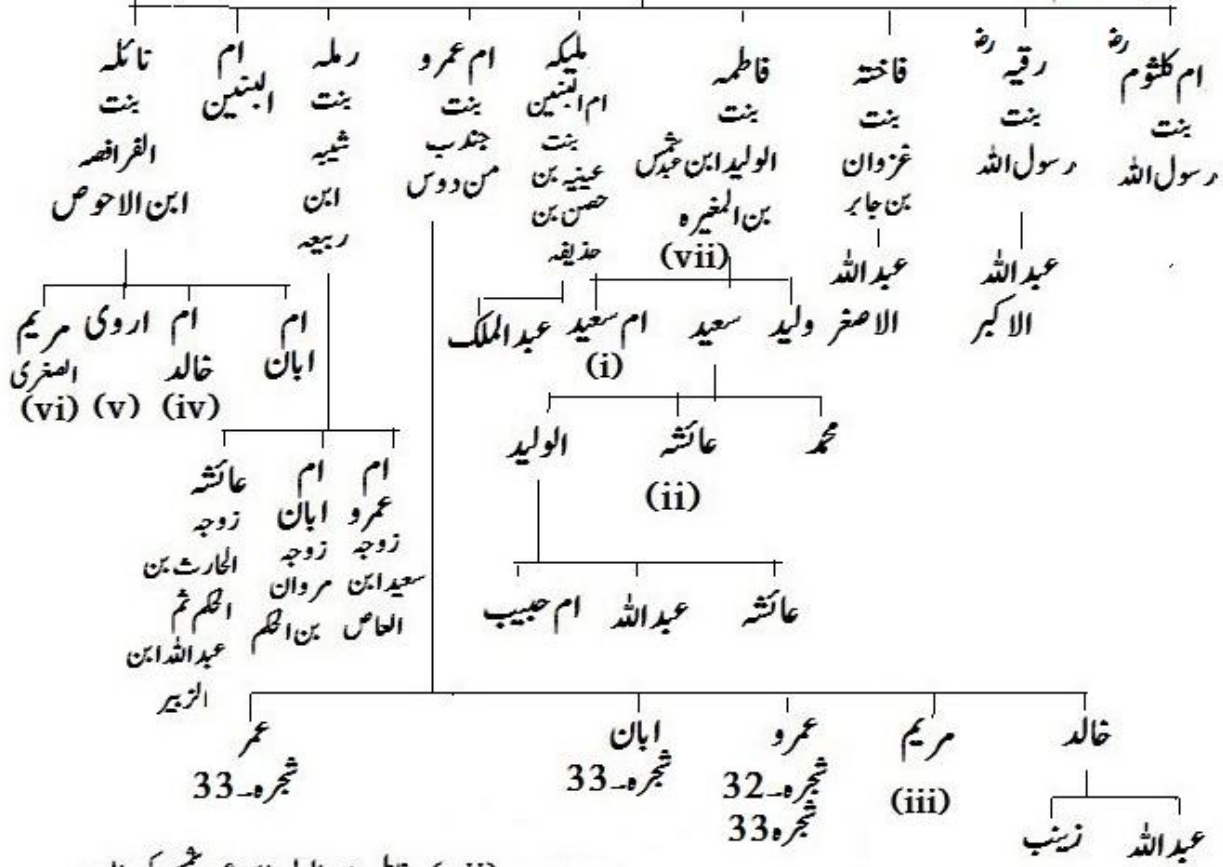
عبدالرحمن الداخل (اندلس)
(756 / 138ء)

شجرہ خلفائے بنی امیہ سبین

شجرہ-30a



شجرہ عثمان ابن عفان - 1 (ابن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی) شجرہ - 31



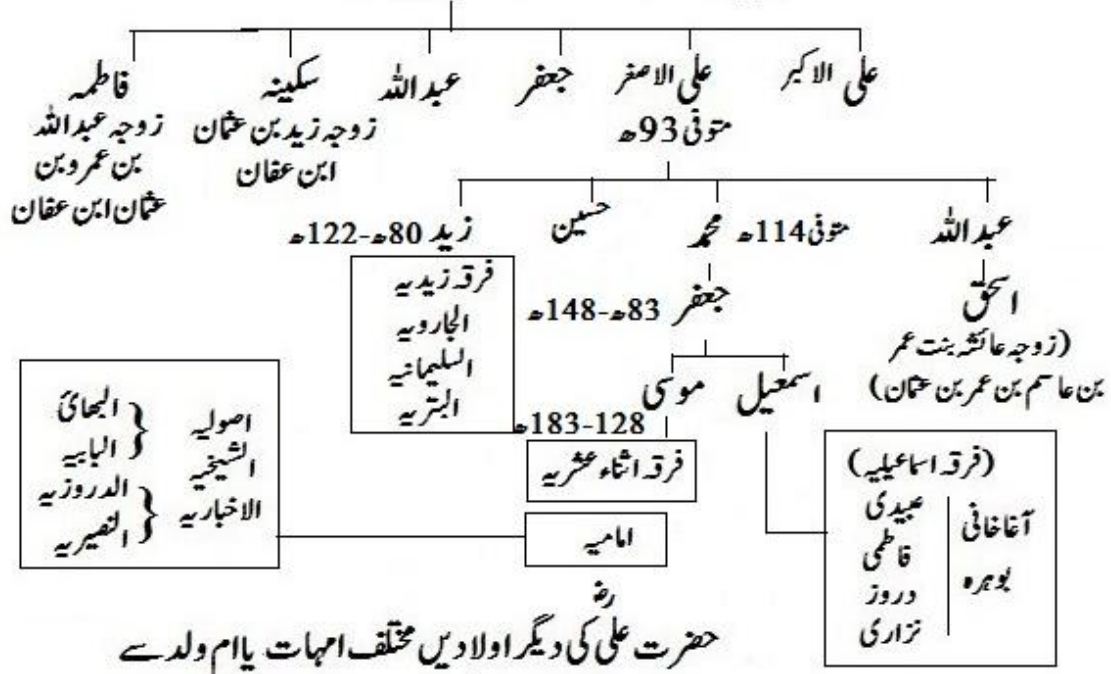
(vii) قابطہ بنت الولید ابن عبد شمس کی والدہ
ام حکیم بنت ابی جہل بن حشام بن المغیرہ

(iv) ام خالدہ بنت عثمان
زوجہ عبد اللہ بن خالد
ابن اسید
(v) اروی بنت عثمان
زوجہ خالد بن الولید
بن عقبہ
(vi) مریم بنت عثمان
زوجہ عمر بن الولید
بن عقبہ

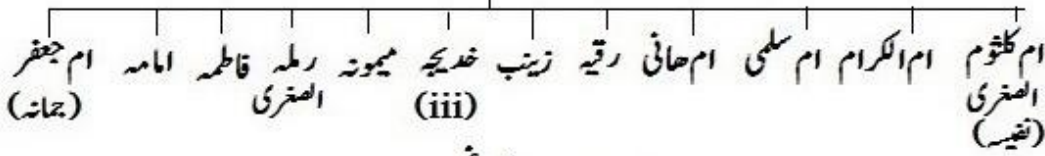
(i) ام سعید بنت عثمان ابن عفان زوجہ
عبد اللہ بن خالد بن اسید
(ii) عائشہ بنت سعید بن عثمان ابن عفان
زوجہ عبد اللہ بن معاویہ ابن ابی سفیان
(iii) مریم بنت عثمان ابن عفان زوجہ عبد الرحمن
بن الحارث ثم عبد الملک بن مروان

شجرہ علی ابن ابی طالب - 2 اولاد الحسین بن علی رضی

شجرہ - 35

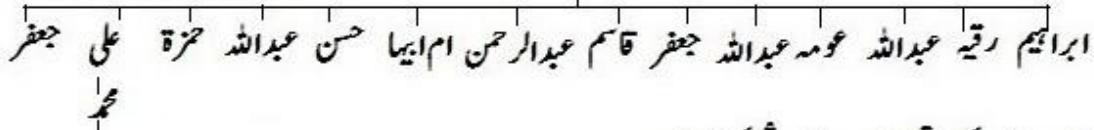


حضرت علی کی دیگر اولادیں مختلف امہات یا ام ولد سے



اولاد محمد حنفیہ بن علی رضی

وفات محمد الحنفیہ: 81ھ



(فرقہ کیسانہ)

ابوالہاشم عبد اللہ بن محمد بن الحنفیہ

(iii) خدیجہ بنت علی زوجہ عبد الرحمن بن عامر بن کریم الاموی

(i) حضرت حسن کی پوتی حمادہ بنت حسن مثنیٰ کی شادی

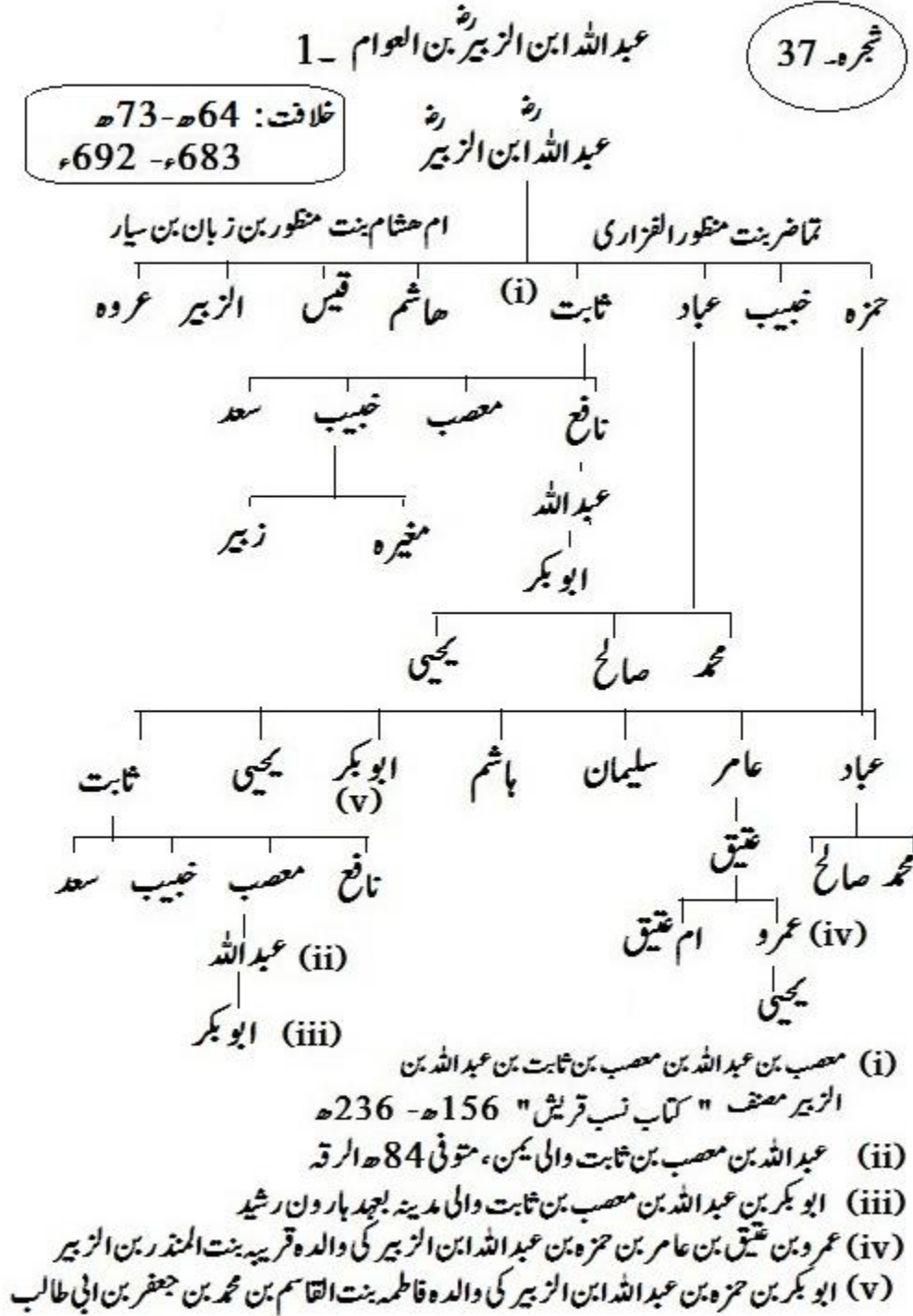
اسمعیل بن عبد الملک بن الحارث بن الحکم سے ہوئی

جن سے تین بیٹے ہوئے۔ جمہور الانساب

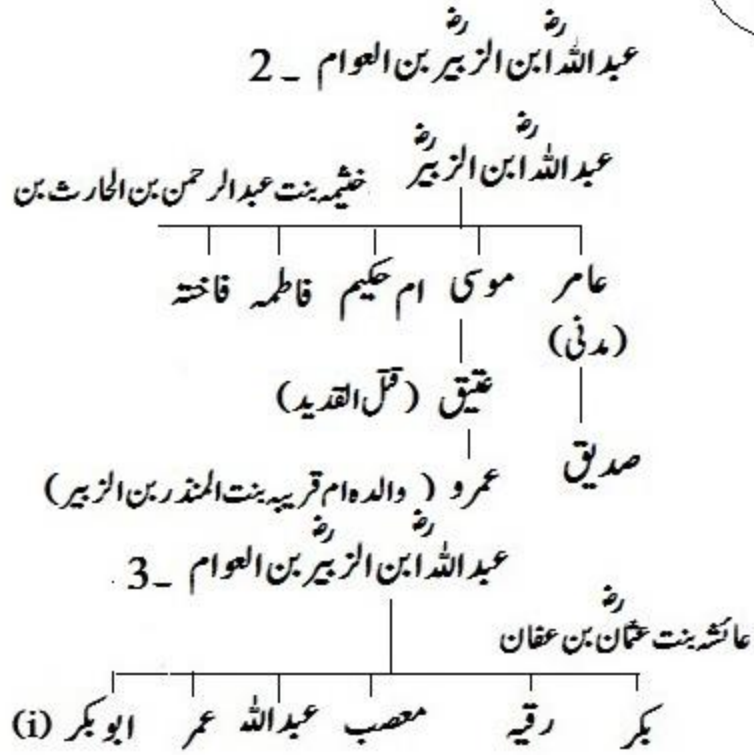
(ii) حضرت اسماء بنت عمیس کے بطن سے ایک بیٹے محمد الاصفہر

کا نام ملا ہے جبکہ ایک بیٹے الور قاصد ام الولد سے تھے انہیں

بھی محمد الاصفہر لکھا گیا ہے



شجرہ-38



(i) ابو بکر بن عبداللہ ابن الزبیر کی والدہ ریطہ بنت عبد الرحمن ابن الحارث بن هشام

شجرہ-37 نوٹ:

- 1- والدہ صالح اور محمد بن عباد بن عبداللہ ابن الزبیر خدیجہ بنت عبداللہ بن حزام تھیں
- 2- والدہ یحییٰ بن عباد بن عبداللہ ابن الزبیر عائشہ بنت عبد الرحمن الحارث بن هشام تھیں
- 3- عباد بن حمزہ بن عبداللہ ابن الزبیر کی والدہ ہند بنت قطیبہ بن ہزم بن سیار بن عمرو
- 4- سلیمان بن حمزہ بن عبداللہ ابن الزبیر کی والدہ ام الخطاب بنت شیبہ بن عبداللہ بن انس بن رواج بن امری القیس بن زید بن عبد الاشہل

شجرہ 39۔

شجرہ خلفائے بنو عباس 1۔

عباس بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر

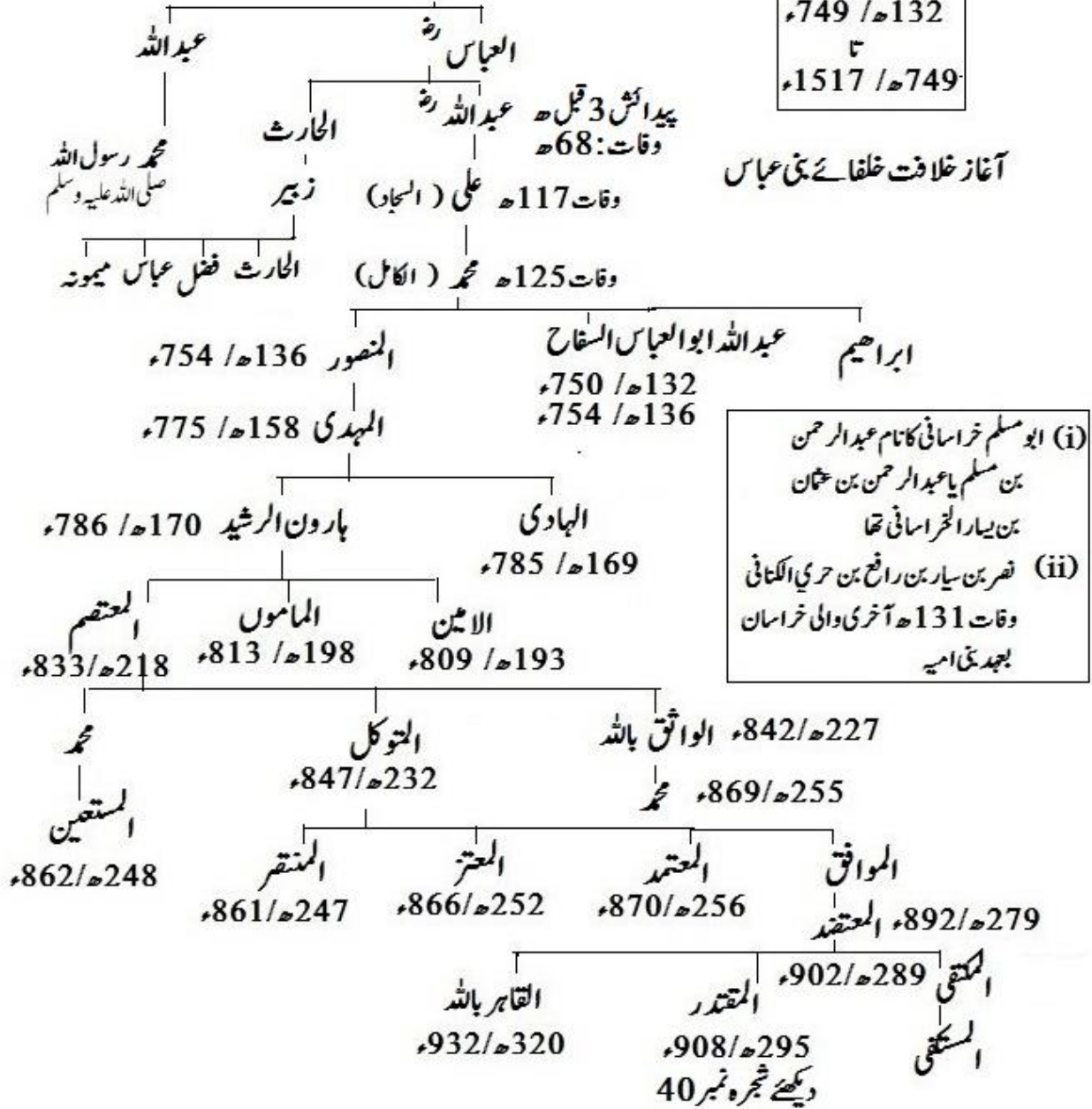
عبد المطلب

خلافت عباسیہ:

132ھ / 749ء

749ھ / 1517ء

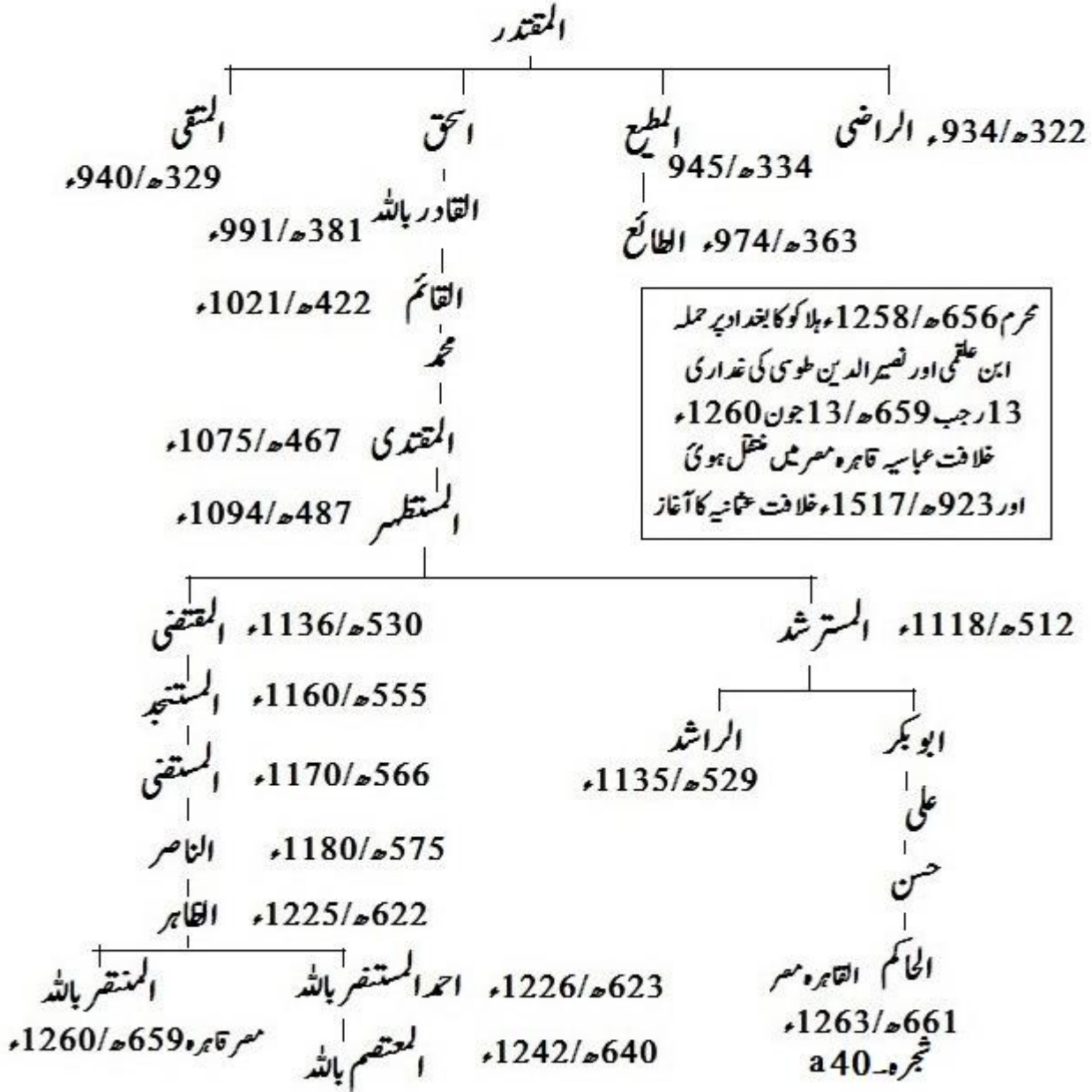
آغاز خلافت خلفائے بنی عباس



شجرہ نسب خلفائے عباسیہ - 2

شجرہ - 40

عباس بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر



شجرہ خلفائے بنو عباس-3 القاہرہ مصر

شجرہ-40a

المنصور باللہ بن القاسم بن التامر بن السفی 1260ھ/659ء

الحاکم بامر اللہ بن حن بن علی بن ابو بکر بن المسترشد 1263ھ/661ء

السفی باللہ-1 1302ھ/701ء الواثق باللہ

1339ھ/740ء

الحاکم بامر اللہ-2 1339ھ/740ء

ابو بکر

المعتصم

1377ھ/779ء

المعتد-1 1353ھ/752ء

الواثق-2

التوکل-1 1362ھ/763ء

1383ھ/785ء

التوکل-1 1377ھ/779ء دوبارہ

المعتصم دوبارہ

التوکل-1 1388ھ/791ء سہ بارہ

1385ھ/788ء

المستجد

القائم

السفی-2

المعتد-2

المستعین

1455ھ/859ء (ابو بکر حزمہ بن متوکل) 859ھ/

1441ھ/845ء

1414ھ/816ء

1405ھ/808ء

1451ھ/855ء

1441ھ/845ء

1414ھ/816ء

1405ھ/808ء

1451ھ/855ء

1441ھ/845ء

1414ھ/816ء

1405ھ/808ء

1451ھ/855ء

1441ھ/845ء

1414ھ/816ء

1405ھ/808ء

1451ھ/855ء

1441ھ/845ء

1414ھ/816ء

1405ھ/808ء

1451ھ/855ء

1441ھ/845ء

1414ھ/816ء

1405ھ/808ء

1451ھ/855ء

1441ھ/845ء

1414ھ/816ء

1405ھ/808ء

1451ھ/855ء

1441ھ/845ء

1414ھ/816ء

1405ھ/808ء

1451ھ/855ء

1441ھ/845ء

1414ھ/816ء

1405ھ/808ء

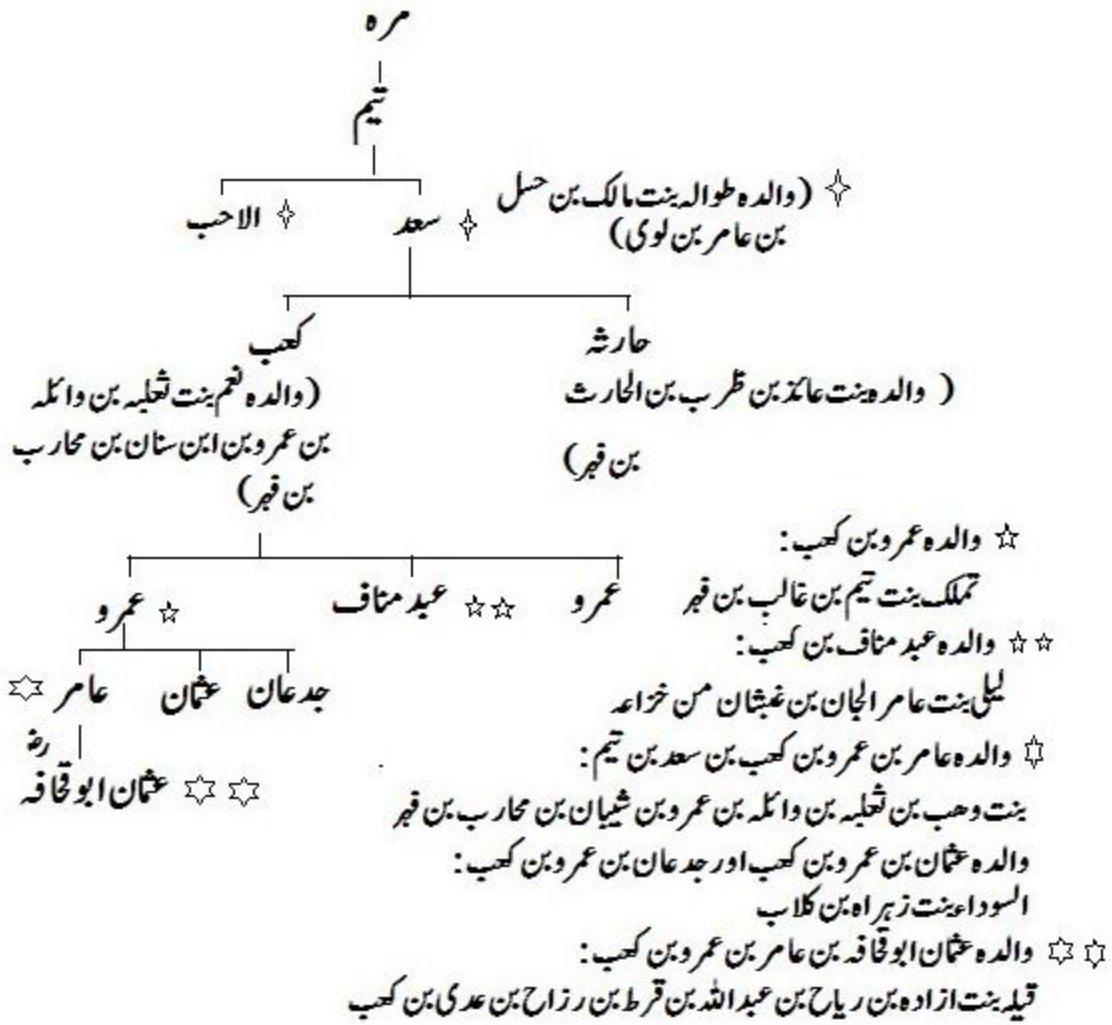
(923ھ/1517ء کو ترک عثمانی سلیم-1 نے مصر فتح کر لیا اور خلیفہ متوکل کو اپنے ساتھ

قہطینیہ لے گئے اور خلافت عثمانیہ کا آغاز ہوا

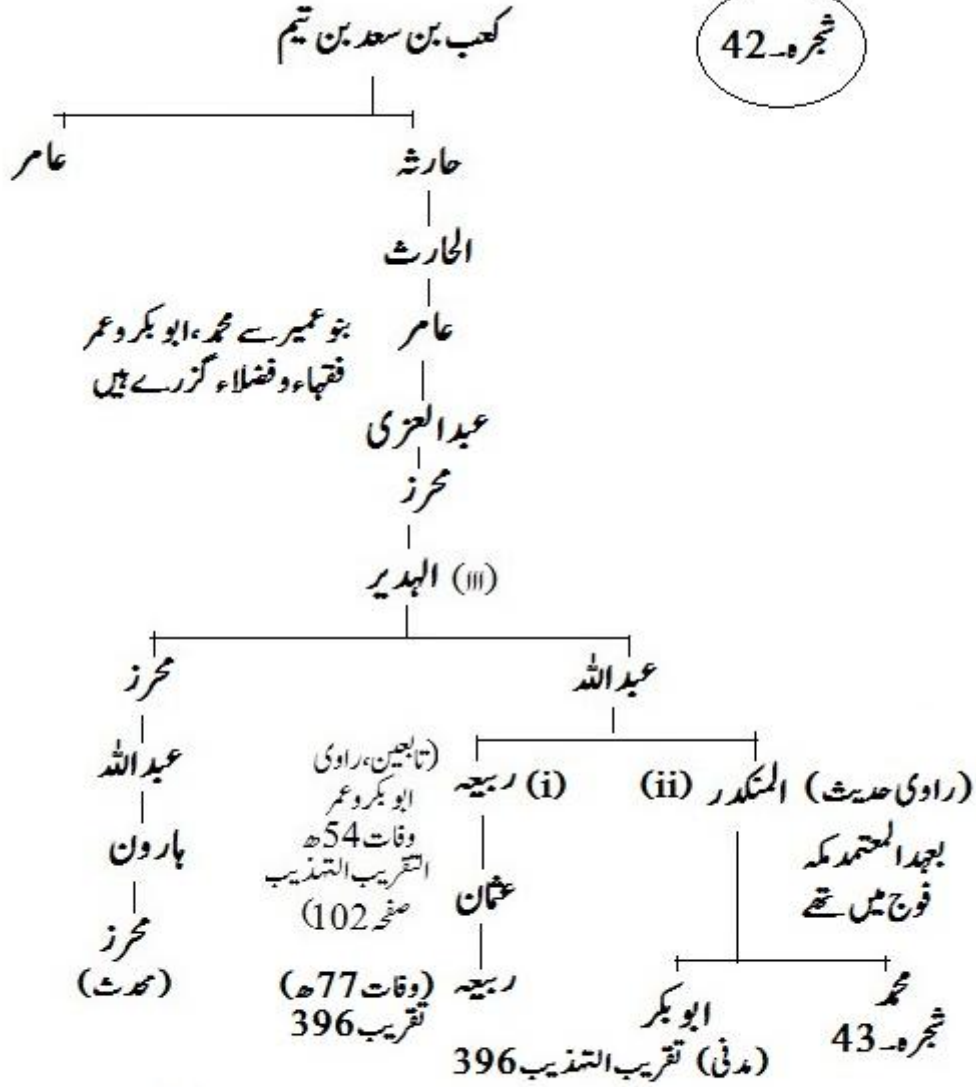
نسب نامہ بنی تیم بن مرہ

شجرہ 41

شجرہ بنی تیم بن مرہ
(بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر)



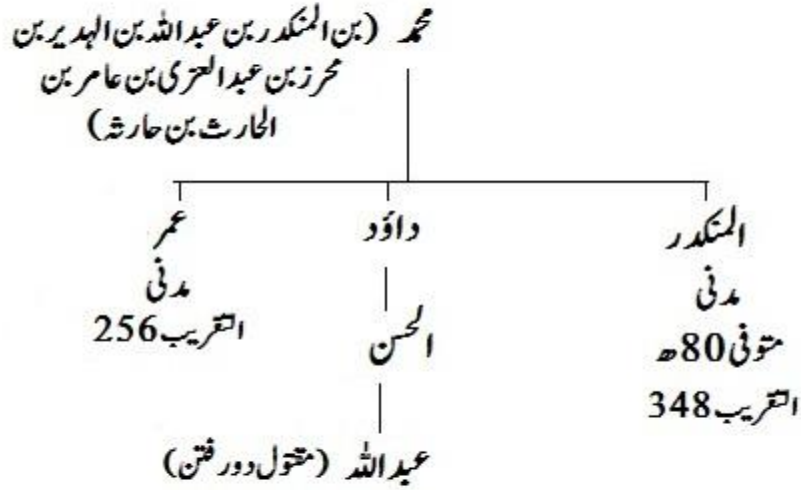
شجرہ۔ 42



- (i) سیدنا ربیعہ بن عبد اللہ کے نسب بحوالہ اسد الغابہ ص ۲۳۵ ج ۳ میں محرز نہیں ہے
- (ii) سیدنا المنکدر کا نسب بطابق اسد الغابہ: منکدر بن عبد اللہ بن ہدی بن عبد العزی بن عامر بن حارث بن حارث بن سعد بن تیم بن مرہ (ص ۲۳۹ ج ۳)

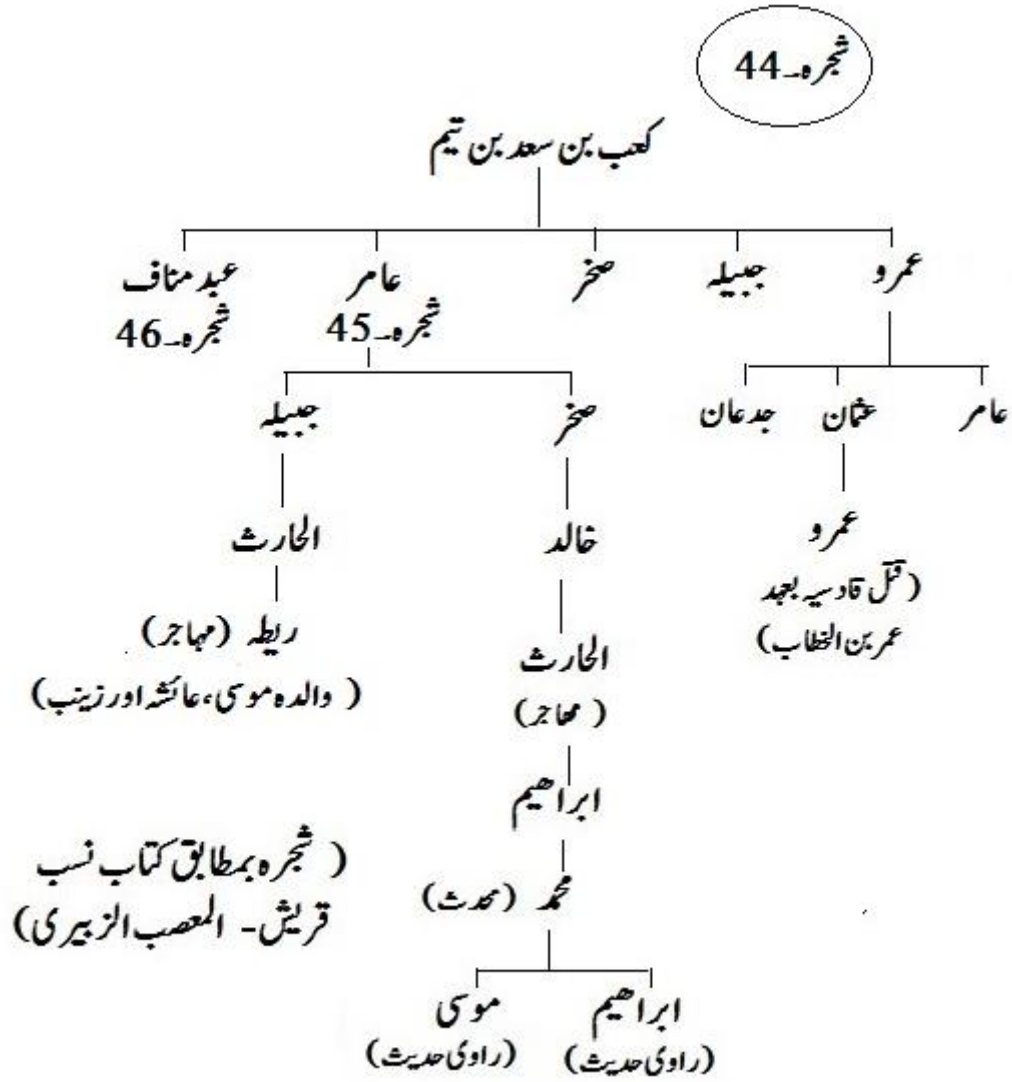
شجرہ-43

حارثہ بن سعد بن تیم بن مرہ-2



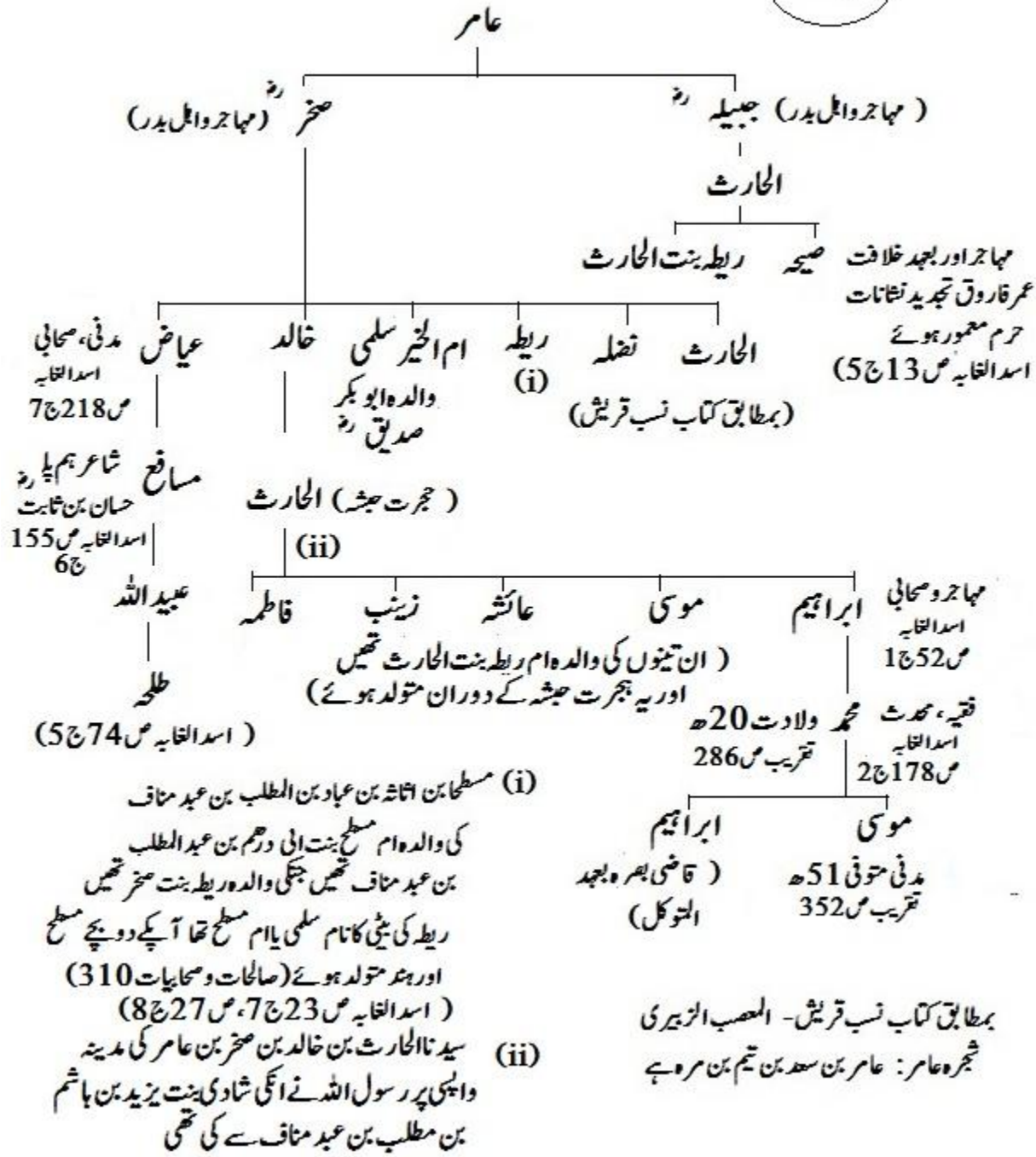
وقات ابو عبد اللہ محمد بن المنکدر 130ھ - تہذیب حلیۃ اولیاء و طبقات اصفیاء
ابی نعیم الاصفہانی م 430ھ

- (i) سید نار بیجہ کا نسب ربیعہ بن
عبداللہ بن ہدیر بن عبدالعزیٰ بن
عامر بن حارث بن سعد بن تیم
اسد الغابہ صفحہ 235 ج 3
اس میں محرر نہیں ہے ۔
- (ii) سیدنا المنکدر کا نسب المنکدر بن
عبداللہ بن ہدیر بن عبدالعزیٰ بن
عامر بن حارث بن حارثہ بن سعد بن
تیم بن مرہ
اسد الغابہ صفحہ 239 جلد 8
- (iii) سیدنا عثمان ابن عبید اللہ بن ہدیر بن
عبدالعزیٰ بن عامر بن حارث بن
حارثہ بن سعد بن تیم بن مرہ
اسد الغابہ 216 جلد 6 -
- (iv) ریطہ بنت الحارث بن جبیلہ بن عامر
بن سعد بن تیم۔ ریطہ کی والدہ زینب
بنت عبداللہ بن ساعدہ بن مثنو بن
عبد بن جبر خزاعیہ ہیں ریطہ کی ایک
بہن کا نام صہیمہ بنت حارث ہے۔
صالحات و صحابیات 335 -



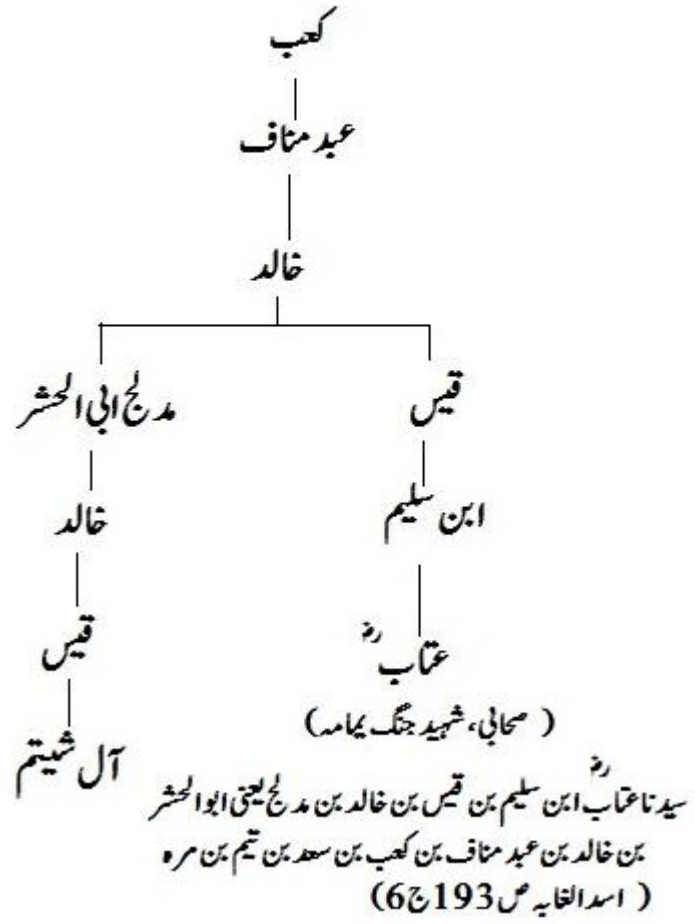
شجرہ عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ

شجرہ-45



- (i) حارثؓ نے اپنی زوجہ ریطہ بنت الحارث بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ کے ہمراہ ہجرت حبشہ کی تھی۔ مدینہ آنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان کی شادی یزید بن ہاشم بن مطلب بن عبد مناف کی بیٹی سے کی تھی
- (ii) موسیٰ، عائشہ، زینب، فاطمہ حبشہ میں ام ریطہ بنت الحارث کے بطن سے پیدا ہوئے - اسد الغابہ ص 245 ج 8 -
- (iii) ریطہ کی بیٹی کا نام سلمیٰ یا ام مسطح تھا جو ابودرہم بن مطلب بن عبد مناف کی بیٹی تھیں اور سیدنا مسطح بن اثاثہ بن عباد بن مطب بن مناف بن قصی قریشی کی والدہ تھیں۔
- اسد الغابہ ۳۲ جلد ۸ اور ص ۷۲ جلد ۸
- آپ کے دو بچے مسطح اور ہند پیدا ہوئے
- صالحات و صحابیات ص 310

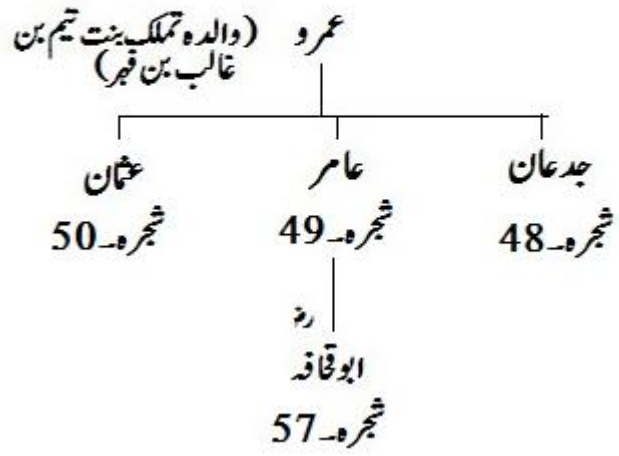
عبد مناف بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ

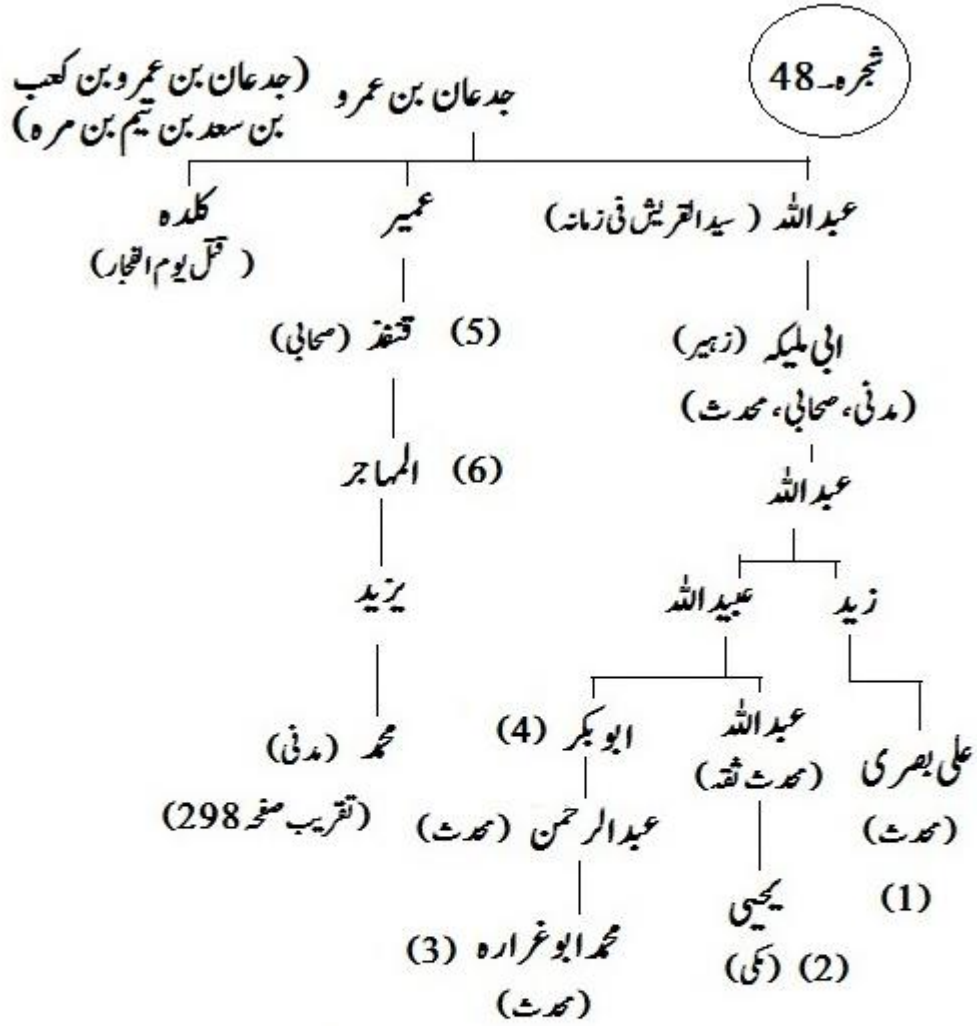


عمرو بن كعب بن سعد بن تيم بن مره

شجره-47

عمرو بن كعب بن سعد بن تيم بن مره

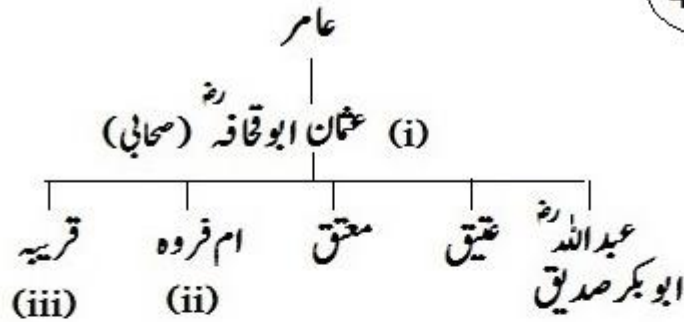




- (1) اصلاً حجازی المشور علی بن زید بن جدعان متوفی 31ھ یا اس سے قبل
- (2) یحییٰ بن عبد اللہ بن عبید اللہ بن ابی ملیکہ متوفی 73ھ - تقریب التذیب
- (3) نسب بمطابق تقریب التذیب محمد بن عبد الرحمن بن ابو بکر بن عبید اللہ بن ابی ملیکہ ص 307، 421
- (4) ابو بکر بن عبید اللہ بن ابی ملیکہ المکی - تقریب التذیب 396
- (5) حاکم مکہ رہے (اسد الغابہ 381 ج 7)
- (6) صحابی، نام عمرو و بمطابق اسد الغابہ سیدنا عمرو بن خلف بن عمیر بن جدعان (ص 343 ج 8) اور بمطابق تقریب 349 وقات بصرہ اور عمرو بن خلف بن عمیر بن جدعان (اسد الغابہ 138 ج 7)

عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ

شجرہ۔ 49



(i) ابو قحافہ کی والدہ کا نام آمنہ بنت عبد العزی بن حدثان بن عبید بن عوج بن عدی بن کعب ^{رض}
 وفات 14ھ بھر 94 سال (اسد الغابہ 214 ج 6) وفات 14 محرم 14ھ 10 مارچ
 (ماثر الاجداد) ^{رض}

(ii) ام فروہ بنت ابو قحافہ کی والدہ کا نام ہند تھا انکی شادی اشعث بن قیس کنڈی سے ہوئی
 جن سے 4 بچے محمد، اسحق، اسماعیل اور قریبہ متولد ہوئے (صالحات و صحابیات 329)
 بعد از وفات اشعث بن قیس انکی شادی قیس بن سعد بن عبادہ سے ہوئی
 (iii) قریبہ بنت ابو قحافہ کی والدہ بھی ہند تھیں آپکی شادی قیس بن سعد بن عبادہ بن ولیم
 سے ہوئی۔

ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کی ایک اور بیٹی ام عامر کی والدہ ہند تھیں اور ایک بیٹی ضعیفہ
 پیدا ہوئیں (طبقات ابن سعد، صالحات و صحابیات) ^{رض}
 ام فروہ بنت ابو قحافہ کی ایک بیٹی کا نام جعدہ کی شادی حسن بن علی ابن ابی طالب سے
 بتائی جاتی ہے۔

(1) زوجہ صعبہ بنت الحضرمی تھیں۔

(2) صحابی راوی حدیث -

اسد الغابہ 139 جلد 6

(3) والدہ کا نام صعبہ بنت عبد اللہ بن عمار

الحضرمی طبقات ابن سعد جلد سوم

صعبہ سے حضرت ابوسفیانؓ نے نکاح

کیا تھا جن سے سیدنا خزر ج

بن ابی صدف متولد ہوئے۔

اسد الغابہ صفحہ 7 جلد 7

صعبہ کی والدہ کا نام حاتکہ بن وہب بن عبد

بن قصی بن کلاب تھا۔ جبکہ وہب بن عہد

صاحب الرفادہ تھے

(طبقات ابن سعد حصہ دوم)

(4) جنگ جمل 36ھ میں ہوئی تھی جس میں

طلحہؓ اور ان کے بھائی عبد الرحمنؓ شہید

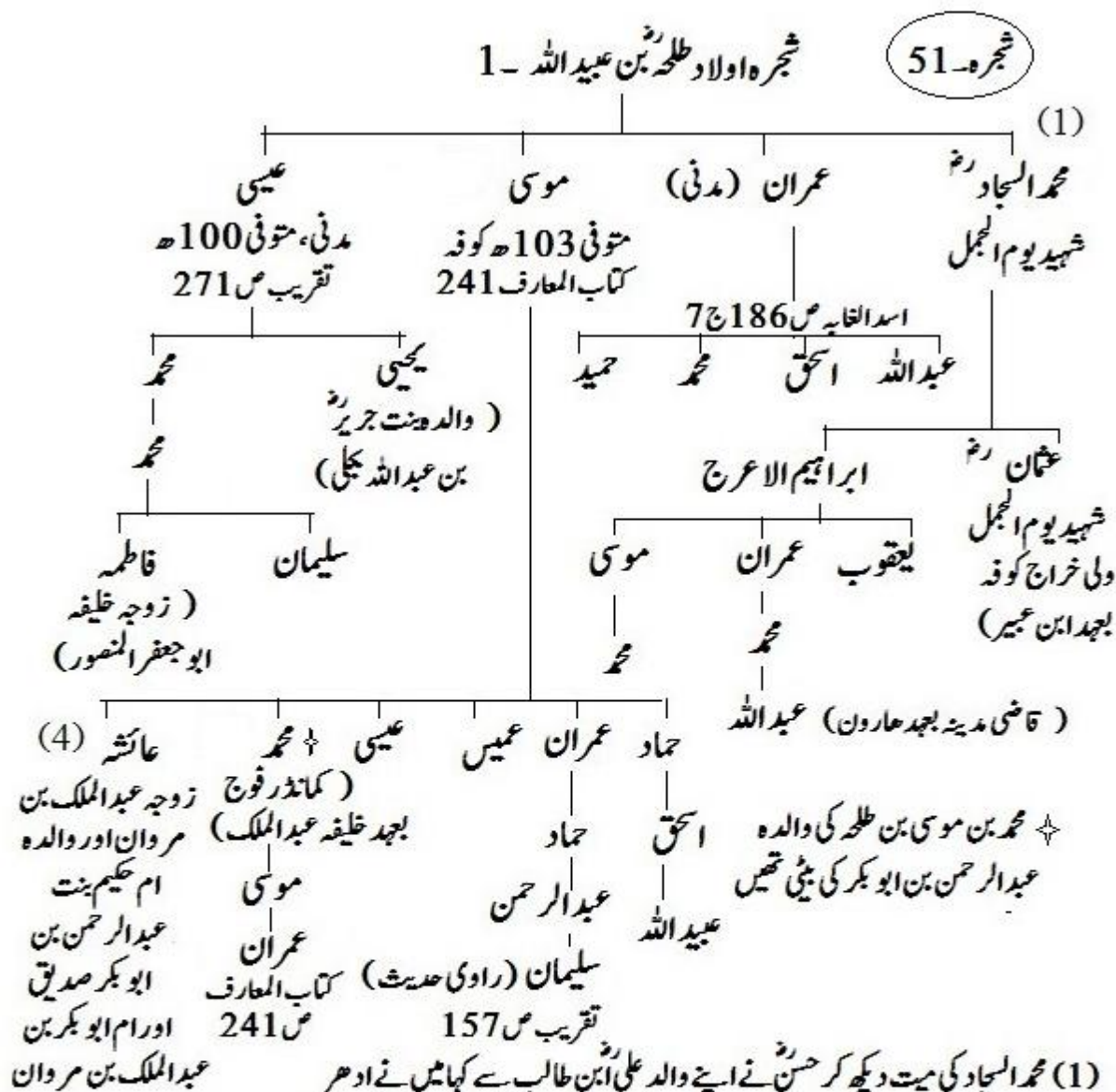
ہوئے جبکہ یہ ام المومنین عائشہ صدیقہ

کی طرف سے جنگ میں شریک ہوئے تھے۔

اسد الغابہ صفحہ 117 جلد 6

(5) والدہ کا نام عمیرہ بنت جدعان تھا جو کہ

عبد اللہ بن جدعان کی بہن تھیں۔



(1) محمد السجاد کی میت دیکھ کر حسنؑ نے اپنے والد علیؑ ابن طالب سے کہا میں نے ادھر آنے سے آپکو بار بار منع کیا لیکن فلاں فلاں کی باتوں میں آگئے حضرت علیؑ نے کہا کہ میں آج یعنی جنگ جمل سے بیس برس پہلے ہی کیوں نہ مر گیا ہوتا رضی اللہ تعالیٰ عنہ محمد السجاد بن طلحہ اور عمران بن طلحہ کی والدہ حمند بنت الحبحش اور انکی والدہ امیمہ بنت عبد المطلب جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چھو بھی تھیں (کتاب المعارف 238، ابن سعد ج 3، صالحات و صحایات 323)

(1) محمد السجاد کی میت دیکھ کر حسن نے اپنے والد علی ابن ابی طالب سے کہا میں نے ادھر آنے سے آپ کو بار بار منع کیا لیکن فلاں فلاں کی باتوں میں آگئے علیؑ نے کہا کہ میں آج یعنی یوم الجمل سے بیس برس پہلے ہی کیوں نہ مر گیا ہوتا ۔ محمد السجاد اور عمران کی ماں کا نام حمنتہ بنت الحبحش اور ان کی ماں کا نام امیمہ بنت عبد المطلب جو کہ رسول اللہ کی پھوپھی تھیں۔

کتاب المعارف 238، طبقات ابن سعد ج 3، صالحات وصحابیات 323
آپ کے والد اور چچا بھی جنگ جمل میں شہید ہوئے۔

(2) موسیٰ کی والدہ کا نام خولہ بنت قنقاع بن معبد بن زرارہ بن عدس بن زید بن تمیم تھا ۔ جمهرة الانساب
قنقاع کو سخاوت کی وجہ سے تیارا لفرات یعنی موج دریائے فرات کہا جاتا تھا۔

طبقات ابن سعد ج 3

(3) محمد بن موسیٰ بن طلحہ فوج کے کمانڈر تھے خلیفہ عبد الملک بن مروان کے عہد حکومت میں اور انکی والدہ عبدالرحمن بن ابو بکر صدیق

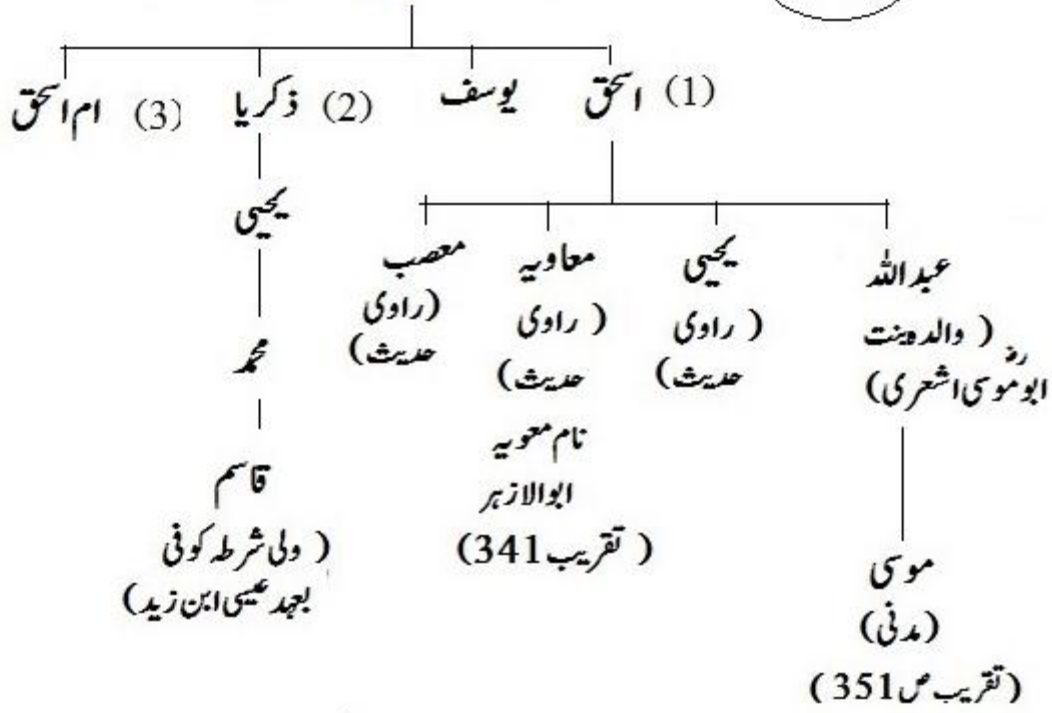
رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں -

(4) عائشہ بنت موسیٰ بن طلحہ بن عبید اللہ زوجہ

خلیفہ عبد الملک بن مروان جن سے بیٹا

بکار بن عبد الملک ہو - جمہرۃ الانساب

شجرہ اولاد طلحہ بن عبید اللہ - 2



- (1) اِحقّ بن طلحہ بن عبید اللہ حاکم خراسان بعد امیر المومنین معاویہ (کتاب المعارف ص 241)
- (2) ذکریا بن طلحہ بن عبید اللہ کی والدہ ام کلثوم بنت ابوبکر صدیق تھیں (کتاب المعارف ص 242)
- (3) ام اِحقّ کی والدہ ام الحارث بنت قسامہ بن حنظلہ بن وہب بن قیس بن عبید بن طریف بن مالک بن جدعان الطائی تھا (جمسرة الانساب)
- ام اِحقّ بنت طلحہ کی شادی حسن بن علی بن ابی طالب سے پھر حسین بن علی بن ابی طالب سے اور اسکے بعد عبد اللہ بن محمد ابی عقیق سے ہوئی جن سے لڑکی امیہ متولد ہوئیں (کتاب المعارف ص 241)
- نوٹ: پچھلے صفحہ پر موسیٰ بن طلحہ بن عبید اللہ کی والدہ خولہ بنت القحطاع بن معبد بن زراہ بن عدس بن زید بن تمیم تھا (جمسرة الانساب) قحطاع کو سخاوت کی وجہ سے تیار الفرات یعنی موج دریائے فرات کہا جاتا (طبقات ابن سعد ج 3)

1. اسحق بن طلحہ بن عبید اللہ حاکم خراسان بعہد امیر المومنین معاویہؓ - کتاب المعارف 241
2. ذکریا بن طلحہ بن عبید اللہ کی والدہ کا نام کلثوم بنت ابو بکر صدیقؓ - کتاب المعارف 242
3. ام اسحق کی والدہ کا نام ام الحارث بن قسامہ بن حنظلہ بن وہب بن قیس بن عبید بن طریف بن مالک بن جدعان الطائی - جمہورۃ الانساب

ام اسحق کی پہلی شادی حسن بن علیؓ سے اور بعد میں حسین بن علیؓ سے ہوئی جن سے فاطمہ بنت حسین متولد ہوئیں اس کے بعد آپ کی شادی عبد اللہ بن محمد ابی عتیق سے ہوئی جس سے لڑکی امیہ متولد ہوئیں - کتاب المعارف 241

نوٹ :-

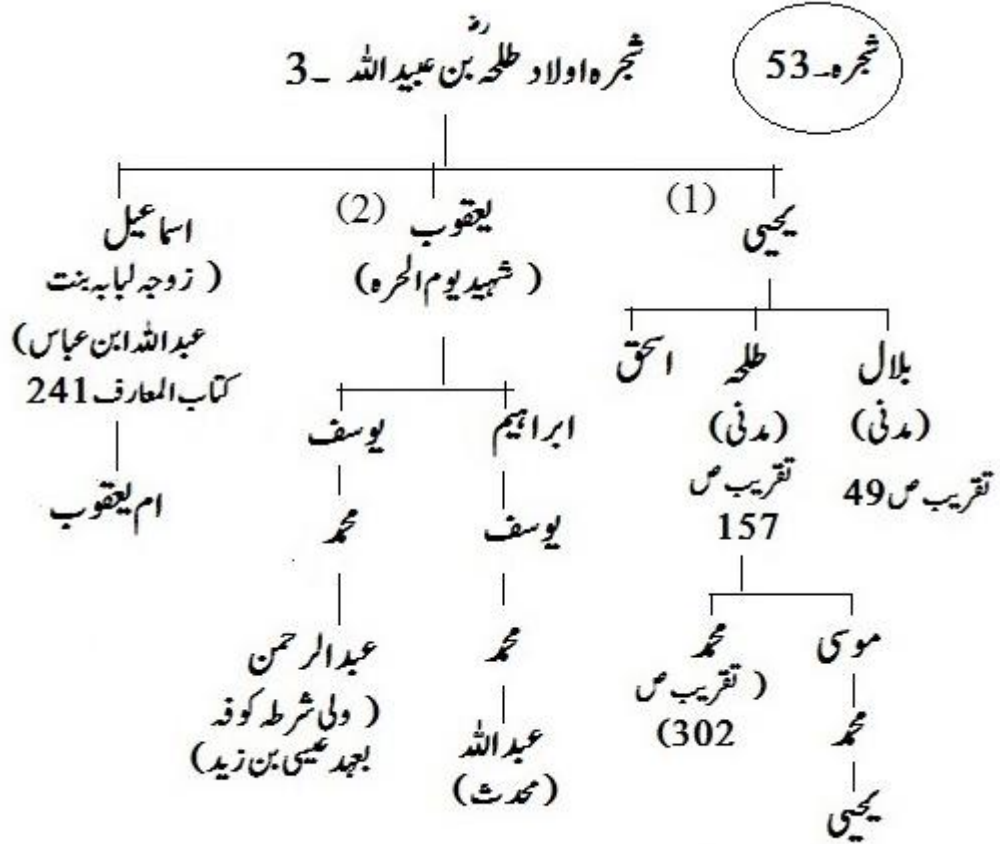
ذکریا، یوسف اور عائشہ کی والدہ ام کلثوم بنت ابو بکر صدیقؓ تھیں - طبقات ابن سعد ج 3

ام اسحق بنت طلحہ جن سے حسن بن علی ابن طالب نے نکاح کیا۔ ان سے طلحہ بن حسن پیدا ہوئے۔ ام اسحق کی والدہ الحبراء تھیں۔ جو

ام الحارث بنت قسامہ بن حنظلہ بن وہب بن

قیس بن عبید بن طریف بن مالک بن جدعان

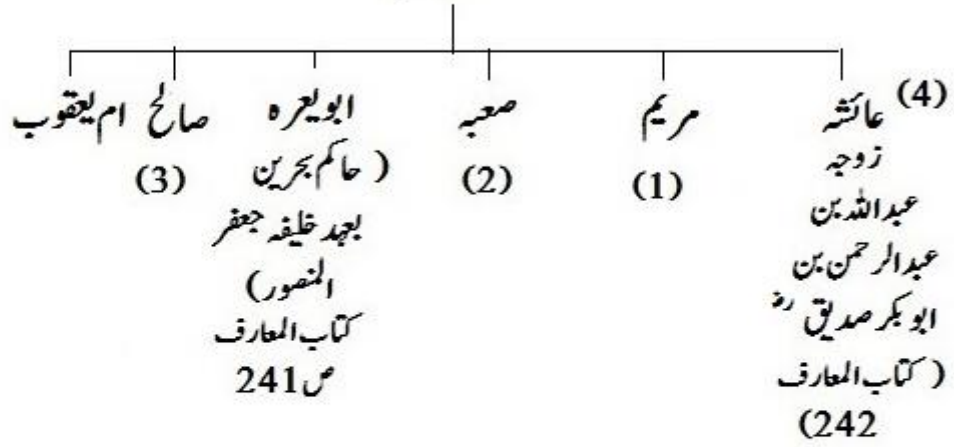
طے میں سے تھیں۔ طبقات ابن سعد ج 3



- (1) عیسیٰ اور یحییٰ کی والدہ سعدی بنت عوف بن خارجه بن سنان بن ابی حارثہ تھا
- (2) یعقوب بن طلحہ، اسماعیل واسحاق کی والدہ ام ابان بنت عتبہ بن ربیعہ ابن خمس تھا
(طبقات ابن سعد ج 3)
- نوٹ: اولاد طلحہ بن عبید اللہ میں ذکر کیا، یوسف اور عائشہ کی والدہ ام کلثوم بنت ابوبکرؓ
صدیق رضی اللہ عنہ تھیں (طبقات ابن سعد ج 3)
- ام اسحاق بنت طلحہ بن عبید اللہ جن سے حسن بن علی بن ابی طالب نے نکاح کیا ان سے
طلحہ بن حسن متولد ہوئے۔ ام اسحاق کی والدہ الجرباء تھیں ام الحارث بنت قسامہ بن
حظلمہ بن وہب بن قیس بن عبید بن طریف بن مالک بن جدعان طے سے تھیں
(طبقات ابن سعد ج 3) (جمہور الانساب)

شجرہ-54

شجرہ اولاد طلحہ بن عبید اللہ - 4



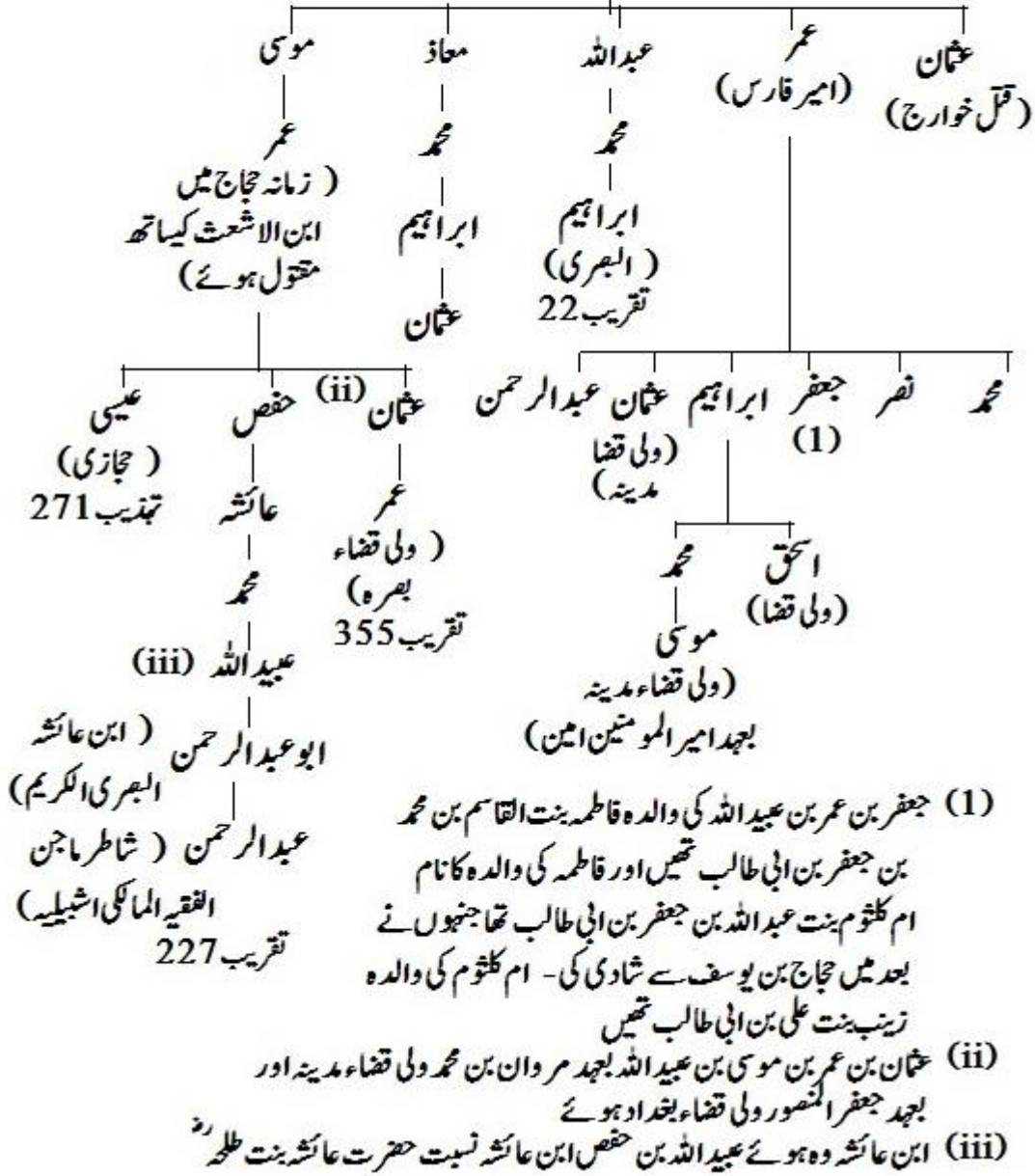
- (1) (2) مریم بنت طلحہ اور صعوبہ بنت طلحہ کی والدہ ام ولد تھیں
- (3) صالح بن طلحہ کی والدہ الفرع بنت علی تھیں جو بنی تغلب کے قیدیوں میں سے تھیں
- (4) عائشہ بنت طلحہ بن عبید اللہ کی والدہ زین بنت حارث بن نعمان بن شراحیل بن خیاب از بنو قیس بن ثعلبہ بن عکابہ بن صعوبہ بن علی بن بکر بن وائل سے تھیں
(صالحات و صحابیات 486)
- حضرت عائشہ بنت طلحہ نے تاریخ میں بڑا نام پایا

عبید اللہ بن معمر بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ

شجرہ-55

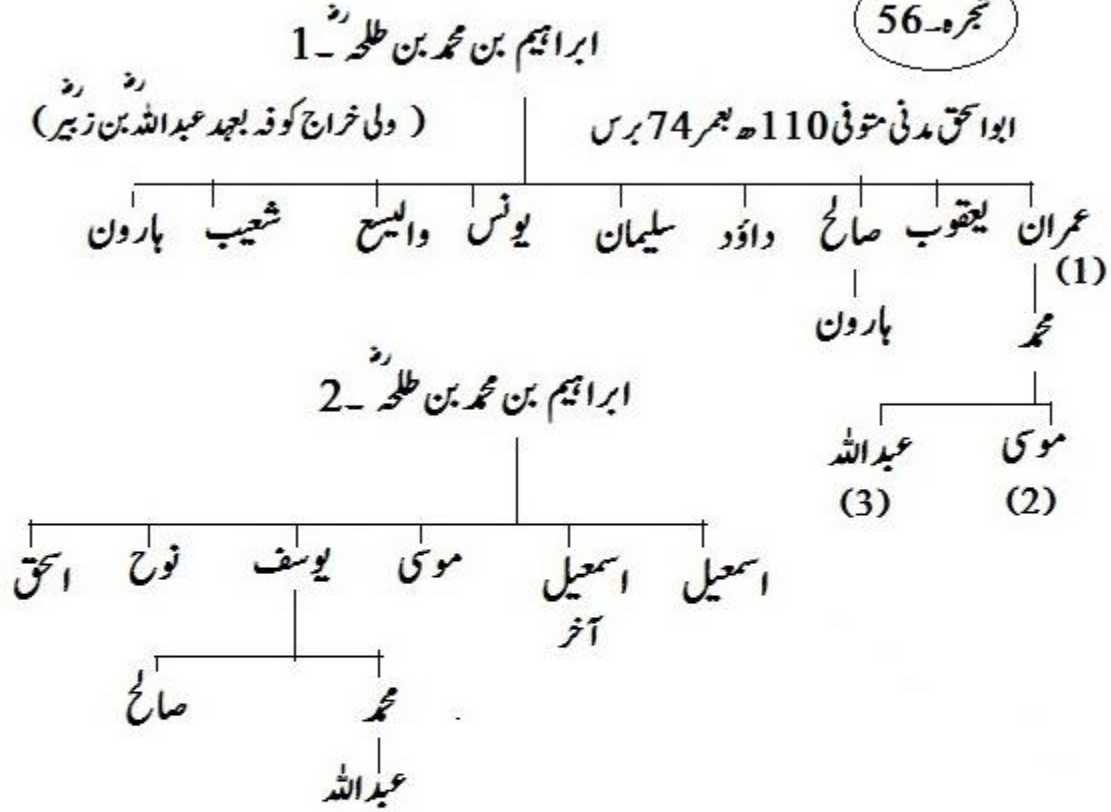
عبید اللہ بن معمر بن عثمان

(متوفی 29ھ بعد امیر المومنین عثمان ابن عفان)



ابراہیم بن محمد بن طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ

شجرہ-56

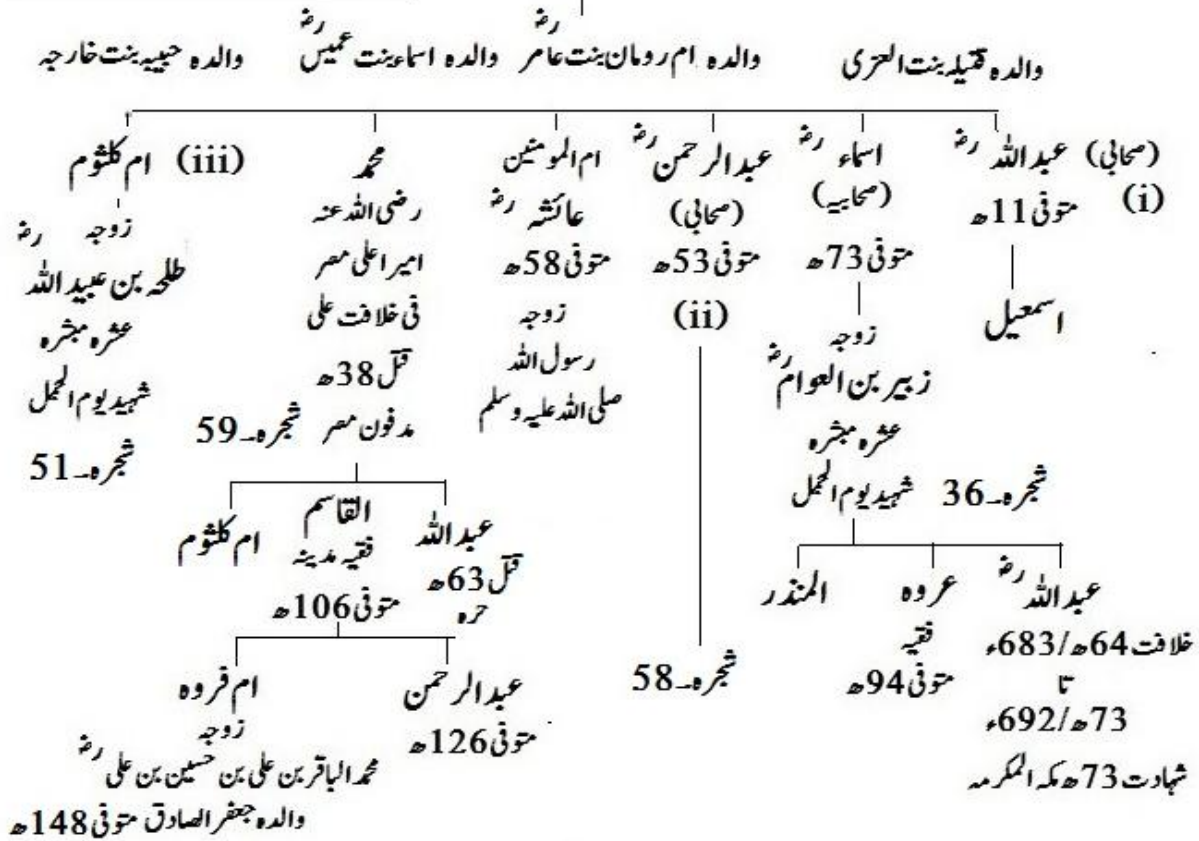


- 1۔ عمران بن ابراہیم بن محمد بن طلحہ بن عبید اللہ کی زوجہ کا نام ام کلثوم بنت فضل بن عباس تھا (کتاب المعارف 240)
 - 2۔ موسیٰ بن محمد بن عمران بن ابراہیم ولی قضاء مدینہ بعد خلیفہ ہارون رشید
 - 3۔ عبد اللہ بن محمد بن عمران بن ابراہیم ولی قضاء مدینہ بعد خلیفہ مہدی اور ولی قضاء مکہ بعد خلیفہ ہارون رشید اور ہارون رشید کے ساتھ طوس میں فوت ہوئے
- نوٹ: یعقوب، صالح، داؤد، سلیمان، یونس، والیسح، شعیب اور ہارون کی والدہ ام یعقوب بنت اسمعیل بن طلحہ^{رح} اور ام یعقوب کی والدہ لبابہ بنت عبد اللہ بن العباس^{رح} اور عمران کی والدہ کا نام زینب بنت عمران بن ابی سلمہ مخزومی جبکہ کتاب المعارف کے مطابق حسنہ تھا

ولادت ابو بکر صدیق 573ء مکہ المکرمہ
وفات 12 جمادی الثانی 13ھ پیر 22
اگست 634ء

ابو بکر صدیق رض
عبداللہ

شجرہ-57



(i) عبداللہ بن ابو بکر صدیق کی زوجہ کانام سیدہ عائکہ تھا جو بہن تھیں سیدنا سعید بن زید بن عمرو بن نفیل بن عبدالعزی بن رباح بن عبداللہ بن عدی بن کعب (اسد الغابہ)

(ii) عبدالرحمن بن ابو بکر صدیق مکہ مکرمہ میں 53ھ یا 58ھ میں فوت ہوئے آپ کی اہلیہ کانام لیلیٰ بنت الجودی تھا جو قبیلہ غسان سے تھیں

(iii) ام کلثوم بنت ابو بکر صدیق زوجہ تھیں طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کی جن سے ذکر آیا اور عائشہ پیدا ہوئے بعد از شہادت طلحہ آپ کا نکاح عبدالرحمن بن عبداللہ بن ابی ربیعہ مخزومی سے ہوا

نوٹ:-

- (1) عبد اللہ بن ابو بکرؓ اور اسماء بنت
ابو بکرؓ کی والدہ کا نام قتیلہ بنت
عبد العزیٰ بن سعد بن جابر بن مالک
ابن حسل بن عامر بن لوی تھا
(جمہرة الانساب)
طبقات ابن سعد جلد سوم کے مطابق
قتیلہ بنت عبد العزیٰ بن عبد بن اسد
بن نضر بن مالک بن حسل بن عامر
بن لوی تھا۔
- (2) عبد الرحمن بن ابو بکرؓ وام المؤمنین
عائشہ بنت ابو بکر صدیقؓ کی والدہ
کا نام ام رومانؓ بنت عامر بن عمیر
بن ذہل بن دھان بن الحارث بن
تیم بن مالک بن کنانہ تھا
(جمہرة الانساب)
وفات 6ھ بمطابق 628 عیسوی
- (3) محمد بن ابو بکر الصدیقؓ کی والدہ
اسماء بنت عمیسؓ تھیں، اسماءؓ
کے باقی دو بیٹوں کے نام عبد اللہ بن
جعفرؓ بن ابی طالب اور یحییٰ بن علیؓ

بن ابی طالب تھا۔

(4) ام کلثوم بنت ابو بکرؓ کی والدہ بنت

خارجہؓ بن زید الانصاری تھیں اور

بروایت ابن سعد طلحہ بن عبید اللہؓ

سے آپ کے تین بچے ذکر یا یوسف

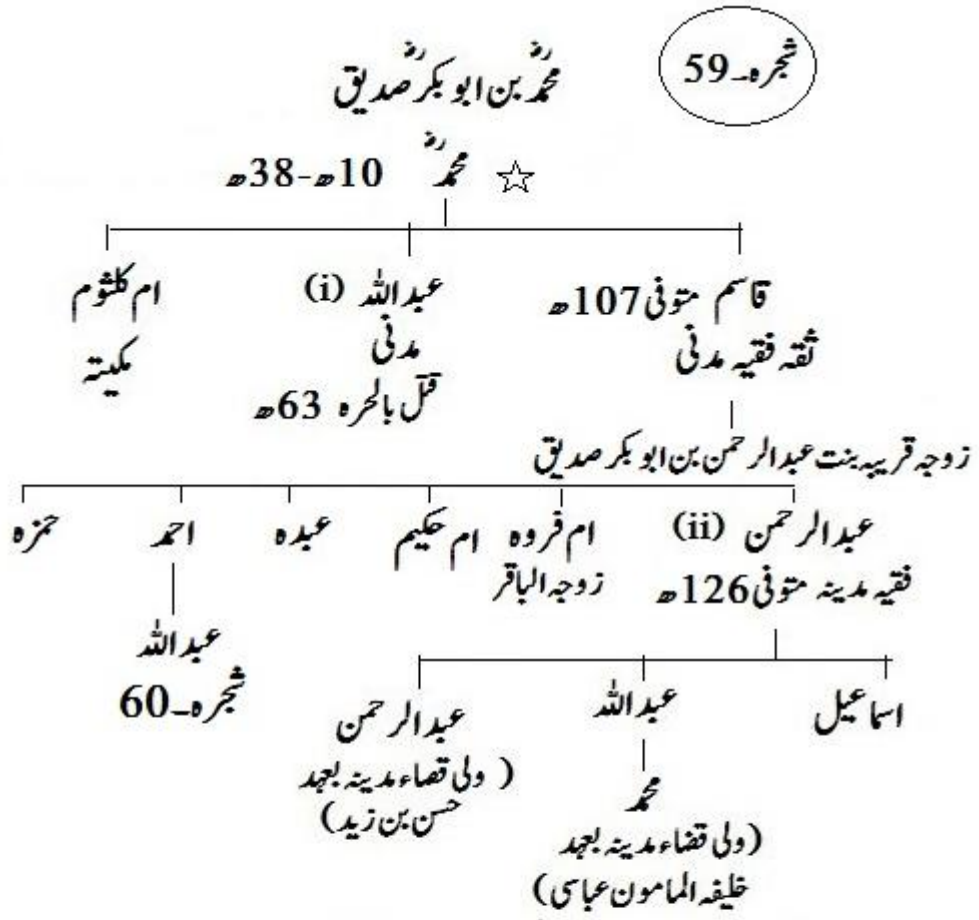
اور عائشہ جبکہ عبد الرحمنؓ بن

عبداللہ سے ابراہیم احوں، موسیٰ

ام حمید اور ام عثمان چار بچے پیدا

ہوئے

(صالحات و صحابیات 481)



- ☆ محمد بن ابو بکر صدیق کی والدہ اسماء بنت عمیس، من ختم تھیں اور انکے والدہ کی طرف عبد اللہ، محمد اور عون بنو جعفر بن ابو طالب سے اور یحییٰ بن علی بن ابی طالب بھائی تھے
- (i) عبد اللہ بن محمد بن ابو بکر صدیق متوفی 63ھ حرہ
- (ii) عبد الرحمن بن قاسم بن محمد بن ابو بکر کی والدہ قریبہ بنت عبد الرحمن بن ابو بکر صدیق
- (iii) عبد اللہ بن عبد الرحمن بن قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق والدہ کا نام عاتکہ بنت صالح بن ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف

مختلف روایات کے مطابق اسماء بنت عبد الرحمن

بن ابو بکرؓ اور قریبہ بنت عبد الرحمن بن

ابو بکرؓ دونوں کو آپ کی زوجہ بتایا ہے۔ شاید

ایک کی وفات کے بعد دوسری بہن سے شادی
کی ہو۔

تحقیق الانساب اور مراۃ الانساب کے مطابق حمزہ

بن قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیقؓ کی اولاد میں

قاضی نظام الدین قاضی نصر اللہ، شاہ عبد الباری
ہوئے۔

شاہ عبد الباری ابو بکرؓ کی 32 ویں پشت اور

قاضی نصر اللہ 22 ویں اور قاضی نظام الدین

21 ویں پشت میں ہوئے۔

سلسلہ سہروردیہ کے بانی ضیا الدین سہروردی

ابو بکرؓ کی 12 ویں پشت اور شہاب الدین

سہروردی 13 ویں پشت بواسطہ عبد الرحمن

بن قاسم بن محمد بن ابو بکرؓ ہوئے۔

نواب وقار الملک کا نسب شیخ عبد الجلیل

بن حمزہ بن احمد بن قاسم بن محمد بن ابو بکرؓ

سے ملتا ہے (مرآة الانساب)

حید آباد دکن کے امیر محمد آصف جاہ نظام الملک

کا سلسلہ نسب شہاب الدین سہروردی سے متصل

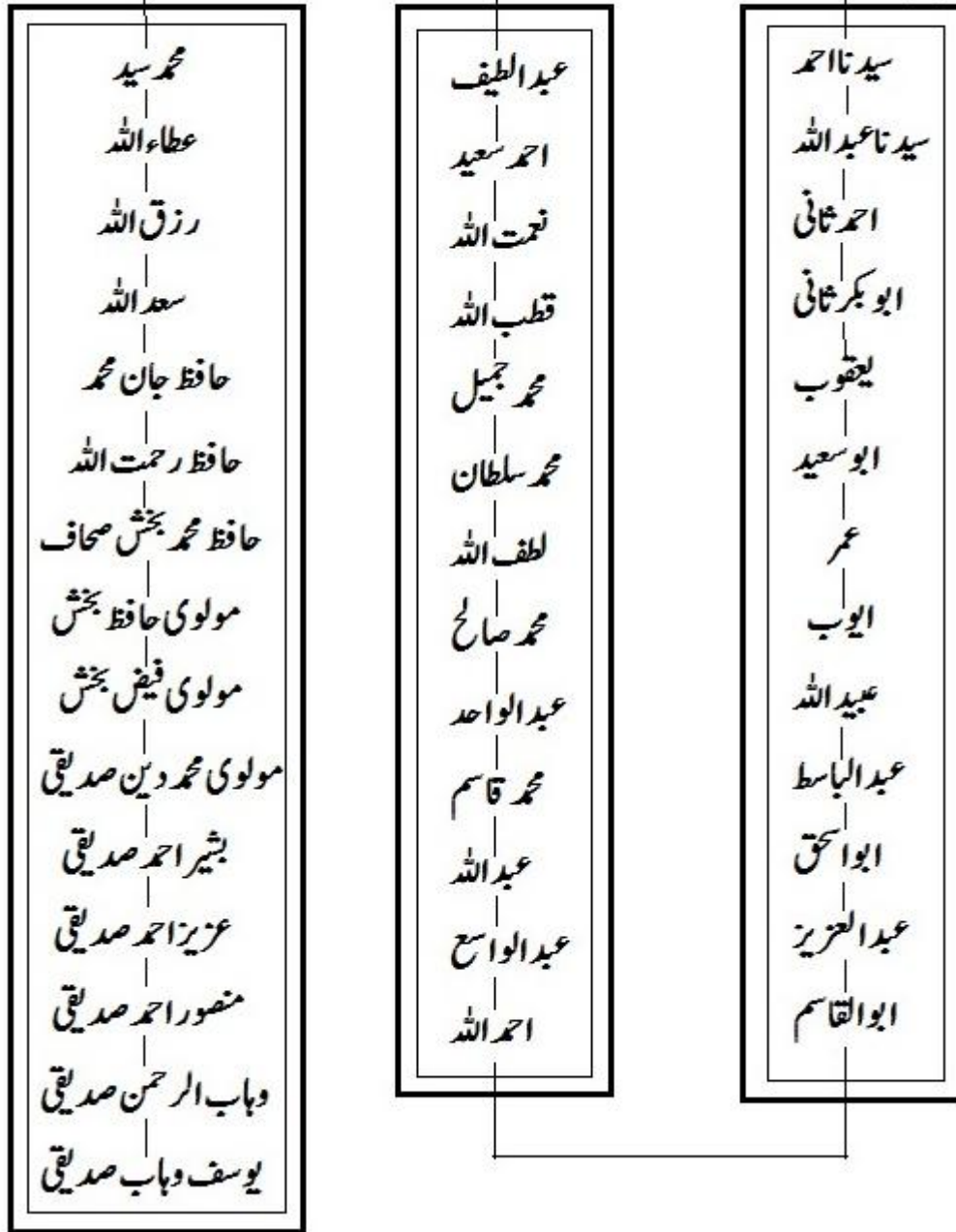
ہوتا ہے۔ اور وہ ابو بکر صدیقؓ کی 36 ویں پشت

میں ہوئے۔ (مرآة الانساب)

سیدنا احمد بن قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیقؓ

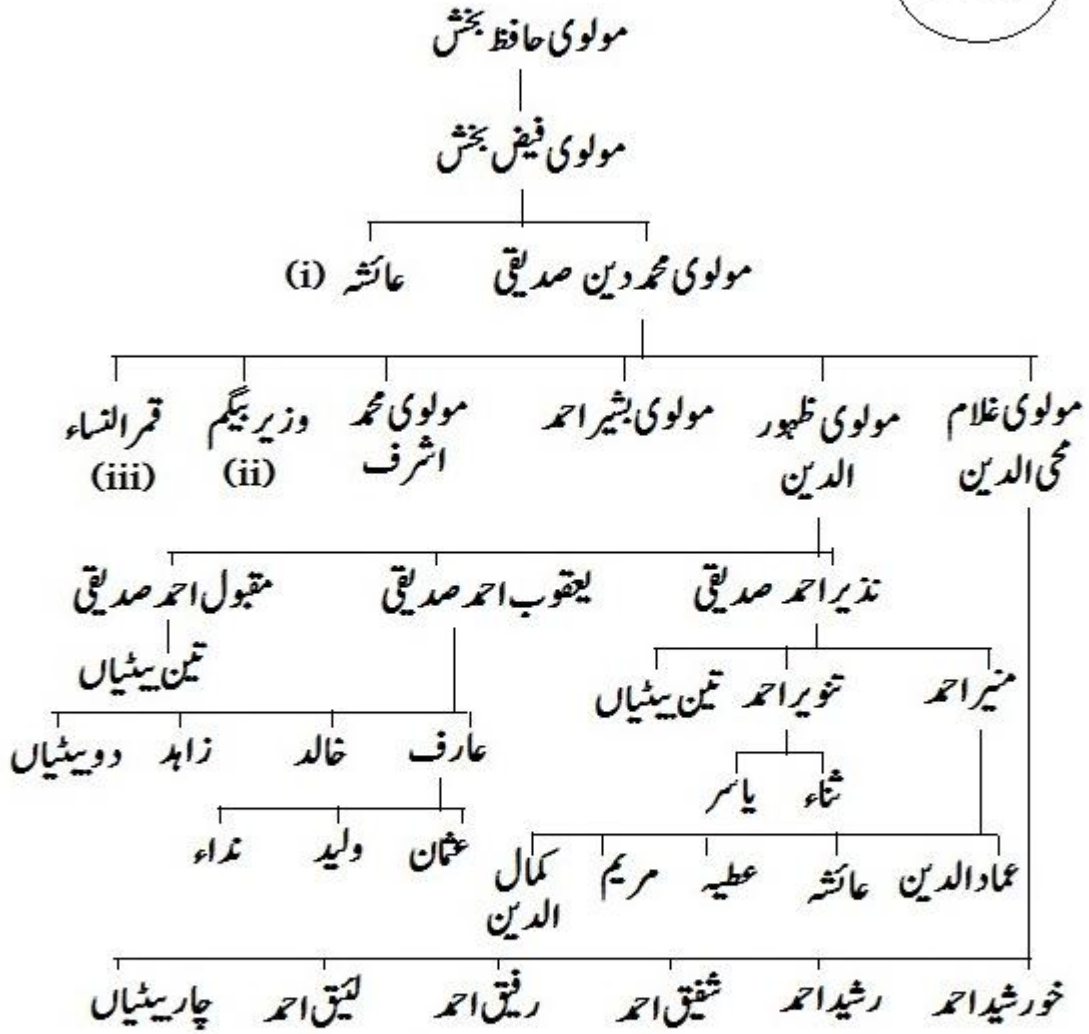
سیدنا احمد بن قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیقؓ

شجرہ-60



شجرہ 62

حافظ بخش بن محمد بخش صحاف بن حافظ رحمت اللہ بن حافظ جان محمد

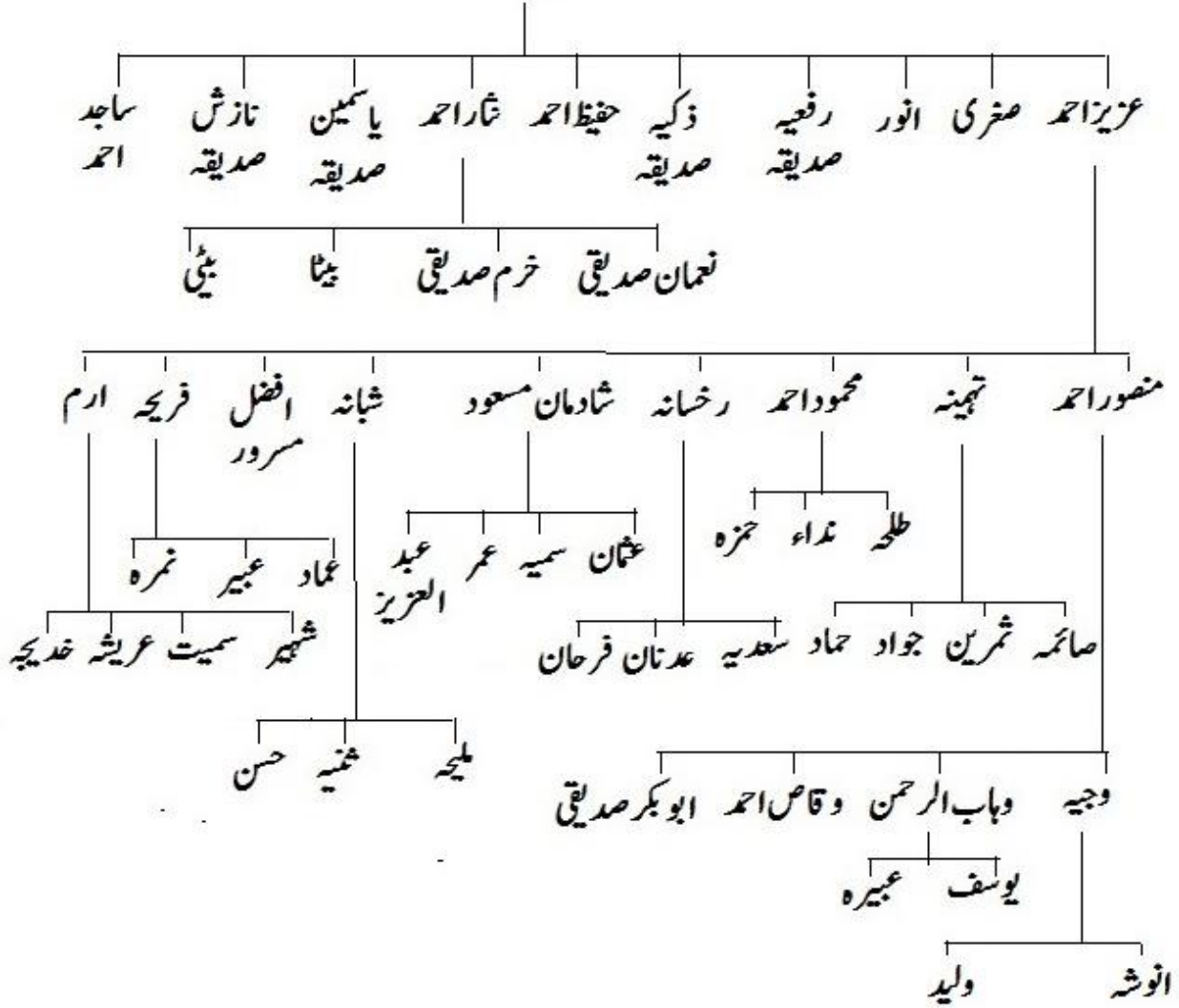


- (i) عائشہ بنت مولوی فیض بخش بن مولوی حافظ بخش زوجہ حامد علی چشتی بن محمد علی بن احمد بخش یکدل
- (ii) وزیر بیگم بنت مولوی محمد دین بن مولوی فیض بخش زوجہ عبدالحمید چشتی جن کے 5 بیٹیاں اور 2 بیٹے ہوئے
- عبدالقادر چشتی اور عبدالباسط چشتی
- (iii) قمر النساء بنت مولوی محمد دین صدیقی بن مولوی فیض بخش زوجہ شیخ محمد دین

مولوی بشیر احمد صدیقی بن مولوی محمد دین بن مولوی فیض بخش بن مولوی حافظ بخش

شجرہ-63

مولوی بشیر احمد صدیقی



(i) صغریٰ بنت مولوی بشیر احمد جوانی

میں فوت ہوئیں۔

(ii) انور بنت مولوی بشیر احمد صدیقی

زوجہ عبد الباسط بن عبد الحمید ولد حامد

علی چشتی انکے بیٹے کا نام جاوید باسط ہے۔

(iii) ساجد کمسنی میں ہی فوت ہوا۔

(iv) تہمینہ بنت عزیز احمد صدیقی، زوجہ

ناصر احمد

رخسانہ بنت عزیز احمد صدیقی، زوجہ

تمیز الدین صدیقی

شبانہ بنت عزیز احمد صدیقی، زوجہ

دنگ کمانڈر افتخار محمود ولد محمود الحق صدیقی

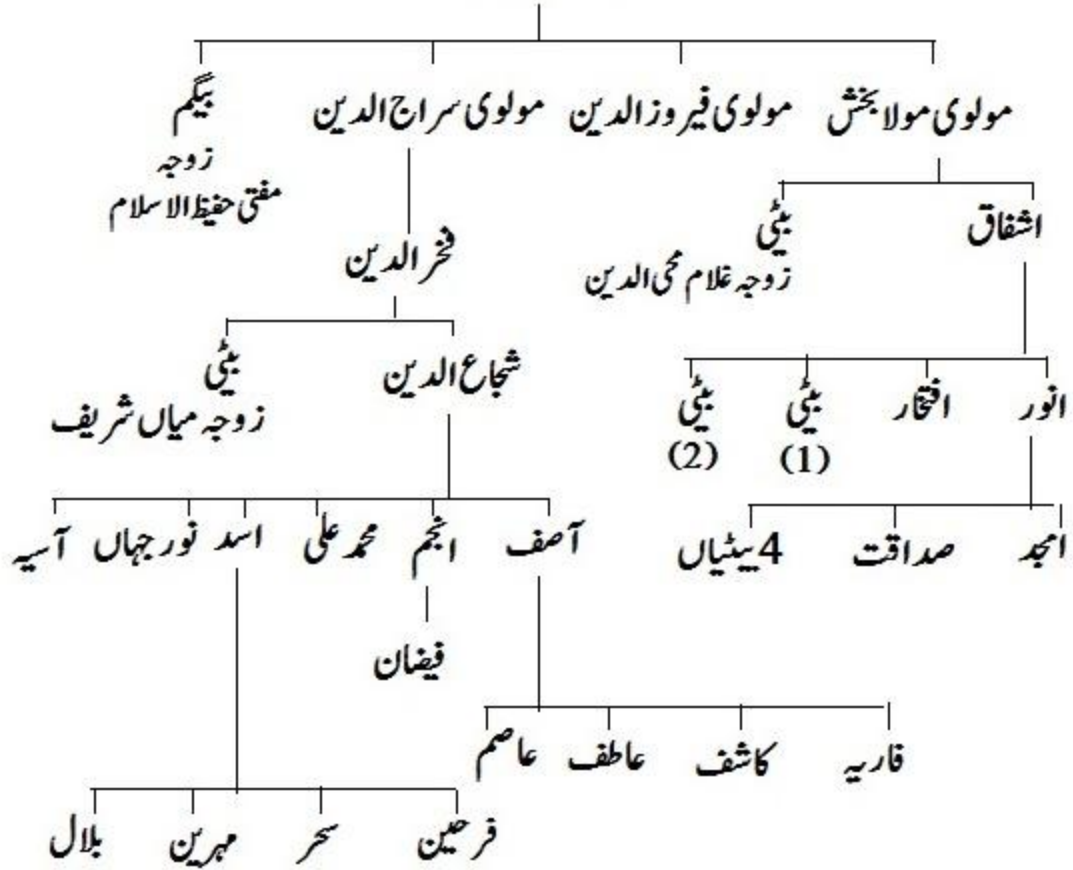
فریحہ بنت عزیز احمد صدیقی زوجہ طارق محمود

ارم بنت عزیز احمد صدیقی زوجہ رضوان صادق

مولوی فضل الدین صحاف بن محمد بخش صحاف بن رحمت اللہ بن حافظ جان محمد

شجرہ 64

مولوی فضل الدین صحاف



(1) بنت اشفاق بن مولا بخش زوجہ خلیل الرحمن بن شیخ محمد دین

(2) بنت اشفاق بن مولا بخش زوجہ مظفر عثمانی

شجاع الدین ولد فخر الدین کے بیٹوں کی ترتیب
 اس طرح ہے سب سے بڑے آصف اس کے
 بعد اسد، انجم اور محمد علی ہوئے۔

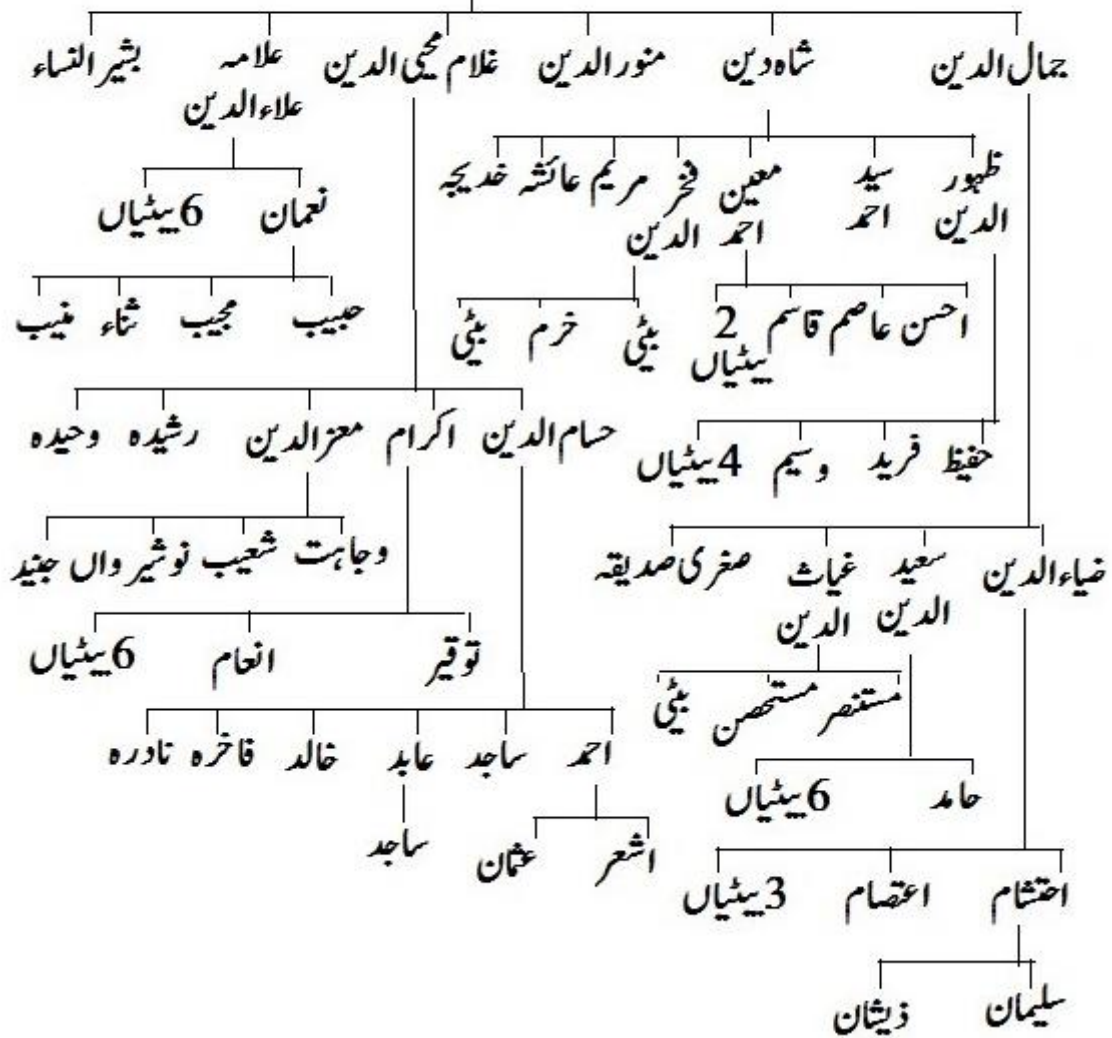
مریم بنت شاہ دین ولد مولوی فیروز الدین
 زوجہ فاروق ہاشمی، عائشہ بنت شاہ دین زوجہ
 زبیر ہاشمی، خدیجہ بنت شاہ دین زوجہ طارق
 صدیقی -

حسام الدین ولد غلام محی الدین کے بیٹوں
 کی ترتیب اس طرح ہے۔ سب سے بڑے احمد
 اس کے بعد عابد، ساجد اور پھر خالد

مولوی فیروز الدین ولد فضل الدین صحاف بن محمد بخش صحاف

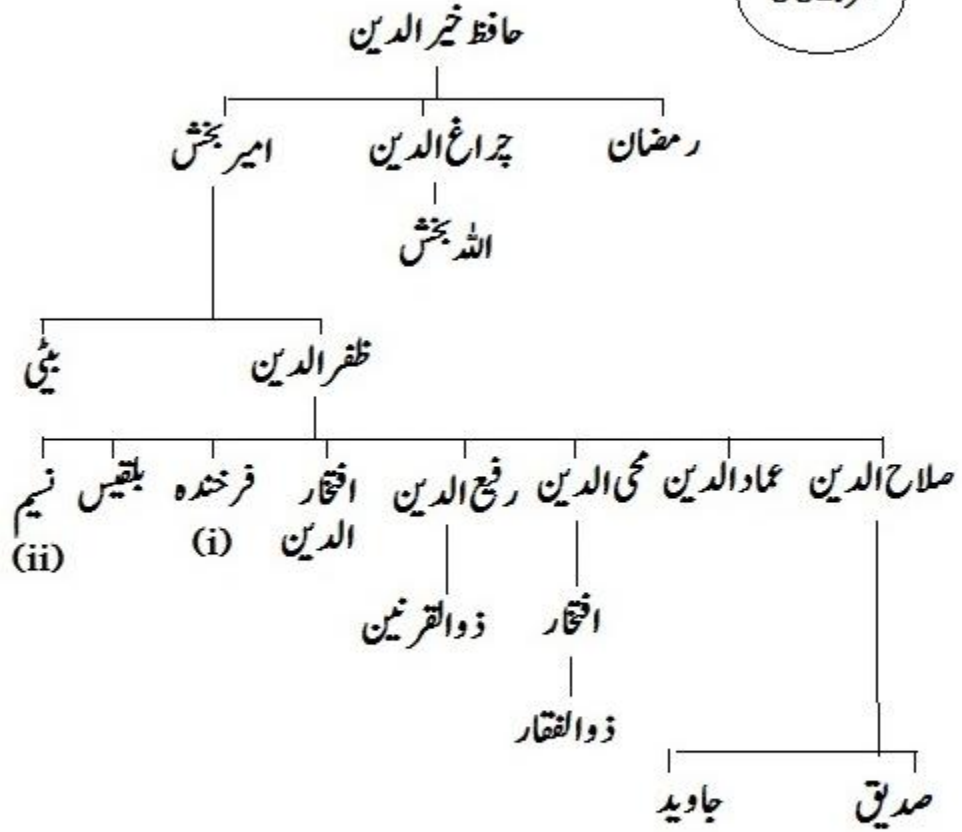
شجرہ۔ 65

مولوی فیروز الدین



حافظ خیر الدین بن محمد بخش صحاف بن حافظ جان محمد

شجرہ 66



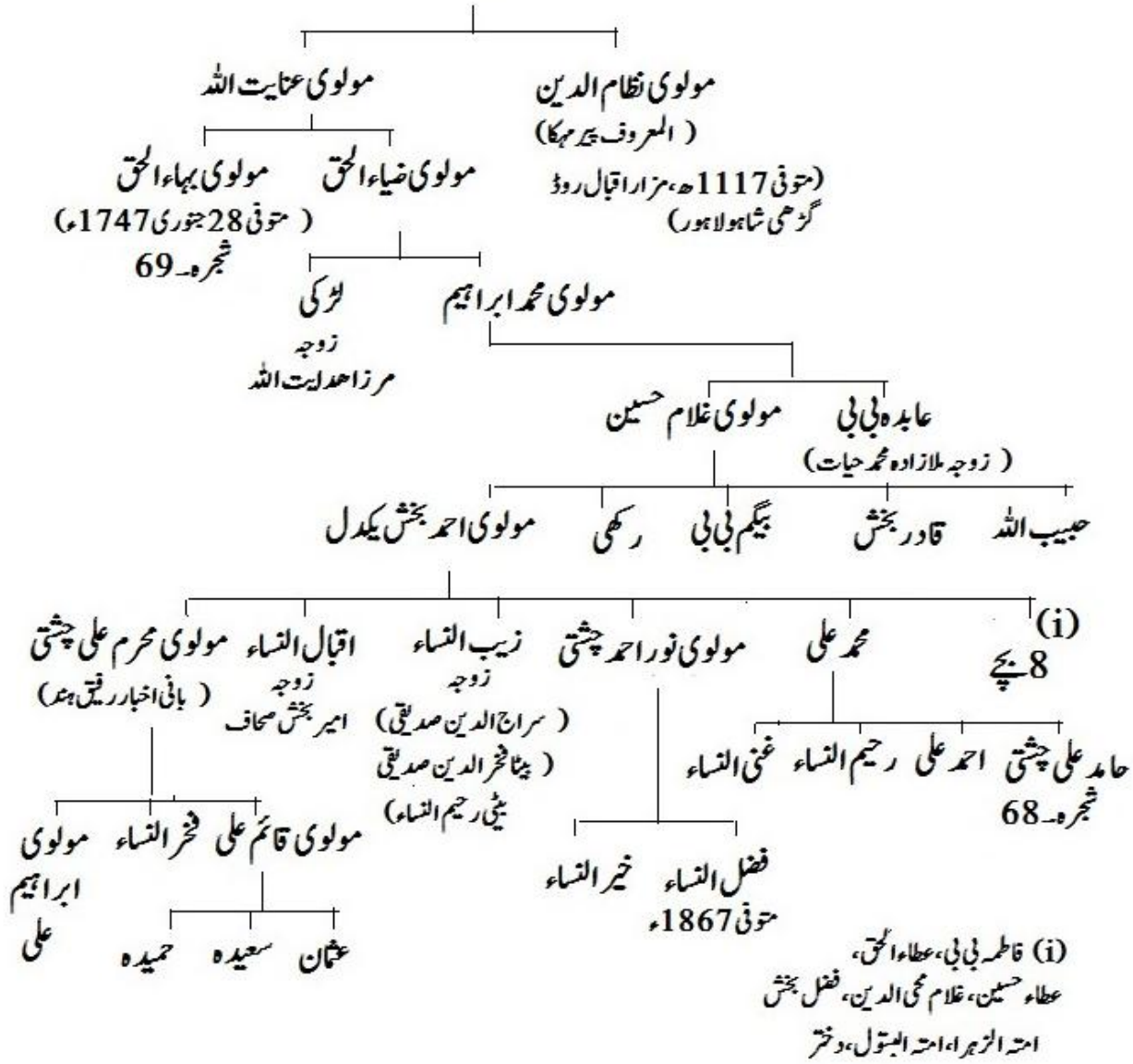
(i) فرخندہ بنت ظفر الدین بن امیر بخش زوجہ پروفیسر ضیاء الدین صدیقی بن جمال الدین صدیقی

(ii) نیم بنت ظفر الدین بن امیر بخش زوجہ اکرام الدین ولد محی الدین صدیقی

شجرہ نسب چشتی خاندان لاہور - 1

مولوی محمد عاقل اور نگ آبادی

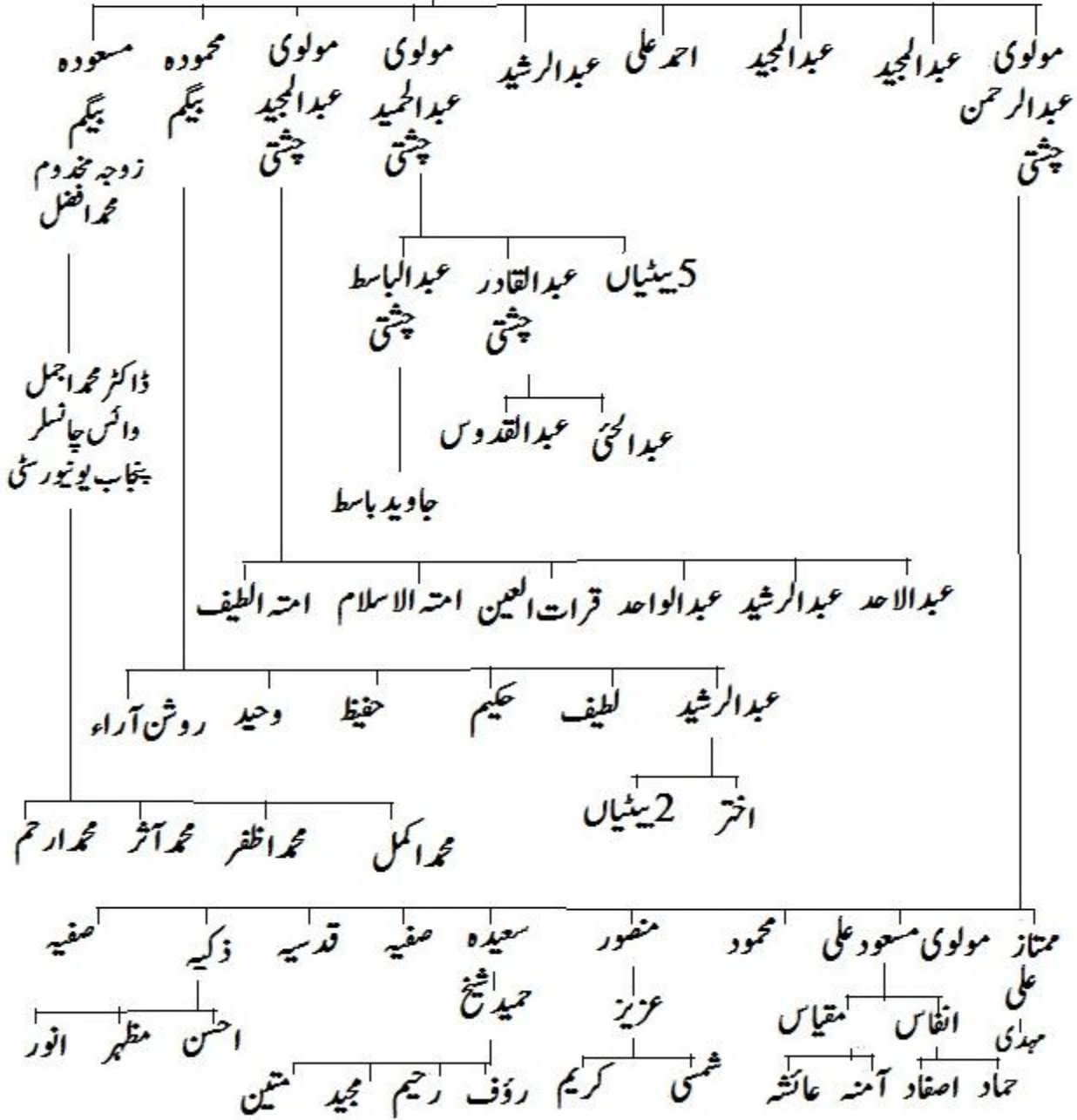
شجرہ - 67



شجرہ-68

لاہور کے چشتی خاندان کا شجرہ نسب-2

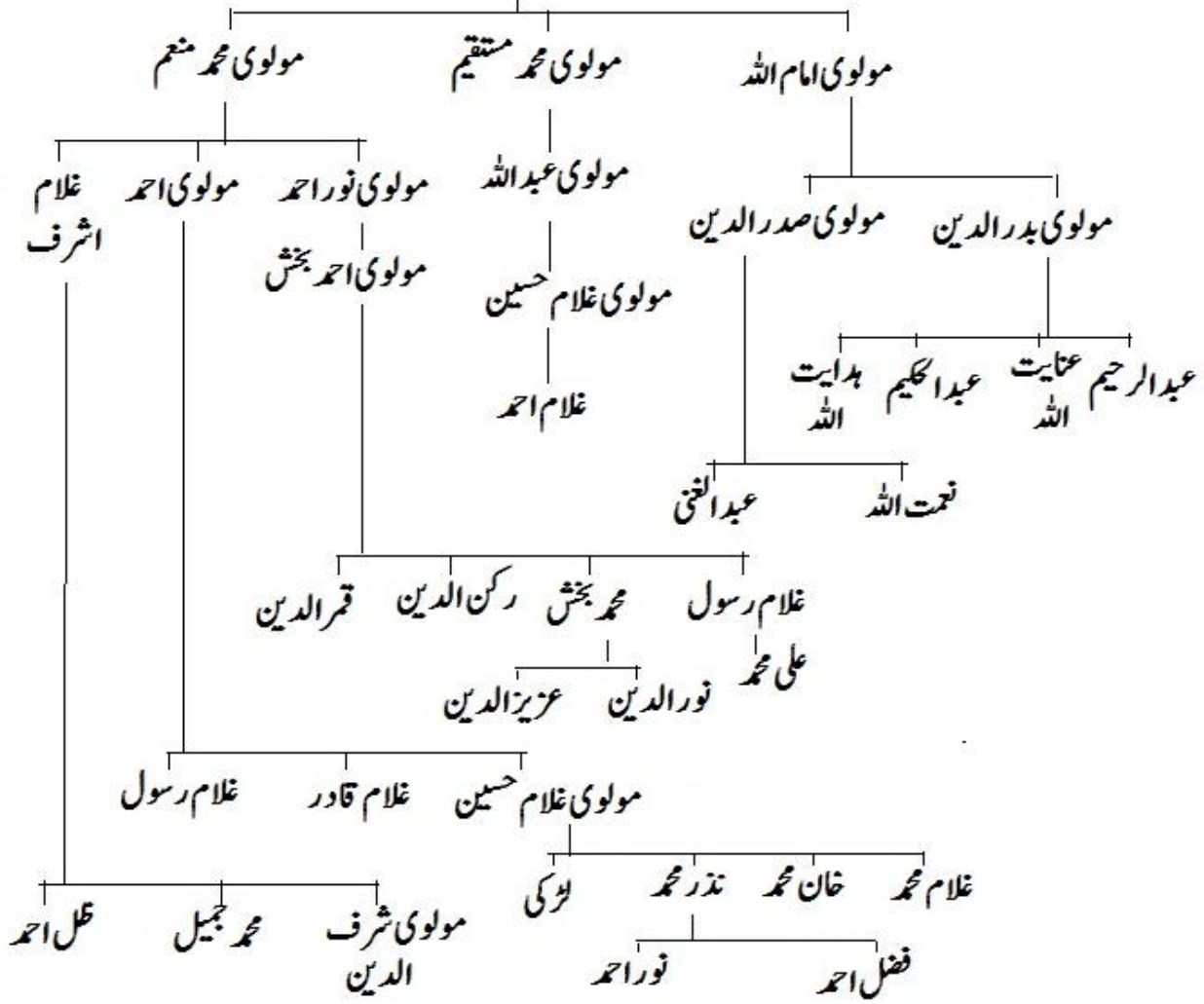
مولوی حامد علی چشتی



شجرہ۔ 69

لاہور کے چشتی خاندان کا شجرہ نسب۔ 3

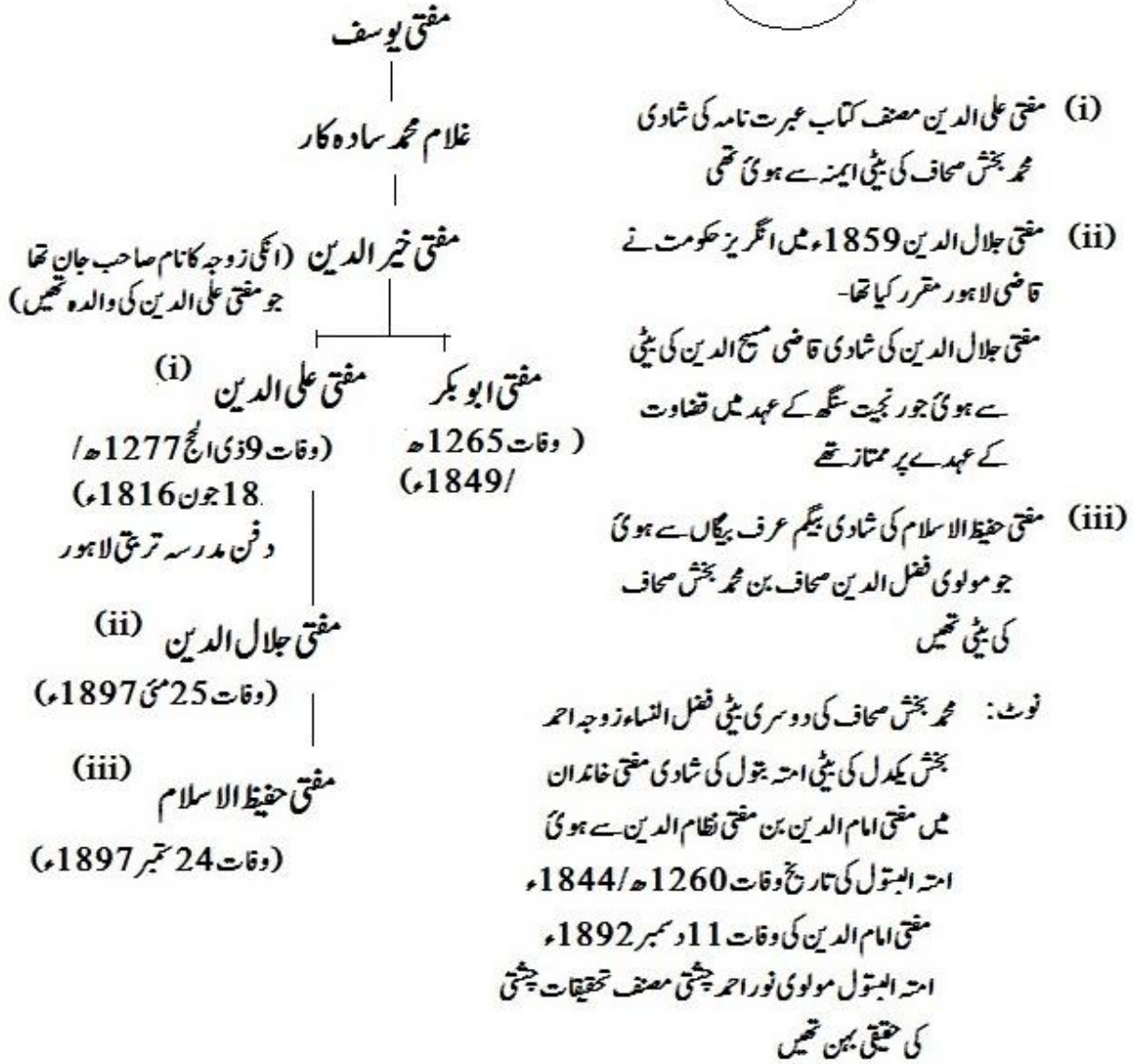
مولوی بہاء الحق (ولد مولوی عنایت اللہ)



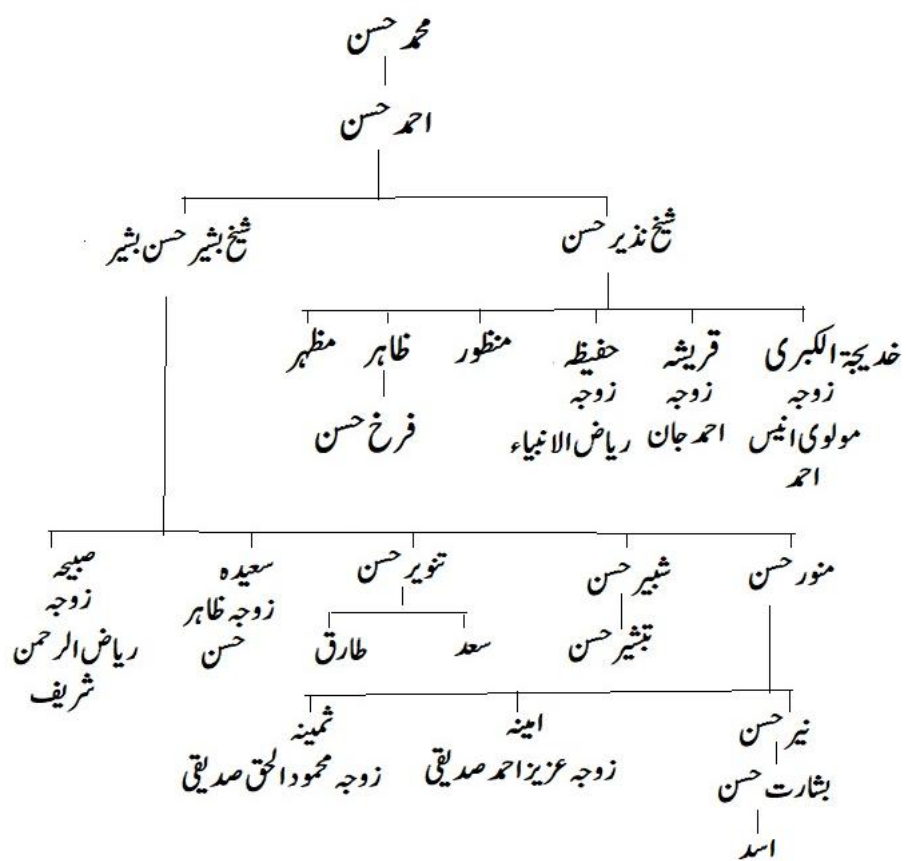
بحوالہ تحقیقات چشتی۔ مولوی نور احمد چشتی

شجرہ نسب مفتی خاندان

شجرہ۔ 70



شجره خاندان ننهيالی منصور احمد صديقي



تاریخ طبری مزید تفصیلات عہد جاہلیہ

1۔ کلاب بن مرہ کی ماں ہند بنت سریر بن ثعلبہ

بن الحارث بن فہر بن مالک ال نصر بن کنانہ۔

کلاب کے دو بھائی دوسری ماں سے تھے جن کا

نام تیم اور یقظہ ہے۔ ہشام بن کلبی کے مطابق

ان کی ماں کا نام اسماء بنت عدی بن حارثہ بن

عمرو بن عامر بن یارق تھا۔ جبکہ ابن اسحاق

کے مطابق ان کی ماں ہند بنت حارث البارقیہ ہیں

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ یقظہ کی ماں بھی

ہند بنت سریر، کلاب کی ماں ہیں۔

2۔ مرہ بن کعب کی ماں وحشیہ بنت شیبان بن

محارب بن فہر بن مالک بن النصر بن کنانہ ہے۔

مرہ کے حقیقی بھائی عدی اور بصیف تھے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان سب کی ماں فحشیہ ہیں

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مرہ اور ہصیف کی

ماں فحشیہ بنت شیبان بن محارب بن فہر تھیں

اور عدی کی ماں رقاش بنت ركبہ بن نائلہ بن

کعب بن حرب بن تیم بن سعد بن فہم بن عمرو
بن قیس بن عیلان تھیں۔

ابن اسحاق اور ابن الکلبی کے مطابق کعب بن لوی
کی ماں ماریہ بنت کعب بن القین بن جسر بن
شیع اللہ بن اسد بن وبرہ بن تغلب بن حلوان بن
عمران بن الحاف بن قضاء تھیں۔

3۔ کعب کے دو حقیقی بھائی عامر اور سامہ تھے۔
یہی بنو ناجیہ ہیں۔ ان کا ایک دوسرا علاقہ بھائی
عوف تھا چونکہ اس کی ماں غطفان کی تھیں اس
لیے اس نے اپنا نسب انہیں سے شامل کیا تھا۔
اس کی ماں کا نام بارہ بنت عوف بن غنم بن
عبد اللہ بن غطفان تھا۔

بیان کیا گیا ہے کہ لوی بن غالب کے مرنے کے
بعد یہ اپنے لڑکے عوف کو لے کر اپنی قوم میں
چلی گئیں۔ وہاں سعد بن ذبیان بن ہضیف نے ان
سے شادی کی۔ اس نے عوف کو اپنا بیٹا بنا لیا۔
اسی کی طرف فزارہ بن ذبیان نے اپنے شعر میں

اشارہ کیا۔

ترجمہ: اے لوی کے بیٹے میرے پاس آجا تیری قوم نے تجھے چھوڑ دیا ہے اور اب کہیں تیرا گھر نہیں۔
کعب کے دو علاقے بھائی اور تھے ایک خزیمہ یہی
عائذہ قریش ہیں۔ عائذہ ان کی ماں تھیں اور جن
کا نام عائذہ بنت الحنظل بن قحافہ ہے جو خثعم سے
تھیں، دوسرے بھائی سعد ہوئے۔ ان کو نبانہ کہتے
ہیں کیونکہ ان کی ماں کا نام نبانہ تھا۔

اب ان میں جو بدوی ہیں وہ بنی شیبان بن ثعلبہ
کے بنی اسعد بن ہمام میں شامل ہیں اور شہری
قریش سے اپنی نسبت کرتے ہیں۔

4۔ ہشام کے قول کے مطابق لوی بن غالب

کی ماں عاتکہ بنت یحمد بن النضر بن کنانہ
ہیں۔ رسول اللہ کی امہات میں سب سے پہلی
عاتکہ یہ ہیں۔ ابن لوی کے دو حقیقی بھائی اور
تھے ایک کا نام تیم ہے یہی تیم الادرم ہے۔
دوسرا بھائی قیس تھا جس کا کوئی جائشین باقی

نہیں رہا۔ یہ بھی کہا گیا ہے لوی اور اس کے بھائیوں
کی ماں سلمی بنت عمرو بن ربیعہ تھیں۔ اور یہ ربیعہ
لحیی بن حارثہ بن عمرو مزقیاء بن عامر مار السما ہے
جو خزاعہ تھے۔

5۔ غالب بن فہر کی ماں لیلیٰ بنت الحارث بن

تمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ تھیں۔

غالب کے حقیقی بھائی حارث، محارب، اسد، عوف،
جون اور ذنب تھے چونکہ محارب اور حارث قریش
ظواہر تھے اس لیے حارث ابطل میں داخل ہو گئے۔

6۔ ہشام بن محمد کے بیان کے مطابق فہر بن مالک

جامع القریش تھے۔ ان کی ماں جندلہ بنت الحارث بن

مقاض الجرہی تھیں۔ ابن اسحاق کے مطابق انکی

ماں جندلہ بنت الحارث بن مقاض بن عمر الجرہی

تھیں۔

ابو عبید بن معمر المثنیٰ کے مطابق ان کی ماں سلمیٰ

بنت اد بن طانجہ بن الیاس بن مضر تھیں۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کی ماں جمیلہ بنت عدوان

قبیلہ اذر کے خاندان باریق کی تھیں۔

7۔ مالک بن نضر کی ماں عکرشہ بنت عدوان تھیں۔

ہشام کے مطابق حارث بن عمرو بن قیس بن عیلاں

ہے۔ ابن اسحاق کے مطابق ان کی ماں عاتکہ بنت

عدوان بن عمرو بن قیس بن عیلاں ہیں۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کا اصل نام تو عاتکہ تھا

البتہ لقب عکرشہ تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کی

ماں ہند بنت فہم بن عمرو بن قیس بن عیلاں ہیں۔

مالک کے دو بھائی تھے۔ ایک یحسد اور دوسرے

الصلت۔

طبقات ابن سعد کے مطابق قصی بن کلاب نے

اپنے بیٹے عبد الدار کو حجابہ ولواء، رفادہ اور سقایہ

و ندوہ دے دئے۔ فرزند ان عبد مناف نے انہیں

اولاد عبد الدار کے ہاتھ سے لینا چاہا۔ اس میں

ایک طرف ہاشم عبد مناف تھے اور دوسری

طرف عامر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار

تھے۔ اس طرح دونوں کا ساتھ دینے کے لیے

قبائل کی تقسیم اس طرح ہوئی۔

☆ عبد مناف بن قصی کے ساتھی :

بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قصی ،

بنی زہرہ بن کلاب ، بنی تیم بن مرہ

اور بنی حارث بن فہر۔

☆☆ بنی عبد الدار کے ساتھ: بنی مخزوم،

سہم اور صحیح اور بنی عدی بن کعب ہوئے۔

☆☆☆ غیر جانبدار: بنی عامر بن لوی اور محارب

بن فہر۔

اس واقعہ کے بعد مصالحت ہوئی اور سقیہ و رقادہ

بنی عبد مناف بن قصی کو ملا اور حجابہ و دارالندوہ

بنی عبد الدار کے پاس رہے۔

بعد میں دارالندوہ معاویہ بن ابو سفیانؓ کو

مل گیا اور خلفاء کے تصرف میں رہا۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جب آیت و انذر

عشیر تک الاقرین نازل فرمائی تو رسول اللہ مروحہ

پر چڑھ گئے اور وہاں سے آواز دی یا آل فہر (اے

خاندان فہر کے لوگو کہاں ہو) تو آواز دیتے ہی تمام
قریش حاضر ہو گئے۔

اسی طرح انہوں نے قریش کی تمام خاندانوں کی

شاخوں کو آواز دی۔ جب رسول اللہ نے کہا

یا آل کلاب بن مرہ اس آواز پر مخزوم بن یثظہ

بن مرہ اور تیم بن مرہ کی اولاد واپس آگئی

قرون اولی میں صحابہ کرام کی تعداد

(ایک جائزہ)

فواد جبال نے ایک بہت دلچسپ تحقیق انگریزی میں تحریر کی ہے جس میں مختلف حوالوں سے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی جغرافیائی، نسبی، قبائلی اور سیاسی حیثیت کو جمع کر کے چارٹس کی شکل میں تحریر کیا ہے۔ گو یہ تو ناممکن ہے کہ قطعی درست تعداد جمع کی جاسکیں لیکن موجود حوالوں سے جو نتائج اخذ کئے گئے ہیں انہیں دلچسپی کیلئے تحریر کیا جا رہا ہے -

صحابہ کرام کی مختلف علاقوں میں ہجرت اور رہائش یا عارضی رہائش کی 9 وجوہات تحریر کی ہیں -

ہجرت ، جہاد ، سوشل اکنامکس ، سوشل سٹیٹس ، سرکاری عہدہ و ملازمت ، کسی بڑی شخصیت کی وفات ، خاندانی وجوہات اور سیاست -

پہلی 4 وجوہات سب سے اہم محرک ہیں۔

اداکل اسلام کے بڑے بڑے مراکز جہاں حجاز کے
 بعد صحابہ کرام آباد تھے۔ ان میں عراق (بصرہ، کوفہ)،
 شام (فلسطین، اردن، دمشق وغیرہ)، مصر (مصر کو
 بعض اوقات اسلامی مغرب کہتے ہوئے افریقی علاقے،
 اور بعض اوقات شام میں بھی شامل کیا گیا)
 غزوہ تبوک 10ھ / یکم دسمبر 631ء کو پیش آیا۔
 تعداد صحابہ کرام :

1۔ بصرہ : 335 صحابہ (43 صحابہ کا قبیلہ نامعلوم)

تعمیر بصرہ : 16ھ / 2 مئی 637ء

جنگ قادسیہ : 15ھ / 6 نومبر 636ء

فتح اہواز : 17ھ / 21 مئی 638ء

فتح تکریت : 19ھ / 29 اپریل 640ء

فتح نہاوند : 22ھ / 30 نومبر 642ء،

فتح آذربائیجان : 22ھ / 30 دسمبر 642ء

فتح فارس اور خراسان : 29ھ / 6 جولائی 650ء

2- کوفہ : 335 صحابہ (40 صحابہ کا قبیلہ نامعلوم)

تعمیر کوفہ: 16ھ / 29 جولائی 637

3- شام : 439 صحابہ (88 صحابہ کا قبیلہ نامعلوم)

فتح دمشق: 14ھ / 25 اپریل 637ء،

فتح بیت المقدس: 16ھ / 26 اکتوبر 637ء،

فتح بعلبک، حمص اور انطاکیہ: 14ھ / 23 جون 635ھ

4- مصر: 259 صحابہ (28 صحابہ کا قبیلہ نامعلوم)

فتح مصر: 21ھ / 10 دسمبر 641ء

فتح طرابلس: 22ھ / 27 فروری 643ء

فتوحات افریقہ: 27ھ / یکم مئی 647ء

پہلی بحری جنگ: 27ھ / 27 اگست 648ء

فتح قبرص: 28ھ / 25 ستمبر 648ء

14ھ / 635ء میں عتبہ بن غزوہ کی امارت میں

جانے والی اسلامی افواج جنہوں نے قادیسیہ میں فتح

حاصل کی ان میں سے 30 ہزار کوفہ میں اور 5

ہزار بصرہ میں آباد ہوئی۔ لوئس مسنگن کے مطابق

ساتویں صدی ہجری میں 3 لاکھ کے قریب اسلامی

افواج بصرہ کی فوجی چھاؤنی میں آباد تھیں

☆ بصرہ : بصرہ میں قریش سے تعلق رکھنے والے

19 صحابہ آباد ہوئے باقی سب کا تعلق مختلف

عرب قبائل سے تھا۔

ان میں بنو تمیم سے 52، قیس اعلان 39، کنان 26،

بکر بن وائل سے 16، انصار سے 29 صحابہ اکرام تھے۔

سعد بن ابی وقاصؓ کی فوج میں 1300 سے زیادہ کا

تعلق بنو تمیم سے تھا۔

☆ کوفہ : اس زمانہ میں افواج کی اکثریت عارضی رہائشی

چھاؤنیوں میں رہتی تھی۔ 15ھ / 636ء میں جب کوفہ

میں بڑی آگ نے تباہی مچائی تو عمر فاروقؓ نے اینٹوں

سے مکان بنانے کی اجازت دے دی۔ کوفہ میں رہائش

رکھنے والوں کی اکثریت کا تعلق اس فوج سے تھا جو

سعد بن ابی وقاصؓ کی کمان میں تھی اور جنہوں نے
 قادسیہ کی فتح میں حصہ لیا تھا۔ قادسیہ کے معرکہ میں
 لڑنے والی اسلامی افواج کی تعداد 30 ہزار تھی۔
 یہاں 24ھ / 644 میں بعد عثمان غنیؓ رہائشی افواج
 کی تعداد 40 ہزار ہو گئی تھی۔

قادسیہ کی لڑائی میں حصہ لینے والے صحابہ کرام کی تعداد
 680 تھی۔ جن میں سے 70 بدری صحابہ ،
 310 بیعت الرضوان والے صحابہ ، 300 وہ
 صحابہ تھے جنہوں نے فتح مکہ میں حصہ لیا ان
 ہی میں سے کچھ صحابہ نے کوفہ میں رہائش اختیار
 کر لی تھی۔

کوفہ میں قریشی صحابہ کی تعداد 30 تھی اسکے علاوہ
 انصار کے 40 ، ازد کے 28 ، قیس کے 28 ،
 تمیم کے 27 ، اسد کے 25 صحابہ شامل تھے۔
 قریشی صحابہ میں سے چند ثنی بن حارثہؓ کی

فوج کے ساتھ تشریف لائے تھے

☆ شام : شام کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا

جنہیں جند کہا جاتا تھا ان میں فلسطین ،

اردن ، دمشق اور حمص شامل تھے۔

1000 صحابہ کرام نے جنگ یرموک میں حصہ لیا تھا۔

(واقعہ یرموک 15ھ / 13 مئی 636ھ کو پیش آیا)

جس میں 100 بدری صحابہ شامل تھے۔

فتح قبرص 27ھ میں بھی صحابہ نے حصہ لیا تھا۔

شام میں خالد بن ولیدؓ کی زیرکمان 500

صحابہ کرامؓ تھے۔

شام میں جہاد کا آغاز عہد ابو بکر صدیقؓ میں

ہوا اور یہاں پر صحابہ کرام کی آمد ابو عبیدہ

بن جراحؓ اور یزید بن ابوسفیانؓ کی زیرکمان

افواج کے ہمراہ ہوا۔

(قبیلہ بنو تمیم اور ربیع کی بڑی تعداد سعد بن

ابی وقاصؓ کی افواج میں شامل تھی)

شام میں صحابہ کرام کی تعداد:

قریش: 46 ، قیس عیلان: 21، انصار: 37،

ازد: 45 ، کندہ: 31 اور باقی مختلف قبائل سے تھے

قریشی صحابہ کرام کی شام کے علاقوں میں تقسیم:

حمص: قریش 11 ، انصار 10

دمشق: قریش 8 ، انصار 7

فلسطین: قریش 2 اور انصار 4

اردن: قریش 1 اور انصار 1

☆ مصر:

مؤرخین نے فسطاط یا سکندریہ کی آبادی کہیں

علیحدہ علیحدہ بیان نہیں کی بلکہ کل آبادی کو مصر

میں لکھا ہے جنہوں نے عمرو بن العاصؓ کے

زیرکمان فوج میں شرکت کی۔

فسطاط 20ھ / 640ء میں آباد ہوا اور فوری بعد فتح

سکندریہ عمل میں آئی۔ جسکے بعد عمرو بن العاصؓ نے
 معاویہ بن حدتج، شریک بن جبریل العتیفی المرادی،
 امر بن قحطام الخولانی اور حوائل بن نشیرہ المعافری کو
 آرمی کی تنظیم نو پر مقرر کیا۔

فتح مصر میں 151 صحابہ کرام نے حصہ لیا۔ جن میں سے
 66 نے فسطاط میں رہائش اختیار کی۔ ان میں قریش
 سے 23، کنانہ سے 14، انصار سے 20 صحابہ
 کرامؓ اور دیگر قبائل سے شامل تھے۔

☆☆ فتنہ الکبریٰ اور جنگ صفین :

آغاز خلافت عثمان غنیؓ : 3 محرم 24ھ / 7 نومبر 644ء

شہادت عثمان غنیؓ : 18 ذوالحجہ 35ھ / 31 مئی 656ء

فتنہ الکبریٰ کا آغاز شہادت عثمان غنیؓ سے کچھ عرصہ پہلے

شروع ہوا اور شہادت کے بعد پورے عالم اسلام میں

شدید بے چینی پیدا ہوئی اور قصاص کے لئے اٹھنے والی

تحریک اور قاتلین عثمانؓ کی گرفتاری اور سزا میں ناکامی

نے نہ صرف صحابہ کرام کو تقسیم کر دیا بلکہ کشت و خون

کا نہ رکنے والا ایسا سلسلہ شروع ہوا کہ بشمول جید

صحابہ کرام ہزاروں مسلمین شہید ہوئے۔

36ھ / 656ء میں علیؓ ابن طالب نے مدینہ منورہ کو

خیر باد کہا اور کوفہ تشریف لگئے اور امیر معاویہؓ نے

انکی امارت تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔

واقعہ جمل 36ھ / 25 نومبر 656ء قصاص عثمان غنیؓ

کے مطالبہ کے نتیجہ میں پیش آیا۔ اسکے اسی سلسلہ

میں بڑا واقعہ صفین کا ہوا جو ذوالحجہ 36ھ /

656ء اور صفر 37ھ / 657ء کے درمیان پیش

آیا۔ اس وقت 250 کے قریب صحابہ کرامؓ حیات

تھے۔

صفین میں ایک گروہ کے سربراہ علیؓ بن ابن طالب تھے

جنہیں تاریخ میں عراقی کہا جاتا ہے۔ حالانکہ وہ سب

کوئی تھے اور بصرہ کے عوام نے عمومی طور پر انکا ساتھ

نہیں دیا تھا۔ واقعہ جبل میں بھی بصرہ والوں نے

ام المومنین عائشہؓ کا ساتھ دیا تھا۔

صفین میں دوسرے گروہ کے سربراہ امیر معاویہؓ تھے

جنہیں تاریخ میں شامی کہا جاتا ہے۔

صفین میں علیؓ بن ابن ابی طالب کے کیمپ میں جو

صحابہ کرام تھے ان میں

بصرہ : 4 ، کوفہ : 25 ، فارس : 1 ، شام : 4 ،

مصر : 4 ، یمن : 1 ، مکہ : 1 ، مدینہ : 6

جتنی کل تعداد : 46 صحابہ کرامؓ تھی۔

صفین میں امیر معاویہؓ کے کیمپ میں صحابہ کرام :

شام : 8 ، حمص : 4 ، دمشق : 1 ،

فلسطین : 2 ، مصر : 5 ، حجاز : 1 ،

واسط : 1 ، دامت : 1

جتنی کل تعداد : 24 صحابہ کرامؓ تھی۔

6 صحابی غیر جانبدار تھے۔ دو صحابہ امیر معاویہؓ

کے کیمپ میں مزید غیر جانبدار تھے -

یہ کل 82 صحابہ تھے -

سمک بن خرمہ الاسدیؓ امیر معاویہؓ کی حمایت میں تھے

اسکے علاوہ عقیلؓ بن ابی طالب، عمرو بن العاصؓ اور

کعب بن مرسلانیؓ بھی امیر معاویہؓ کے حمایتی تھے -

جبکہ عبداللہ ابن عمرؓ، سعد بن ابی وقاصؓ اور محمد بن سلمہؓ

غیر جانبدار تھے -

واقعہ صفین میں شامل صحابہ کرامؓ:

بہ نسبت قبائل و جغرافیہ قبیلہ، علی کیمپ، معاویہ کیمپ،

غیر جانبدار / نامعلوم، ٹوٹل

نام قبیلہ: علی معاویہ غیر جانبدار ٹوٹل

عبدالقیس: 1 - - 1

امیر بن صعصعہ: 2 1 - 3

اسد: 1 - - 1

باھیلا: 1 1 - 2

کنانه : 4 1 - 3

مغرب : 1 - - 1

قیس عیلان : 2 - 1 2

قریش : 27 2+3 9 13

سلا یوم : 5 - 2 3

سعد : 2 - - 2

تغلیب بن وائل : 1 - 1 -

تمیم : 6 - 1 5

ثقیف : 3 1 1 1

الہان : 1 - 1 -

انصار : 35 2 نامعلوم - 33

اوس : 16 1+1 - 14

خزرج : 29 2 نامعلوم 1 26

اسباح : 1 - 1 -

اشعری : 1 1 1 3

ازد : 3 1 1 نامعلوم 5

بجیلا : 1 1 1 3

بعلی : 5 - - 5

حضر موت : 1 1 - 2

حمیار : 1 3 - 4

جوهائنا : - 2 - 2

کلب : - 1 - 1

خولان : 1 - - 1

خزاعه : 10 - 1 نامعلوم 11

کنده : 3 2 - 5

مذبح : 2 1 1 نامعلوم 3

مراد : 2 - - 2

قضاءه : - - 1 1

طائی : 2 - 1 - 3

ادھرا : 1 - 1 - 1

کل صحابہ: 142 علیؑ کیپ میں ، 35 معاویہؓ کیپ

میں اور 19 غیر جانبدار / نامعلوم ۔

حکمین کا واقعہ 37ھ / 10 فروری 658ء کو پیش آیا

جسکے بعد عراق میں علیؑ کے کیپ میں سے ایک گروہ

علیحدہ ہو گیا جنہیں تاریخ میں خارجی کا نام دیا گیا ۔

جنگ خوارج 38ھ / 31 جنوری 659ء کو

ہوئی اور علیؑ بن ابی طالب کی شہادت 40ھ /

8 جنوری 661ء کو ہوئی ۔

عام الجماعت جس میں حسن بن علیؑ ابن ابی طالب

اور امیر معاویہ بن ابی سفیانؓ کے درمیان صلح

41ھ / 5 جولائی 661ء کو ہوئی جسکے ساتھ ہی

عالم اسلام پر امیر معاویہؓ کی متفقہ خلافت کا آغاز ہوا ۔

فتح سوڈان 43ھ / 13 جولائی 663ء کو مکمل ہوئی ،

فتح کابل 44ھ / 2 جون 664ء کو مکمل ہوئی،

امیر یزید بن معاویہؓ نے 50ھ / 20 نومبر 670ء کو

قسطنطنیہ پر حملہ کیا اور ابو ایوب انصاریؓ کی وفات

51ھ / 18 جنوری 671ء کو اسی حملے میں ہوئی۔

54ھ فتوحات بخارا، 55ھ میں سمرقند پر حملہ۔

وفات امیر معاویہؓ 22 رجب 60ھ / 7 اپریل 680ء

آخری صحابہ کرام میں سے خارجہ بن زیدؓ کی وفات

100ھ / 31 اکتوبر 718ء کو ہوئی جبکہ

ابو الطفیل عامر بن دائلہ اللیثیؓ کی وفات مکہ مکرمہ

100ھ یا 110ھ میں ہوئی۔ ابن حزم اندلسی نے

اسماء الصحابہ میں ابو الطفیلؓ کو آخری صحابی قرار دیا ہے۔

خلفائے اسلام جو بنو قریش سے ہوئے

- 1- ابو بکر صدیق بن ابو قحافہؓ 632ء مدینہ
- 2- عمر فاروق بن الخطابؓ 634ء مدینہ
- 3- عثمانؓ بن عفانؓ 644ء مدینہ
- 4- علی ابن ابی طالبؓ 656ء کوفہ
- 5- حسن بن علیؓ 661ء کوفہ
- 6- معاویہ بن ابی سفیانؓ 661ء دمشق
- 7- یزید بن معاویہؓ 680ء دمشق
- 8- عبد اللہ بن زبیرؓ 683ء مکہ مکرمہ
- 9- مروان الاول بن الحکمؓ 683ء دمشق
- 10- عبد الملک بن مروانؓ 685ء "
- 11- ولید اول بن عبد الملکؓ 705ء "
- 12- سلیمان بن عبد الملکؓ 715ء "
- 13- عمر بن عبد العزیزؓ 717ء "
- 14- یزید الثانی بن عبد الملکؓ 720ء "
- 15- ہشام بن عبد الملکؓ 724ء "
- 16- ولید الثانی بن یزید الثانیؓ 743ء "
- 17- یزید الثالث بن ولید الثانیؓ 744ء "

18 - ابراہیم بن ولدی الثانیؒ 744ء "

19 - مروان الثانی بن محمدؒ 744ء "

(شہید بمقام مصر سن 132ھ)

20 - السفاح، ابو العباس عبد اللہ بن محمد

(عباسی سلطنت کا آغاز) 750ء کوفہ

21 - المنصور، ابو جعفر عبد اللہ بن محمد 754ء بغداد

22 - المہدی، ابو عبد اللہ محمد بن منصور 775ء "

23 - الہادی، موسیٰ بن المہدی 785ء "

24 - ہارون الرشید، ابو جعفر بن المہدی 786ء "

25 - الامین، محمد بن الرشید 809ء "

26 - المامون، عبد اللہ بن الرشید 813ء "

27 - المعتصم باللہ، محمد بن الرشید 833ء "

28 - الواثق باللہ، ہارون بن المعتصم 842ء "

29 - المتوکل علی اللہ، جعفر بن المعتصم 847ء "

30 - المنتصر باللہ، محمد بن المتوکل 861ء "

31 - المستعین باللہ،

احمد بن محمد بن المتوکل 862ء "

32 - المعز باللہ،

ابو عبد اللہ محمد بن المتوکل 866ء "

33- المبتدئ بالله، محمد بن الواثق 869ء "

34- المعتز على الله،

" ابو العباس احمد بن التوكل 870ء

35- المعتز بالله،

" احمد بن الموفق ابن التوكل 892ء

36- المكتفى بالله، على ابن المعتز 902ء "

" 37- المقتدر بالله، جعفر بن المعتز 908ء

" 38- القاهر بالله، محمد بن المعتز 932ء

" 39- الراضى بالله، احمد بن المقتدر 934ء

" 40- المستقى الله، ابراهيم بن المقتدر 940ء

" 41- المستكفى بالله، عبد الله بن المكتفى 944ء

" 42- المطيع الله، فضل بن المقتدر 945ء

" 43- الطالع الله، عبد الكريم بن المطيع 974ء

44- القادر بالله،

" احمد بن اسحاق بن المقتدر 991ء

45- القائم بامر الله،

" عبد الله بن القادر بالله 1021ء

46- المقتدى بامر الله،

" عبد الله محمد بن القائم 1075ء

47- المستظهر بالله، احمد بن المقتدى 1094ء "

48- المسترشد بالله،

الفصل بن المستظهر 1118ء "

49- الراشد بامر الله،

منصور بن المسترشد 1135ء "

50- المقتضى لامر الله،

محمد بن المستظهر 1136ء "

51- المستنجد بالله،

يوسف بن المقتضى 1160ء "

52- المستنصى بامر الله،

حسن بن المستنجد 1170ء "

53- الناصر الدين،

احمد بن المستنصى 1180ء "

54- الظاهر بامر الله،

محمد بن الناصر 1225ء "

55- المستنصر بالله،

منصور بن الظاهر 1226ء "

56- المستعصم بالله،

عبد الله بن المستنصر 1242ء "

ہلاکو خان نے سن 656ھ / 1258ء میں ابن علقمہ کی
 غداری اور نصیر الدین طوسی کی تحریص پر بغداد شہر
 کو فتح کر لیا اور خلیفہ المستعصم کو شہید کر دیا۔

یہاں خلافت عباسیہ بغداد کا دور 132ھ -

656ھ / 750ء - 1260ء پر ختم ہوا

اس کے بعد قاہرہ میں امیر المومنین المستنصر باللہ
 کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت ہوئی اور یہ دور
 923ھ / 1517ء تک رہا جب کہ خلیفہ عثمانی
 سلطان سلیم اول کے ہاتھ پر بیعت ہوئی۔
 اس کے بعد مصر میں خلفائے عباسیہ کے
 سترہ خلفاء ہوئے۔

57۔ المستنصر باللہ، احمد بن الظاہر با امر اللہ

1260ء قاہرہ

58۔ الحاکم با مر اللہ (اول)

احمد بن الحسن 1263ء "

59۔ المستنفی باللہ (اول)

- سليمان بن الحاكم 1302ء "
- 60- الواثق بالله (اول)
- ابو اسحاق ابراهيم 1339ء "
- 61- الحاكم بامر الله (الثاني)
- احمد بن المستنفي 1339ء "
- 62- المعتضد (اول)
- ابو بكر بن المستنفي 1352ء "
- 63- المتوكل اول محمد بن المعتضد 1362ء "
- (دوباره 1377ء)
- 64- المعتمد، ذكرى بن الواثق 1377ء "
- (دوباره 1385ء)
- 65- الواثق ثاني، عمر بن الواثق اول 1383ء "
- انك بعد المتوكل تيسرى مرتبه 1388ء "
- 66- المستعين، عباس بن المتوكل 1405ء "
- 67- المعتضد الثاني، داود بن المتوكل 1414ء "
- 68- المستنفي الثاني، سليمان بن المتوكل 1441ء "
- 69- القائم، ابو بكر حمزه بن المتوكل 1451ء "

70۔ المستنجد، يوسف بن المتوكل 1455ء "

71۔ المتوكل الثاني،

عبد العزيز بن المستعين 1479ء "

72۔ المستمسك،

يعقوب بن المتوكل الثاني 1497ء "

(دوبارہ 1516ء)

73۔ المتوكل الثالث، ابن المستمسك 1516ء "

(دوبارہ 1517ء)

923ھ/1517ء میں عثمانی سلطان سلیم اول نے

مصر کو فتح کیا اور خلیفہ المتوکل کو قسطنطنیہ لے گئے

یادگار صدیقی

انساب بنو تیم

انساب بنو تیم

ابراہیم اور اسماعیل علیہ السلام کی دعا

رَبَّنَا وَجَعَلْنَا مُسْلِمِينَ لَكَ وَمِنْ

ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ البقرة: 128

اے رب ہم دونوں کو اپنا مسلم (مطیع فرمان)

بنا ہماری نسل سے ایک ایسی قوم اٹھا جو تیری

مسلم ہو

رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ

ذِي عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ لَا ابراهيم: 37

پروردگار میں نے ایک بے آب و گیاہ وادی

میں اپنی اولاد کے ایک حصہ کو تیرے محترم

گھر پاس لا بسایا ہے

نوٹ: انساب بنی تیم اور مولائے بنی تیم میں

شخصیات کے لیے جن کتابوں سے مدد لی گئی

ہے ان کا نام درج کر دیا گیا ہے

البتہ بعض جگہ صرف کتاب کا مخفف درج ہے

نام کتاب مخفف

تذہیب تہذیب الکمال فی اسماء الرجال (تذہیب)

تقریب التہذیب تقریب (تقریب)

تہذیب التہذیب (تہذیب)

انساب سمعانی (سمعانی)

المشتبہ فی اسماء الرجال (المشتبہ)

وغیرہ وغیرہ

بنو تیم

اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں تیم نام کے کئی

بزرگ گزرے ہیں جن سے ان کے قبیلہ کے نام

و اولاد کا سلسلہ تاریخ میں محفوظ ہے۔

التمیمی: تیم بن مرہ بن اد بن طانجہ بن الیاس بن مضر

تیم الادرم: غالب بن فہر کی اولاد میں سے تھے

(الحرث کی شاخ)

تیم اللات: یہ تیم اللات بن ثعلبہ ہوئے

(عبد منات کی اولاد میں سے)

تیم بن ثعلبہ بن عکان بن صعب بن علی بن بکر

بن وائل بن ربیعہ القرشی

تیم الرباب: بنی عبد منات بن اد بن طانجہ ہوئے۔

(تیم ابن عبد منات ابن عد ابن طانجہ) علی بن

حرمہ تیمی اسی قبیلہ سے تھے

تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر:

اس کتاب میں اسی قبیلہ کے سلسلہ میں تفصیلات

درج کی گئی ہیں -

بعض انساب کی کتابوں میں صرف قبیلہ دیا گیا ہے

جس کی وجہ سے مندرجہ بالا قبائل کے ساتھ نسب

کے معاملہ میں غلطی کا اندیشہ تھا۔ لہذا شجرہ جات

میں صرف وہی نسب لکھا گیا ہے جو مشہور نسب کی کتابوں میں مذکور ہیں -

کتب روایات و احادیث اور نسب کی کتابوں میں سینکڑوں ایسے مشاہیر گزرے ہیں جن کا تعلق بنی تیم سے ہے اور ان میں سے نساو نسبتاً بنی تیم سے تعلق رکھنے والوں کی فہرست ک ویکجا کر دیا گیا ہے

اسماء الرجال بنی تیم بن مرہ نسبائی

1- ابان بن صالح بن عمیر بن عبید ولاء ابو بکر المدنی

وقیل المکی (تذہیب صفحہ 38)

2- ابراہیم بن محمد بن طلحہ بن عبید اللہ التیمی

ابو اسحاق مدنی (تذہیب، تہذیب الکمال 229)

3- ابراہیم بن محمد بن عبد اللہ بن عبید اللہ بن معمر

المعری ابو اسحاق مدنی قاضی بصرہ 235ھ

(تذہیب 53، تہذیب الکمال 176، اکمال تہذیب 281)

4- ابراہیم بن طلحہ بن عمر بن عبد اللہ بن معمر التیمی

(عمدة الطالب صفحہ 33)

5- ابراہیم بن حارث بن خالد بن صخر بن عامر بن

کعب بن سعد بن تیم بن مرہ (اسد الغابہ 52 ج اول)

6- ابراہیم بن سلیمان بن حبان التیمی

(سمعی 329 ج 5)

7- ابراہیم بن موسیٰ بن عیسیٰ التیمی مدنی

(تہذیب التہذیب 149)

8- ابراہیم بن المختار التیمی ابواسامیل الرازی

الخواری حبویہ متوفی 180ھ

(اکمال تہذیب الکمال فی اسماء الرجال نمبر 286)

9- ابراہیم بن صبیح الطلمی (سمعی 523 جلد 3)

10- ابراہیم بن محمد بن ابراہیم بن الحارث التیمی

(کتاب الضعفاء والمترکین)

11- ابراہیم بن ابوبکر بن منکدر التیمی حجازی

(کتاب الضعفاء والمترکین)

12- ابن الحوتکیہ، یزید بن الحوتکیہ التیمی الکوفی

(مغانی الاخیار 3223)

13- ابابكر احمد بن موسى التميمي (سماعاني 10 جلد 2)

14- ابوبكر ابن ابى قحافة ؓ - عبدالله بن عثمان بن

عامر بن سعد ابن تميم بن مره

15- ابوبكر: عبدالله بن الزبير بن العوام ؓ ابن

خويلد الاسدي القرشي

16- ابوبكر: ابو عبدالله: محمد ابن السكندر بن عبدالله

بن الهدير بن عبدالعزيز ابن عامر بن

الحارث بن حارثه بن سعد بن تميم بن

مره التميمي المدني

17- ابوبكر بن زيد بن مہاجر بن ثعلفہ التميمي،

اخو محمد بن زيد (قسم الباب في الكنى)

18- ابوبكر بن يحيى: وقيل ابن ابى يحيى التميمي

(قسم الباب في الكنى ص 176)

19- ابوبكر بن عبيدالله بن ابى ملكية التميمي المكي

(تذهيب 204 جلد 3)

20- ابوبكر عبدالله بن محمد بن النعمان بن عبدالسلام

المديني التميمي من مدينه اصفهان (سماعاني 237 جلد 5)

21- ابو بكر احمد بن محمد عمر بن عبد الرحمن بن عمر بن

محمد بن المنكدر من اولاد محمد بن المنكدر بن عبد الله

بن الهدير بن محرز بن عبد العزيز بن عامر بن الحارث

بن حارث بن سعد بن تيم بن مره الحافظ مولد مكه

(سماعى صفحه 398 جلد 5)

22- ابو بكر بن المنكدر بن عبد الله التيمى

(تذهيب صفحه 204 جلد 3)

23- ابو بكر بالتصغير تيمى نام مرزوق (تقريب 397)

24- ابو بكر: مرزوق التيمى - المؤذن كوفى

(قسم الباب الكنى 149)

25- ابو الحسن : مهاجر التيمى (قسم الباب الكنى 220)

26- ابو الحسن على بن زيد بن جدعان

(قسم الباب فى الكنى صفحه 221)

27- ابو الحسن: موسى بن ابى عائشه الكوفى

(قسم الباب فى الكنى صفحه 221)

28- ابو الحارث ؛ يحيى بن عبد الله بن الحارث

التيمى الجابر (الباب فى الكنى صفحه 249)

29- ابو حيان : يحيى بن سعيد بن حيان التميمي

الكلوني (قسم الباب في الكنى صفحه 276)

30- احوص بن جواب التميمي

(اكمال تهذيب الكمال نمبر 343)

31- ابو خباب : الوليد بن بكير التميمي الكلوني

(قسم الباب في الكنى صفحه 303)

32- ابو ربيع: تميمي القرشي (قسم الباب في الكنى 337)

33- ابو زياد التميمي ، ابو سعيد، ابو سليمان التميمي

(قسم الباب في الكنى 364- 449)

34- ابو طلحه: عبدالله بن حفص

(قسم الباب في الكنى 449)

35- ابو امامه و ابو امية التميمي الكلوني

(تذهيب 199 ج 3)

36- ابو الحارث يحيى بن عبدالله بن الحارث

الجابر التميمي (سماعاني صفحه 5 جلد 2)

37- ابو غراره محمد بن عبدالرحمن بن ابو بكر بن

ابي ملكيه (مشتبه 485 ، تهذيب الكمال 481)

38- ابو عبد اللہ ابو بکر محمد بن السکندر بن عبد اللہ

بن الہدی بن عبد العزی بن عامر بن

الحارث بن حارث بن سعد بن تیم بن مرہ

التیمی المدنی تین بھائی ابو بکر, محمد اور عمر۔

39- ابو عبد اللہ: محمد بن طلحہ بن عبد الرحمن بن

طلحہ التیمی (قسم الباب فی کنی 506)

40- ابو عبد الرحمن عثمان بن عبد الرحمن تیمی

متوفی 74ھ (اسد الغابہ 216 جلد 6)

41- ابو شہاب ابو نصر عمر بن محمد بن عبد اللہ سہروردی

عمہ ابی النجیب سہروردی (اعجام الاعلام صفحہ 128)

42- ابو الحسن محمد بن عمر بن معاویہ بن یحییٰ الطلمی

من ولد طلحہ بغدادی (انساب سماعی 70 جلد 4)

43- ابو الحسن علی بن زید بن عبد اللہ بن ابی ملکیہ

الملکی القرشی الاعمی بصری (سماعی 383 جلد 5)

44- ابو عمرو عثمان بن عمر المعمری التیمی صاحب الزہری

منسوب الی عبید اللہ بن معمر (سماعی صفحہ 346 جلد 5)

45- ابو عمرو بن محمد بن موسیٰ بن عبد اللہ بن محمد بن

عمر التیمی المصیمی (سمعی صفحہ 317 جلد 5)

46۔ ابو عمر عبد الرحمن بن طلحہ بن محمد بن عیسیٰ بن

محمد بن عیسیٰ بن صالح بن ابراہیم بن محمد بن

طلحہ بن عبید اللہ الطلی التیمی الاصفہانی ثم العمری

(سمعی صفحہ 70 جلد 4)

47۔ ابو عمر عبد الواحد بن ابی بکر التیمی المنکدری

اقام نیسا پور (سمعی صفحہ 398 جلد 5)

48۔ ابو اوئیس عبد اللہ بن عبد اللہ بن اوئیس بن ابی

عامر الاصبغی المدنی حلیف بنی تیم من قریش

(سمعی صفحہ 174 جلد اول)

49۔ ابو القاسم اسماعیل بن محمد بن الفضل بن علی

بن احمد بن طاہر الطلی الحافظ جوزی

(سمعی صفحہ 120 جلد 2)

50۔ ابو القاسم عبید اللہ بن عبد اللہ بن المنکدر بن

محمد المنکدر المدینی القوسی

(سمعی صفحہ 559 جلد 4)

51۔ ابو القاسم : محمد بن طلحہ بن عبید اللہ ابن عثمان

بن عبد الله بن عمرو بن كعب القرشي التيمي

القاسم - والده سعدى بنت الحارث بن عوف الزنى

(قسم الباب في الكنى والالقب صفحہ 21)

52- ابوالقاسم: محمد بن ابو بكر الصديق التيمي

القرشي - ولد جمعة الوداع - والده اسماء بنت

عميس - (قسم الباب في الكنى والالقب 22)

53- ابوالقاسم: عبید اللہ بن عبد اللہ بن المنکدر

التيمي القرشي (قسم الباب في الكنى ص 30)

54- ابو جعفر احمد بن محمد بن جعفر المنكدرى

العيداوى (سماعى 572 جلد 3)

55- ابو حمزه مجع بن سمان الحائك (مجمع التيمي)

هو ابن سمانى ابو حمزه كوفى (سماعى 160 ج 2)

56- ابو النجيب عبد القاهر بن عبد الله بن محمد

بن عمويه، وهو عبد الله بن سعد بن الحسن بن

القاسم بن علقمه بن النضر بن معاذ بن عبد الرحمن

بن القاسم بن محمد بن ابو بكر الصديق

السهروردى (سماعى صفحہ 340 جلد 3)

57- ابو حفص عمر بن محمد بن عمرو السهروردی

(سمعی صفحہ 340 جلد 3)

58- ابو الحسن تیمی۔ الصالح نام مہاجر

(تقریب ص 401)

59- ابو عقیل التیمی۔ وہ زہیرہ بن سعد ہوئے

(تقریب صفحہ 418)

60- ابواسحق: ابراہیم بن اسماعیل الطلمی التیمی

(قسم الباب فی الکفی ص 41)

61- ابواسحق: ابراہیم بن اسحق التیمی من ولد

عبید اللہ بن معمر (قسم الباب ص 42)

62- ابویوب: سلیمان بن عبدالرحمن ابن عیسیٰ

التیمی القرشی الدمشقی ابن بنت شرجیل

(قسم الباب فی الکفی واللقاب ص 67)

63- ابوامامہ: التیمی و قیل ابوامیمہ و قیل الضبی

(قسم الباب فی الکفی ص 82)

64- ابو یحییٰ التیمی الکوفی۔ اسماعیل بن ابراہیم

(تقریب صفحہ 432)

65- ابو یحییٰ التیمی المدنی۔ عبید اللہ بن عبید اللہ

بن موهب بھائی اسماعیل بن عبد اللہ

(تقریب صفحہ 432)

66- ابو عبد الرحمن عبید اللہ بن محمد بن حفص

بن عمر بن موسیٰ بن عبید اللہ بن معمر التیمی

العیشیٰ يقال له ابن عائشہ (سمعانی صفحہ 465)

67- ابو حفصہ عن مولاة عائشہ (تذہیب 212 جلد 3)

68- ابو حیان التیمی۔ یحییٰ بن سعید بن حیان

69- اسحق بن طلحہ بن عبید اللہ التیمی

(اکمال تہذیب الکمال نمبر 404 ج 1)

70- اسحاق بن عبید اللہ بن ابی ملکیہ

(تہذیب صفحہ 212 تذہیب 74)

71- اسحاق بن یحییٰ بن عبید اللہ بن ابی ملکیہ

(تہذیب صفحہ 212 تذہیب صفحہ 74)

72- اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ المتوفی 132ھ

(المشتبہ صفحہ 238 اعلام النساء صفحہ 297 جلد اول)

73- اسحق بن یحییٰ بن طلحہ بن عبید اللہ القرشی

التیابی ابو محمد مدنی (مغانی الاخیار 104)

74- اسماعیل بن ابراہیم التیابی الاحول الکوفی،

ابو یحییٰ تیبی (تہذیب 245، تہذیب صفحہ

297 جلد 3، تہذیب الکمال ص 268)

75- اسماعیل بن محمد بن اسماعیل بن محمد بن یحییٰ

بن ذکریا بن یحییٰ بن طلحہ بن عبید اللہ الکوفی

(تہذیب صفحہ 286 تہذیب صفحہ 92)

76- اسماعیل بن یحییٰ بن عبید اللہ التیابی

(کتاب الضعفاء والمتروکیین)

77- اسماء بنت ابو بکر الصدیقؓ

(اعلام النساء صفحہ 48 جلد اول،

تہذیب صفحہ 374 جلد 3)

78- اسماء بنت عبد الرحمن بن ابو بکر صدیقؓ

راویہ روایات حدیث من عائشہؓ، عبد الرحمن

بن قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیقؓ

اور ابن ملکیہ سے (اعلام النساء 57 ج 1)

79- اسماء بنت عمیس الخثعمیہؓ زوجہ ابو بکر صدیقؓ

(تذهیب صفحہ 374 جلد 3)

80- احمد بن ابراہیم التیمی صوابہ ابراہیم بن محمد

التیمی (تہذیب التہذیب صفحہ 10)

81- احمد بن محمد بن عمر المنکدری

(سمعی صفحہ 196 جلد اول)

82- التیمی ابراہیم بن یزید و سلیم بن ابیہ معمر

(تقریب 446)

83- الحسن بن داؤد بن محمد بن المنکدر التیمی

المنکدری ابو محمد مدنی (تذہیب 465)

84- القاسم بن محمد بن ابوبکر صدیقؓ، ابو محمد،

ابو عبدالرحمن مدنی

85- القاضی ابو محمد عبداللہ بن احمد بن اقلح بن

عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمن

بن ابوبکر صدیقؓ البکری

(سمعی صفحہ 385 جلد اول)

86- الماضی بن محمد بن مسعود الغافقی التیمی ابو مسعود

المصری الوراق

(اکمال تہذیب الکمال 4378 ج 119)

87- المعتمر بن سلیمان التیمی المصری وفات 133ھ

(تہذیب صفحہ 75)

88- المنکدر بن محمد المنکدر التیمی المدنی، بعد

ابو بکر صدیقؓ والی وقف قزاح تھے

(تہذیب صفحہ 75، اکمال تہذیب الکمال 4753)

89- المنکدر بن عبداللہ، ولد محمد بن المنکدر

القرشی التیمی (مغانی الاخیار 2377)

90- المنکدر بن الہدیہ بن عبدالعزی بن عامر

بن الحارث بن حارثہ ابن سعد بن

تیم بن مرہ (معجم الصحابہ 1089)

91- الماضی بن محمد الغافقی بمجمعتہ التیمی المصری

(المشتبہ صفحہ 119 تہذیب صفحہ 75)

92- المقدسی محمد بن ابو بکر وآل بیتہ (تقریب 449)

93- الصباح بن محارب التیمی الکوفی

(تقریب صفحہ 151، تہذیب صفحہ 465)

94- الحجاج بن نصیر الفساطیطی التیمی، ابو محمد البصری

(مغنی الاخیار 382)

95- الحارث بن سويد التیمی ابو عائشہ الکوفی وفات

بعد 70ھ (تقریب صفحہ 60، مغنی الاخیار 338)

بمطابق تذهیب آخر خلافت الزبیر، صحابی یا تابعی

(اسد الغابہ 186 ج 2)

96- ام ایہا بنت عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابو بکر

صدیق ، ان کی والدہ مریم بنت عبد اللہ بن

عقا العقلی تھیں (طبقات ابن سعد)

97- ام رومان بنت طلحہ بن عبید اللہ بن عبد الرحمن

بن ابو بکر صدیقؓ

(اکمال تہذیب الکمال فی اسماء رجال جلد 10)

98- ام اناس جدۃ اسماء بنت الصدیقؓ بنت اہیب

من حذافہ بن جمع (المشتبہ صفحہ 36)

99- ام رومان بنت عامر الکنانیہ ام عائشہ و

عبد الرحمن زوجہ ابو بکر صدیقؓ

(تذہیب صفحہ 400 جلد 3)

100- ام محمد بنت یزید بن مہاجر بن قنفذ بن

عمیر بن جدعان بن عمرو بن کعب بن

سعد بن تیم انکی والدہ ہند بنت مالک تھیں

(صالحات و صحابیات صفحہ 493)

101- ام کلثوم بنت ابو بکر صدیقؓ

(اعلام النساء صفحہ 250 جلد 4، تذهیب 402 جلد 3)

102- ام عبد اللہ بن عبید اللہ بن ابی ملکیہ

(اعلام النساء صفحہ 235 جلد 3)

103- ام فرودہ بنت ابی قحافہ

(اعلام النساء صفحہ 160 جلد 4)

104- امیمہ بنت عبد اللہ بن بجاد بن عمیر

بن حارث بن حارثہ بن سعد بن تیم بن مرہ

امیمہ کی والدہ رقیقہ تھیں جو ام المومنین خدیجہؓ کی

بہن تھیں۔ (صالحات و صحابیات صفحہ 336)

105- انس القیس البصری ابن عم اسماء من

طریق التیمی (تہذیب التہذیب صفحہ 331)

106- ایوب التیمی (کتاب الضعفاء والمتروکین)

107- ایوب بن سلیمان بن بلال التیمی ابو یحیی مدنی

(اکمال تہذیب نمبر 648 ج 17)

108۔ بکر بن وائل بن داود التیمی الکوفی

(تہذیب التہذیب صفحہ 428)

109۔ بلال بن یحییٰ بن طلحہ التیمی

(تہذیب صفحہ 141 جلد اول)

110۔ بلال بن یحییٰ بن عبید اللہ المدنی

(تہذیب التہذیب صفحہ 433)

111۔ جبلہ بن سحیم التیمی، یشبانی ابو سیرہ،

ابو سیرہ کوفی (تذہیب صفحہ 160 ج 17)

112۔ جعفر بن طلحہ بن عمر بن عبید اللہ بن معمر

بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن

تیم بن مرہ۔ بصرہ میں بہت بڑی جاگیر

ام العیال کے نام سے تھی جس میں چشمہ بہتا

تھا۔ (خلافت راشدہ ہندوستان میں صفحہ 253)

113۔ جواب بن عبد اللہ التیمی کوفی الاعور

(سمعی 499 جلد 1، اکمال تہذیب 1031)

114۔ حارث بن خالد بن صخر بن عامر بن کعب

بن سعد بن تیم

(صالحات وصحابیات ، ابن سعد صفحہ 335)

115- حجاج بن حسان العائشی التیمی

(سمعی 121 جلد 4)

116- حبیبہ بنت خارجہ بن زید بن ابی زہیر بن

مالک بن امری القیس بن مالک زوجہ

ابو بکر صدیقؓ (صالحات وصحابیات صفحہ 411)

117- حفصہ بنت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیقؓ۔

سقم، تابعیہ زوجہ منذر بن زبیر بن العوامؓ

(اعلام النساء صفحہ 274 جلد اول، تذهیب صفحہ 378 جلد 3)

انکی دادی ام رومانؓ تھیں اور والدہ قریبہ بنت

ابی امیہ مخزومیہ تھیں۔ منذر بن زبیر بن العوامؓ

اپنے بھائی عبداللہ ابن الزبیرؓ کے ساتھ 73ھ

میں شہید ہوئے۔

118- حمزہ بن علی بن ال محسن بن محمد بن جعفر

بن موسیٰ بن عیسیٰ بن طلحہ بن محمد بن

طلحہ بن عبدالرحمن بن ابو بکر صدیق الخیلامی

(سمعی صفحہ 434 جلد 2)

خیلام شہر فرغانہ کے علاقے میں ہے

(ان کو خلفاء الدار الجوز جانیہ تحریر کیا گیا ہے)

متوفی سمرقند 14 ذالحج سن 523ھ

119- خالد بن دینار التیمی ابو خلدہ البصری

(تذہیب صفحہ 277 جلد اول)

120- ربیعہ بن عثمان بن ربیعہ بن عبد اللہ بن

الہدیر الہدیری التیمی ابو عثمان مدنی

(اکمال تہذیب الکمال نمبر 1566 ج 4)

121- ربیعہ بن عبد اللہ بن الہدیر التیمی

(تذہیب صفحہ 321)

122- ربیعہ بن عبد اللہ بن ربیعہ بن الہدیر

بن عبد العزی التیمی مدنی عم محمد ، ابو بکر ،

و والد صالح و جد ربیعہ بن عثمان

(اکمال تہذیب الکمال 1563 ج 4)

123- ربیعہ بن ابی عبد الرحمن فروخ التیمی

ابو عثمان المدنی المعروف بربیعہ الرائی

(تذہیب صفحہ 277 جلد اول)

124- زہرہ ابن معبد بن عبد اللہ القرشی التیمی

ابو عقیل مدنی (تذہیب صفحہ 282 ج 3)

نزہل مصر ثقہ عابد وفات 27 ھ یا 35 ھ

بمطابق تذہیب هشام بن زہرہ بن معبد

بن عبد اللہ بن هشام بن زہرہ القرشی التیمی ،

ابو عقیل مدنی سکن مصر

(اکمال تہذیب اکمال نمبر 1685 ج 5، تقریب 108)

125- زہیر بن عبد اللہ بن جدعان التیمی ابو ملک صحابی

(تذہیب صفحہ 339، 340 اور صفحہ 292 جلد 3)

126- زید بن طلحہ التیمی ، ولد یعقوب بن زید

(مغانی الاخیار 754)

127- سعید بن حیان التیمی کوفی ابو یحییٰ وثقہ العجلی

(تقریب صفحہ 120، تذہیب 372)

128- سعید بن کثیر بن عبید التیمی ابو العنابس

الکوفی ثقہ (تقریب صفحہ 125)

129- سعید بن زرعہ المحصی الجزار التیمی

(تذہیب صفحہ 378)

130- سلیمان التیمی

(تقریب صفحہ 460، کتاب الضعفاء والمتروکین)

131- سلیمان بن ایوب بن سلیمان بن موسیٰ بن

طلحہ التیمی صدوق (تقریب صفحہ 132)

132- سلیمان بن طرخان تیمی کنیت ابو معتمر

بنی تیم میں بودوباش کی وجہ سے تیمی

مشہور ہوئے۔ بصری، عمر 57 برس

وفات 143ھ (تابعین صفحہ 181)

133- سلیمان بن عبدالرحمن بن حماد بن عمران

بن موسیٰ بن طلحہ بن عبید اللہؓ التیمی

ابو داؤد التماس (تذہیب صفحہ 416)

134- سلیمان بن عبدالرحمن طلحی

(اکمال تہذیب الکمال 2204 ج 6)

135- سعید بن یزید التیمی

(اکمال تہذیب الکمال 2064 ج 5)

136- سیدہ بنت عبدالرحیم ابی النجیب سہروردی

(اعلام النساء جلد اول صفحہ 166)

137- سیدہ بنت عبدالرحمن بن السہروردی

(المشتبہ صفحہ 381)

138- شالیہ بنت امام الحافظ الرحال ابی علی الحسن

بن محمد ابن محمد بن محمد بن عمرو بن ابی سعید بن

عبداللہ بن الحسن ابن القاسم بن علقمہ بن النضر

بن معاذ بن عبدالرحمن بن القاسم بن

ابو بکر صدیقؓ (درۃ المجال صفحہ 315 اور 316)

139- شعیب بن طلحہ اولاد ابو بکر صدیقؓ (راوی)

(طبقات ابن سعد صفحہ 343 جلد 3)

140- شہاب الدین سہروردی ابو النجیب سہروردی

کے بھتیجے (مشتبہ صفحہ 402)

141- صالح بن موسیٰ ابن اسحاق ابن طلحہ التیمی

الکوفی (تقریب 150 تذهیب صفحہ 464)

142- صالح بن موسیٰ الطلمی من ولد طلحہ بن

عبید اللہؓ (سمعی صفحہ 70 جلد 4)

143- صالح بن موسیٰ بن موسیٰ الطلمی، کوفی

(كتاب الضعفاء والمتروكين)

144- صباح بن محارب التيمي الكوفي سكن بعض

الري (أكمال تهذيب 2478 ج6)

145- مصعب بن معوية بن حصين التيمي السعدي

عم الاخف صحابي متوفى بعهد حجاج عراق

(تقريب صفحہ، 152 تذهیب صفحہ 469)

146- صفوان بن بصيرة التيمي القيسي ابو عبد الرحمن

الكوفي (تذهيب صفحہ 471)

147- صفوان بن ابى الصهباء التيمي كوفي

(أكمال تهذيب 2509 ج6)

148- ضرار بن مرد التيمي القيسي

ابو عبد الرحمن الكوفي شيعه، ابو نعيم الطحان

كوفي (تذهيب صفحہ 5 ج2، مغاني الاخير 1110 ج2)

149- طلحة بن عبد الله بن عبد الرحمن بن ابو بكر

الصديق التيمي مدني (تذهيب صفحہ 11 جلد 2)

بمطابق لطائف المعارف المشهور طلحة الدرهم

(أكمال تهذيب 2592 ج7)

150- طلحه بن عبد الله بن عثمان بن عبد الله بن

نعيم التيمي مدني (تذهيب صفحہ 11 جلد 2)

151- طلحه بن عبد الله بن عثمان بن عبد الله بن

بن معمر القرشي مدني (أكمال تهذيب 2593 ج 7)

152- طلحه بن عبد الله بن عثمان بن عمرو بن كعب

ابن تيم ابن مره (ابو محمد مدني شهيد يوم الجمل سن 36 هـ)

153- طلحه بن يحيى بن طلحه بن عبد الله التيمي الكوفي

(تذهيب صفحہ 12 جلد 2)

نزىل كوفه، بهائى اسحق و بلال

(أكمال تهذيب أكمال 2605 ج 7)

154- طلحه بن عمر بن عبد الله بن معمر التيمي

(عمدة الطالب 33)

155- عاصم بن النصر، محمد بن النصر بن المنتشر

التيمي ابو عمر بصرى

(أكمال تهذيب أكمال 2643 ج 7)

156- عاتكة بنت زيد بن عمرو بن نفيل بن عبد العزى

بن رباح بن عبد الله بن قرط بن رزاح بن

عدی بن کعب - عاتکہؓ کی شادی عبداللہ بن

ابی بکر صدیقؓ سے ہوئی - عاتکہؓ کی والدہ

ام کرز بنت حضری بن عمار بن مالک بن

ربیعہ بن لکیز بن مالک بن عوف ہیں

(اعلام النساء صفحہ 201 جلد 3)

157- عباد بن کثیر الرملی الفلستانی، ابن کثیر بن

قیس التیمی (اکمال تہذیب 2704 ج 7)

158- عبدالرحمنؓ ابن خثی تیمی صحابی

(اسد الغابہ صفحہ 89 جلد 6)

159- عبدالرحمن التیمی ابن اخی المنکدر

(تقریب صفحہ 212)

160- عبدالرحمن بن ابو بکر عبید اللہ بن ابی ملیکہ

المدنی (تذہیب صفحہ 126 جلد 2)

161- عبدالرحمن بن ابو بکر الصدیقؓ ابو محمد

(تذہیب صفحہ 126 جلد 2)

162- عبدالرحمن بن عبداللہ بن ابی عتیق:

ابی عتیق محمد بن عبدالرحمن ابن ابو بکر صدیقؓ

التي أبو عتيق المدني (تذهيب صفحہ 140 جلد 2)

163- عبد الرحمن بن عثمان بن عبد اللہ بن عثمان

بن عمرو بن كعب التیمی شهید مع ابن الزبيرؓ

(تذهيب صفحہ 144 جلد 2)

164- عبد الرحمن بن عمار بن ابی زینب التیمی

المدنی (تذهيب صفحہ 146 جلد 2)

165- عبد الرحمن بن القاسم بن محمد بن ابو بكر

الصدیقؓ التیمی ابو محمد المدنی الامام

والده قریبہ بنت عبد الرحمن بن ابو بكر

صدیقؓ (تذهيب صفحہ 149 جلد 2)

166- عبد الرحمن بن محمد بن ابو بكرؓ

(تذهيب صفحہ 151 جلد 2)

167- عبد الرحمن بن معاذ بن عثمان بن عمرو بن

كعب بن سعد بن تیم بن مره التیمی

ابن عم طلحہؓ بن عبید اللہ

(تذهيب صفحہ 152 جلد 2، معجم الصحابه)

168- عبد الرحمن التیمی عن عمه ابن المنکدر

(تذہیب صفحہ 159 جلد 2)

169۔ عبد الرحمن التیمی بمرو الروز

(سمعی صفحہ 104 جلد 5)

170۔ عبد الرحمن بن ابی بکر بن عبید اللہ بن

عبد اللہ بن ابی ملکیہ بن عبد اللہ بن جدعان

بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن

مرہ الملیکی الجدعانی (سمعی صفحہ 383 جلد 5)

171۔ عبد الرحمن بن حماد الطلی من ولد طلحہ

بن عبید اللہؓ (سمعی صفحہ 70 جلد 4)

172۔ عبد الرحمن بن صالح بن ابراہیم بن محمد

بن طلحہ بن عبید اللہؓ التیمی و يعرف بالطلحی

(سمعی صفحہ 269 جلد 4)

173۔ عبد الرحمن بن عبید اللہ بن محمد بن حفص

التیمی يعرف بابن عائشہ اہل بصرہ

(سمعی صفحہ 269 جلد 4)

174۔ عبد اللہ بن مخلد ابن خالد التیمی نیشاپوری

الغوی راوی کتب ابی عبید بخراساں متوفی

60ھ (تقریب صفحہ 188)

175- عبد اللہ بن ہشام بن زہرہ ابن عثمان التیمی

صحابی وفات بعہد خلافت معاویہؓ

ابن عمرو بن کعب بن سعد ابن تیم بن مرہ

(تقریب صفحہ 192، معجم الصحابہ)

176- عبد اللہ بن ابی سلمہ الماجشون التیمی

وفات 106ھ (تذہیب صفحہ 62 جلد 2)

177- عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابو بکر التیمی،

والدہ قریبہ صغریٰ بنت ابی امیہ بن المغیرہ

بن عبد اللہ ابن عمر مخزومی

(صالحات وصحابیات ابن سعد صفحہ 102)

178- عبد اللہ بن عبید اللہ بن زہیر ابو ملک

بن عبد اللہ بن جدعان بن عمرو بن کعب بن

سعد بن تیم بن مرہ التیمی ابو بکر المکی وفات

117ھ ، قاضی بعہد عبد اللہ ابن الزبیرؓ

(تذہیب صفحہ 76 جلد 2، مغانی الاخیار 1311)

ابو محمد التیمی المکی - قاضی الطائف بعہد

ابن الزبيرؓ (اکمال تہذیب 3050 ج8)

179- عبد اللہ بن ابی عتیق فی ابن محمد

(تہذیب صفحہ 77 جلد2)

180- عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابو بکر صدیقؓ

(اکمال تہذیب 3026 ج8)

181- عبد اللہ بن صفوان بن قدامہ التیمی

بہائی عبد الرحمن (اکمال تہذیب 3003 ج7)

182- عبد اللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن

کعب بن سعد بن تیمم التیمی ابو بکر بن قافہؓ

(تہذیب صفحہ 88 جلد2)

183- عبد اللہ بن قاسم التیمی البصری

(تہذیب صفحہ 88 جلد2)

184- عبد اللہ بن عمران القرشی الطلمی، ابو عمران

ابو عبد الرحمن بصری

(اکمال تہذیب اکمال 3095 ج8)

185- عبد اللہ بن محمد بن ابو بکر صدیق

قتل یوم الحرہ (تہذیب صفحہ 94 جلد2)

186- عبد اللہ بن ابی عقیق محمد بن عبد الرحمن بن

ابو بکر صدیق التیمی۔ ابن عقیق

والدہ رحیشہ بنت الحارث بن مالک بن ربیعہ

بن اعیان بن مالک بن علقمہ ابن فراس کنانہ

تھیں (ابن سعد، تذهیب صفحہ 95 جلد 2)

ابن سعد کے مطابق انکی اولاد میں محمد، ابو بکر،

عثمان، عبد الرحمن، عمر، عاتکہ، عائشہ، زینب،

ام کلثوم اور آمنہ ہوئے

(اکمال تہذیب الکمال 3178 ج 8)

187- عبد اللہ بن موسیٰ بن ابراہیم بن طالحات

التیمی (تذهیب صفحہ 104 جلد 2)

188- عبد اللہ بن محمد بن عمران بن ابراہیم بن

طلحہ بن عبید اللہ التیمی مدنی ولاء ہارون

الرشید قاضی المدینہ و مکہ ابو محمد

(سمعی صفحہ 500 جلد اول)

189- عبد اللہ بن خالد بن محمد بن رستم التیمی

(سمعی صفحہ 328 جلد 4)

190- عبد اللہ بن ابی ملکیہ (سمعی صفحہ 383 جلد 5)

191- عبد الواحد بن ابی بکر التیمی المنکدری

(سمعی صفحہ 398 جلد 5)

192- عبد العزیز بن عبد اللہ بن المنکدر بن محمد

المنکدر التیمی المدنی القوصی توفی بقوص

(سمعی صفحہ 559 جلد 4)

193- عبد اللہ بن بحیر بن حران التیمی یا التیمی،

القیمی ابو حران بصری بھائی کا نام الاشر

بن بحیر (اکمال تہذیب 2811 ج 7)

194- عبید اللہ بن عمران التیمی الطلمی البصری

(تقریب صفحہ 184، تہذیب صفحہ 85 جلد 2)

195- عبید اللہ بن عبد اللہ بن موهب ابو یحییٰ

التیمی مدنی

(تہذیب 194 جلد 2، تقریب صفحہ 225)

196- عبید اللہ بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن

موهب التیمی مدنی

(تہذیب 195 ج 2، تقریب صفحہ 226)

197- عبید اللہ بن عکراش بن ذویب بن حر قوص

بن جعدہ التیمی (اکمال تہذیب الکمال 3469 ج 9)

198- عبید اللہ بن یحییٰ التیمی ابن موصب

(تقریب صفحہ 228)

199- عبید اللہ بن محمد بن حفص بن عمر بن

موسیٰ بن عبد اللہ بن معمر التیمی

ابو عبد الرحمن البصری ابن عائشہ ،

العیشی نسبت عائشہ بنت طلحہ

(تذہیب 197 جلد 2)

200- عبید اللہ بن محمد بن حفص بن عائشہ التیمی

المعمری من ولد عمر بن عبید اللہ بن معمر و

المشہور بالنسبہ الی عائشہ ، العیشی ، والعاشی

قدم بغداد (سمعی صفحہ 348 جلد 5)

201- عبید اللہ بن معمر قرشی التیمی

عبید اللہ بن معمر بن عثمان بن عمرو بن

کعب بن سعد بن تیم بن مرہ۔ کنیت ابو معاذ

29ھ اصطخر میں شہید ہوئے فوج کے مقدمہ

ابجیش کے امیر تھے۔ عثمانؓ غنی نے
مکران کی مہم کا امیر بنا کر بھیجا جہاں انہوں
نے شاندار فتوحات حاصل کیں پھر فارس کے
امیر لشکر بنائے گئے۔

آپ کے بیٹے عمر بن عبید اللہ نے سندھ کے
شہر اربائیل کو فتح کیا۔

دیگر بیٹوں میں محمد بن عبید اللہ قتل
خوارج، موسیٰ بن عبید اللہ اور معاذ بن
عبید اللہ ہوئے۔ دیکھئے جعفر میں ان کے
پڑپوتے۔

(خلافت راشدہ اور ہندوستان، صفحہ 253)

202۔ عبید بن حمید بن صہیب التیمی الکوفی،

ابو عبد الرحمن المعروف بالخذاء، اللیثی،

الضبی۔ پیدائش 109ھ وفات 190ھ

(تذہیب صفحہ 206، تقریب صفحہ 230،

مغانی الاخیار 1729)

203۔ عبید بن میمون التیمی ابو عباد المدنی وفات

104ھ (تذہیب صفحہ 204 جلد 2)

204۔ عبید بن میمون التیمی الرقاشی ابو عبیدہ

الخرار بصری (اکمال تہذیب 3553 ج 9)

205۔ عثمان بن عبد اللہ بن موهب التیمی ،

ابو عبد اللہ بن موهب (مغانی الاخیار 1758)

206۔ عثمان بن ربیعہ بن عبد اللہ بن الہدی

التیمی مدنی (تذہیب صفحہ 214 جلد 2)

207۔ عثمان بن عبد الرحمن بن عثمان بن عبید اللہ

مدنی (تذہیب صفحہ 214 جلد 2)

بھائی معاذ اور طلحہ بن عبید اللہ کے بھائی

کے بیٹے (اکمال تہذیب 3629 ج 9)

208۔ عثمان بن عمر بن موسیٰ بن عبد اللہ بن

معمر بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد

بن تیم بن مرہ التیمی المعمری قاضی المدینہ،

برادر عیسیٰ ابن عمر بن موسیٰ ولد عمر بن

عثمان بن عمر بن موسیٰ

(تذہیب صفحہ 219، المشتبہ صفحہ 605)

209- عثمان بن عبید اللہ بن معمر التیمی

(سمعی صفحہ 122 جلد اول)

210- عثمان بن عبید اللہ التیمی القرشی من اہل مدینہ

(سمعی صفحہ 174 جلد اول)

211- عثمان بن عبید اللہ بن ہدیر بن عبد العزیٰ

بن عامر بن حارث بن سعد بن تیم

بن مرہ (اسد الغابہ صفحہ 216 جلد 6)

212- عثمان بن زفر التیمی (تہذیب الکمال ص 405)

213- عدی بن الفضل التیمی ابو حاتم البصری

(تقریب صفحہ 237)

214- عدی تیمی (اسد الغابہ صفحہ 239 جلد 6)

215- علی بن الحسن التیمی البزاء کوفی

(تقریب صفحہ 244)

216- علی بن زید بن جدعان ، دھو ابن زید بن

عبد اللہ بن ابی ملکیہ زہیر ابن عبد اللہ بن

جدعان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم

بن مرہ ابو الحسن البصری

(تذہیب صفحہ 248 جلد 2، مغانی الاخیار 1753)

217۔ علی بن زید بن جدعان ابوالحسن التیمی

(احوال الرجال صفحہ 114)

218۔ عمر بن طلحہ بن عبید اللہ التیمی

(تذہیب صفحہ 272 جلد 2)

219۔ عمر بن عثمان بن عمر بن موسیٰ بن عبید اللہ

بن معمر ابو حفص التیمی مدنی قضاء عسکرہ

بعہد خلیفہ منصور و قضاء بصرہ بعہد

ہارون رشید (اکمال تہذیب 4023 ج 10)

220۔ عمر بن محمد بن المنکدر القرشی التیمی المدنی

(اکمال تہذیب 4039 ج 10)

برادر عبد الملک ، عبد اللہ ، المنکدر ، یوسف ،

ابراہیم اور داؤد (طبقات)

221۔ عمارہ بن عمیر التیمی کوفی توفی فی خلافت

سلیمان (تقریب صفحہ 264 جلد 2)

222۔ عمرو بن حماد بن زہیر بن درہم التیمی

لقب الفضل وفات 218ھ

(طبقات النساء ص 50)

223- عمرو بن عامر بن الحارث بن حارث بن

سعد بن تیم بن مرہ التیمی،

عم محمد المنکدر، ابی بکر المنکدر، جد ربیعہ

بن عثمان (معانی الاخیار 665)

224- عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ

تیمی ابو بکر کی (تذہیب صفحہ 76 جلد 2)

225- عمران بن طلحہ بن عبید اللہ التیمی المدنی

(تذہیب صفحہ 301 جلد 2)

226- عقیصا ابوسعید التیمی (احوال الرجال صفحہ 48)

227- عاصم بن النضر بن المنشر التیمی ابو عمر

البصری (تقریب صفحہ 251)

228- عائشہ بنت ابی بکر الصدیقؓ التیمیہ ام عبد اللہ،

ام المومنین (تذہیب صفحہ 387 جلد 3)

229- عائشہ بنت طلحہ بن عبید اللہؓ تیمی قرشی

ابو بکرؓ صدیق کی نواسی۔

پہلا نکاح عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابو بکرؓ

سے ہوا انکی وفات کے بعد معصب ابن
الزبیر والی عراق سے ہوا انکی شہادت کے بعد
انکا نکاح عمر بن عبید اللہ التیمی سے ہوا جن
سے 4 بیٹے عبدالرحمن ، ابو بکر، عمران ،
طلحہ اور بیٹی نفیسہ متولد ہوئے۔

(تاریخ اسلام کی 400 باکمال خواتین صفحہ 39)

230- عائشہ بنت طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان التیمی
(اعلام النساء صفحہ 137 ج 3، تذهیب صفحہ 387 ج 3)

231- عائشہ بنت محمد بن طلحہ بن عبد اللہ بن

عبدالرحمن بن ابو بکر صدیقؓ زوجہ سلیمان بن

علی بن عبد اللہ بن العباسؓ (کتاب المعارف)

232- عبد الملک بن عبد العزیز بن عبد اللہ التیمی

ابو مروان المدنی (تذهیب صفحہ 178 جلد 2)

233- عوف بن الحارث بن طفیل بن سنجرة الاذری

رضیع عائشہ (تذهیب صفحہ 308 جلد 2)

234- عیاض ابن حارث تیمی یہ محمد بن ابراہیم بن

حارث کے چچا ہیں (اسد الغابہ صفحہ 218 جلد 7)

235۔ عیسیٰ بن طلحہ بن عبید اللہ التیمی ابو محمد المدنی

وفات خلافت عمر بن عبدالعزیز، برادر یحییٰ

بن طلحہ بن عبید اللہ لابویہ، والدہ سعدی

بنت عوف المریتہ

(تذہیب صفحہ 317 جلد 2، مغانی الاخیار 2062)

236۔ فاطمہ بنت محمد بن المنکدر

(اعلام النساء صفحہ 140 جلد 4)

237۔ فاطمہ بنت منذ بن زبیر بن عوام۔ زوجہ

ہشام بن عروہ بن زبیر بن عوام۔

والدہ عروہ اور محمد۔ یہ اسماء بنت ابوبکر صدیقؓ

کی پوتی ہیں اور راوی حدیث ہیں۔

(صالحات وصحابیات صفحہ 494)

238۔ فاطمہ بنت محمد: آپ عبداللہ بن ابوبکرؓ کی

زوجہ ہیں۔ اور صدیقہؓ کی زیر تربیت رہیں

(صالحات وصحابیات صفحہ 509)

239۔ فاطمہ بنت القاسم بن محمد بن ابوبکر

(اعلام النساء صفحہ 90 جلد دوم)

240۔ فضالتہ بن ابراہیم التیمی ابو ابراہیم

(تقریب صفحہ 275، تذهیب 334 جلد 2)

241۔ فضالتہ بن الفضل بن فضالتہ التیمی الطہوی

ابو الفضل الکونی (تذهیب 334 جلد 2)

242۔ فضیل بن عیاض بن مسعود التیمی ابو علی

الزہیر مشہور، اصل خراسان رہائش مکہ

(تقریب صفحہ 277)

243۔ قاسم بن محمد بن ابو بکر الصدیقؓ التیمی

ابو محمد مدنی وفات 106ھ

(تذهیب صفحہ 346 جلد 2)

244۔ قریبہ بنت محمد بن ابی بکر الصدیقؓ

(اعلام النساء صفحہ 206 جلد 4)

245۔ قریبہ الصغریٰ: بنت امیہ بن مغیرہ بن

عبد اللہ بن عمر بن مخزوم۔

آپ عبد الرحمن بن ابو بکرؓ کی زوجہ ہیں۔

جن سے عبد اللہ، ام حکیم اور حفصہ

تین بچے پیدا ہوئے۔ قریبہ کی والدہ کا

نام عاتکہ بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس
تھا۔ اور آپ ام المومنین سلمیٰ بنت ابی امیہؓ
کی علاقائی بہن ہیں۔

(مشتبہ صفحہ 527، صالحات و صحابیات صفحہ 342)

246۔ قنفذ ابن عمیر بن جدعان تیمی حاکم
مکہ بعہد عمر بن خطابؓ

(صفحہ 281 اسد الغابہ جلد 7)

247۔ کثیر ابن کثیر التیمی الکوفی (تقریب 285)

248۔ کثیر بن عبید التیمی۔ رضیع عائشہ ابو سعید

(تذہیب صفحہ 363 جلد 2)

249۔ کرز التیمی یا التیمی

(تقریب صفحہ 285، تذہیب صفحہ 370 جلد 2)

250۔ کلیب بن وائل التیمی البکری مدنی نزہیل

الکوفہ (تقریب صفحہ 286)

251۔ محمد بن عبد الرحمن بن ابو بکر التیمی مدنی

(تقریب صفحہ 306، الجدرانی بمطابق سمعانی 30 جلد اول)

252۔ محمد بن ابراہیم التیمی

(تہذیب الکمال فی اسماء رجال ص 157)

253۔ محمد بن عبد اللہ بن ابی یعقوب التیمی بصری

(تقریب صفحہ 306)

254۔ محمد بن عمر بن الولید ابن لا حق التیمی کوفی

(تقریب صفحہ 313، تہذیب صفحہ 443 جلد 2)

255۔ محمد بن الفرات التیمی او الجرامی

(تقریب صفحہ 315)

256۔ محمد برائیس وزن محمد علی الصبیح ابن ہارون

بن عبد اللہ التیمی (تقریب صفحہ 329)

257۔ محمد بن ابراہیم بن الحارث بن خالد بن

صحز التیمی المدنی ابو عبد اللہ

(اعلام النساء، جلد 137، تہذیب 373 جلد 2)

258۔ محمد بن الاشہب بن قیس الکندی امہ

ام فروہ بنت ابی بکر، المختار نے قتل کیا۔

(تہذیب صفحہ 382 جلد 2)

259۔ محمد بن ابو بکر الصدیق التیمی ابو القاسم مدنی

(تہذیب صفحہ 385 جلد 2)

260- محمد بن المهاجر التيمي مدني

(تذهيب صفحه 405 جلد 2)

261- محمد بن طلحه بن محمد بن عبد الرحمن

بن طلحه بن عبيد الله التيمي ابو عبد الله

المدني (تذهيب صفحه 417 جلد 2)

262- محمد بن طلحه بن محمد بن عبد الرحمن ابن

ابو بكر التيمي مدني

(اسد الغابه 272 جلد 6، تذهيب صفحه 417 جلد 2)

263- محمد بن عبد الله بن ابي عتيق محمد بن

عبد الرحمن بن ابو بكر صديق التيمي

(تذهيب صفحه 423، 426 جلد 2)

264- محمد بن مطرف بن داود بن مطرف

التيمي ابو غسان المدني نزيل عسقلان

(تذهيب صفحه 458 جلد 2)

265- محمد بن المنكدر بن عبد الله بن الهدير

بن عبد العزيز بن عامر بن الحارث بن

حارث بن سعد بن تيمم القرشي التيمي ابو

عبد اللہ مدنی برادر ابو بکر اور عمر وفات

130 یا 131 ھ مدینہ (طبقات) (تہذیب

التہذیب، کتاب المحن 259، تہذیب 461 جلد 2)

266۔ محمد بن عبد الرحمن بن ابو بکر بن

عبید اللہ بن ابی ملیکہ القرشی الجذعی زوج

جبرۃ ابو غرارہ (سمعانی صفحہ 30 جلد 2)

267۔ مختار بن نافع التیمی و یقال الملکی ابو اسحاق

التمار کوفی (تقریب صفحہ 330)

268۔ مزوق بن بکیر ب التصریر التیمی کوفی

موزن سکن الراى ابو بکیر

(تقریب صفحہ 332، تہذیب صفحہ 262 جلد 3)

269۔ مزوق ابو بکر التیمی (تقریب صفحہ 332)

270۔ مزاحم بن زفر التیمی ابو خزیمہ کوفی

(تقریب صفحہ 333)

271۔ معاذ بن عبد الرحمن بن عثمان بن

عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن عامر ابن

عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ

المدنی، برادر عثمان بن عبد الرحمن المدنی

(تقریب صفحہ 340، تذهیب صفحہ 37 جلد 3)

272۔ معاذ بن عثمان یا عثمان بن معاذ، محمد بن

ابراہیم تیمی نے خاندان بنو تیم کے فرد

سے روایت کی ہے (اسد الغابہ 234 جلد 6)

273۔ معاذ بن عبد الرحمن بن عثمان بن عبد اللہ

بن عثمان بن عمرو بن عامر بن عمرو بن کعب

بن سعد بن تیم بن مرہ (اکمال تہذیب 4621)

274۔ معبد بن عبد اللہ بن ہشام بن زہرہ بن

عثمان التیمی ولد ابی عقیل (تقریب صفحہ 342)

275۔ معمر بن سلیمان التیمی ابو محمد بصری یلقب

بالطفیل (تقریب 342)

276۔ محرز بن ہارون بن عبد اللہ بن محرز

بن الہدیر التیمی برادر ہارون بن ہارون

(تذہیب صفحہ 12 جلد 3، اکمال تہذیب 4438)

277۔ معاویہ بن اسحاق بن طلحہ بن عبید اللہؓ

التیمی ابو الازہر الکوفی (ابن سعد)

(تذهیب صفحہ 38 جلد 3)

278- مہاجر بن قنفذ ، خلف بن عمیر بن جدعان

بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ

جد حمد بن زید

(اکمال تہذیب الکمال 4759، معجم الصحابہ 1008)

279- موسیٰ بن سعد التیمی (تذهیب صفحہ 65 جلد 3)

280- موسیٰ بن طلحہ بن عبید اللہ التیمی المدنی

ابو محمد، ابو عیسیٰ نزول کوفہ متوفی 104ھ کوفہ

(ابن حیان، تذهیب 65 جلد 3، اکمال تہذیب 4802)

281- موسیٰ بن عبد اللہ بن اسحاق بن طلحہ بن

عبد اللہ التیمی الطلمی (تذهیب صفحہ 67 جلد 3)

282- موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن الحارث التیمی، ابو محمد

المدنی، والدہ کا نام ام عیسیٰ بنت عمران بن ابی یحییٰ

متوفی 151ھ بعہد خلافت ابو جعفر

(ابن سعد، احوال الرجال 129، تذهیب 74 ج 3،

اکمال تہذیب 4819)

283- موسیٰ بن عمران بن عبد اللہ بن عبد الرحمن

بن ابو بکر صدیقؓ

(صالحات و صحابیات، ابن سعد صفحہ 151)

284- موسیٰ بن عبد الرحمن الصدیقی

(سمعی صفحہ 551 جلد 3)

285- میمونہ بنت عبد الرحمن بن ابی بکر

(اعلام النساء 286 جلد اول)

286- منکدر بن محمد المنکدر

(احوال الرجال صفحہ 141، سمعی صفحہ 498 جلد 2)

287- ہارون بن صالح التیمی الطلمی

(تذہیب صفحہ 108 جلد 3)

288- ہارون بن ہارون بن عبد اللہ بن محرز بن

الھدیر القرشی التیمی ابو محرز یقال ابو محمد

المدنی۔

برادر محرز بن ہارون (اکمال تہذیب 4909)

289- وائل بن داؤد التیمی ابو بکر الکوفی، والد بکر

بن وائل، ثقہ (تقریب صفحہ 368)

299- وائل بن مہابتہ التیمی کوفی

(تقریب صفحہ 368، تذهیب صفحہ 127 جلد 3)

300۔ وائل بن ابی القیس، ایک روایت میں وائل

بن فلح جو ابو القیس کے بھائی تھے اور ایک اور

جگہ فلح بن العقیس مذکور ہے۔ وائل کی بیوی

نے عائشہؓ صدیقہ کو دودھ پلایا تھا۔

(اسد الغابہ صفحہ 144 جلد 9)

301۔ یحییٰ بن سعید بن حیان ابو حیان التیمی الکوفی

والمدنی۔ (تقریب صفحہ 375، تذهیب

صفحہ 149، صفحہ 268 جلد 3)

302۔ یحییٰ بن یعلیٰ التیمی ابو المہیاء کوفی ثقہ

(تقریب صفحہ 380)

303۔ یحییٰ بن عبد اللہ بن عبید اللہ بن ابی ملیکہ

القرشی تیمی (تذهیب صفحہ 153 جلد 3)

304۔ یحییٰ بن عبید اللہ بن عبید اللہ بن موهب

القرشی التیمی المدنی (اکمال تہذیب الکمال 5166)

305۔ یحییٰ بن عثمان القرشی التیمی ابو سہل بصری

(تذهیب صفحہ 156 جلد 3)

306۔ یحییٰ بن اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ

(اعلام النساء صفحہ 297 ج اول)

307۔ یحییٰ بن طلحہ بن عبید اللہ التیمی

(اکمال تہذیب 5164)

308۔ یزید بن صیفی بن صہیب بن سنان الجدعانی

(سمعی صفحہ 30 جلد 2)

309۔ یزید بن شریک بن طارق التیمی کوفی ثقہ،

وفات بعہد خلافت عبد الملک

(تقریب صفحہ 382، تہذیب صفحہ 171 جلد 3)

سمعی کے مطابق یہ تیم الرباب سے ہیں۔

(سمعی صفحہ 500 جلد اول)

310۔ یعقوب بن زید بن طلحہ التیمی ابو یوسف

المدنی قاضی المدینہ

(تقریب صفحہ 382، تہذیب صفحہ 181 جلد 3)

311۔ یعقوب بن زید بن طلحہ بن عبد اللہ بن

ابی ملیکہ التیمی، ابو یوسف مدنی قاضی مدینہ،

ثقفہ (سمعی صفحہ 646 جلد 5)

312- یوسف بن محمد بن المنکدر

(تذہیب صفحہ 189 جلد 3)

313- یوسف بن ابراہیم التیمی اللال

(سمعی صفحہ 670 جلد 5)

314- یوسف المناز التیمی، ابویعقوب الکوفی

(مغانی الاخیار 2752)

315- یعلیٰ بن انس بن ماجد الساغر جی۔

یہ صدیقی النسب تھے

(سمعی صفحہ 198 جلد 3)

انساب بنی تیم متفرق تفصیلات

1- فاطمہ بنت حسین بن علیؑ بن ابی طالب :

آپکی والدہ ام اسحاق بنت طلحہ بن عبید اللہؑ بن

عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم ہیں ۔

آپ کی شادی عبد اللہ بن عمرو بن عثمان بن عفانؑ

سے ہوئی ۔ فاطمہ بنت حسینؑ نے مدینہ کے حاکم

کی شکایت یزید بن معاویہؓ سے کی جس پر آپ کی

شکایت رفع ہوئی۔ (صالحات و صحابیات 491)

2- عمرۃ بنت عبد الرحمن : بن اسعد بن زرارہ بن

عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار

عمرۃ اور ان کی بہنیں صدیقہؓ کی زیر تربیت رہتی

رہی تھیں۔ (صالحات و صحابیات صفحہ 497)

3- زینب بنت ابو سلمہ : بن عبد الاسد بن ہلال بن

عبد اللہ بن عمر بن مخزوم۔ اسماء بنت ابو بکر صدیقؓ

نے آپ کو دودھ پلایا تھا۔ اس رشتہ سے حضرت زبیر

بن العوامؓ کی اولاد جو اسماء کے بطن سے تھی ان کی

رضاعی بہن تھیں۔ زینب کی والدہ ام المومنین سلمہؓ

بنت ابو امیہ بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن

مخزوم ہوئیں۔ زینب کی شادی عبد اللہ بن زمعہ

بن اسود بن مطلب بن اسد بن عبد العزیٰ بن

قصی سے ہوئی۔ (صالحات و صحابیات صفحہ 480)

4- سللی بنت عمیسؓ : اسماء بنت عمیسؓ کی بہن

تھیں۔ جن کی شادی حمزہؓ بن عبد المطلب سے

ہوئی نسب اس طرح ہے۔ بنت عمیس بن معد

بن تیم بن حارث بن کعب بن مالک بن قافہ

بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن معاویہ بن زید

بن مالک بن نسر بن وہب اللہ بن شہران بن

عفرس بن اقل جو کہ خشعم کی جڑ ہیں۔

اسماء بنت عمیس کی والدہ ہند یعنی خولہ بنت عوف

بن زہیر بن حارث بن حماطہ (جر جوش سے

آئے) (صالحات و صحابیات صفحہ 362 اور صفحہ 358)

5۔ ام معبد: رسول اللہ، حضرت ابو بکرؓ اور آپ

کے غلام نے دوران ہجرت آپ کے پاس پڑاؤ کیا

تھا۔ نسب اس طرح ہے۔ عاتکہ بنت خالد بن

خلیف بن منقذ بن ربیعہ بن اصرم بن ضبیس

بن حرام بن حبشیہ بن سلول بن کعب بن عمرو

خزاعی۔ (صالحات و صحابیات صفحہ 365)

6۔ عبد اللہ الا اکبر بن جعفر طیارؓ

بن ابی طالب: آپ کی والدہ اسماء بنت

عمیسؓ تھیں۔ عبد اللہ الا اکبر کو ابو جعفر الجواد

بھی کہتے ہیں۔ آپ کے بیٹے اسحاق العریضی ہوئے۔

جن سے محمد، جعفر اور القاسم پیدا ہوئے۔ قاسم

امیر یمن تھے۔ ماں کا نام ام حکیم بنت القاسم

بن محمد بن ابو بکر صدیقؓ تھا اور جعفر صادقؑ

کے خالہ زاد بھائی تھے۔

قاسم بن اسحاق بن عبد اللہ بن جعفرؑ بن ابی

طالب کے سات بیٹے ہوئے۔

جعفر، اسحاق، عبد الرحمن، عبد اللہ، احمد، زید

اور حمزہ (عمدة الطالب صفحہ 35)

7- صفیہ بنت عثمان بن ابی طلحہ بن عبد العزی

بن عثمان بن عبدالدار بن قصی قرشی عبدی -

آپ کلید بردار کعبہ شیبہ بن عثمانؓ کی صاحبزادی

تھیں اور ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کی خاص

شاگرد تھیں انہیں احادیث میں صاحبہ العائشہ

کہا جاتا ہے

(تاریخ اسلام کی 400 باکمال خواتین صفحہ 37)

8- عمرہ بنت عبد الرحمن بن اسعد بن

زراہ انصاری :

آپ عائشہ صدیقہؓ کی سب سے چہیتی شاگرد تھیں۔

وفات 103ھ بعمر 77 برس۔ امام بخاری کے

مطابق وہ عائشہؓ کی میرمنشی یا پرائیویٹ سیکریٹری

تھیں (تاریخ اسلام کی 400 باکمال خواتین 41)

9۔ فاطمہ بنت منذر بن الزبیر بن العوامؓ :

زبیر بن العوامؓ کی پوتی تھیں اور انکی دادی

اسماء بنت ابوبکر صدیقؓ تھیں۔ انکے والد

منذر، ابوبکر صدیقؓ کے نواسے تھے۔ ولادت

48ھ اور شادی اپنے ابن عم ہشام بن عروہ

ابن الزبیرؓ سے ہوئی۔ دو بیٹے عروہ اور محمد

متولد ہوئے۔

10۔ فاطمہ بنت علیؓ ابن ابی طالب :

پیدائش 30ھ وفات 117ھ زوجہ منذر بن

عبیدہ بن الزبیرؓ جن سے دو بچے عثمان اور

کبریٰ متولد ہوئے (تذکار صالحات صفحہ 190)

مولائے بنی تیم

کتب الانساب میں بیسیوں ایسے مشاہیر کا تذکرہ ملتا ہے جو اپنے آپ کو بنو تیم سے نسبت دیتے ہیں اور وہ یا تو خود غلام رہے یا ان کے آباء غلام رہے اور ان کے نام کے ساتھ یہ نسبت لکھی جاتی ہے۔ ان میں چند تو واقعی غلام رہے۔ لیکن اکثر راویان حدیث ہیں، فقیہہ اور تقویٰ میں اعلیٰ مقام رکھتے ہیں۔ حقیقتاً مسلمانوں کے اصل سردار یہ ہی مشاہیر ہیں۔ یہاں مولیٰ کا لفظ تاریخی مناسبت سے ہے ان سب کی نسبت بنی تیم کے لیے بھی باعث فخر ہے۔ امام ابو حنیفہؒ بھی یہی نسبت رکھتے تھے۔ اس دور میں غلاموں کے ساتھ جو سلوک کیا جاتا تھا وہ اسلامی مساوات کا نمونہ ہے۔

اسامہؓ بن زید بن حارثہ غلام زادہ تھے۔ آنحضورؐ نے انہیں لشکر کی قیادت کرنے کے لیے منتخب فرمایا۔ لشکر روانہ ہوا ہی تھا کہ حضورؐ کا انتقال ہو گیا۔ جب ابو بکرؓ خلیفہ ہوئے تو بعض حضرات

کی چہ میگوئیوں کے باوجود آنحضور کے فیصلہ کو
 برقرار رکھا اور آپ نے اس لشکر کو روانہ کیا
 تو اس شان سے کہ اسامہؓ گھوڑے پر سوار
 تھے اور خلیفہ اسلام ان کے ساتھ پیدل چل
 رہے تھے۔ اسامہؓ نے کہا آپ کو خدا کی قسم
 یا تو آپ سوار ہو جائیے ورنہ پھر میں بھی اتر
 جاتا ہوں ابو بکرؓ نے فرمایا نہیں خدا کی قسم
 تم ہر گز نیچے نہ اترو اور میں بھی سوار نہیں
 ہوں گا۔ اسی لشکر میں عمر بن الخطابؓ ایک
 عام مجاہد کی حیثیت سے شامل تھے کہ
 ابو بکر صدیقؓ نے اسامہؓ سے درخواست
 کی کہ انہیں مشاورت کی وجہ سے رکنے کی
 اجازت دے دیں جس پر اجازت مل گئی۔
 بلالؓ اسلام کے سب سے پہلے مؤذن مقرر
 ہوئے تو عمرؓ فرمایا کرتے ابو بکرؓ ہمارے
 سردار ہیں اور انہوں نے ہمارے سردار
 یعنی بلالؓ کو خرید کر آزاد کیا۔

سیدہ صفیہؓ جو محمد بن سیرینؓ کی والدہ تھیں۔

ابو بکرؓ کی باندی تھیں لیکن اس شان کی کہ جب

ان کے نکاح کا وقت آیا تو تین ازواج مطہراتؓ

نے انہیں دلہن بنایا اور اٹھارہ بدری صحابیؓ ان

کے نکاح میں شریک ہوئے۔

سیدنا مرہ بن عثمانؓ، عبد الرحمن بن ابو بکرؓ کے

غلام تھے۔ بصرہ (عراق) میں نہر مرہ آج بھی

ان کے نام سے منسوب ہے۔ یہاں صرف چند

مثالوں پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

مولائے بنی تیم اسماء الرجال

1- ابراہیم بن الجراح بن صبیح مولی بنی تیم، اہل

مرو سکن کوفہ بعد قاضی مصر (میزان اعتدال 14)

2- ابو حفصہ مولی عائشہ (تقریب صفحہ 402)

3- ابو عامر الانصاری، سلیم مولی ابو بکر صدیقؓ

(مغانی الاخیار 2991)

4- ابو رجاء مولی ابو بکر صدیقؓ (تقریب صفحہ 405)

5- ابو عمر مولی اسماء بنت ابو بکر صدیقؓ نام عبداللہ

بن کیسان (تقریب صفحہ 418)

6- ابو عمرو مولی عائشہ، ذکوان تھے

(تقریب صفحہ 419)

7- ابو طریف: مولی عبدالرحمن بن طلحہ

(قسم الباب فی الکئی 451)

8- ابو یونس مولی ام المومنین عائشہؓ

(تقریب صفحہ 423)

9- ابو کلیہ نام یسار تھا۔ ابو کلیہ کنیت، قبیلہ ازد

سے تعلق رکھتے تھے۔ صفوں بن امیہ کے

غلام تھے۔ ابو بکر صدیقؓ نے خرید کر آزاد

کیا۔ (اسد الغابہ صفحہ 214 جلد 9)

10- ابو عبیدہ معمر بن المثنیٰ التیمی مولا ہم بصری

(طبقات النساہین ص 50)

11- ابو نافع: آپ عبد الرحمن بن ابو بکر صدیقؓ

کے غلام تھے۔

آپ کے بیٹے کا نام طلحہ تھا۔ (کتاب المعارف)

12- ابو اسحق: ابراہیم بن سالم مولا عمر بن عبید اللہ

بن معمر القرشی التیمی لقب بردان

(قسم الباب فی الکفی صفحہ 54)

13- ابی سلمیٰ یوسف بن یعقوب بن عبد اللہ بن

ابی سلمہ الماجشون، نام ابی سلمہ الثانی دینار،

مولا آل منکدر (سعیانی صفحہ 157 جلد 5)

14- ابن دکین، نعیم بن الفضل بن دکین التیمی

مولا ہم الاحول، ابو نعیم الملائ

(مغانی الاخیار 3233)

15- ابن ابی الصعبہ، عبد العزیز بن ابی الصعبہ التیمی

مولا ہم ابو معصب مصری (مغانی الاخیار 3289)

16- ابوالقاسم : مولی ابو بکر صدیق ؓ

(قسم الباب فی الکنی صفحہ 34، تجرید اسماء صحابہ 2242)

17- ابو منصور طلحہ بن رزیق بن اسد الالمینی

مولی طلحہ الطلحات (سمعی ص 66 ج اول)

18- ابو عثمان ربیعہ بن ابی عبد الرحمن الرازی واسم

عبد الرحمن فروخ مولی آل منکدر التیمی تیم

قریش (سمعی صفحہ 35 جلد 3)

19- ابو بکر: عاصم، مولی قریبہ بنت محمد بن

ابو بکر صدیق ؓ (قسم الباب فی کنی 131)

20- ابوالحسن: علی بن عاصم بن صہیب الواسطی

مولی قریبہ بنت ابو بکر صدیق ؓ محدث

(قسم الباب 228)

21- ابو محمد معتمر بن سلیمان بن طرخان التیمی

مولی بنی مرہ بصری المستنب تیم ولاء

(تقریب صفحہ 449)

22- ابو محمد الحسن بن علی بن عاصم بن صہیب

البغدادی القریمی مولی قریبہ بنت محمد بن

ابو بکر ؓ جو کہ عاصم بن علی کے بھائی تھے۔

حسن کی وفات علی بن عاصم کی حیات میں
 ہوئی۔ ان کے بھائی ابوالحسین عاصم بن
 علی القرطبی الواسطی نزل بغداد۔

(سمعی صفحہ 483 جلد 4)

23۔ ابو احمد عیسیٰ بن موسیٰ التیمی او التیمی

مولا ہم ارزق (قسم الباب فی الکئی 55)

24۔ ابو الاصغ: عبد العزیز بن عبید اللہ ابن یعقوب

بن ابی سلمہ ماجشونابی سلمہ دینار اور یعقوب

ماجشون مولیٰ المنکدر تیمی القرشی

(قسم الباب فی الکئی 97)

25۔ ابو عبیدہ معمر بن المشی التیمی متوفی 208ھ

(اعجام الاعلام صفحہ 55)

26۔ ابو الحسن علی بن عاصم بن صہیب القرطبی،

قریبہ بنت محمد بن ابو بکرؓ کے غلام تھے

(سمعی 483 جلد 4)

27۔ ابو نعیم والفضل بن دکین۔ لقب دکین۔ نام

عمرو بن حماد بن زہیر بن درہم الاحول الملائی۔

مولیٰ آل طلحہ بن عبید اللہ قرشی من اہل کوفہ

(سمعی صفحہ 423 جلد 5)

28۔ ابراہیم بن سالم بن ابی امیہ ابو اسحاق مدنی مولیٰ

عمر بن عبید اللہ بن معمر التیمی المعروف ببردان

بن ابی النضر

(تہذیب التہذیب صفحہ 105، تہذیب 45، تہذیب الکمال)

29۔ ابی حبیبہ مولائے طلحہ (طبقات ابن سعد)

30۔ ام درہ مولاۃ عائشہ مدنی انتقال بعد یزید اول

(تقریب صفحہ 475)

31۔ ام عنبس۔ ان کا تعلق بنو تیم بن مرہ سے تھا۔

اسلام لانے پر مشرکین نے سختی کی تو ابو بکر

صدیقؓ نے خرید کر آزاد کیا۔ ان کی کنیت

اپنے بیٹے سیدنا عبس بن کریز کے نام پر ہے۔

(اعلام النساء صفحہ 373 جلد 3)

32۔ ام علقمہ مولاۃ عائشہؓ آپ کے فرزند علقمہ بن

ابی علقمہ ہوئے۔ (صالحات و صحابیات صفحہ 505)

33۔ امیمہ: کی شادی حبیب بن کعب بن عتیر

ثقفی سے ہوئی جن سے ان کے نہدیہ،

ام عبیس اور زبیرہ پیدا ہوئیں ان سب کو

ابو بکر صدیقؓ نے خرید کر آزاد کیا۔

(صالحات و صحابیات صفحہ 336)

34۔ الفضل بن رکین الکوفی، و اسم رکین عمر بن

حماد بن زہیر بن درہم۔ ابو نعیم الملائئ الکوفی

التیمی مولی آل طلحہ بن عبید اللہؓ

(تذہیب صفحہ 335 جلد 2، مغانی الاخیار 2095)

35۔ الحسن بن علی بن فضال بن انیس التیمی، الکوفی

شیعہ کی تاریخ کو یکجا کرنے کا کام کیا۔

(اعلان بالتوخی صفحہ 234)

36۔ ایوب بن سلیمان بن ہلال التیمی مولاہم

ابو یحییٰ مدنی، مولی عبد اللہ بن محمد بن

عبدالرحمن بن ابو بکر صدیقؓ

(تہذیب التہذیب صفحہ 353، مغانی الاخیار 178)

37۔ بابی مولی عائشہ (المشتبہ صفحہ 37)

38۔ بریرہؓ مولاۃ عائشہ صحابیہ۔ (تقریب صفحہ 456،

تذہیب صفحہ 386 جلد 3، صالحات و صحابیات

صفحہ 337، اعلام النساء صفحہ 129 جلد 1)

39۔ بنی موئل کی لونڈی، ابو بکر صدیقؓ نے خرید کر

آزاد کیا

40۔ بلال بن رباح، والدہ کا نام حمامہ، ابو بکر صدیقؓ

نے خرید کر آزاد کیا۔ مؤذن نبوی ہونے کا شرف

حاصل ہے۔ سن 20ھ میں شام میں وفات پائی۔

(کتاب المعارف، تہذیب التہذیب صفحہ 441)

41۔ حفصہ بنت سیرین - امام محمد بن سیرین کی

بہن تھیں متوفی 101ھ

42۔ حمامہ، سیدنا بلال بن رباح کی والدہ تھیں، ماں

بیٹے دونوں کو ابو بکر صدیقؓ نے خرید کر آزاد کیا۔

(اعلام النساء 292 جلد اول، اسد الغابہ، تذکار صحابیات)

43۔ حمزہ بن الزیات القاری ابو عمارہ الکوئی تیبی

مولا ہم صدوق زاہد (تقریب 355)

44۔ حمید بن ابی حمید الطویل، ابو عبیدہ الخزاعی

البصری، مولیٰ طلحہ الطلحات (مغانی الاخیار)

(حمیدہ اس فہرست کے آخر میں دیکھئے)

45۔ خالد بن سعید بن ابی مریم التیمی مولا ہم

المدنی (تذہیب صفحہ 278 جلد 1)

46۔ ذکر یا بن عدی بن الصلت التیمی، مولا ہم

ابویحییٰ کو فی نزیل بغداد (تقریب 107)

47۔ ذکوان: ام المؤمنین عائشہ ؓ کے غلام تھے

جن کو انہوں نے مدبر کیا تھا۔ قریش کی امامت

کرتے تھے۔ عبد اللہ بن ابی ملکہ کا بیان ہے کہ

عائشہ ؓ مقام حراء اور شبیر کے درمیان قیام پذیر

تھیں تو ان سے شرف نیاز حاصل کرنے قریش

کے بڑے بڑے وفد آتے تھے۔ اس اثناء میں

نماز کا وقت ہو جاتا تو عبد الرحمن بن ابوبکر

صدیق ؓ امامت کرتے وہ اگر موجود نہ ہوتے

تو سیدنا ذکوان (فتاح) اس فرض کو انجام

دیتے۔ وفات الحرة سن 63ھ

(طبقات ابن سعد، تذهیب)

48۔ ربیعہ بن ابی عبد الرحمن فروخ التیمی مولیٰ

آل منکدر، ابو عثمان، ابو عبد الرحمن کے علاوہ

بربیعہ الرائی (اکمال تہذیب الکمال 1564 ج 4)

49۔ ربیعہ بن عبد الرحمن التیمی مولا ہم ابو عثمان

مدنی

(تقریب صفحہ 102)

50۔ روتج بن زوہیب بن شعثم بن قرط بن مناف

بن حارث تمیمی عنبری مولی عائشہ

(عبد اللہ بن روتج کی روایت کے مطابق اس

خاندان میں روتج دادا، سمرہ چچا، حنی چچا زاد بھائی

اور زویب ماموں تھے۔ یہ سب آل اسماعیل علیہ

السلام میں سے تھے (اسد الغابہ صفحہ 241 جلد 3)

51۔ زبیب بن نعلیم بن عمرو بن عمر بن عبدہ بن

عدی بن جندب بن عنبر بن عمرو بن تمیم تمیمی

عنبری۔ یہ ان لڑکوں میں سے تھے جنہیں عائشہ

صدیقہ ؓ نے خرید کر آزاد کیا تھا

(اسد الغابہ صفحہ 270 جلد 3)

52۔ زبیرہ رومیہ۔ ابتدائے اسلام میں اسلام لائیں۔

بنو مخزوم کی کنیز تھیں یا عبد الدار کی لونڈی

تھیں۔ جب اسلام لائیں تو بصارت زائل ہو گئی

مشرکین کہتے کہ اسے لات و عزیٰ نے اندھا

کر دیا ہے۔ یہ کہتیں کہ لات و عزیٰ کو تو یہ

بھی پتہ نہیں کہ اس کے پوجنے والے کون
ہیں۔ ابو بکر صدیقؓ نے خرید کر آزاد کیا۔

(اعلام النساء صفحہ 39 جلد 2)

53۔ زیاد بن صیفی بن صہیب بن سنان التیمی

مولا ہم (اکمال تہذیب 1729 ج 5)

54۔ سعد: آپ ابو بکر صدیقؓ کے غلام اور رسول اللہ

کے خادم تھے۔

(اسد الغابہ صفحہ 79 جلد 4، تہذیب صفحہ 372)

55۔ سعد مولی ابو بکر صدیقؓ ینقال سعید

(اکمال تہذیب الکمال 1899 ج 5)

56۔ سعد مولی آل ابو بکر (تہذیب صفحہ 119)

57۔ سعد مولی طلحہ (تہذیب صفحہ 372)

58۔ سعد بن حفص الطلحی مولا ہم ابو محمد کوئی

(تہذیب صفحہ 368)

59۔ سعید بن کثیر بن عبید التیمی مولی ابو بکر

ابو العنابس الملائی کوئی والد عنبستہ بن

سعید (اکمال تہذیب الکمال 2027 ج 5)

60۔ سلیمان بن بلال التیمی، مولا ہم ابو محمد و

ابو ایوب مدنی محدث (تذہیب صفحہ 132)

سیدنا سلیمان بن بلال، قاسم بن محمد بن

ابو بکر صدیقؓ کے غلاموں میں سے

تھے۔ ان کو وصول خراج مدینہ کی خدمت

دی گئی۔ بعد خلافت مروان بمقام مدینہ

وفات پائی۔ راوی حدیث ہیں۔

61۔ سلیمان بن سفیان مولیٰ آل طلحہ التیمی

ابو سفیان المدنی (تذہیب صفحہ 412)

62۔ سالم بن ابی امیہ ابو النضر، مولیٰ عمر بن

عبید اللہ، التیمی مدنی (تذہیب صفحہ 359)

63۔ سلامہ بنت عامر مولا عائشہؓ

(اعلام النساء صفحہ 228 جلد 2)

64۔ صہیب بن سنان بن مالک بن عبد عمرو بن

عقیل بن عامر بن جندلہ بن جذیمہ بن کعب

بن سعد بن اسلم بن اوس مناۃ بن نمر بن

قاسط بن ہنب بن انصری بن دغی بن

حدیمہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار ربیع

کلبی نسب میں اختلاف ہے۔

روم میں پرورش پائی۔ بنو کلب سے عبد اللہ

بن جدعان تیبی نے خرید کر آزاد کیا۔

(اسد الغابہ صفحہ 38 جلد 5)

65۔ صفیہ: محمد بن سیرینؒ کی والدہ ہیں۔

محمد فقہ و حدیث میں امامت کے مرتبہ پر فائز

تھے۔ (تذکرہ الحفاظ صفحہ 80 جلد 1)

سیدہ صفیہ ابو بکر صدیقؓ کی باندی تھیں لیکن اس

شان کی کہ جب ان کے نکاح کا وقت آیا تو تین

ازواج مطہراتؓ نے ان کو دلہن بنایا اور 18 بدری

صحابہؓ جن میں ابن ابی کعبؓ بھی تھے ان کے نکاح

میں شریک ہوئے آراستگی کے بعد امہات المومنینؓ

نے سیدہ صفیہ کے لیے دعا کی۔ مردانہ مجلس میں

بھی اسی طرح دعا کی گئی۔ (غلامان اسلام)

آپ کو ام محمد کہا جاتا ہے اور آپ کی شادی سیرینؓ

سے ہوئی تھی آپ کے بیٹے محمد بن سیرین 33ھ میں

پیدا ہوئے انکی کنیت ابو بکر تھی اور وہ انس بن

مالک کے شاگرد تھے

66۔ عاصم بن علی بن عاصم بن صہیب الواسطی،

ابو الحسن التیمی، مولیٰ قریبہ بنت محمد بن ابو بکر

صدیقؓ، بھائی الحسن بن علی بن عاصم،

آپکے بھتیجے کا نام عثمان بن عاصم اور بیٹے کا

نام عمر بن عثمان بن عاصم تھا۔ (تقریب ص 159)

تذہیب 18 ج 2، مشتبہ 528، مغانی الاخیار (1173)

67۔ عامر بن فہیرہؓ: کنیت ابو عمرو قبیلہ از مولدین

سے تھے۔ ابتداء میں عائشہ صدیقہؓ کے انخیانی

بھائی طفیل بن عبد اللہ کے غلام تھے۔ سابقین

اسلام میں سے ہیں۔ رسول اللہ کے ارقم کے

گھر میں داخل ہونے سے پہلے مسلمان ہو چکے

تھے۔ سیدنا عامر بن فہیرہؓ کو ابو بکر صدیقؓ نے

خرید کر آزاد کیا۔ ہجرت کے وقت اعلیٰ خدمات

انجام دیں بلکہ واقعہ ہجرت کی تاریخ آپکے بغیر

نامکمل ہے۔ غزوہ بدر و احد میں شرکت کی۔

بیڑ معونہ کے دن 6ھ میں بعمر 40 سال شہید

ہوئے۔ (اسد الغابہ صفحہ 120 جلد 5)

68۔ عبد اللہ بن بابی مولی عائشہ (المشتبہ صفحہ 37)

69۔ عبد اللہ بن خالد بن سعید بن ابی مریم القرشی

اللتیمی مولاہم ابو شالہ مدنی

(اکمال تہذیب الکمال 2898 ج 7)

70۔ عبد اللہ بن ابی سلمہ میمون، دینار الما جشون

القرشی اللتیمی مولاہم آل منکدر، ولد عبد العزیز

بن عبد اللہ بن ابی سلمہ، آپ کے چچا یوسف بن

یعقوب بن ابی سلمہ

(اکمال تہذیب 2971، مغانی الاخیار 1261)

71۔ عبد اللہ بن سعد اللتیمی مولی عائشہ المدنی

(تہذیب صفحہ 61، تقریب صفحہ 175)

72۔ عبد اللہ بن فروخ اللتیمی مولی ام المومنین عائشہؓ

المدنی، نزل الشام (تقریب صفحہ 184)

73۔ عبد اللہ بن فروخ اللتیمی مولی آل طلحہ بن عبید اللہؓ

ولد ابراہیم بن عبد اللہ بن فروخ

(تقریب صفحہ 184، مغانی الاخیار 1336)

74۔ عبد اللہ بن قاسم اللتیمی مولی ابو بکر الصدیقؓ

البصري (تقريب صفحہ 185)

75- عبد اللہ بن کیسان ابو عمر التیمی، مولی ابو بکر،

مولی اسماء بنت ابو بکر صدیقؓ، ابو عمر مدنی

(تہذیب صفحہ 91 جلد 2، مغانی الاختیار 1346)

76- عبد العزیز بن عبد اللہ بن ابی سلمہ، الماجشون

التیمی متوفی 164ھ

(تقريب الثقات، البسیقی م 354ھ صفحہ 30)

77- عبد الرحمن بن بابی (المشتبہ صفحہ 37)

78- عبد الملك بن عبد العزيز بن ابی سلمہ الماجشون

التیمی مولاہم ابو مروان المدنی

(اکمال تہذیب الکمال ج 3353 ص 8)

79- عبید ابن جریح التیمی مولاہم المدنی

(تہذیب صفحہ 201، تقریب صفحہ 228،

اکمال تہذیب الکمال ج 3514 ص 9)

80- عبیدہ بن میمون التیمی ابو عباد المدنی

المقری (تقريب صفحہ 230)

81- عدی بن الفضل التیمی مولاہم ابو حاتم

بصري اکمال تہذیب ج 3675 ص 9)

82- علقمه بن ابی علقمه بلال مدنی مولی ام المومنین

عائشه ؓ وفات بعهد خلافت ابو جعفر منصور

(تقریب صفحہ 243، تذهیب صفحہ 241)

83- عمرو بن عثمان بن عبد اللہ بن مویہ التیمی

مولاهم ابو سعید کوفی (تقریب صفحہ 261)

84- عبد العزیز بن عبد اللہ بن ابی سلمہ الما جشون

التیمی مولاهم المدنی (تذهیب صفحہ 166 جلد 2)

85- عتبہ بن مسلم ، وهو ابن ابی عتبہ التیمی

مولاهم مدنی ثقہ (تذهیب صفحہ 211 جلد 2)

86- عثمان بن عبد اللہ بن مویہ، مولی آل طلحہ

ابو عبد اللہ، الاعرج المدنی

(تذهیب صفحہ 211 جلد 2)

87- علی بن عباس بن صہیب بن سنان الواسطی

ابو الحسن قرشی مولی قریبہ بنت محمد بن

ابو بکر صدیق ؓ (مغانی الاخیار 1861)

88- علی بن عاصم بن صہیب الواسطی التیمی،

ابو الحسن الواسطی،

مولاہم قریبہ بنت محمد بن ابو بکر صدیقؓ

(تذہیب 251 جلد 2، اکمال تہذیب 3818 ج 9)

89۔ علی بن الحسن بن علی بن فضال بن انیس

الیتی (اعلان بالتونج صفحہ 234)

90۔ عنبہ بن سعید بن کثیر بن عبید القرشی الیتی

مولی ابو بکر صدیقؓ الکوفی الحاسب

(تذہیب 306 جلد 2 ، مغانی الاخیار 2023)

91۔ عنقوزہ یا عفرہ عائشہ صدیقہ کی لونڈی تھیں

(اسد الغابہ 192 جلد 10)

92۔ عیسیٰ بن موسیٰ الیتی او الیتی مولاہم

ابو احمد غنجاہ البخاری (تذہیب 321 جلد 2)

93۔ عیسیٰ بن میمون المدنی المعروف بالواسطی

مولی قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیقؓ

(مغانی الاخیار 2073)

94۔ قاسم: آپ ابو بکر صدیقؓ کے غلام تھے۔

صحابی المشہور ابو القاسم

(اسد الغابہ صفحہ 253 جلد 7)

95۔ کثیر بن عبید الیتی مولاہم رضیع عائشہؓ

نزل الکوفہ (تقریب صفحہ 285)

96- کثیر ابن کثیر مولی طلحہ

(تذہیب صفحہ 364 جلد 2)

97- کثیرہ مولاۃ ام المؤمنین عائشہؓ

(اعلام النساء صفحہ 237 جلد 4)

98- کثیرۃ بنت مالک بن عبد اللہ بن محمد التیمی

(اعلام النساء صفحہ 237 جلد 4)

99- لبنیہ: بنو عدی کی شاخ موکل کی لونڈی

تھیں۔ ابو بکر صدیقؓ نے خرید کر

آزاد کیا۔ (تذکار صحابیات)

100- لیلیٰ: عائشہ صدیقہؓ کی آزاد کردہ کنیز

تھیں (اسد الغابہ 237 جلد 10)

101- محمد بن عبد الرحمن آل طلحہ کے آزاد کردہ

غلام تھے (صالحات و صحابیات 159)

102- محمد بن عبد الرحمن بن عبید التیمی

مولاہم الکوفی (تذہیب صفحہ 430 جلد 2)

103- محمد بن عمرو بن عطاء بن زبان الجماز

مولی ابو بکر صدیقؓ (سمعی صفحہ 81 جلد 2)

104- محمد بن عثمان بن عبد اللہ بن مویب

الیتی (تقریب صفحہ 310 اور صفحہ 311)

105- معمر بن المثنی ابو عبیدہ الیتی مولاہم البصری

النحوی (تقریب صفحہ 344)

106- مسلم بن یسار البصری، یا کئی۔ ابو عبد اللہ

الفقیہ مولی طلحہ بن عبید اللہؓ یا مولی

طلحہ الطالحات۔ (اکمال تہذیب 4554)

107- معمر بن سلیمان خان بن طرخان ابو محمد

الیتی، نزول بصرہ، لقب الطفیل مولی بنی

مرہ، ولد 117ھ متوفی 186ھ یا 187ھ

(کتاب الثقات، ابن حیان،

تقریب صفحہ 342، اکمال تہذیب اکمال 4657)

108- مہاجر ابو الحسن الیتی مولاہم الکوفی

(تقریب صفحہ 349)

109- مہاجر الیتی مولاہم ابو الحسن الصائغ

(تہذیب صفحہ 60 جلد 3)

110۔ موسیٰ بن سعد المدنی مولیٰ آل ابو بکر

راوی حدیث (تقریب صفحہ 350)

111۔ مغیث:- سیدہ بریرہؓ کے خاوند تھے

(اسد الغابہ صفحہ 212 جلد 8)

112۔ مرہ بن عثمان: آپ عبد الرحمن بن ابو بکر

صدیقؓ کے غلام تھے۔ عائشہ صدیقہؓ نے

زیاد بن ابو سفیانؓ سے انکی سفارش کی تھی

زیاد ام المومنین کی تحریر سے بہت مسرور

ہوا۔ بے حد خاطر داری کی اور علاقہ بصرہ میں

نہر مرہ ان کی جاگیر میں دے دی۔ وہ نہر ان

کے نام سے منسوب ہے۔ بصرہ میں ان کی اولاد

بھی ہوئی۔ (کتاب المعارف، فتوح البلدان)

113۔ نہدیہ: بنو عبد الدار کی ایک عورت کی لونڈی

تھیں۔ ابو بکر صدیقؓ نے خرید کر آزاد کیا

(تذکار صحابیات)

114۔ نہدیہ کی بیٹی: ان کو بھی ابو بکر صدیقؓ

نے خرید کر آزاد کیا (تذکار صحابیات)

115۔ وردان بن اسماعیل تمیمی۔ بنو یربوع

(از بنو تمیم) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے عائشہ صدیقہؓ کی فرمائش پر ان کی طرف

سے بنو اسماعیل سے غلام آزاد کیا۔

(اسد الغابہ صفحہ 152 جلد 9)

116۔ یحییٰ بن عثمان التیمی مولاہم ابو سیہل بصری

صاحب الدستوی

(تقریب صفحہ 378، اکمال تہذیب 5172)

117۔ یوسف بن عدی بن زریق التیمی مولاہم

ابو یعقوب کوفی (تہذیب 188 جلد 3)

118۔ یوسف بن محمد بن یزید بن صیفی بن

صہیب الخیر الجردانی مولیٰ بنی جدعان

التیمی القرشی اہل مدینہ (سمعی صفحہ 30 جلد 2)

119۔ یوسف بن یعقوب بن ابی سلمہ الماجشون،

ابو سلمہ مدنی، مولیٰ آل المنکدر انکے چچا زاد

بھائی عبدالعزیز بن عبداللہ بن ابی سلمہ

(مغانی الاخیار 2757)

120۔ سہی مولی آل ابو بکر قتل خوارج

(کتاب المحن۔ التیمی 208)

121۔ ایمن بن نابل : مولی آل ابو بکر صدیق

من رجال حدیث انکا ذکر خلیفہ بن خیاط

نے چوتھے طبقہ میں کیا ہے من اہل مکہ

122۔ سلم الخاسر: شاعر سلم بن عمرو بن عطاء بن

زبان الحمیری مولی آل ابو بکر صدیق متوفی

مابین 171 تا 180ھ ، یا 186ھ۔ طبقہ

شعراء میں انکا ذکر ہے۔

123۔ حمیدہ مولاۃ اسماء بنت ابو بکر صدیقؓ ،

ام جمیل ، ام الخلدج۔ یہ ام اشعت

بن جابر الطامع تھیں۔

(الاعلام بالخیرہ الاعلام من اصحاب النبی ص 674)

123۔ عبیس مولی ابو بکر صدیق (ذکر ابو عمر

انساء) الاستیعاب 778/2، 79

(الاعلام بالخیرہ الاعلام من اصحاب النبی 429)

کنیت و نسبت

العیشی:-

انساب سمعانی کی روایت کے مطابق ابو عبد الرحمن

عبید اللہ بن محمد بن حفص بن عمر بن موسیٰ بن

عبید اللہ بن معمر التیمی العیشی کہلائے، ابن عائشہ

القرشی، نسبت عائشہ بنت طلحہؓ بن عبید اللہ التیمی

بصری۔ ان کا بیٹا عبد الرحمن بن عبید اللہ بن

محمد بن حفص مشہور ہوئے ابن عائشہ۔ بصری

(انساب سمعانی صفحہ 269 جلد 4)

القریبی:-

یہ نسب قریبہ بنت محمد بن ابو بکر الصدیقؓ سے

نسبت کی بناء پر ہے۔ انساب سمعانی کی روایت کے

مطابق ان کے کچھ غلام یہ نسبت لکھتے ہیں۔ کچھ نام

مولائے بنی تیم کے باب میں دئے گئے ہیں

(انساب سمعانی صفحہ 438 جلد 4)

القوصی:-

مکہ و مصر کے درمیان ایک شہر کا نام ہے جو

مصر سے زیادہ نزدیک ہے۔ ابو القاسم عبید اللہ
 بن عبد اللہ بن المنکدر بن محمد المنکدر المدینی
 اس نسبت سے مشہور ہیں انکے علاوہ عبد العزیز
 بن عبد اللہ بن المنکدر بن محمد بن المنکدر
 المدینی وغیرہ۔ (انساب سمعانی صفحہ 559 جلد 4)
 الصدیقی:-

آل ابو بکر صدیقؓ میں یہ نسبت بہت عام ہے۔
 جو نسب میں صدیقی قریشی تہی ہوتے ہیں وہ
 صدیقی لکھتے ہیں اور یہ ایک زمانہ سے لکھا جا رہا
 ہے۔ انساب سمعانی کی روایت کے مطابق موسیٰ
 بن عبد الرحمن الصدیقی سے ہے، الصدیقی وہ
 اپنے نسب کے لیے استعمال کیا کرتے تھے۔
 جبکہ سمعانی سن 526ھ میں فوت ہوئے۔
 (سمعانی 531 جلد 3)

ابو الفضل جعفر بن الصدیقی المدینی قال
 المستغفری من المدینہ الداخلہ یعنی نسف کا
 تذکرہ سمعانی صفحہ 239 جلد 5 پر کیا ہے۔

الصادق:-

ام فردہ بنت القاسم بن محمد بن ابو بکر صدیقؓ
 کی اولاد میں یہ نسبت جعفر بن محمد بن علی
 بن حسین بن علیؓ ابن ابی طالب کے لیے
 لکھی جاتی ہے (سمعی صفحہ 509 جلد 3)
 عمدة الطالب میں بھی یہی نسب لکھا گیا ہے۔
 جعفر صادقؓ نے فرمایا ”ولد فی ابو بکر مرتین“
 یعنی میں ابو بکر صدیقؓ سے دو دفعہ پیدا ہوا۔ یعنی
 ماں اور نانی دونوں صدیق اکبرؓ کی اولاد میں
 سے ہیں۔ (عمدة الطالب صفحہ 161)

الکبری :-

یہ نسبت ابو بکر صدیقؓ سے نسب کی بناء پر ان
 کی اولاد میں لکھی گئی۔ سمعی کی روایت کے
 مطابق القاضی ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن افرح
 بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابو بکر صدیق
 الکبری مشہور ہیں (سمعی صفحہ 385 جلد اول)
 المشتبه کی روایت کے مطابق الکبری غالباً

من ولاد ابی بکر الصدیقؑ (المشتبہ صفحہ 88)

البکری: نسبت ابو بکر صدیق (مغانی الاخیار 3571)

المجدعانی: یہ نسب بنی جدعان التیمی سے ہے۔

(سمعانی صفحہ 30 جلد 2)

الخیلامی: خیلام کا شہر فرغانہ کے علاقے میں ہے۔

یہاں حمزہ بن علی بن المحسن بن محمد بن جعفر

بن موسیٰ بن عیسیٰ بن طلحہ بن محمد بن طلحہ بن

عبد الرحمن بن ابو بکر صدیقؑ الخیلامی مشہور ہوئے۔

ان کو خلفائے الدار الجوز جانیہ تحریر کیا گیا ہے

اور سمرقند میں 14 ذی الحج 523ھ میں فوت ہوئے۔

(سمعانی کی روایت کے مطابق شجرہ نسب میں طلحہ

بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابو بکر صدیقؑ لکھا

ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک نام سہوارہ

گیا ہے (سمعانی صفحہ 434 جلد 2)

الجوزی: ابن الجوزی

عبد الرحمن بن علی بن محمد ابو الفرج (ابو الفضائل)

جمال الدین القرشی البکری الحنبلی البغدادی

510-597ھ / 1116-1200ء - پندرہ پشتوں

کے بعد ان کا نسب ابو بکر صدیقؓ سے مل جاتا ہے۔

ان کے فرزند ابو القاسم تھے ابن الفرج ابن ابی الحسن

بن علی بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن حمادی ابن احمد

بن جعفر الجوزی (زاد المسیر فی علم التفسیر)

ابن عبد اللہ بن القاسم بن النضر بن القاسم بن

محمد بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن القاسم بن

محمد بن ابو بکر صدیق (المدہش بحوالہ ابن خلکان)

السوارقی:

السوارقیہ: یہ مدینہ کے قریب ایک جگہ ہے۔

جسے قریہ ابو بکر صدیقؓ کہا جاتا ہے۔

ابو بکر محمد بن عتیق بن نجم بن احمد السوارقی

البکری اس نسب سے مشہور ہیں۔

(سمعی صفحہ 329 جلد 3)

السحی:۔

اطراف مدینہ میں محلہ تھا۔ جہاں ابو بکر صدیقؓ

رہا کرتے تھے۔ جو محلہ سخ کے نام سے مشہور

ہے۔ (سمعی صفحہ 319 جلد 3)

سہروردی:-

یہ نسبت ابو بکر صدیقؓ کی اولاد میں ابو النجیب

عبد القاہر بن عبد اللہ بن محمد بن عمویہ کے

لیے اور وہ عبد اللہ بن سعد بن الحسن بن

القاسم بن علقمہ بن النضر بن معاذ بن عبد الرحمن

بن القاسم بن محمد بن ابو بکر صدیقؓ السہروردی

ہوئے جو کہ بغداد آئے۔ اس کے علاوہ ابو حفص

عمر بن محمد بن عموتیہ السہروردی وغیرہ۔

تصوف میں سلسلہ سہروردیہ کا بانی یہی خاندان

ہوا اور تصوف کا یہ سلسلہ خوب پھلا پھولا۔

پاکستان میں بہاؤ الدین ذکریا، قاری حامدؒ بھی اسی

سلسلہ سہروردیہ سے ہیں جنکے جانشین حافظ جان

محمد بن سعد اللہ صدیقی ہوئے

(سمعی صفحہ 340 جلد 3)

العتیقی:

آل ابو بکر صدیقؓ جو کہ نسبت دیتی ہے

آل ابی عتیق سے (سمعی صفحہ 156 جلد 4)

الملکی:-

یہ نسب ملیکہ سے ہے۔ وہ عبد اللہ بن ابی ملیکہ ہوئے

عبدالرحمن بن ابی بکر بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن

ابی ملیکہ بن عبد اللہ بن جدعان)۔

ابو الحسن علی بن زید بن عبد اللہ بن ابی ملیکہ

الملکی القرشی الاعمی بصری وغیرہ۔

(سمعی صفحہ 398 جلد 5)

الهدیری:-

یہ نسب ہدیر کا ہے۔ جن کی جد المتکدر بن عبد اللہ

بن الہدیر التیمی القرشی الہدیری ہیں۔ ولد محمد و

ابو بکر عمر بنی بنی المتکدر کے اور بھائی ربیعہ بن

عبد اللہ بن الہدیر کے علاوہ ہارون بن ہارون بن

عبد اللہ الہدیری ان میں شامل ہیں علاوہ ازیں

محرز بن ہارون بن عبد اللہ بن الہدیر المدینی

وغیرہ مشہور ہیں۔ (سمعی صفحہ 630 جلد 5)

الطلمی:-

اولاد حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ کا نسب ہے۔

شاہ:-

سلطان غیاث الدین بلبن نے بابا فرید الدین

گنج شکرؒ قریشی فاروقی کی ہدایت پر ایک شاہی

فرمان جاری کیا تھا۔ جس میں یہ تحریر کیا گیا

تھا کہ پہلے تین خلفاء راشدین یعنی ابو بکر صدیقؓ،

عمر فاروقؓ اور عثمان غنیؓ کی اولاد اپنے اظہار

نسب کے لیے اپنے نام کے شروع میں شاہ لکھا

کریں اور علیؓ کی اولاد اپنے نام کے آخر میں

لکھا کریں۔ چنانچہ برصغیر کے بہت سے مشاہیر

نے اس فرمان کے بموجب شاہ کا اضافہ اپنے نام

سے پہلے اور بعد میں کیا مثلاً صدیقی فاروقی اور عثمانی

خانوادوں میں شاہ ولی اللہؒ، شاہ عبد القادرؒ، شاہ

عبد العزیزؒ محدث دہلوی، شاہ احمد نورانی اور شاہ

تراب الحق وغیرہ شامل ہیں۔ تقسیم ہند سے پہلے

شاید موجودہ پاکستان کے علاقوں میں اس کا زیادہ
رواج نہیں تھا اور عموماً اپنا نسب صدیقی، فاروقی یا
عثمانی ہی تحریر کرتے تھے، بعض برہمن بھی
شاہ تحریر کرتے ہیں۔

حوالہ جات:

i. کاسٹ + سب کاسٹ۔ احسان الحق قریشی۔

پاکستان ٹائمز 14-01-1986

ii. سلطان بلبن کا گزٹ نوٹیفکیشن
از عطاء الحق قاسمی

روزنامہ نو آئے وقت 9-04-1986

iii. پاکستان این انٹروڈکشن۔ ہربرٹ فیڈمین

صفحہ 40 Pakistan an Introduction

Herbert Feedman

شیخ

اہل عرب کو عرب سے باہر مسلمانوں میں بہت
قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور عربی النسل لوگوں
کو جب احترام سے پکارا جاتا ہے تو سیدی اور
شیخ کے القاب سے مخاطب کیا جاتا ہے یہ عمل
سینکڑوں سال سے جاری ہے اور آج تک مروج

ہے۔ ہندو پاکستان میں بھی اکثر شیخ عربی النسل
 لوگوں کو کہا جاتا ہے اور سمجھا جاتا ہے یہ اصول
 1901ء کی ہندو پاکستان کی مردم شماری میں
 بھی ملحوظ رکھا گیا تھا اور جس جگہ عربی النسل
 ذاتوں کا ذکر ہے وہاں شیخ تحریر کیا گیا تھا اور
 انہیں اشراف میں شمار کیا گیا تھا۔ مسلمانوں میں
 جو عرب اقوام تھیں۔ ان میں قریشی، سید اور
 شیخ شامل کیے گئے تھے اور نو مسلم شیخ علیحدہ
 تحریر کیے گئے تھے۔ آگے اس کتاب میں
 مزید تفصیلات بھی دی گئی ہیں

People of India by Sir Herbert Risley

Calcutta 1908, Appendix-II

Social Statistics, page xxxvi

اسکے علاوہ شیخ کی اصطلاح کی شیخین کی نسبت
 سے بھی ہے۔ شیخین پہلے دونوں خلفاء ابو بکر
 صدیقؓ اور عمر فاروقؓ کو کہا جاتا ہے۔ اور ان کی
 اولاد کو اسی مناسبت سے بھی شیخ کہا جاتا ہے۔

جس کو بعض تحریر کرتے ہیں اور ساتھ ہی بعض صدیقی یا فاروقی بھی تحریر کرتے ہیں۔

قریشی صدیقی :-

صحیح النسب صدیقی اپنے آپ کو عموماً قریشی

صدیقی ہی تحریر کرتے ہیں۔ تاکہ ابہام

نہ رہے۔ جس طرح چنگ سید ہوتے ہیں۔

اسی طرح بعض مسلمان اپنے نام کے ساتھ

تبرک کے طور پر صدیقی، فاروقی یا عثمانی کا

اضافہ کر لیتے ہیں۔ تصوف کے سلسلوں میں

یہ رواج عام ہے۔ اسی طرح شاہ کا اضافہ بھی

کر لیا جاتا ہے۔

الزبیری: نسب زبیرؓ بن العوام

الاسدی: الزبیری الاسدی نسب زبیرؓ بن العوام

العدوی: نسب عمر بن الخطابؓ

العمری: نسب عمر بن الخطابؓ

اسماء الرجال الزبیری

1- ابی احمد، محمد بن عبد اللہ بن الزبیرؓ الزبیری

کوفی (تہذیب الکمال فی اسماء رجال 310)

2- ابو عبد اللہ الزبیر بن ابی بکر بکار بن عبد اللہ

بن معصب بن ثابت بن عبد اللہ بن

الزبیرؓ بن العوام المدنی ثم المکی متوفی 256ھ

(طبقات النساءین ص 59)

3- ابو عبد اللہ معصب بن عبد اللہ بن معصب بن

ثابت بن عبد اللہ بن زبیرؓ بن عوام المدینی

(صاحب کتاب نسب قریش)

4- ابو بکر: عبد اللہ بن عروہ بن ابن الزبیرؓ

بن العوام (قسم الباب 127)

5- ابو بکر بن عبد اللہ بن الزبیرؓ (نجاری)

(قسم الباب فی الکنی 140)

6- ابو بکر ابن (عبد اللہ) بن الزبیرؓ عن ابو بکر

بن عبد الرحمن بن الزبیر

(قسم الباب فی کنی والقباب صفحہ 175)

7- ابو زيد: محمد بن المنذر بن الزبيرؓ

(قسم الباب في كنى صفحه 337)

8- ابو الحارث: عامر بن عبد الله بن الزبيرؓ

(قسم الباب في كنى صفحه 248)

9- ابراهيم بن حمزه الزبيرى

(تهذيب الكمال في اسماء رجال 498)

10- ابراهيم بن حمزه بن محمد بن حمزه بن معصب بن

عبد الله بن الزبيرؓ الزبيرى

(تقريب التهذيب صفحه 107)

11- الحميدى: عيسى بن عبد الله بن الزبيرؓ،

ابو بكر الحميدى (مغنى الاخير 3645)

12- المنذر بن الزبيرؓ بن العوام

13- ثابت بن عبد الله بن الزبيرؓ

(قسم الباب في كنى صفحه 476)

14- زبير بن بكار بن عبد الله بن معصب بن ثابت

بن عبد الله بن الزبيرؓ بن العوام ابو عبد الله مدنى-

قاضى مكه (اكمل تهذيب الكمال 1641 ج 5)

15- حبیب بن عبد اللہ بن الزبیرؓ بن العوام۔

اخو عباد (اکمال تہذیب 1363 ج 4)

16- عامر بن صالح بن عبد اللہ بن عروہ بن

الزبیرؓ بعہد خلیفہ ہارون (طبقات النساء 40)

ابو حارث مدنی، سکن بغداد

(اکمال تہذیب الکمال 2658 ج 7)

17- عامر بن عبد اللہ بن الزبیرؓ بن العوام المدنی،

ابو الحارث، بھائی ثابت، حمزہ، حبیب، عبادہ، عمر

اور موسیٰ

(اکمال تہذیب 2661، مغانی الاختیار 1156)

18- عاصم بن المنذر بن العوام القرشی المدنی،

الآمدی، برادر فاطمہ بنت منظر

(اکمال تہذیب 2642، مغانی الاختیار 1149)

19- عباد بن حمزہ بن عبد اللہ بن الزبیرؓ بن العوام،

ولد یحییٰ ابن عباد، بھائی عبد الواحد بن حمزہ بن

عبد اللہ بن الزبیرؓ

(اکمال تہذیب 2685، مغانی الاختیار 1172)

20۔ عباد بن عبد اللہ بن الزبیرؓ المدنی، والد یحییٰ بمطابق

ابن سعد محمد، صالح اور ہشام انکے بیٹے تھے

(اکمال تہذیب 2699 ج 7)

21۔ عبد اللہ بن عروہ بن الزبیرؓ بن العوام ابو بکر

الاسدی (اکمال تہذیب 3067 ج 8)

22۔ عبد الواحد بن حمزہ بن عبد اللہ بن الزبیرؓ

المدنی (اکمال تہذیب 3389 ج 8)

23۔ عبد الوہاب بن یحییٰ بن عباد بن عبد اللہ بن

الزبیرؓ بن العوام المدنی جد محمد بن یعقوب

الزبیری (اکمال تہذیب 3414 ج 8)

24۔ عثمان بن خالد بن الزبیرؓ

(اکمال تہذیب 3594 ج 9)

25۔ عثمان بن عروہ بن الزبیرؓ بن العوام المدنی،

برادر ہشام، والدہ ام یحییٰ بنت الحکم، وفات قبل

140ھ (اکمال تہذیب 3639، مغانی الاخیار 1762)

26۔ عروہ بن الزبیرؓ بن العوام الاسدی، ابو عبد اللہ

مدنی، وفات 94ھ (اکمال تہذیب 3690 ج 9)

27- عمر بن عبد الله بن عروه بن الزبيرؓ بن العوام

المدني والده ام حكيم بنت عبد الله بن الزبيرؓ

بن العوام (اكمل تهذيب الكمال 4009 ج10)

28- عمر بن محمد بن الحسن بن الزبير الاسدي ابو حفص

الكوني المعروف بابن التل، برادر جعفر

(اكمل تهذيب الكمال 4037)

29- عمرو بن عامر بن عبد الله بن الزبيرؓ

(اكمل تهذيب 4122)

30- محمد بن عبد الله بن الزبيرؓ ابى احمد الزبيرى

(تهذيب الكمال فى اسماء رجال 322)

31- محمد بن عروه بن الزبيرؓ بن العوام المدني،

برادر هشام - و ولد ام يحيى و امها حفصه

بنت عبد الرحمن بن عمرو بن سعد بن معاذ

(ابن سعد، اكمل تهذيب 4208)

32- محمد بن جعفر بن الزبير

(تهذيب الكمال فى اسماء رجال 433)

33- معصب بن عبد الله بن معصب بن ثابت بن

عبداللہ بن الزبیرؓ المدنی متوفی 233ھ یا

236ھ، سکن بغداد، والدہ امت الجبار بنت

ابراہیم بن جعفر بن معصب بن الزبیرؓ

(طبقات النساءین صفحہ 59، اکمال تہذیب 4582)

34۔ معصب بن ثابت بن عبداللہ بن الزبیرؓ بن

العوام، جد معصب بن عبداللہ المدنی۔

معصب بن ثابت کی والدہ سکینہ بنت حسینؓ

(کتاب الزبیر بن ابوبکر)

وفات 72ھ (جمہور الانساب، اکمال تہذیب 4575)

35۔ معصب بن ابراہیم بن حمزہ الزبیری

(مغانی الاخیار 2286)

36۔ معصب بن ثابت بن عبداللہ بن زبیرؓ بن

العوام جد معصب بن عبداللہ زبیری۔ وفات

مدینہ منورہ 157ھ (مغانی الاخیار 2287)

37۔ معاویہ بن عبداللہ الزبیری مدنی ابوعبداللہ

(قسم الباب فی کنی 481)

38۔ ہشام بن عروہ بن الزبیرؓ بن العوام، ابوالمنذر،

قیل ابو عبد اللہ مدنی وفات 46ھ ولد یعقوب

اور عبد الوہاب بن یحییٰ بن عباد

(اکمال تہذیب 4952، مغانی الاخیار 2633)

39۔ یحییٰ بن عباد بن عبد اللہ بن الزبیرؓ بن العوام

المدینی ولد یعقوب و عبد الوہاب۔ والدہ ام حکیم

بنت الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس

ابن عبد مناف (اکمال تہذیب 5148)

40۔ یحییٰ بن عروہ بن الزبیرؓ بن العوام ابو عروہ

مدنی۔ والدہ ام یحییٰ بنت الحکم بن ابی العاص ،

برادر ہشام بن عروہ (اکمال تہذیب 5173)

مولی آل زبیرؓ

1۔ ابراہیم بن عقبہ بن ابی عیاش المدنی المطرفی

الاسدی، مولی آل زبیر بن العوام، برادر موسیٰ

بن عقبہ (مغانی الاخیار 8)

2۔ عمرو بن ابی حکیم ابوسعید الواسطی، یقال ابو سہل

عرف بابن الکراذی، مولی آل زبیر، برادر سلیمان

بن ابی حکیم العطار

(تاریخ واسطہ، اکمال تہذیب 4080)

3۔ یحسین بن ابی موسیٰ رافضی۔ یقال ابن عبد اللہ

المدنی مولیٰ معصب بن الزبیر (اکمال تہذیب 5084)

4۔ سلیمان بن داؤد بن الجارود، ابو داؤد الطیلسی

البصری، فارسی الاصل، مولیٰ آل زبیر بن

العوام۔ والدہ فارسیہ مولاء نصر بن معاویہ

(مغنی الاخیار 919)

5۔ حبیب الاعور المدنی مولیٰ عروہ بن زبیر قرشی

(اکمال تہذیب 1180 ج 3)

6۔ زمیل بن عباس مولیٰ عروہ بن الزبیرؓ وفات

93ھ، 94ھ یا 101ھ (مغنی الاخیار 1783)

7۔ موسیٰ بن عقبہ بن ابی عیاش القرشی الاسدی،

المطرفی، ابو محمد مدنی مولیٰ آل زبیر بن العوام،

کہا جاتا ہے مولیٰ ام خالد بنت سعید بن العاص

زوجہ الزبیر بن العوام۔ برادر ابراہیم بن عقبہ

اور محمد بن عقبہ (مغنی الاخیار 2405)

8- وهب بن كيسان القرشي، ابو نعيم المدني المعلم،

مولي آل زبير بن العوام (مغاني الاخير 2527)

9- يزيد بن رومان الاسدي، ابوروح المدني مولي زبير

بن العوام (مغاني الاخير 2680)

10- يعلى بن عقبه، ابن عقبه مولي آل زبير بن

العوام (مغاني الاخير 2741)

مشہور تاریخی اعزازات

1- عشرہ مبشرہ:

حضرت ابو بکر صدیقؓ،

حضرت زبیر بن العوامؓ (داماد ابو بکر صدیقؓ)

اور طلحہ بن عبید اللہ تیمیؓ کو حاصل ہوا۔

2- سابقون الاولون:

تقریباً تمام اہل بیت ابو بکر صدیقؓ اور

ان کے لواحقین سابقون الاولون میں

سے ہیں۔ سوائے چند ایک کے -

3 - مہاجرین:

یہ اعزاز بھی تقریباً سب اہل بیت ابو بکر

صدیقؓ اور ان کے لواحقین نے حاصل کیا۔

جب مکہ مکرمہ سے اپنے آبائی گھر چھوڑ کر

مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔

4 - ثانی اثنین:-

قرآن مجید میں ابو بکر صدیقؓ کے لیے۔

5- اسلام لانے میں اولیت اور نبوت کی تصدیق:

ابوبکر صدیقؓ نے امر نبوت کی سب سے پہلے
 تصدیق کی جبکہ آنحضورؐ اپنے تایا زبیر بن
 عبدالمطلب کے ہمراہ شام روانہ ہوئے اور
 بحیرہ راہب سے ملنے کا واقعہ پیش آیا۔
 (صدیقیت اور اولیت کی ابتداء)
 عاقل بالغ مردوں اور تمام قبیلہ کے سرداروں
 میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے
 اسلام قبول کیا۔

6- یار غار:

ہجرت کا سفر جس کا آغاز اور انتظام ابوبکر
 صدیقؓ کے گھر میں ہوا تھا۔ انتہائی مشکل
 اور پر خطر حالات میں غار ثور میں قیام اور
 اولاد ابوبکر صدیقؓ، بشمول اسماء بنت ابوبکر
 صدیقؓ اور عبداللہ بن ابوبکر صدیقؓ کے
 علاوہ سیدنا عامر بن فہیرہؓ کا استقامت کے ساتھ
 اس راز کو نبھانا۔

یہ اعزاز ابوبکر صدیقؓ کے لیے ہے۔ جبکہ

آپؐ غار ثور میں آنحضورؐ کے ہمراہ تھے۔

7- صدیق:

یہ خطاب حضرت ابو بکرؓ کو دربار رسالت سے عطا ہوا۔

8- خلیفۃ الرسول:

بیعت خلافت کے بعد ابو بکر صدیقؓ کا لقب۔

9- اول امیر حج:

آنحضورؐ نے اپنی حیات مبارکہ میں ابو بکر صدیقؓ کو یہ اعزاز بخشا اور سن 9ھ میں آپ کو امیر حج بنا کر بھیجا۔

10- امام الصلوٰۃ:

یہ اعزاز صدیق اکبرؓ کو آنحضورؐ کی حیات مبارکہ میں حاصل ہوا۔ جبکہ آپؐ نے خود اس امر کا حکم دیا۔ آپؐ امامت فرما رہے تھے کہ آنحضورؐ بھی نماز ادا کرنے کے لیے تشریف لے آئے۔ ابو بکرؓ نے پیچھے ہٹنا چاہا تو آنحضورؐ نے منع فرمایا اور

کئی نمازوں کی امامت آپؐ نے فرمائی۔

11- عثمانؓ ابو قحافہ کا اعزاز :

ابو قحافہؓ جب اپنے بیٹے ابو بکر صدیقؓ

کے ہمراہ دربار رسالت میں اسلام لانے

کے لیے حاضر ہوئے تو آنحضورؐ نے فرمایا

”ان کو یہاں آنے کی تکلیف کیوں دی میں

خود ہی ان کے پاس پہنچ جاتا۔“

آنحضورؐ کا یہ ارشاد ان کے لیے بہت بڑا

اعزاز ہے۔

12- عبد اللہ بن ابو بکرؓ کا اعزاز:

غزوہ طائف میں آنحضورؐ کی قیادت میں

شریک ہوئے اور وہاں زخمی ہونے کے

کچھ عرصہ بعد یہی زخم وفات کا سبب

بنے۔

13- ذات النطاقین :-

دربار رسالتؐ سے اسماء بنت ابو بکر صدیقؓ

کو ہجرت کے موقع پر عطا ہوا۔

14- حواری رسول:

دربار رسالت سے زبیر بن العلومؓ کو عطا
ہوا۔ آپ داماد ابو بکر صدیقؓ کے تھے۔

15- اول مولود بعد ہجرت مدینہ :

یہ اعزاز عبد اللہ ابن زبیرؓ کو حاصل ہوا۔
جو ابو بکر صدیقؓ کے نواسے تھے۔

16- حور عین میں سے کوئی حور :

ام رومانؓ والدہ ام المومنین عائشہ صدیقہؓ
جب وفات کے وقت قبر میں اتاری گئیں
تو آنحضورؐ نے فرمایا حور عین میں سے کسی
حور کو دیکھنا پسند ہو تو وہ ام رومانؓ کو دیکھ لے۔

17- ام المومنین، صدیقہ، حمیرا:

عائشہ صدیقہؓ کے القابات و اعزازات۔

18- عالم اسلام کی پہلی خاتون سپہ سالار:

یہ اعزاز عائشہ صدیقہؓ کو جنگ جمل کے
موقعہ پر حاصل ہو۔

19- اولین اسلامی پرچم:

عائشہ صدیقہؓ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ

اسلام کا اولین پرچم ان کے دوپٹہ

مبارک سے بنا اور بعد میں بھی کئی

موقوں پر یہ اعزاز حاصل ہوا۔

20- صحابیات کا اعزاز چار پشتوں تک :

یہ اعزاز ابو قحافہؓ کو حاصل ہوا۔ آپ کی

چار پشتیں دو واسطوں سے صحابی ہیں۔

دونوں سلسلہ اس طرح ہیں۔

I- ابو عتیق عبد الرحمن بن عبد الرحمن

بن ابوبکر صدیقؓ بن ابو قحافہؓ

ii- عبد اللہ ابن زبیرؓ بیٹے اسماء بنت ابوبکر

صدیقؓ بن ابو قحافہؓ

21- نسبی اعزاز:-

ابراہیمی، اسماعیلی، عدنانی، کنانی، نضری،

قریشی اور تیمی۔

22- عتیق:-

ابوبکر صدیقؓ کا لقب جس کے مطابق

مشہور روایات میں ہے کہ

i۔ آپ کے حسب نسب میں کوئی عیب نہ تھا۔

ii۔ آپ کے حسن و جمال کی وجہ سے

iii۔ آنحضورؐ کا ارشاد پاک کہ تم اللہ تعالیٰ کی

طرف سے دوزخ سے آزاد کر دیے

گئے ہو۔

23۔ مسجد نبوی کی تعمیر و سنگ بنیاد:

جب مسجد نبوی کی تعمیر کا آغاز ہوا تو

آنحضورؐ نے سب سے پہلے خود سنگ بنیاد

رکھا پھر ابو بکر صدیقؓ سے فرمایا میرے

پتھر کے برابر میں اپنا پتھر رکھیں۔ پھر عمرؓ

و عثمانؓ سے اسی طرح برابر پتھر رکھنے

کا فرمایا۔

مسجد نبوی کی زمین کی قیمت بھی آنحضورؐ

کے حکم پر ابو بکر صدیقؓ نے ادا کی۔

24۔ اولین مسجد مکہ مکرمہ میں:

آغاز اسلام میں ہی ابو بکر صدیقؓ نے

اپنے گھر میں مسجد بنائی جو اولین مساجد
میں سے ہے۔

25۔ خلافت کا اعزاز:

i۔ ابو بکر صدیقؓ اولین خلیفہ الرسول۔

ii۔ عبد اللہ ابن زبیرؓ کی خلافت 683ھ

میں قائم ہوئی۔

Iii۔ قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیقؓ کو

اپنے زمانے میں خلافت کے لیے سب

سے موزوں سمجھا جاتا تھا۔

اس خاندان میں جو صحابہ، تابعین، تبع

تابعین، محدثین، علماء اور صالحین پیدا

ہوئے ان سب کا احاطہ کرنا ممکن نہیں

اسکے علاوہ دیگر خدمات اور اعزازات پر

باقاعدہ کتابیں لکھی گئی ہیں یہاں صرف چند

اعزازات بیان کر دیئے گئے ہیں ۔

ایک غمزدہ یتیم بچے سے رسول اللہ ﷺ نے
 فرمایا "میرے بیٹے! کیا تم اس بات پر راضی
 نہیں ہو کہ عائشہ ؓ تو تمہاری ماں ہو اور
 محمد ﷺ تمہارا باپ ﴿الحديث﴾

دنیا کے مختلف ممالک میں آباد

صدیقی النسب قبائل

اور

مشاہیر

اولاد عبدالرحمن بن ابوبکر صدیقؓ

1۔ محمد بن عبدالرحمن بن ابوبکر صدیقؓ

'ابوعتیق' انکی والدہ امیمہ بنت عدی بن قیس بن

حذافہ بن سعد بن سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب۔

۔ عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمن بن ابوبکر صدیقؓ

ابن ابی عتیق، کنیت ابی بکر۔ انکی والدہ رمیثہ بنت

الحارث بن حذیفہ بن مالک بن ربیعہ من بنی

فراس بن غنم من بنی مالک بن کنانہ۔

۔ عائشہ بنت محمد بن عبدالرحمن بن ابوبکر صدیقؓ

جو کہ والدہ تھیں حکیمہ اور رقیقہ کی اور انکے والد

ثابت بن عبداللہ بن الزبیر بن العوامؓ ہوئے۔

۔ ابن القیسرانی نے "انساب المتفقہ" میں تحریر کیا

ہے کہ ذریت ابن ابی عتیق جو کہ "العتیقی" کہلاتے

ہیں انکا نسب سلسلہ آل ابی عتیق البکری سے ہے۔

۔ عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمن بن ابوبکر صدیقؓ

ابن ابی عتیق کی اولاد میں محمد، ابوبکر، عثمان،

عبدالرحمن، عمر، عاتکہ، عائشہ (الاولی)، زینب

ہوئے اور انکی والدہ ام ایہا بنت عبداللہ بن

عبدالرحمن بن ابوبکر صدیق ؓ تھیں۔

۔ عائشہ (ثانیہ) بنت عبداللہ ابن ابی عتیق ؓ :

کو کہا جاتا ہے انکا نام ام کلثوم تھا۔

۔ آمنہ بنت عبداللہ ابن ابی عتیق ؓ : انکی والدہ

ام اسحق بنت طلحہ بن عبید اللہ ؓ بن عثمان التیمی

اور انکی بیٹی والدہ تھیں فاطمہ بنت الحسین بن علی ؓ

بن ابی طالب کی۔

۔ عبدالرحمن بن عبداللہ بن محمد ابی عتیق ؓ کے بیٹے

کا نام طلحہ تھا جو محدث ہوئے۔

2۔ عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابوبکر صدیق ؓ

کی والدہ قریبہ صغریٰ بنت ابی امیہ زاد الرکب

حذیفہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخدوم ہوئیں

جنکی والدہ عاتکہ بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس

بن عبد مناف بن قصی بن کلاب اور

انکی والدہ صفیہ بنت امیہ بن حارثہ بن الاوقص

بن مرہ بن ہلال بن فالج بن ذکوان من بنی سلیم۔

اور انکی والدہ امۃ بنت نوفل بن عبد مناف بن

قصی اور انکی والدہ قلابہ بنت جابر بن نصر بن

مالک بن حسل بن عامر بن لوی اور انکی والدہ

تماضر بنت الحارث بن حبیب بن جذیمہ بن مالک

بن حسل بن عامر بن لوی ۔

اور انکی والدہ الصماء بنت سعید بن سہم ۔

اور انکی والدہ عاتکہ بنت عبد العزی بن قصی ۔

اور انکی والدہ ریطہ الکبریٰ بنت کعب بن سعد

بن تیم بن مرہ جتلی والدہ قیلہ بنت حدافہ بن جمح ۔

۔ بنات عبد الرحمن بن ابو بکر صدیق ؓ

ام حکیم ، ام کلثوم ، میمونہ ، قریبہ ، اسماء ،

حفصہ ، اور عائشہ ۔

۔ ام حکیم بنت عبد الرحمن بن ابو بکر صدیق ؓ ۔

جو شقیۃ عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابو بکر صدیق ؓ

کی تھیں اور انکی والدہ قریبہ صغریٰ بنت ابی امیہ

زاد الرکب حذیفہ بن المغیرہ مخزومی تھیں۔

ام حکیم کی شادی موسیٰ بن طلحہ بن عبید اللہ ؓ التیمی سے ہوئی۔ اولاد میں محمد، یحییٰ اور عائشہ ہوئے۔
 - عائشہ بنت موسیٰ بن طلحہ کی شادی امیر المومنین عبد الملک بن مروان اموی سے ہوئی جن سے بیٹا بکار بن عبد الملک ہوا۔

- ام کلثوم بنت عبد الرحمن بن ابو بکر صدیق ؓ جن کی والدہ حمیدہ بنت طلحہ بن عبد اللہ بن مسافع بن عیاض بن صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم القرشی التیمی ہوئیں۔

- قریبہ بنت عبد الرحمن بن ابو بکر صدیق ؓ کی شادی چچا زاد قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق ؓ سے ہوئی اور انکی اولاد میں عبد الرحمن متولد ہوئے۔

- اسماء بنت عبد الرحمن بن ابو بکر صدیق ؓ کی شادی چچا زاد قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق ؓ سے ہوئی اور اولاد میں ام حکیم، فاطمہ، ام فروہ ہوئیں۔

- ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق ؓ والدہ جعفر الصادق بن محمد الباقر الحسینی کی تھیں۔
 - حفصہ بنت عبد الرحمن بن ابو بکر صدیق ؓ شقیقہ

عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابوبکر صدیقؓ تھیں اور
انکی والدہ قریبہ الصغریٰ بنت ابی امیہ زاد الرکب
حذیفہ بن المغیرہ المخزومی تھیں۔

انکی شادی حسین بن علیؓ ابن ابی طالب سے ہوئی
اور نکاح ثانی عاصم بن عمر بن الخطابؓ سے ہوا۔
اور اسکے بعد ان کا نکاح منذر بن زبیر بن العوامؓ
سے ہوا جن سے ابراہیم، عبدالرحمن اور قریبہ
متولد ہوئے۔ حفصہ کی وفات 80ھ میں ہوئی
۔ عائشہ بنت عبدالرحمن بن ابوبکر صدیقؓ کی
شادی عبید اللہ بن عبداللہ بن عمر بن الخطابؓ
سے ہوئی جن سے ابابکر، عبداللہ، عمر، محمد اور
ام عمرو کی ولادت ہوئی۔

۔ عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابوبکر صدیقؓ
کی اولاد میں ابوبکر، طلحہ، عمران، عبدالرحمن اور
نفیسہ متولد ہوئیں

۔ نفیسہ بنت عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابوبکر
صدیقؓ کی شادی امیر المومنین الولید بن

عبدالملک بن مروان سے ہوئی۔

- ام فروہ بنت عبداللہ بن عبدالرحمن بن

ابوبکر صدیقؓ والدہ تھیں عائشہ بنت طلحہؓ

بن عبید اللہ بن عثمان شارب الذهب بن

عمرو السیال بن کعب بن سعد بن تیم۔

جو ابنہ ام کلثوم بنت ابوبکر صدیقؓ تھیں۔

- عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابوبکر صدیقؓ

کی شادی مریم بنت عبداللہ بن عقیل العقیلی سے

ہوئی جن سے ام ایہا بنت عبداللہ کی ولادت

ہوئی اور جنگی شادی عم زاد عبداللہ بن محمد ابی عتیق

بن عبدالرحمن بن ابوبکر صدیقؓ سے ہوئی۔

- ابوبکر بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابوبکر

صدیقؓ کی اولاد میں عبدالرحمن ہوئے جنکے بیٹے

کا نام ابوبکر تھا اور انکی والدہ نجرۃ بنت قاسم بن

عرفطۃ العذری حلیف بنی زہرہ یقال الشاری نے

ایک جماعت کے ساتھ خروج فی زمانہ آخر خلفاء

بنی امیہ مروان الحمار بن محمد اموی بالسوس کیا۔

(سوس: بلاد مغرب افریقہ میں ایک منطقہ سوس ہے اور بلاد مشرق میں اہواز میں منطقہ اور نہر کا نام سوس ہے اور دانیال نبی کی قبر وہاں اہواز میں ہے)

- ابو بکر الشاری بن عبدالرحمن بن ابوبکر بن عبداللہ بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابوبکر صدیقؓ کی اولاد میں ہاشم بن ابوبکر ہوئے جتنی والدہ ام ہاشم بنت ہاشم بن یحییٰ بن خالد بن عرفطہ اور وہ قضا مصر پر فائز تھے متوفی بعد خلیفہ ہارون الرشید -

دوسرے بیٹے عباس بن ابوبکر اغنیاء قریش میں تھے -

بنی ابوبکر الشاری بن عبدالرحمن بن ابوبکر بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابوبکر صدیقؓ کوفہ عراق میں ہجریہ اولیٰ میں آباد ہوئے -

- عمران بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابوبکر صدیقؓ قرون ہجریہ اولیٰ میں مدینہ منورہ میں آباد ہوئے اور انکی اولاد میں عمران اور موسیٰ متولد ہوئے - اور ان ہی موسیٰ بن عمران کی اولاد میں عمران ، محمد اور ابراہیم متولد ہوئے - جبکہ محمد بن

موسیٰ بن عمران کے بیٹے ابو بکر کی ولادت ہوئی
جو کہ محدث تھے۔

- عبدالرحمن بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن
ابو بکر صدیقؓ کی اولاد میں میمونہ ، ام جمیل اور
عائشہ متولد ہوئیں۔ جنکی والدہ ام عبداللہ بنت
عبدالرحمن بن زید بن الخطابؓ القرشی عدوی تھیں۔
میمونہ بنت عبدالرحمن کی شادی عبدالعزیز بن
الولید بن عبدالملک بن مروان الاموی سے ہوئی
جن سے عبدالملک اور عتیق کی ولادت ہوئی۔

بنی طلحہ الدراہم بن عبداللہ

بن عبدالرحمن بن ابو بکر صدیقؓ
- طلحہ بن عبداللہ کی اولاد میں ام رومان
اور ام عبداللہ عبیدہ ہوئیں۔

ام رومان بنت طلحہ والدہ عمر بن عثمان بن عمر بن
موسیٰ بن عبید اللہ بن معمر القریشی التیمی تھیں۔
اور ام عبداللہ عبیدہ بنت طلحہ والدہ ابو بکر بن

عبداللہ بن معصب بن ثابت بن عبداللہ بن
الزبیر بن العوام -

- طلحہ بن عبداللہ کے بہت سے بیٹے ہوئے

جن کی فہرست اور تفصیلات اس طرح ہیں :

1- محمد بن طلحہ محدث تھے اور بعد خلیفہ عمر بن

عبدالعزیز اموی والی مکہ مکرمہ تھے انکے بیٹوں میں:

یحییٰ بن محمد بن طلحہ محدث ،

ابراہیم بن محمد بن طلحہ ☆☆☆

موسیٰ بن محمد بن طلحہ ☆☆ ، طلحہ بن محمد بن طلحہ اور

اسحق بن محمد بن طلحہ ☆ ہوئے -

اور بیٹیوں میں :

- ام سلمہ بنت محمد بن طلحہ : زوجہ موسیٰ الجون الحسنی

اور انکی اولاد میں محمد ، ابراہیم ، عبداللہ ، فاطمہ ،

زینب ، رقیہ ، ام کلثوم اور خدیجہ متولد ہوئے -

- عائشہ بنت محمد بن طلحہ : زوجہ سلیمان بن علی بن

عبداللہ بن العباسؓ بن عبدالمطلب اور انکی اولاد

میں عبدالرحمن ، عبدالرحیم اور ریٹہ متولد ہوئے -

☆ اسحق بن محمد بن طلحہ کے بیٹے محمد اور پھر انکے

بیٹے موسیٰ ہوئے۔ اور ان موسیٰ بن محمد بن طلحہ

کی اولاد میں احمد، اسحق اور عائشہ (یہ عائشہ بنت

موسیٰ والدہ تھیں موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن طلحہ

بن عمر بن عبید اللہ بن معمر التیمی)۔

☆☆ احمد بن موسیٰ بن محمد بن طلحہ کی اولاد میں محمد

اور انکی اولاد میں صالح ہوئے جنکی بیٹی فاطمہ کی قبر

معلّٰہ جحون مکہ مکرمہ میں ہے۔

اسحق بن موسیٰ بن محمد بن طلحہ کی اولاد میں یحییٰ

ہوئے اور جنکے بیٹے احمد ہوئے اور انکے بیٹے محمد

اور پھر انکے بیٹے صالح ہوئے جنکی اولاد میں کریمہ

ہوئیں جنکی قبر معلّٰہ جحون مکہ مکرمہ میں ہے۔

(کریمہ بنت صالح بن محمد بن احمد

بن یحییٰ بن اسحق بن موسیٰ بن محمد بن طلحہ)

☆☆☆ ابراہیم بن محمد بن طلحہ کی اولاد میں صالح

ہوئے جنکی اولاد میں لاحق اور انکی اولاد میں احمد

اور جنکی اولاد میں سعید اور انکی اولاد میں عبد اللہ

اور انکی اولاد میں انس اور انکی اولاد میں یوسف
 اور انکی اولاد میں الحسن ہوئے۔ اور انکی اولاد
 میں ہبیرۃ اور انکی اولاد میں محمد پیدا ہوئے۔
 اور انکی اولاد میں الحسن اور انکے بیٹے عیسیٰ اور انکے
 بیٹے عبدالکافی اور انکے بیٹے علی اور انکی اولاد میں
 ضرغام سکر اور انکی اولاد میں علی اور انکی اولاد میں
 محمد اور انکی اولاد میں علی جنکے بیٹوں میں شمس الدین
 محمد اور شہاب الدین احمد متولد ہوئے۔

شہاب الدین احمد متوفی 806ھ، اور محمد الملقب
 شمس الدین ابو عبد اللہ مشہور ابن سکر یا ابن شکر
 مؤذن البکری مصری جو مکہ مکرمہ تشریف لائے
 متوفی 801ھ اولاد میں مؤنسہ خاتون، مدعوۃ فاطمہ۔
 - حمزہ الخیلامی ابن علی بن محسن بن محمد بن جعفر
 بن موسیٰ بن عیسیٰ بن طلحہ بن محمد بن طلحہ۔

2۔ عبید اللہ بن طلحہ :

اسماعیل محدث ابائیجی کوفی یا بغدادی ابن
 اسمعیل بن یحییٰ بن عبید اللہ بن طلحہ۔

3۔ شعیب بن طلحہ :

کی اولاد میں صالح ، عیسیٰ ، اسحق ، محمد ،
 ابراہیم ، شعیب اور ہارون متولد ہوئے -
 شعیب بن طلحہ کی کنیت ابی محمد تھی اور متوفی
 174ھ یا 175ھ -

- صالح بن شعیب بن طلحہ کی اولاد میں عیسیٰ ابی محمد
 محدث ابن سلیمان بن ابراہیم بن صالح بن شعیب
 بن طلحہ شعیب بن شعیب بن طلحہ: کی اولاد میں
 طلحہ ابی عتیق محدث ابن عبدالرحمن بن عتیق بن
 محمد بن ابراہیم بن اسحق بن صالح بن شعیب
 بن شعیب بن طلحہ -

4۔ اسماعیل بن طلحہ :

کی اولاد میں یعقوب محدث (282ھ میں مدینہ منورہ
 میں زندہ تھے) ابن ابراہیم بن اسحق بن ابراہیم
 بن اسماعیل بن طلحہ -

5۔ احمد بن طلحہ :

انکی اولاد میں قاضی جمال الدین محمد متوفی قاہرہ

726ھ کی اولاد میں فاطمہ داعی فقہاء میں

تھیں اور بیٹوں میں ناصر الدین محمد ابو عبد اللہ اور ابراہیم

لقب جمال الدین المصری ابو اسحق معروف فیومی

محدث ہوئے (فیوم شہر) -

قاضی جمال الدین بن محمد بن اسمعیل بن یوسف

بن عتیق بن نجاد البرد بن سبیح بن موسیٰ بن

ابراہیم بن احمد بن طلحہ -

6- ابراہیم بن طلحہ محدث :

انکی اولاد میں ابویحییٰ محمد محب الدین مشہور

محب البکری ابن قاضی محمد عز الدین بن محمد

عماد الدین بن سلیمان بن یوسف بن یعقوب

بن عمر بن داؤد بن موسیٰ بن نصر بن حفاظ بن

حسین بن یحییٰ بن ادریس بن محمد بن علی بن

صالح بن ابراہیم بن طلحہ ہوئے -

7- یحییٰ بن طلحہ : کی اولاد میں حسن بن مہاجر

بن حسن بن جبرائیل بن ابراہیم بن اسماعیل بن

یحییٰ بن طلحہ -

حسن بن مہاجر کی اولاد میں ابوالقاسم حسین
اور ابو نصر محمد ہوئے۔

8۔ موسیٰ بن طلحہ :

انکی بیٹی کا نام عائشہ تھا جو والدہ موسیٰ بن
محمد بن ابراہیم بن طلحہ بن عمر بن عبید اللہ بن
معمر القرشی التیمی کی تھیں۔

9۔ عثمان بن طلحہ :

راوی حدیث بھائی ابراہیم سے اور طلحہ سے

10۔ ذکریا بن طلحہ :

انکی اولاد میں ابراہیم ابی اسحق تیسری صدی
ہجری میں ہوئے۔ شجرہ ابراہیم بن اسحق بن
محمد بن ذکریا بن طلحہ۔

11۔ نوح بن طلحہ محدث :

انکی اولاد کثرت سے ہوئی اور بے شمار گھرانے
علماء، فقہاء، صالحین، خطباء، مشائخ، نقباء نقبات
الاشرف اور انکی ذریت مصر، شام، سوڈان کے شہروں
میں پھیلی۔ انکی اولاد میں اسماعیل اور محمد ہوئے۔

- ابو الروح عیسیٰ بن شعبان الاستاذ بن عیسیٰ

عوض بن داؤد بن محمد بن نوح بن طلحہ -

- عیسیٰ ابو الروح بن شعبان کی اولاد میں نجم الدین

محمد (خطیب بلدۃ قیس بصعید مصر الادنی) کے بیٹے

یعقوب (خطیب بلدۃ قیس بصعید مصر الادنی) کی اولاد

میں یحییٰ اور انکے بیٹے موسیٰ اور انکے بیٹے حسن اور

انکے بیٹے ابو ذکریا یحییٰ کی اولاد میں عبدل محسن،

عبدالرحیم اور عبدالمنعم ہوئے -

ابو الحسن نورالدین علی مشہور صاحب ابن تیمیہ ابن

یعقوب بن جبرائیل بن عبدالمحسن بن یحییٰ -

- عبدالمنعم بن عبدالرحیم بن یحییٰ کی اولاد میں

احمد اور محمد ہوئے -

- الحب محمد ابن ابی الحسن متوفی ینبع، حجاز 843ھ

ابن ابو الحسن علی ابن احمد بن عبدالمنعم بن

عبدالرحیم -

- عمر بن محمد بن ابراہیم بن علی بن محمد بن

عبدالمنعم بن عبدالرحیم کی اولاد میں عبدالرحمن

اور علاء الدین متولد ہوئے ۔

- علی بن احمد بن علی بن احمد بن اسکندر

بن احمد بن علاء الدین بن عمر ۔

- عبد المنعم بن یحییٰ کی اولاد میں عبد العظیم اور

عبد الخالق متولد ہوئے ۔

- احمد شہاب الدین نام محمد متوفی 774ھ بن

عبد الوارث بن جمال الدین محمد بن زین الدین

عبد الوارث بن عبد العظیم بن عبد المنعم انکی اولاد

میں عبد الوارث ، محمد ناصر الدین اور نور الدین علی

(المحتسب متوفی 806ھ) ۔

- نجم عبد الرحمن بن نجم عبد الرحمن قاضی منیہ

بنی خصیب ولد 783ھ متوفی 868ھ بن عبد الوارث

متوفی ینبع ، حجاز 814ھ بن احمد کی اولاد میں محیوی

عبد القادر ابوالبرکات اور عبد الوارث ہوئے ۔

- محیوی عبد القادر مالکی قاضی دمشق (824ھ) ۔

874ھ) بن نجم عبد الرحمن کی اولاد میں البدر اور

محمد کی اولاد میں زین العابدین اور محمد متولد ہوئے ۔

- سیدہ فاطمہ بنت عبدالوارث بن محمد بن
- عبدالوارث بن نجم عبدالرحمن والدہ شیخ عبدالقادر
- بن جلال الدین الحلی سبط آل صدیق کی -
- محمد ناصر الدین ولد 700 ھ متوفی 774 ھ بن
- بہاء الدین عبدالخالق بن عبدالمنعم کی اولاد میں
- احمد اور نور الدین ہوئے - یہ نور الدین المشہور
- ابن قبیلہ یا ابن قتیلہ ہوئے -
- احمد بن محمد ناصر الدین بن محمد ناصر الدین کی اولاد
- میں احمد زین الدین ابو العباس (جنتی والدہ شریفہ
- فاطمہ تاج الدین) اور احمد زین الدین متولد ہوئے
- جو کہ جد اعلیٰ بیت السادہ البکریہ مصر، شام اور
- سوڈان کے شہروں میں ہوئے -
- احمد زین الدین ابو العباس کی اولاد میں محمد ناصر
- الدین، عبدالرحمن جلال الدین اور احمد ہوئے -
- احمد بن احمد زین الدین بن ناصر الدین کی اولاد
- میں شیخ محمد اور شیخ ناصر الدین ہوئے -
- شیخ محمد بن احمد بن احمد زین الدین کی اولاد

میں سری الدین ، سعد الدین اور محمد ہوئے۔ جو

حماة شام میں آباد ہوئے ۔

- شیخ سری الدین کی اولاد میں عبدالغنی ☆،

عبدالوہاب ، عبدالرزاق اور مریم ، لطیفہ ،

صالحہ اور حنیفہ متولد ہوئے ۔

☆ عبدالغنی کی اولاد میں علوان اور اعرابی ہوئے

علوان کی اولاد میں عبدالرحمن ، حسن ، حامدہ اور

عائشہ متولد ہوئے ۔ عبدالرحمن بن علوان کی اولاد

میں قاسم ، علی ، محمد اور فاطمہ ہوئے ۔

- شیخ ناصر الدین بن احمد بن احمد زین الدین

کی اولاد میں بدر الدین اور محمد ہوئے ۔

- محمد ناصر الدین بن احمد زین الدین کی اولاد میں

محمد بدر الدین ہوئے جو قاضی تھے اور اولاد نے

مصر اور شام ہجرت کی اور ذریت آل البکری

دمشق ہوئے ۔

- عبدالقادر محی الدین ابو عبد اللہ متوفی دمشق

1003ھ بن حسن محی الدین بن محمد بدر الدین

کی اولاد میں حسن بدر الدین متوفی 1012ھ،

ابو بکر متوفی 1031ھ اور کمال الدین ہوئے۔

ان کمال الدین بن عبد القادر کی اولاد میں احمد

اور علی ہوئے۔

۔ علی بن کمال الدین بن عبد القادر محیی الدین

کی اولاد میں کمال الدین اور محمد ہوئے۔ ان کمال

الدین بن علی کی اولاد میں قطب مصطفیٰ الخلوئی

ہوئے جنکی اولاد میں محمد کمال الدین ہوئے۔

۔ خلیل بن محمد بن محمد بن حسین بن محمد بن علی

بن کمال الدین کی اولاد میں صالح، احمد اور محمد

ہوئے۔ جنکی ذریت دمشق شام میں آباد ہے۔

۔ خلیل متوفی 1172ھ بن اسعد بن احمد بن کمال

الدین بن عبد القادر محیی الدین کی اولاد میں اسعد،

عبد اللہ، عبد الرحمن، سعد الدین اور عطاء اللہ

ہوئے۔ عطاء اللہ بن خلیل کی اولاد میں اسعد اور

مصطفیٰ ہوئے۔ اسعد متوفی 1310ھ جنکی اولاد

میں ☆ خلیل متوفی 1344ھ اور ☆☆ عطاء اللہ

پاشا متوفی 1334ھ ہوئے۔

☆ خلیل کی اولاد میں انور آفندی، رشدی

آفندی اور مدحت آفندی ہوئے۔

☆☆ عطاء اللہ پاشا کی اولاد میں فوزی بک، محمد

نسب پاشا متوفی 1386ھ، سامی بک اور مظہر بک

ہوئے۔ عطاء اللہ بک متوفی 1424ھ بن محمد نسب

پاشا ہوئے۔

- علامہ جلال الدین محمد ابی البقاء (دفن جامع

ابيض قاہرہ) بن عوض بن محمد ناصر الدین بن

احمد بن محمد ناصر الدین بن احمد زین الدین بن

عبدالرحمن جلال الدین کی اولاد میں ابوالحسن محمد

تاج العارفین اور اسماء متولد ہوئے۔

- ابوالحسن بن جلال الدین کی اولاد میں قطب

الکبیر محمد ابوالکرام شمس الدین ابوبکر زین العابدین

اور خدیجہ ہوئیں۔

- سیدہ خدیجہ بنت جلال الدین البکری زوجہ شیخ

عبدالوارث بن محمد بن عبدالوارث بن عبدالرحمن

- الکبری - انکی اولاد میں سیدہ فاطمہ ہوئیں جو والدہ شیخ عبدالقادر بن جلال الدین الحلی تھیں اور جوار سیدہ خدیجہ میں دفن ہوئیں -
- محمد ابیض الوجہ کی اولاد میں محمد تاج العارفین ابوالسرور ، محمد ابوالموہب ، زین العابدین علی ، عبدالرحمن ، عبدالرحیم اور احمد ہوئے -
- ابوالموہب محمد بن قطب محمد ابیض الوجہ کی اولاد میں عبداللہ ابی الموہب ہوئے -
- زین العابدین بن قطب محمد ابیض الوجہ متوفی 1013ھ قاہرہ کی اولاد میں احمد ، عبدالرحمن اور محمد متوفی 1082ھ ہوئے ، ان محمد بن زین العابدین کی اولاد میں زین العابدین ہوئے جو 11ویں صدی ہجری میں اہل قرآن ہوئے -
- محمد تاج العارفین ابوالسرور بن قطب محمد ابیض الوجہ کی اولاد میں محمد ابن ابی السرور ولد 1005ھ متوفی 1060ھ اور انکی اولاد میں محمد ابوالموہب زین العابدین کی اولاد میں ابوالموہب اور انکی اولاد

میں محمد اور انکے بیٹے عبدالمنعم کی اولاد میں احمد، محمد
ابوالمکارم، عبدالحلق اور ابوالمواہب پیدا ہوئے۔
- احمد بن عبدالمنعم بن محمد بن ابی المواہب کی
اولاد میں علی اور محمد ہوئے۔

- علی بن احمد بن عبدالمنعم کی اولاد میں محمد
آفندی الکبیر (نقیب الاشرف و شیخ السجادہ البکریہ
مصر) اور انکی اولاد میں محمد آفندی الکبیر، محمد آفندی
الصغیر (نقیب الاشرف و شیخ السجادہ البکریہ مصر)
محمد بن احمد بن عبدالمنعم شیخ السجادہ البکریہ انکی اولاد
میں السید احمد (نقیب الاشرف و شیخ السجادہ البکریہ
مصر) اور السید خلیل البکری (نقیب الاشرف و
شیخ السجادہ البکریہ مصر) ہوئے جنکے بیٹے کا نام
احمد تھا۔

- السید عبدالحلق بن عبدالمنعم بن محمد بن ابی
المواہب کی اولاد میں عیسیٰ ہوئے۔

- السید محمد ابوالمکارم بن عبدالمنعم بن محمد بن
ابی المواہب کی اولاد میں محمد جلال الدین اور انکی

اولاد میں محمد ابو سعود متوفی 1812ء (نقیب الاشرف
 و شیخ السجادہ البکریہ مصر)۔ انکی اولاد میں محمد آفندی
 (نقیب الاشرف و شیخ السجادہ البکریہ مصر) متوفی
 1281ھ و والدہ السید محمد ابی السعود 'آمنہ' و
 والدہ ولد محمد 'عائیدہ' جنکا نسب عائیدہ بنت ابی
 الصفا بن زین العابدین بن شہاب الدین احمد
 بن ناصر الدین بن محمد ابی المراحم الاکبر بن
 ناصر الدین محمد بن ابی الاسعاد بن زین العابدین
 بن محمد بن حسن بن سیدی محمد بن عثمان المعمری
 ولی الکبیر (اولاد عمر بن الخطابؓ) محمد آفندی بن محمد
 ابی السعود کی اولاد میں علی آفندی (نقیب الاشرف و شیخ
 السجادہ البکریہ مصر) متوفی 1297ھ، جنکی اولاد میں
 عبد الباقی آفندی اور ابوالنجم محمد توفیق آفندی دونوں
 (نقیب الاشرف و شیخ السجادہ البکریہ مصر) اور عائشہ -
 عبد الباقی آفندی متوفی 1892ء کی اولاد میں عبد الحمید
 آفندی البکری (نقیب الاشرف و شیخ السجادہ البکریہ مصر)
 (بحوالہ صفحہ 100 سے 111 السلالہ البکریہ الصدیقیہ)

تذکرہ صدیقی النسب ملوک و مشاہیر

سلطنت آصف جاہ حیدر آباد دکن

- میر قمر الدین خان صدیقی بے آفندی، خطاب

چین قلیچ خان ، خان دوراں ، نظام الملک

فتح جنگ آصف جاہ - (1671ء - 1748ء)

بانی سلطنت آصف جاہ ، دور حکومت 1724ء -

1748ء دفن خلد آباد حیدر آباد سٹیٹ - ابن

نواب غازی الدین خان صدیقی فیروز جنگ -

نسب: قمر الدین بن شہاب الدین (غازی الدین

خان بہادر فیروز جنگ) بن خواجہ عابد (قلیچ خان)

بن خواجہ اسمعیل عالم شیخ بن خواجہ عزیزان عالم

بن محمد عالم شیخ بن شیخ محمد مومن بن شیخ محمد

درویش بن شیخ جاوید ثانی بن شیخ فتح اللہ ثانی بن

شیخ جاوید سرمست بن شیخ نجیب اللہ بن شیخ فتح

اللہ بن شیخ تاج الدین بن شیخ علاء الدین بن

شیخ قطب الدین بن شیخ ابی محمد حفص بن شیخ
 عمر سہروردی بن شیخ محمد عبداللہ بغدادی بن محمد
 بہاء الدین بغدادی بن عبداللہ بن عبدالرزاق
 بن عبداللہ بن محمد سعید کنگی بن قاسم رومی بن
 نصیر الدین بصری بن محمد قاسم کنگی بن عبداللہ بن
 عبدالرحمن بن قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیقؓ
 (بحوالہ حیات آصف ص 7 سے 11)

1- میر غازی الدین صدیقی : 1671-1748ء

نظام اول متوفی جون 1748ء

2- میر احمد علی صدیقی : نظام دوم جون 1748ء

(1712ء-1750ء) متوفی دسمبر 1750ء

3- میر ہدایت محی الدین سعد اللہ صدیقی

متوفی فروری 1751ء ، نظام دسمبر 1750ء

4- صلابت جنگ میر سید محمد صدیقی :

1718ء - متوفی 1763ء نظام فروری 1751ء

5- نظام علی صدیقی : نظام الملک آصف جاہ - 2

(1734ء - 1803ء) نظام جولائی 1762ء

6- سکندر جاہ آصف جاہ - 3 میر اکبر صدیقی

(1768-1829ء) نظام اگست 1803ء

7- ناصر الدولہ آصف جاہ - 4 میر فرخندہ صدیقی

(1794ء-متوفی 1857ء) نظام مئی 1829ء

8- آصف جاہ - 5 میر تہنیت علی صدیقی

(1827ء-متوفی 1869ء) نظام مئی 1857ء

9- آصف جاہ - 6 میر محبوب علی صدیقی

(1911ء-1866ء) نظام فروری 1869ء

10- آصف جاہ - 7 عثمان علی صدیقی

(1886ء-متوفی فروری 1967ء)

نظام اگست 1911ء سے لیکر 17 ستمبر 1948ء

تک رہے۔ انکے 28 بیٹے اور 44 بیٹیاں ہوئیں -

- اعظم جاہ پرنس آف برار 1907 - 1970ء

- دوسرے بیٹے معظم جاہ کی شادی پرنسز نیلوفر

آف سلطنت عثمانیہ سے ہوئی -

11- نظام الملک برکت علی صدیقی - 11 ویں نظام

جنوری 1967ء سے لیکر دسمبر 1971ء تک

- ہیڈ آف فیملی: میر محمد عظمت علی صدیقی

پرنس آف برار 2002ء

(حیات آصف کتاب پر تقریظ سید سلیمان ندوی، پروفیسر

ہارون شیروانی صدر شعبہ تاریخ جامعہ عثمانیہ، ڈاکٹر یوسف

حسین خان پروفیسر جامع عثمانیہ، خواجہ حسن نظامی اور سید

ہاشمی فرید آبادی نے کی ہے)

1. حافظ نور احمد محدث بزرگ

کھڑوڑ پکا میں گزرے ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ

ابو بکر صدیقؓ کے چچا زاد جیلہ تیبیؓ کی اولاد میں سے

تھے۔ یعنی ابو قحافہؓ کے بھائی کی اولاد میں۔

یہ تیبی قرشی نسباً ہیں (تاریخ کھڑوڑ پکا)

2. خواجہ غلام فریدؒ کا نسب ان کی

کتاب "مناقب محبوبہ" میں بیان کیا گیا ہے:

خواجہ خدا بخش بن خواجہ احمد علی بن غوث

الغوث شیخ عاقل محمد بن خواجہ مخدوم شریف

بن مخدوم یعقوب بن مخدوم نور محمد بن

مخدوم ذکر یا قوم قریشی از اولاد سید الکمل
 بعد الانبیاء ابو بکر صدیقؓ معروف کوریجہ -
 اس خاندان کے بزرگ مالک بن یحییٰ عرب
 سے سندھ آکر آباد ہوئے تھے (ملتان کی ادبی
 و تہذیبی زندگی میں صوفیائے اکرام کا حصہ)

3. کتاب "برہان پور کے سندھی اولیاء"

میں چند صدیقی النسب مشاہیر کا ذکر ہے
 ریاضی کے موضوع پر "التغیر فی العدد الہندی"
 کے مصنف ابو حفص محمد بن عبد اللہ المعروف
 بعمویہ السہروردی التیمی البکری کا نسخہ مصنف
 کے پاس محفوظ ہے

عمر بن شہاب سہروردی بغدادی اور شیخ شہاب
 الدین سہروردی ثانی کے درمیان پشتوں کی
 تقسیم اس طرح ہے۔ (صفحہ 13)

عمر بن محمد شہاب الدین سہروردی بغدادی:

(539-632ھ)

شیخ احمد عماد الدین سہروردی:

(ولادت 558ھ / 1163ء)

شیخ قاسم: 589-652ھ / 1193-1254ء

شیخ رضی الدین: 632-695ھ / 1234-1295ء

شیخ مسعود: 679-748ھ / 1280-1347ء

شیخ وجیہ الدین: 699-780ھ / 1299-1378ء

شیخ سراج الدین: 736-811ھ / 1336-1408ء

شیخ نور الدین محمد: 786-849ھ / 1384-1445ء

شیخ شہاب الدین سہروردی ثانی پٹائی:

(802-894ھ / 1399-1489ء) اسی خاندان

کے مخدوم رکن الدین عرف متویہ جو ابو بکر

صدیقؓ کی اولاد میں سے تھے انکی وفات ٹھٹھہ

میں 949ھ کو ہوئی۔ انکے فرزند شیخ عیسیٰ کبیر

نے اپنے دو فرزندوں شیخ ثانی، شیخ عثمان کے

ساتھ سیت پور مظفر گڑھ پنجاب میں مدرسہ قائم کیا

اسی خانوادے کے ایک فرد فرید مخدوم عباس

947ھ میں ہنگوڑجہ منتقل ہو گئے اور وفات

998ھ کو ہوئی (صفحہ 15، 14 بحوالہ تاریخ معصومی)

ان مخدوم عباس محدث کے بھائی شیخ طاہر محدث

تھے اور بیٹے مخدوم جنید اللہ بن مخدوم عباس شہر

ہالانی میں آباد ہوئے جنکی اولاد میں مخدوم نور

محمد مشہور تھے اور انکی اولاد تھریچانی (سکو کے

نواح) میں مقیم ہے۔

اسکے علاوہ شیخ محمد حسن یحییٰ القریشی الصدیقی

تھریچانوی عالم دین تھے (صفحہ 15 بحوالہ گلزار ابرار۔

حبیب اللہ سیوہانی ولادت 1264ھ)

"انساب مشائخ سیوستان" کا ایک نسخہ سندھیالوجی

جامشورو میں محفوظ ہے جو حسن اللہ شاہ صدیقی

پٹائی متوفی 1920ء نے فارسی میں تحریر کیا

انکے نواسہ مخدوم علی گوہر متوفی 1972ء نے

سندھی میں ترجمہ کیا۔ صفحہ 19 پر تحریر ہے

شیخ محمد حسن یحییٰ تھریچانی نے کئی حج اور عمرے

کئے اور وہ مکہ مکرمہ سے ایک عرب زید مٹر

قریشی الصدیقی کا خط لائے جس میں انہوں نے

سندھ میں موجود صدیقی القریشی خاندانوں کے
متعلق تفصیل حاصل کرنے کی کوشش کی۔

نوٹ: برہان پور مدھیہ پردیش کا شہر ہے جو دریائے
تاپتی کے شمالی کنارے پر واقع ہے اسکی بنیاد
خاندیش کے فاروقی خاندان کے بانی نصیر خان
الفاروقی نے 801ھ میں رکھی۔

4. جمال الدین عبدالرحمن بن ابی الجود
بن عبدالرحمن بن محمد ابن شیخ شہاب الدین عمر
بن محمد السہروردی - بغداد (الوفیات صفحہ 187)

5. شیخ فخر الدین عراقیؒ کی اولاد
سے ملتان میں موسیٰ پاک صدیقیؒ ہوئے
والد حافظ محمد حیات خراسان سے ملتان تشریف
لائے تھے۔ موسیٰ پاک صدیقیؒ ولادت 1196ھ
اور وفات 1261ھ مدفن محلہ کمانگراں ، اندرون
حسین آگاہی ملتان - بیٹے خدا بخش ملتان متوفی

1131ھ اور جنگے بیٹے محمد نظام بخش متوفی

1326ھ اور ان کے فرزند محمد حسین بخش

متوفی 1397ھ/1959ء کی اولاد ملتان میں آباد

ہے (تاریخ ملتان)

6. مزید صدیقی النسب مشاہیر

i۔ برہان الدین مرغانی متوفی سن 539ھ سمرقند

کے مشہور عالم تھے۔

ii۔ ابجی عضد الدین پیدائش سن 680ھ

(فارس کا قصبہ اتج)

7. فخر الدین مبارک شاہ / فخر مدبر

تاریخ فخر الدین مبارک شاہ، کتاب بحر الانساب

یا کتاب شجرہ انساب مرتب کیا، غزنی سے

لاہور 547ھ / 1153ء میں تشریف لائے،

سلطان خسرو ملک آف غزنی، سلطان معز الدین

محمد غوری، قطب الدین ایبک اور سلطان

ایلمش کے دربار سے وابستہ رہے۔

نسب : محمد بن منصور بن سعید بن ابوالفرج بن
 الجلیل بن احمد بن ابی نصر بن خلف بن احمد
 بن شعیب بن طلحہ بن عبداللہ بن عبدالرحمن
 بن ابوبکر صدیق -

اوپر شجرہ میں ابوالفرج، سلطان ابراہیم بن
 مسعود کے امور خزانہ کے نگران تھے -
 جبکہ ان کے والد منصور جید عالم دین اور
 بہت مشہور و معروف تھے -

انکے ہم نام فخر الدین مبارک شاہ مرورودی
 متوفی 584ھ گزرے ہیں - محقق روس نے فخر
 مدبر پر جو کتاب لکھی اس پر غلطی سے مرورودی
 تحریر کر دیا - انہوں نے ہی عجب نامہ کے نام سے
 تحقیق 1922ء کو اورینٹل سٹڈیز میں پیش کی تھی

Tarikh i Fakhruddin Mubarak Shah

1206 AD , E Denison Ross , 1927

Royal Asiatic Society, London

رحیق التحقیق ، فخر الدین مبارک شاہ مرورودی

مرکز نشر دانشگاه تهران، 1381، ماثر لاہور)

8. سندھ کا مشہور مخدوم خاندان :

مخدوم محمد زمان اول المشہور خواجہ کلاں بن شیخ

حاجی عبدالطیف، صدیقیوں میں یہ خاندان خلیفہ

ہارون یا مہدی کے عہد میں سندھ آیا جس میں

بڑے بڑے مشاہیر، سیاستدان اور علماء و

فضلاء پیدا ہوئے۔

مخدوم نوح ہالائی متولد 911ھ و متوفی 998ھ

دفن ہالہ کنڈی۔ نام لطف اللہ تھا۔

شجرہ: لطف اللہ بن نعمت اللہ صدیقی بن اسحق

بن مخدوم شہاب الدین بن سرور بن مخدوم فخر

الدین صغیر۔ آپ کے جد اعلیٰ شیخ ابوبکر کتابی،

شیخ احمد، شیخ محمد، شیخ علی قاضی اور شیخ جلال

الدین کوٹ کڑوڑ حدود ملتان میں آباد ہوئے

شیخ ابوبکر کتابی کے بیٹے مخدوم فخر الدین کبیر

بوبک یا سیوستان میں دفن ہوئے۔

مخدوم فخر الدین صغیر آکر ہالہ کنڈی میں بس

گئے۔ مخدوم ظہیر الدین متوفی 1927ء کے

بعد ملک غلام محمد گدی پر بیٹھے۔

مخدوم محمد زمان طالب مولیٰ (1919-1993ء)

ان کی اولاد میں سے تھے جنہیں سروری جماعت

کا روحانی پیشوا بھی کہا جاتا ہے۔ ان کی وفات کے

بعد مخدوم امین فہیم خاندان کے سربراہ بنے مخدوم

خلیق الزماں، رفیق الزماں اور شفیق الزماں انکے بھائی

ہیں۔ سب بھائی قومی سیاست میں اہم مقام رکھتے

ہیں۔ شیخ نعمت اللہ نوح ہالا سندھ کا نسب مسعود

بن قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیقؓ سے ملتا ہے

(اشراف عرب ص 458 تا 486، تذکرہ اولیائے

سندھ ص 282، تذکرہ صوفیائے سندھ ص 256)

۔ مخدوم نوح سرور ابن مخدوم نعمت اللہ

1506-1590ء / 911-998ھ دفن ہالہ

۔ مخدوم امین محمد ابن مخدوم نوح سرور

1545 - 1606ء / 952 - 1015ھ

۔ مخدوم ابوالخیر ابن مخدوم امین

1572-1641ء / 980-1050ھ

- مخدوم عبدالخالق بن مخدوم ابوالخیر ابوالمحمد

1620-1670ء / 1030-1081ھ

- مخدوم محمد زمان بن مخدوم عبدالخالق

1645-1706ء / 1055-1177ھ

اسکے بعد 17 ویں سجادہ نشین مخدوم زمان طالب

مولی 1919-1993ء، پھر مخدوم محمد امین فہیم

1939-2015ء، انکے بعد مخدوم جمیل الزمان

بن امین فہیم ولادت 1961ء - علاوہ ازیں

مخدوم غلام حیدر صدیقی 1884-1944ء کا

ذکر ہے -

(کواریٹری مہران، مخدوم محمد امین فہیم نمبر 2016ء،

سندھی ادبی بورڈ، جامشورو)

9. تبلیغی جماعت کے بانی:

محمد الیاس کاندھلوی صدیقی

جھنجھانہ اور کاندھلہ دوآبہ کا مشہور و محترم صدیقی

شیوخ کا خاندان۔ ولادت 1302ھ کا ندھلہ

متوفی 1363ھ دفن نظام الدین دہلی۔

والد کا نام مولانا محمد اسمعیل تھا اور تعلق جھنجھانہ
سے تھا جن کے تین بیٹے ہوئے۔

مولانا محمد، محمد یحییٰ اور محمد الیاس۔

۔ محمد یوسف کا ندھلوی ابن مولانا محمد الیاس

ولادت 1339ھ متوفی 1384ھ بمقام لاہور

اور تدفین دہلی۔

شیخ الحدیث محمد ذکریا، مولانا محمد الیاس کے بھتیجے تھے

۔ شیخ الحدیث مولانا ذکریا بن محمد یحییٰ بن مولانا

اسمعیل ولادت 1315ھ / 1898ء اور متوفی

1402ھ / 1982ء دفن جنت البقیع مدینہ منورہ

مولانا ذکریاؒ کا شجرہ اس طرح ہے :

محمد ذکریا ابن محمد یحییٰ ابن محمد اسمعیل ابن غلام حسین

ابن کریم بخش ابن غلام محی الدین ابن مولوی محمد

ساجد ابن مولوی محمد فیض ابن مولوی محمد اشرف

ابن شیخ جمال محمد ابن شیخ بن شاہ ابن شیخ بہاء

الدین ابن شیخ مولوی شیخ محمد ابن شیخ محمد فاضل
ابن شیخ قطب شاہ الصدیقی القرشی -

نوٹ: مولانا نور الحسن راشد کاندھلوی کے مطابق شجرہ
میں آخری دو نام شیخ فاضل بن شیخ قطب اضافی ہیں
(بحوالہ ص 22 مولانا محمد ذکریا کاندھلوی)

اوپر شجرہ میں دئے گئے مولوی محمد شریف ابن حکیم
محمد اشرف کے دو بیٹے ہوئے ، مولوی محمد فیض اور
عبدالقادر - مشہور و معروف جھنجھانہ اور کاندھلہ کے
خانوادوں کی اولاد کے جد امجد ہیں - مولوی فیض محمد
کی اولاد میں مولانا محمد الیاس اور مولانا ذکریا تھے -
جبکہ عبدالقادر کی نسل میں مفتی الہی بخش متوفی
1245ھ ہوئے جو سید احمد شہید کے اصحاب میں
سے تھے۔ انکی نسل میں بھی مشہور علماء ہوئے -

(الداعی الکبیر شیخ محمد الیاس کاندھلوی - ابوالحسن ندوی ،
مولانا محمد ذکریا - ابوالحسن علی ندوی)

- محمد ادریس کاندھلوی صدیقیؒ ولادت بھوپال

1900ء / 1317ھ ابن حافظ اسمعیل کاندھلوی

متوفی 1974ء / 1394ھ بن محمد اسحق بن مولوی

ابوالقاسم بن مفتی الہی بخش کاندھلوی صدیقی -

آپ کے 6 بھائی اور 4 بہنیں ہوئیں۔ اسکے علاوہ

6 بیٹے بشمول محمد میاں صدیقی اور 2 بیٹیاں

ہوئیں

- مولانا محمد مالک کاندھلوی ”ابن مولانا محمد

ادریس کاندھلوی ولادت 1925ء کاندھلہ متوفی

1409ھ مدرس ٹنڈوالہ یار بعد ازاں جامعہ

اشرفیہ لاہور -

(50 جلیل القدر علماء - حافظ محمد اکبر بخاری ،

تذکرہ مولانا محمد ادریس کاندھلوی - میاں محمد صدیقی)

10. محمد زبیر الحسن کاندھلوی صدیقی ”

ابن انعام الحسن کاندھلوی ولادت 1369ھ

/ 1950ء متوفی دہلی 2014ء - آپ کے نانا

شیخ الحدیث مولانا محمد ذکریا کاندھلوی ”تھے

نسب: مفتی الہی بخش بن مولانا محمد عرف شیخ
الاسلام بن حکیم قطب الدین بن حکیم عبدالقادر
بن مولانا محمد اشرف بن مولانا جمال الدین محمد
بن نور محمد عرف بابن شاہ ☆ بن قاضی بہاء
الدین بن مولانا شیخ محمد بن قاضی کریم الدین
مذکر ☆☆ بن امام تاج الدین مذکر بن امام
حاج بن قاضی ضیاء الدین محمد ☆☆☆ بن عمر بن
عوض بن ابو جعفر محمد بن عبداللہ عمویہ بن سعد
بن حسین بن قاسم بن نصر بن قاسم بن محمد
بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن قاسم بن محمد
بن ابوبکر صدیق -

(قاسم بن نصر پر شہاب الدین سہروردی اور
ابن جوزی کا سلسلہ نسب ایک ہو جاتا ہے
بحوالہ سیر اعلام النبلاء ص 374 ج 22)
☆ شیخ نور محمد بابن شاہ 981ھ کے نزدیک
کاندھلہ سے جھنجھانہ منتقل ہوئے -

☆☆ کاندھلہ قاضی کریم الدین مذکر کی وفات

792 ھ سے پہلے کسی وقت ۔

☆☆☆ قاضی ضیاء الدین ولادت سنم پنجاب

۔ ابو جعفر محمد واعظ بغدادی بن عبد اللہ بن محمد ،

قاضی بغداد ، شیخ شہاب الدین سہروردی آپ کے

بیٹے تھے جب وہ 6 ماہ کے تھے تو ابو جعفر

قتل کر دئے گئے تھے

(سیر اعلام النبلا ص 376 ج 22)

ابو جعفر کی اولاد میں ابو النجیب ضیاء الدین

سہروردی ، شہاب الدین سہروردی اور ہندوستان

میں قاضی ضیاء الدین سنمی اور انکی نسل بہت پھیلی ۔

(بحوالہ تذکرہ مولانا محمد زبیر الحسن کاندھلوی ،

محمود حسن ندوی)

11. شاہ مرادؒ :

ولادت خانپور تحصیل چکوال ، وفات 1114ھ

/ 1702ء مدفن شاہ مراد ۔ یہ قریشی صدیقی

ہیں اور ان کی اولاد کا تذکرہ بھی ملتا ہے۔

(دہنی ادب و ثقافت صفحہ 127 تا 130)

12. صواتی قبیلہ:

مانسہرہ کی تحصیل میں صواتی قبیلہ آباد ہے جو اس ضلع کی بڑی قوم شمار کی جاتی ہے۔ عبد الرحمن حاکم مدینہ جو ابو بکر صدیقؓ کی چالیسویں پشت میں سے تھا کی اولاد پگھلی ضلع ہزارہ میں آباد ہوئی۔

اسی خاندان کے رئیس سمندر خان بن محمد امین حبیب اللہ بن سعادت خان جاگیردار گڑھی حبیب اللہ تھے۔ ولادت 1844ء میں ہوئی۔ صواتی قبیلہ سے تعلق تھا (روسائے باختیار)

13. مقدم نامی قبیلہ:

جو کوٹ نجیب اللہ کے علاقے میں آباد ہے۔ 1760ء میں مقدم مشرف نے پتہ ہائے ترین اور گوجر پر حکومت کی۔ یہ اصحاب رسولؐ اور قریش سے اپنا تعلق بتاتے ہیں۔ مقدم مشرف کا پڑپوتا غلام احمد اور پوتا عطاء محمد خان رئیس ڈھڑر بھی رہے۔ (روسائے باختیار نامی خاندان۔

کرئل چارلس میسن صفحہ 142 اور 158)

14. شیخ محمد اسماعیل صدیقیؒ :

قریشی، مدفن عمر پور میں ہے جو جلال پور پیر والا
کے جانب غرب واقع ہے۔ یہ 566ھ اور 660ھ
کے درمیانی عرصے میں گزرے ہیں۔ جو کہ
بہاؤ الدین ذکریاؒ کا زمانہ ہے۔ (تاریخ ملتان)

15. شیخ فخر الدین عراقیؒ :

جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ دارالعلوم دمشق کے
مدرسے اور سہروردیہ سلسلہ کے بانی کے خالہ
زاد بھائی بھی تھے۔ شادی نور بانو بنت بہاؤ الدین
ذکریاؒ سے ہوئی آپ کے بیٹے شیخ کبیر الدین
تھے۔ دونوں باپ بیٹے کے مزارات دمشق میں
محی الدین عربی کے جوار میں واقع ہیں۔

16. مولانا وجیہ الدین عراقیؒ :

فخر الدین عراقی کی اولاد میں سے ہیں۔ ملتان میں

مولانا کاشانی کی یونیورسٹی میں مدرس تھے۔

متوفی 971ھ اور مولانا کاشانی کے پہلو میں

دفن ہوئے۔ آپ ہی کے سلسلہ میں موسیٰ پاک

صدیقیؒ تھے جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔

(تاریخ ملتان، نور احمد فریدی،

جلد 1 صفحہ 161، 156 جلد 2 صفحہ 117)

17. مخدوم آدم نقشبندیؒ مکی ٹھٹھہ :

شجرہ: مخدوم آدم بن مخدوم عبدالاحد بن عبدالرحمن

بن عبدالباقی بن محمد بن احمد بن عبدالہادی بن

محسن بن علی بن محمد بن عبدالخالق۔

سلسلہ نسب محمد بن ابو بکر صدیقؓ سے ملتا ہے

آپکی جد میں دو بھائی تھے عبدالباری 717ھ میں

ٹھٹھہ سے جا کر کچھ میں آباد ہو گئے اور چھوٹے

بھائی عبدالخالق 717ھ ٹھٹھہ میں موجود رہے۔

سلطان محمود غزنوی نے جب سندھ فتح کیا تو ان

کے علم و فضل سے متاثر ہو کر شاہی اعزاز سے

نوازا، انہیں کی اولاد میں سے مخدوم آدمؒ عہد
 عالمگیری میں میں ٹھٹھ سے دہلی تشریف لگئے
 اور مجدد الف ثانیؒ کے صاحبزادے خواجہ معصومؒ
 (1089-1007ھ) سے سلسلہ نقشبندیہ میں
 بیعت ہو کر سندھ میں سلسلہ نقشبندیہ کی بنیاد ڈالی
 قبر مکی میں ہے۔ دو بیٹے مخدوم فیض اللہ اور
 مخدوم اشرف ہوئے۔

(تذکرہ صوفیائے سندھ ص 45)

18. عبدالستار بن عبدالوہاب البکری

الصدیقیؒ الدہلوی متوفی 1355ھ

19. کمال الدین العزیؒ :

محمد بن محمد شریف بن شمس الدین محمد العزی

العامری الحسینی الصدیقی مؤرخ نسب متوفی

1214ھ (طبقات النساہین)

20. فخر الدین رازیؒ :

فخر الدین ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن الحسن

التیمی البکری الرازی متوفی 606ھ

(طبقات النساءین ، نسب والمصاہرت 160)

21. مشائخ صدیقی لکھمینہ، مونگر اور بہار۔

22. خواجہ شہاب الدین حق گو ”شہید۔

23. بدر الدین بدر عالم زاہدی ” سکونت

جون پور متونی 884ھ مدفون چھوٹی

درگاہ، بہار شریف، پٹنہ بہار۔

24. خواجہ گل حسن صدیقی ”

لواری شریف سندھ۔

25. مخدوم شیخ شاہ سلطان نقشبندی ”

صدیقی متونی سن 1126ھ / 1714ء

26. شاہ فضل الرحمن ” گنج مراد آبادی

ولادت 1208ھ اور متونی 1313ھ دفن گنج

مراد آباد، ضلع اوناؤ۔ اجداد میں شیخ شہاب الدین

زاہد نے 8ویں صدی کی ابتداء میں بہار میں

سکونت اختیار کی۔ انکے بیٹے شیخ داؤد سلطان،

سلطان فیروز شاہ کے عہد میں دہلی تشریف

لائے پھر پانی پت چلے گئے متونی 787ھ۔

محمد معروف بہ شاہ مصباح بن شاہ منکن بن
 شیخ داؤد سلطان کی ولادت 810ھ پانی پت
 متونی 939ھ - فضل الرحمن انکی 8ویں پشت
 میں تھے -

نسب : کتاب ملفوظ فضل رحمانی کے مطابق
 فضل الرحمن بن شاہ اہل اللہ بن محمد فیاض بن
 برکت اللہ بن عبدالقادر بن شیخ سعد اللہ بن
 نور محمد بن عبداللطیف بن عبدالرحیم بن شیخ
 محمد معروف بہ شاہ مصباح -
 (تذکرہ فضل الرحمن گنج مراد آبادی - ابوالحسن علی
 ندوی، تذکرۃ الانساب - امام الدین احمد 1322ھ)

27. مولانا محمد قاسم نانائویؒ صدیقی :

بانی دارالعلوم دیوبند - ولادت 1328ھ نانوتہ

(1832ء یا 1833ء)

نسب : محمد قاسم بن اسد علی بن غلام شاہ بن
 محمد بخش بن علاء الدین بن محمد فتح بن محمد مفتی

بن عبد السمیع بن مولوی ہاشم ☆ بن شیخ شاہ
 محمد بن قاضی طہ بن شیخ مفتی مبارک بن امان
 اللہ بن جلال الدین بن قاضی شیخ میراں بڑے
 بن قاضی مظہر الدین بن نجم الدین بن نور
 الدین بن حسام الدین بن ضیاء الدین بن
 نور الدین بن نجم الدین بن نور الدین بن
 رکن الدین بن رفیع الدین بن ضیاء الدین بن
 شہاب الدین بن خواجہ یوسف بن شیخ جلیل بن
 صدر الدین بن شیخ رکن الدین سمرقندی بن
 صدر الدین حاجی بن اسمعیل شہید بن نور الدین
 قتال بن شیخ محمود بن بہاء الدین بن عبد اللہ بن
 ذکریا بن شیخ نور بن سراج الدین ابن شیخ
 سادھن صدیقی ابن وجیہ الدین ابن مسعود ابن
 عبدالرزاق ابن قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق -
 (سوانح قاسمی ج 1 ص 149)

زوجہ کا نام ام ارجم بنت شیخ کرامت دیوبندی
 تھا، ایک بہن دیوبندی میں رہائش پذیر تھیں،

بھائی کوئی نہیں تھا ۔

بیٹے کا نام حافظ احمد ولادت 1861ء نانوتہ ،

1895ء میں مہتمم دارالعلوم ، 1922ء میں

صدر مفتی ریاست حیدرآباد متوفی 1928ء

دفن حیدرآباد ۔ قاری محمد طیب آپ کے بیٹے

تھے ۔ دوسرے بیٹے محمد اور تیسرے بیٹے

ہاشم ولادت 1862ء متوفی و دفن مکہ مکرمہ ۔

سب سے بڑی بیٹی اکرم النساء ولادت

1876ء ، دوسری رقیہ ، تیسری بیٹی عائشہ تھیں ۔

افتتاح دارالعلوم دیوبند 1283ھ / 1866ء

سب سے پہلا دورہ حدیث 1289ھ اور پہلے

پانچ علماء 1290ھ میں فارغ التحصیل ہوئے ۔

مدرسہ کی باقاعدہ تعمیر کا آغاز 1293ھ میں ہوا ۔

۔ قاری محمد طیب ” : مہتمم دارالعلوم دیوبند

نسب : قاری محمد طیب بن حافظ محمد احمد بن محمد

قاسم بن اسد علی بن غلام شاہ بن محمد بخش بن

علاء الدین بن فتح محمد بن محمد مفتی بن عبد السميع

بن محمد ہاشم ☆

☆ قاضی مظہر الدین سکندر لودھی کے عہد میں دہلی

آئے اور جہاں آباد کے قاضی مقرر ہوئے۔ انکے

بیٹے میران بڑھے جری و بہادر تھے اور انہیں

بطور انعام جاگیر و املاک اور عہدہ قضا پر تعینات

کیا گیا۔ انکے بیٹے مولوی محمد ہاشم زمانہ شاہ جہاں

میں مقرب شاہی ہوئے اور چند دیہات جاگیر تھے

ولادت تقریباً 1241ھ ہے۔ کہا جاتا ہے آپ

بلخ سے تشریف لائے تھے۔

۔ محمد احسن نانوتوی صاحب "مفید الطالبین"

نسب: محمد احسن بن لطیف علی بن محمد حسن

بن مولوی محمد ہاشم۔ مکمل سلسلہ سیدنا صدیق اکبر

تک مکتوبات مولانا محمد یعقوب میں درج ہے

1857ء کے بعد مطبع صدیقی بریلی قائم کیا۔

انکے دیگر بھائی مولوی محمد منیر ولادت 1248ھ ،

مولانا رشید احمد گنگوہی ولادت 1244ھ اور مولانا

محمد مظہر نانوتوی ولادت 1227ھ ہے۔

(حالات مصنفین درس نظامی۔ مولانا محمد حنیف گنگوہی ،
نگارشات اکابر جواہر معارف۔ محمد نعمان ارشدی ،
سوانح قاسمی۔ مناظر احسن گیلانی ، الامام الکبیر
مولانا محمد قاسم نانوتوی۔ عبدالقیوم حقانی وغیرہ)

28. مولانا احتشام الحق تھانوی صدیقیؒ

ولادت 1915ء اوٹاوا - ابن مولانا ظہور الحق

تھانوی اور والدہ مولانا اشرف علی تھانویؒ

کی ہمیشہ تھیں -

(50 جلیل القدر علماء، حافظ محمد اکبر بخاری)

29. شیخ نعمت اللہ صدیقیؒ بمقام شہر

چھیرہ ضلع سارن متوفی 1348ھ / 1921ء

30. شیخ عبد اللہ شطاریؒ : (جن کا سلسلہ

پانچ واسطوں سے شیخ شہاب الدین سہروردی

تک پہنچتا ہے متوفی 890ھ - مدفن مانڈو بنگال)

31. شیخ صدر الدینؒ :

بہاء الدین ذکر یاؒ کے نواسے تھے ابو بکر صدیقؒ
کی اولاد میں سے تھے۔ بحوالہ پیر مراد متوفی 893ھ
مدفن ٹھٹھ مکی (تذکرہ اولیائے سندھ صفحہ 209-210)

32. مخدوم محمد زمان بن شیخ عبداللطیف :

کاسلسلہ ابو بکر صدیقؒ سے ملتا ہے یہ خاندان خلیفہ
مہدی یا ہارون کے عہد میں سندھ میں آیا۔ ولادت
مخدوم محمد زمان لواری سندھ 1125ھ ، وفات
1188ھ - (تذکرہ اولیائے سندھ صفحہ 256)

33. شیخ محمد طاہر پٹنی محدثؒ :

نسب شیخ محمد طاہر پٹنی بن شیخ محمد جمال بن شیخ احمد بن
صدر الدین بن محمد شریف بن محمد یعقوب بن عبداللہ
بن برہان الدین بن معین الدین بن عبداللہ بن شیخ
ذہ بن شیخ جنید کشینی بن بدر الدین بن محمد علی
خراسانی بن شیخ محمد مرہ روز بن قاسم محمود عبداللہ

بن ابوالفضل بن عبدالرحمن بن شیخ احمد البکری
 بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن قاسم بن محمد بن
 ابو بکر صدیقؓ شہادت 986ھ اور دفن پیراں
 پٹن گجرات - انکے بیٹے شیخ محمد واسع متوفی
 1117ھ جو وہیں دفن ہوئے آپکی اولاد کے
 گھرانے وہاں آباد ہوئے (بحوالہ حیات العلماء،
 تذکرہ علمائے ہند، تذکرۃ الانساب - امام الدین احمد)

34. شاہ صدیقیؒ : 14 صدی عیسوی کے
 دوران یہ ان 360 مشاہیر میں شامل تھے جنہوں نے
 شاہ جلالؒ کے ہمراہ سلہٹ (موجودہ بنگلہ دیش) میں
 تحریک چلائی تھی - انہیں پنج پارا، عثمان پور بالا گانی،
 سلہٹ میں دفن کیا گیا، انکی اولاد کثیر تعداد میں
 پنج پارا کے علاقے میں آباد ہے اور سب اپنے نام کے
 ساتھ صدیقی لکھتے ہیں بنگلہ دیش میں ایک ایرپورٹ
 کا نام شاہ جلال کے نام پر رکھا گیا ہے -

35. مولانا شاہ احمد نورانی صدیقیؒ

ولادت میرٹھ 1926ء متوفی کراچی 2003ء

پاکستان کے مشہور عالم دین اور سیاستدان تھے۔

انکے والد مولوی عبدالعلیم صدیقیؒ (1892ء۔

1954ء) ابن عبدالحکیم صدیقی تھے ۔

مولانا نورانیؒ کے تایا مولانا نذیر احمد صدیقی

مجنہدیؒ ابن عبدالحکیم صدیقی بمبئی کی مسجد خیر

الدین کے امام تھے جسے مولانا ابو الکلامؒ

(1888ء۔1859ء) کے والد خیر الدین نے

تعمیر کرایا تھا اور آج بھی اسی نام سے مشہور

ہے۔ انہوں نے قائد اعظم اور رتنی بائی کا

نکاح پڑھایا تھا ۔

(شخصیات میرٹھ۔ نور احمد میرٹھی)

مولانا شاہ انس نورانی صدیقی آپ کے جانشین

ہیں اور علمی و سیاسی وارث ہیں ۔

36. میرٹھ کے صدیقی خاندان

- مولانا فہیم الدین صدیقی ولادت 1883ء بن

حافظ شمس الدین صدیقی نے قرآن مجید کا ترجمہ

القرآن المبین کے نام سے کیا تھا۔ سات

بیٹے اور دو بیٹیاں ہوئیں۔ متوفی 1991ء کراچی

اور انکے نام پر مسجد فہیم بن رہی ہے۔

- پروفیسر حبیب الرحمن صدیقی ولادت میرٹھ

1898ء ابن مولوی خلیل الرحمن بن مولوی

عبدالحکیم صدیقی متوفی 1971ء انکے چھوٹے

بیٹے مولوی محمد اسماعیل میرٹھی مشہور و معروف

شاعر تھے۔ آپکے دوسرے بیٹے ذکاء صدیقی

نے مکاتیب حبیب شائع کی تھی اور ایک بیٹے

ولی الرحمن صدیقی شاعر تھے۔

- ڈاکٹر شاہد حسن صدیقی ولادت میرٹھ 1943ء

ابن ماجد شمس الحسن پاکستان کے مشہور بینکار

اور ماہر معاشیات، بھائیوں میں ڈاکٹر مصباح الحسن

صدیقی، ضیاء الحسن صدیقی اور دیگر کئی بھائی ہیں۔

- صادق حسین صدیقی ولادت 1879ء ابن

جعفر حسین صدیقی (عالم دین) مشہور و معروف
تاریخی ناول نگار تھے جنہوں نے درجنوں ناول
تحریر کئے ہیں۔

- فضل احمد صدیقی ولادت 1911ء ڈان اخبار
کے پہلے ایڈیٹر تھے ، ریڈیو پاکستان کے علاوہ
مشہور صحافی تھے۔

- ناظم حسین صدیقی ولادت 1930ء ابن
حافظ خادم حسین۔ انجینئر

(حوالہ شخصیات میرٹھ۔ نور احمد میرٹھی)

37. برہان الدین مرغیانی "صاحب" ہدایہ"

نسب: ابوالحسن علی ابوبکر عبدالجلیل بن الجلیل
ابوبکر حبیب سلسلہ نسب ابوبکر صدیق سے
ملتا ہے ، ولادت 511ھ ، تین بیٹے تھے۔

عماد الدین صاحب "ادب القاضی" ، نظام الدین
عمر صاحب "جواہر الفقہ، الفوائد" اور
ابوالفتح جلال الدین محمد۔

(حالات مصنفین درس نظامی۔ محمد حنیف گنگوہی)

38. احمد بن شیخ صاحب "نور الانوار"

نسب: احمد بن شیخ ابوسعید ملا جیون ☆☆ بن

عبداللہ بن شیخ عبدالرزاق بن شاہ مخدوم

خاصہ ☆ اولاد ابو بکر صدیق -

☆ مخدوم خاصہ ابن شیخ صلاح الدین دہلوی

قصبہ ایٹھی کے مشہور بزرگ تھے

☆☆ ملا جیون ولادت 1048ھ ایٹھی -

(حالات مصنفین درس نظامی، محمد حنیف گنگوہی)

39. جلال الدین محمد بن اسعد صدیقی

الشافعی دوانی ولادت 828ھ، قاضی فارس،

کئی کتابوں کے مصنف تھے جن میں "شرح

تہذیب ملا جلال" اور "شرح عقائد عضدیہ"

(المشہور عقائد جلال) وغیرہ

والد سعد الدین اسعد جو گازرون کے مدرسہ

جامع المرشدی میں مدرس تھے -

(حالات مصنفین درس نظامی، محمد حنیف گنگوہی)

کتاب "تذکرۃ الانساب" 1322 ھ

میں جو تفصیلات لکھی گئی ہیں ان میں سے چیدہ چیدہ
درج ذیل ہیں جو برصغیر پاک و ہند کے علاقوں
سے تعلق رکھنے والے مشاہیر سے متعلق ہیں۔

- شیخ عیسیٰ مدنی صدیقی :

نسب عیسیٰ مدنی ابن شیخ حسین بن عبدالرحیم
بن عماد الدین بن شیخ محمد بن احمد شرف جہاں
بن شیخ موسیٰ بن حسن محمد بن عبدالغفار بن شیخ
عثمان بن شیخ محمد بن شہاب الدین سہروردی آباد
گجرات تشریف لائے اور وہیں دفن ہوئے -
انکے بیٹے قاضی احمد مدنی بندر مبارک سورت کے
قاضی تھے اور وہیں دفن ہوئے ، اولاد سورت میں
آباد ہوئی -

دوسرے بیٹے قاضی ابوالحسن گجراتی بن شیخ عیسیٰ
مدنی اور نگ زیب عالمگیر کے عہد میں عہدہ قضاء پر

تعیینات تھے متوفی 1097ھ دفن محلہ خانپور ،

احمد آباد - جنکے دو بیٹے ہوئے -

شیخ احمد شطاری بن قاضی ابوالحسن گجراتی نے اورنگ

آباد دکن میں علم و اشاعت و ہدایت کا سلسلہ شروع

کیا ، وفات 1109ھ دفن اورنگ آباد انکی اولاد

میں شاہ غلام حسین حیدر آباد دکن میں دفن ہوئے

خلیل الرحمن بن قاضی ابوالحسن اور نگزیب عالمگیر

کے عہد میں منصب صدارت بیجا پور مقرر ہوئے،

متوفی 1143ھ اور اندرون حصار بیجا پور دفن

ہوئے - محمد اکرم بیجا پوری بن خلیل الرحمن متوفی

1200ھ، مدفن اندرون حصار ، بیجا پور -

مولوی قاسم بن محمد اکرم عہدہ صدارت بیجا پور پر

تعیینات ہوئے اور متوفی 1230ھ مدفن بیجا پور

اس خاندان کے افراد بیجا پور اور شولا پور میں آباد

ہوئے۔ مولوی اکرم بن مولوی محمد ابوالقاسم

متوفی بیجا پور - اولاد بیجا پور شولا پور میں سکونت

پذیر ہوئی -

- شیخ منتخب الدین صدیقیؒ دھولقی:

نسب بحوالہ روضۃ اولیاء: شیخ منتخب الدین صدیقی
 بن شیخ محمد بن شیخ حسین بن شیخ محمد بن مولانا شیخ
 علی خطیب گجراتی بن شیخ عبدالرحمن بن شیخ علی
 بن عبداللہ صدیقی بن شیخ حسین محمد بن عبدالغفار
 صدیقی بن شیخ عثمان بن شیخ محمد بن شہاب الدین
 سہروردی بعہد سلطان ابراہیم عادل شاہ دھولقہ
 گجرات سے محمد آباد بندر تشریف لائے اور بیرون
 حصار بیجاپور میں نزد ابراہیم دروازہ دفن ہوئے -
 شیخ محی الدین واعظ بن منتخب الدین نے سلطان
 محمد عادل شاہ کے عہد میں بہت عروج پایا متوفی
 1139ھ مدفن بیجاپور، اولاد موضع گولنگی میں
 اپنی جاگیر پر رہتی ہے -

شیخ منتخب الدین بن شیخ محی الدین: بیجاپور

اولاد جاگیر پر رہتی ہے -

شیخ وجیہ الدین اور شیخ منتخب الدین دونوں حقیقی
 بھائی وہاں رہتے ہیں جن کا نسب شیخ وجیہ الدین

بن نور اللہ بن وجیہہ الدین بن نور اللہ بن
عبد السلام بن شیخ منتخب الدین بن شیخ محی الدین
واعظ بن شیخ منتخب الدین دھولقی بیجاپوری ہے
(بحوالہ روضۃ اولیاء بیجاپور)

- شیخ صلاح الدین غازیؒ: نسب شیخ صلاح الدین

بن عبد اللہ غازی بن حمید الدین بن صدر الدین
بن جلال الدین بن جمال الدین بن شیخ مظفر
غازی بن ظہیر الدین بن علاء الدین بن شیخ یحییٰ
بن ابوسعید بن شیخ اسحق بن شیخ زین العابدین
(اولاد محمد بن ابو بکر صدیقؓ) متوفی 759ھ پونا۔
آپ کے بھائی شیخ شبان غازی کی اولاد میں سے
حاجی عبدالطیف پونا میں آباد ہوئے
(بحوالہ تذکرۃ المشائخ دکن)

- شیخ عبد اللہ شطاریؒ: نمبر 30 پر ذکر ہو چکا ہے

نسب بحوالہ انوار الاولیاء: شیخ عبد اللہ شطاری بن
شیخ حام الدین بن عبد اللہ بن رشید الدین بن

ضیاء الدین بن نجم الدین بن جمال الدین بن
 عبدالرحمن بن عماد الدین بن شہاب الدین بن
 محمد بن عبداللہ بن مجیب الدین بن طوسی بن
 عبداللہ بن سعید الدین بن حسین بن قاسم بن
 ابوالنصر بن محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن
 قاسم بن محمد بن محمد بن ابو بکر صدیق ؓ -
 جو پور سے مالوہ تشریف لائے متوفی 890ھ
 دفن مندر -

- مخدوم حسام الدین جائسی :
 نسب بحوالہ کنز الانساب مخدوم حسام الدین بن
 امام الدین بن قیام الدین بن بدر الدین بن
 محمد اعظم بن محمد اسلم بن محمد مکرم بن محمد ماہ
 بن محمد جاہ بن ظہیر الدین بن عبداللہ بن
 صدر عالم بن شیخ دانیال بن عبداللطیف بن
 محمد جمال بن احمد کمال بن شیخ سلیمان بن
 شیخ داؤد بن شیخ مسعود بن شیخ عاصم (اولاد
 قاسم بن محمد بن ابو بکر ؓ) دفن جلال پور کہیرہ

اور اولاد وہیں سکونت رکھتی ہے ۔

- شیخ نظام الدینؒ اورنگ آبادی :

نسب بواسطہ شہاب الدین سہروردی ابو بکر صدیق
تک پہنچتا ہے متوفی 1242ھ مدفن اورنگ آباد ۔
انکے 5 بیٹے ہوئے جن میں سے شیخ فخر الحق متوفی
1199ھ مدفن دہلی ، دوسرے شیخ قطب الدین
متوفی 1233ھ مدفن دہلی ، تیسرے شیخ نصیر الدین
عرف کالی میاں متوفی 1262ھ نے دہلی میں
بادشاہ سے اعزاز حاصل کئے اور غلام نظام الدین
بن نصیر الدین نے اورنگ آباد میں نظام سے اعزاز
و اکرام حاصل کئے متوفی 1286ھ

(بحوالہ ملفوظ چشتیہ) (" تذکرۃ الانساب "

امام الدین احمدؒ، فضل لمطالع دہلی 1322ھ)

- "کنز التاریخ" کتاب میں بدایوں کے بارے

میں تفصیلات دی ہیں۔ اس میں شیخ شمس الدین

عرف شیخ بدھن ابن شیخ سعد اللہ صدیقی 950ھ

اولاد عبدالرحمن بن ابو بکر صدیق میں سے تھے اور

روضہ جمبھار خان سرائے ملاں متصل موضع قبول پور،
 اسکے علاوہ قاضی حوض جو قدیم قبرستان شیوخ صدیقی
 اولاد قاضی حمید الدین، مقبرہ قاضی عبدالوہاب صدیقی
 بدایونی اس قبرستان میں ہے

(صفحہ 66، 69 کنز التاریخ)

کتاب "مراۃ الانساب" : کے مطابق " قاضی
 نصر اللہ بن قاضی نظام الدین کا شجرہ اس طرح ہے -
 قاضی نصر اللہ بن قاضی نظام الدین بن شیخ محمد بن
 جلال الدین بن شمس الدین بن قاضی اوحید بن قاضی
 محمد بن عبداللہ بن محمد نقی بن تاج الدین بن شیخ
 عبد المجید بن شیخ ابو نصر بن شیخ ابو محمد بن شیخ داؤد
 بن شیخ محمد بن محمد مالک بن قیام الدین بن محمد خلیل
 بن شیخ حمزہ بن شیخ احمد بن قاسم بن محمد بن ابو بکر
 صدیقؓ، مذکورہ قاضی نصر اللہ بعہد تغلق بخارا سے
 دہلی آئے اور امام جامع مسجد مقرر ہوئے اور بعہد
 لودھی بیٹے کے ہمراہ منصب قضاء پر تعینات ہوئے -

شیخ نور محمد بن شیخ عبداللہ: کے متعلق تحریر کیا ہے کہ
 وہ زمانہ اور نگ زیب عالمگیر میں ڈاکور سے امروہہ
 آئے جنکا نسب شیخ عبدالجلیل بن شیخ حمزہ بن شیخ
 احمد بن قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیقؓ سے ملتا ہے
 انکی اولاد امروہہ اور اسکے نواح میں آباد ہوئی
 (بحوالہ "مراۃ الانساب")

افریقہ، مغرب اور شام

میں صدیقی النسب خاندان :

بعثت اسلام کے وقت جزیرہ نما عرب کے ارد گرد

دو بڑی طاقتیں تھیں ، ساسانی پرشین ایمپائر جو

موجودہ عراق اور ایران پر اور دوسری بازنطینی

رومن ایمپائر جو موجودہ ترکی میں قائم تھی ۔

مشرقی سمت امپیریل چین کی سلطنت تھی ۔

ساسانی سلطنت کو آخری شکست 16 - 19 نومبر

636ء / 15ھ کو قادسیہ میں ہوئی ۔ 16ھ میں

بصرہ اور کوفہ میں چھانڈنیوں کی تعمیر ہوئی ۔ 17ھ

میں اہواز کی فتح ہوئی ۔ 19ھ میں فتح تکریت

اور قیساریہ ہوئی ۔ میسوپوٹیا اور ایران کی فتح

633-651ء / 12-31ھ کے درمیان ہوئی ۔

ساسانی سلطنت کا سب سے اہم شہر سلوقیہ

Seleucia جہاں اب بغداد ہے ، طیسفون

Ctesiphon جو دریائے دجلہ کے دائیں

طرف آباد تھا ، طاق کسری (مدائن) ،

نہاوند (ہمدان کے نزدیک) اور قادسیہ

ہلا اور کوفہ کے جنوب مغربی سمت۔

رومن ایمپائر کو پہلی شکست یرموک میں 16-20

اگست 636ء / 15ھ - اس سے پہلے 14ھ میں

شام جسے Levant کہتے ہیں اس میں دمشق،

بعلبک، حمص اور انطاکیہ کی فتح ہو چکی تھی۔ 16ھ

میں فتح بیت المقدس ہوئی۔ فتوحات شام کا عرصہ

634 - 641ء / 13 - 21ھ ہے۔ ایشیا کو چک

اور یورپ کے علاوہ آرمینیا، جارجیا تک فتوحات

ہوئیں اور اسلامی امارات قائم ہوئیں۔

Levent میں موجودہ دور کے ممالک شام،

اسرائیل، فلسطین، اردن اور لبنان شامل تھے۔

فتح ماوراء النہر Transoxiana وسط ایشیا

673 - 751ء / 54 - 134ھ کو ہوئی۔

چین میں اسلام کے آثار 616 - 618ء /

قبل ہجرت کے ہیں جب سعد بن ابی وقاص

دیگر تین صحابہ کے ہمراہ وہاں تشریف لگے

وہاں ابن ابی وقاص کے نام سے ایک مسجد اور
 قبر بھی Guangzhu میں معروف ہے جو شاید
 انکی اولاد میں سے کسی کی ہو اور اس زمانہ کے
 بادشاہ Emperor Gaozong کے علم میں بھی
 آیا تھا۔

حیات نبوی میں عرب سے باہر اسلام صومالیہ میں
 داخل ہوا اور زیلا Zeila نامی شہر میں تعمیر مسجد
 ہوئی۔

ہندوستان میں پہلی مسجد کی تعمیر 622ء یا 632ء
 کیرالہ میں اور موجودہ پاکستان میں پہلی مسجد محمد
 بن قاسم کے عہد 92ھ / 711ء میں خلافت
 بنی امیہ میں تعمیر ہوئی۔

افریقہ میں آج اسلامی پرچم لہراتا ہوا نظر آ رہا ہے
 اسکی ابتداء خلافت فاروقی میں ہی ہو چکی تھی۔ محرم
 27ھ (648ء) عبداللہ بن ابی سرحؓ نے افریقہ پر
 حملہ کیلئے جو لشکر جمع کیا ان میں عرب کے بڑے
 بڑے سورا اور مشاہیر شامل تھے۔ مجاہدین میں

مروان بن الحکم ، عبدالرحمن بن ابوبکر صدیقؓ ،
 عبداللہ ابن الزبیرؓ ، عبداللہ بن عمرؓ ، ابو زویب
 الہذلی ، الحارث بن الحکم (مروان کے بھائی) شامل
 تھے ۔ اسی معرکہ میں جریر کو عبداللہ ابن الزبیرؓ
 نے قتل کیا تھا ۔ یہ "فتح الاول افریقہ" کہلاتی ہے ۔
 23ھ میں عثمان ابن عفانؓ نے عمر بن العاصؓ کو
 مصر پر تعینات کیا اور 26ھ میں عبداللہ ابن ابی سرح
 العامری کو مقرر فرمایا ۔

45ھ میں خلافت امیر معاویہؓ میں معاویہ بن حدیج
 کی قیادت میں لشکر سکندریہ روانہ کیا جس میں مشہور
 مشاہیر عرب شامل تھے جن میں عبداللہ بن عمر
 بن الخطابؓ ، عبداللہ ابن الزبیرؓ ، عبدالملک بن
 مروان ، یحییٰ بن الحکم بن العاص اور حنش بن
 عبداللہ الصنعانی شامل تھے ۔

46ھ میں عقبہ بن نافع ، 51ھ میں ابو المہاجر (مولیٰ
 بنی مخزوم یا انصار) فتوح مصر میں انہیں قاتل محمد ابن
 ابوبکر صدیقؓ لکھا گیا ہے (العرب و الاسلام

صفحہ 57-64 محمد بن ابوبکر کا تذکرہ کیا گیا ہے)

ریاست مدینہ سے روانہ ہونے والی افواج نے پہلے مصر اور اسکے بعد موجودہ ممالک میں لیبیا، تیونس، الجزائر، مراکش، ماریطانیہ، صحراء، سوڈان، اتھوپیا، صومالیہ اور اسکے علاوہ مغربی افریقہ میں نائجیریا، مالی، سینیگال، گیبون، کیرون تک کے علاقہ، جبکہ مشرقی اور جنوبی افریقہ کے علاوہ قسطنطنیہ، اسپین، اٹلی، پرتگال تک کے علاقوں میں اسلامی حکومتیں قائم کیں۔ اس طرح عرب مجاہدین مقامی علاقوں میں آباد ہوتے گئے۔

عمرو بن العاصؓ کے ہاتھوں فتح مصر 19ھ کے علاوہ دیگر سپہ سالاروں میں عقبہ بن نافعؓ، عبداللہ ابن سراحؓ، مسلمہ بن مخلد انصاری، المہاجر دینار وغیرہ شامل ہیں۔

یہاں محمد بن ابوبکرؓ کی امارت مصر پر تقرری اور پھر فسطاط میں شہادت 38ھ اولین دور اسلامی کے

واقعات ہیں۔ اس دوران قریشی خاندانوں کی جہاد
میں شرکت کیلئے آمد اور کئی خاندانوں کی مستقل
رہائش کے وسیع آثار موجود ہیں۔

اسماء الرجال اور کتب نسب کی بیسیوں کتابوں میں
انکی تفصیل موجود ہیں۔ بعض تو مشہور قبیلوں کی
شکل میں موجود ہیں اور دریائے نیل کے ارد گرد
مصر، سوڈان سے لیکر مغربی افریقہ تک پھیلے ہوئے
ہیں۔

تاریخ میں جن عرب خانوادوں نے خلافت و سلطنتیں
قائم کیں ان میں خلافت راشدہ، اموی، عباسی،
الاداسہ، حمود، حمدانیون، مرداسیون، العقیلی،
الاشراف، یعاربہ، بوسعید یون، آل الرشید،
آل سعود، آل صباح، آل خلیفہ، آل ثانی وغیرہ

مغرب الاقصی: سے مراد وہ تمام علاقے مراد
ہیں جو صحرائے سینا اور مصر سے ماریطانیہ تک۔
مشرق الاقصی: سے مراد تمام علاقے جن میں

خراسان ، فارس ، آرمینیا اور ترکستان شامل ہیں ۔

جزیرہ : دریائے فرات اور دجلہ کے درمیان ڈیلٹا

کو کہا جاتا ہے ۔

افریقہ: Ifriqiya

اسے مغرب الادنیٰ کہا جاتا تھا اس میں تیونس اور

طرابلس (لیبیا) Tripolitania، شمالی الجزائر

Constantinois کے علاقے شامل تھے۔

اس میں جو شہر شامل تھے ان میں بجایا Bejaia

(شمالی الجزائر)، قرطاج (تیونس) Carthage ،

قیروان (تیونس) Kairouan ، امارات صقلیہ

(جنوبی اٹلی) Sicily وغیرہ تھے ۔

قیروان کی بنیاد خلافت امیر معاویہ میں عقبہ بن

نافع فہری نے 670ء میں رکھی اور یہ اسلامی علم و

فنون کا مرکز بن گیا ۔ موسیٰ بن نصیر یہاں کے

گورنر تھے اور ابتداء میں طارق بن زیاد بھی یہیں

تشریف لائے تھے ۔

الاندلس: Al – Andalus

ہسپانیہ میں فتوحات اسلامی 711ء اور 732ء

کے دوران ، بنی امیہ 756ء سے 1031ء

(قرطبہ) ، اور امارات غرناطہ 1238ء سے لیکر

1492ء تک ۔ عبدالرحمن الداخل اموی مبنی

756ء سے ستمبر 788ء تک امیر رہے ۔

ہسپانیہ میں آئبرین Peninsula شامل تھا اور

شمالی سمت میں موجودہ فرانس کا علاقہ سبتمانی

Septamania ، پرتگال کے علاقے شامل تھے

دیگر علاقوں اور امارات میں غرناطہ Granada ،

جلیقیہ Galicia ، قشتالہ Castila ، لیون Leon

نبرہ Navarra ، ارغون Aragon ، کتالونیا

Catalonia ، لنک دوک روسیون (فرانس)

Languedoc – Roussillon ، اویتانی (فرانس)

Occitani ، قرطبہ Cordoba ، طلیطلہ Toledo

وغیرہ شامل تھے ۔

طارق بن زیاد نے جبرالٹر (جبل الطارق) کو

30 اپریل 711ء / 93ھ میں فتح کیا ۔

الجزائر: شمالی افریقہ میں بحیرہ روم کے ساحل پر
اور ایک ملک الجیریا ہے -

صحارا یا صحراء الکبیر: دنیا کا سب سے بڑا صحراء
ہے جس میں تقریباً تمام شمالی افریقہ شامل ہے
مشرق میں بحیرہ احمر سے لیکر مغربی سمت بحر
اوقیانوس تک پھیلا ہوا ہے جسے مسلمان بحر ظلمات
کہتے ہیں -

سب صحارا: صحارا کے جنوبی سمت افریقہ میں
جتنا بھی علاقہ ہے وہ سب صحارا کہلاتا ہے -
ساحل: کا علاقہ براعظم افریقہ میں ایک پٹی
ہے جو مشرق سے مغرب کی سمت پھیلی ہوئی ہے
اس میں صحراء کا شمال علاقہ اور جنوب میں سوڈان ،
مشرقی سمت بحیرہ احمر اور مغرب میں بحر اوقیانوس
ہے۔ اس سے جنوب کی سمت ماندہ افریقہ ہے جسے
سب صحراء کہتے ہیں -

تاریخ میں ساحل کے مغربی علاقے کو بلاد سوڈان کہا
جاتا تھا -

تاریخ میں ان بیسیوں اسلامی سلطنتوں ، مارات ،
 خانات اور بادشاہتوں کا ذکر ہے جو فلپائن سے
 لیکر افریقہ میں بحر اوقیانوس کے سواحل تک قائم
 ہوئیں بلکہ ایشیا کے علاوہ مشرقی یورپ کے علاقوں
 میں جن میں بلغاریہ ، یونان ، اٹلی ، کریمیا ، روس ،
 البانیہ ، کوسو میں قائم ہوئیں ۔

بعض علاقوں میں مسلمان اب بھی آباد ہیں ۔
 اس موضوع پر ایک کتاب "لسانی اور مذہبی تنازعات"
 تحریر کر چکا ہوں جس میں ساری دنیا میں آباد مسلمانوں
 کی ہر ملک میں تعداد اور تناسب کو شامل کیا گیا ہے ۔
 اب اس کتاب کے موضوع نسب کے حوالے سے
 معلومات جو میسر ہوئیں انہیں تحریر کرتا ہوں ۔

1۔ کتاب " الغرابہ " سے چند تفصیلات

صفحہ 370 پر تحریر ہے کہ اولاد محمد بن ابو بکر
 صدیقؓ اور عبدالرحمان بن ابو بکر صدیقؓ مختلف
 علاقوں میں آباد ہے۔ بڑا قبیلہ الکبریٰ ہے جو

نسباً صدیقی ہیں۔ یہ اوائل میں عقبہ بن نافعؓ کی
افواج میں شامل ہوئے، مجاہدین نے مقامی شادیاں
کر لیں اور پھلتے چلے گئے۔

قبائل میں افلات المسلمیہ: تعظی قبائل سوڈان کے
مشرق، شمال، غرب اور وسط میں آباد ہیں۔
قریشی النسل قبائل میں الجعلیوں (ال جعلیون)
عباسی ہیں جو ابن سعد بن فضل بن عبداللہ بن
العباسؓ اور ابن صالح بن عبداللہ بن العباسؓ
کی اولاد سے ہیں۔ جن ممالک اور علاقوں میں
یہ آباد ہیں انکی تفصیل کتاب الغرابہ کے صفحہ
164 پر دی گئی ہے۔

عقبہ بن نافعؓ تميمی ہیں اور عقبہ بن عامر تميمی
کی اولاد بھی اسی طرح پھیل گئی ہے یہ عمرو بن
العاصؓ کے خالہ زاد تھے۔

افلات قبائل کی نسبت صفیہ بنت جعفرؓ بن
ابی طالب سے ہے یہ بھی مختلف علاقوں میں آباد
ہیں جنگی تفصیل الغرابہ صفحہ 170 پر دی گئی ہے۔

مورخ ابو عبد اللہ البکری متوفی 1068ء مصنف

"المسالك و الممالك" نے سینی گال اور مالی وغیرہ کا

ذکر اپنی کتاب میں کیا ہے (صفحہ 11)

عبد اللہ بن عبد الحمید العمری (885ء) وادی نیل

کے علاقے میں، العمری عمر فاروقؓ سے نسبت

رکھتے ہیں۔ (صفحہ 53)

قبائل الفلات و المسیلہ تمام سوڈان میں ہیں اور

ان میں المسیلہ البکری، جو ابو بکر (فلات بن عقبہ)

سے نسبت دیتے ہیں۔ اسکے علاوہ محمد بن ابو بکرؓ

اور عبد الرحمن بن ابو بکرؓ کی اولاد سے ہیں۔

الباکراب، البکریہ کہلاتے ہیں، قلعہ البکریہ

سوڈان میں ہے (صفحہ 370)

المسیلمہ اور البکریہ قبائل میں سے :

الطراریف قبیلہ خرطوم کی مشرقی سمت عبد الرحمن

بن ابو بکر صدیقؓ سے نسبت رکھتے ہیں۔

مشرقی سوڈان میں شیخ ابراہیم محمد عثمان بن حامد بن

محمد بن اکد حمہ بن موسیٰ بن ادریس بن اکد بن
 ناصح بن عامر، انکی والدہ بنت ملک البجہ من البلو
 بین بن علی ثابت اور انکی والدہ بنت القاسم من
 عائکہ قمر مہیتک ناب ذریت ابو بکر صدیقؐ -
 انکے رہائشی علاقے : القاش ، الھدندوہ ، مغربی طوکر ،
 العجیلات کہلاتے ہیں -

البلل ، البلو نسب ابو بکر صدیقؐ اور ابو بکر فلات
 قبیلہ سے ہے - جن میں شیخ محمد بیلو (1780ء -

1837ء) ابن شیخ عثمان بن فودی الفلای ہوئے
 - ممالک سینی گال ، مالی اور شرقی سوڈان :

قبائل من نسل ابو بکر صدیقؐ

السیقولاہ ، الرقیبات ، قبائل وودو ، قبائل حمد
 ارض قونج اور عمائد ، مشناح اور نظارہ اریٹیریا

- سوڈان :

ومن نسل ابو بکر صدیقؐ : البصیلیہ شیخ احمد

ذروق جنگی اولاد خرطوم ، الہلالیہ ، ابو حراز ،

حلف ، مدنی ، الاو اور قنا بالقطر مصری میں آباد

ہیں (صفحہ 372)

- احفاد ابو بکرؓ:

ابرکراب، اسرہ عبدالطیف اور بشارہ الغرباوی

جن کی جد اسماعیل ولی ہے

قبائل دار حامد: جو کہ دار فور، مشرقی و وسطی

کردفان عمو علاقہ رفاعہ، علاقہ بین القواسمہ و

العرکین و فلالہ علاقہ بین العبدلاب، والفرنج سے

مشرقی نیل مصر سے بلاد تکرور -

مقامات بکبوشیہ: الھنوناب، الھوارہ

(صفحہ 374، 375)

الحلقہ میں قبیلہ ہوازن ینب عثمانؓ (صفحہ 376)

قریش میں سے اولاد علیؓ بن ابی طالب بھی کئی

علاقوں میں آباد ہیں -

(بحوالہ: الغرابہ، ڈاکٹر عبداللہ عبدالماجد ابراہیم،

دار المجاوی للطباعة والنشر 1998ء)

محمد توفیق البکری نے کتاب "بیت الصدیق" میں صدیقی النسب مشاہیر کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ اسکے علاوہ کئی کتب نسب کا حوالہ بھی دیا ہے جن سے مصر میں آباد ہونے کا پتہ لگتا ہے۔

کتاب "ارشاد الصدیق الی مناقب آل صدیق" میں عبدالرحمن بن ابوبکر صدیقؓ کی ارض مصر میں آباد ہونے والی اولاد کا ذکر کیا گیا ہے۔

المقریزی نے "البیان والاعراب، عما بارض مصر من الاعراب" میں اولاد طلحہ بن عبد اللہ بن عبدالرحمن بن ابوبکر صدیقؓ کا ذکر کیا ہے۔

کچھ افراد ان میں سے الفیوم شہر میں تشریف لائے بحوالہ علی پاشا مبارک خططہ وجد نجران السادہ البکریہ وقفہ مورخہ شوال 581ھ۔

سلطان صلاح الدین ایوبی کے عہد میں عہدہ قضا و عدل پر مامور ہوئے۔

شیخ الاسلام محمد جلال الدین البکری سب سے پہلے قاہرہ آئے۔

3۔ شام و دمشق :

ابوالفرج قوام بن حمزہ بن قوام بن زید بن عیسیٰ
 المری من ولد ابو بکر صدیق ؓ متوفی دمشق 618ھ
 (صفحہ 334: تکملہ اکمال الاکمال - جمال الدین ابی
 حامد محمد بن علی المحمودی الصابونی متوفی 680ھ،
 مطبع المجمع العلمی العراقی 1957ء)

4۔ مملکت سوڈان :

سوڈان میں کثیر تعداد میں اصحابہ کرام رضوان اللہ
 اجمعین کی اولادوں کے آباد ہونے کا ذکر ملتا ہے
 اور اب وقت گزرنے کے ساتھ انکی حیثیت علیحدہ
 قبائل کی اختیار کر گئی ہے اور وہ اسی مقامی قبائلی
 نام سے جانے جاتے ہیں -

"موسوعہ القبائل و الانساب فی السوڈان" کتاب
 6 جلدوں میں ہے اس میں ایسے قبائل کا ذکر کیا گیا

ہے جن کا نسب قریش سے ملتا ہے -

مکمل فہرست کو بیان کرنا ممکن نہیں البتہ چند قبائل کا حوالہ بطور نمونہ نقل کئے جاتے ہیں -

- ابارو : نسب اس طرح ہے عبد اللہ بن محمد بن

اوریس بن موسیٰ بن احمد بن علی بن فکرون بن

حام بن ضفیہ بن عامر بن ذبیان بن وقید بن

صناء بن جہنیہ بن عطیہ بن الحسن بن زمرہ بن

زبیر ابن معاویہ بن عثمان بن عفان ؓ (صفحہ 22)

- بشار یون : نسب زبیر بن العوام ؓ جو محمد بن وراق

ذریت معصب بن الزبیر ؓ سے ہیں (صفحہ 281)

- تنجر : نسب عبد اللہ بن عباس ؓ سے ملتا ہے

مکمل شجرہ تحریر کیا گیا ہے جو عامر بن الجراح بن

سعد حفید عبد اللہ بن عباس ؓ پر منتہی ہوتا ہے

- جعل : نسب فضل بن عبد اللہ بن عباس ؓ

سے ملتا ہے

- حمد : نسب حمد کالاتی اس طرح بیان ہوا ہے -

یہ صدیقی النسب ہیں حمد بن محمد بن علی بن عمر

بن الشیخ ماضی بن محمد الجوید بن حمد قاضی بندی بن
 یعقوب بن محمد محلی بن جلال الدین بن عبدالرحمن
 بن احمد بن محمد بن احمد بن محمد بن العوض بن
 عبدالحق بن عبدالمنعم بن یحییٰ بن الحسن بن موسیٰ
 بن یحییٰ بن یعقوب بن نجم بن عسین شعبان بن
 عیسیٰ بن داؤد بن محمد بن نوح بن طلحہ بن عبداللہ
 بن عبدالرحمن بن ابوبکر صدیق ؓ -

حمد کی اولاد کثیر تعداد میں آباد ہے (صفحہ 673)

- حمران : اولاد ابو عبیدہ بن عامر بن الجراح بن

سلمان بن عبداللہ بن عباس ؓ (صفحہ 692)

- رحمۃ : اولاد سعد بن الفضل بن عبداللہ بن

العباس ؓ -

(بحوالہ موسوعہ القبائل والانساب فی سوڈان -

عون الشریف قاسم)

5- کتاب " السلالة البكرية الصديقية "

سے چند اہم حوالہ جات :

بہت بڑا صدیقی النسب قبیلہ ہے اور مختلف اوقات
میں جن علاقوں میں آباد ہوئے انکا مختصر ذکر
اسطرح ہے -

- حجاز : محمد بن طلحہ بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن
ابو بکر صدیقؓ ولی امارۃ مکہ مکرمہ بعہد عمر بن
عبد العزیز علوی -

- مشرقی افریقہ و حبشہ : شیخ عمر رضا الشحیر،
مدینہ ہرر ، اور ابارو میں البکری

- سوڈان : تحت کل قبہ بالسوڈان شیخ من البکریہ -
صوفی سلسلہ :

- حیدر آباد دکن : سلسلہ شیوخ البکریہ اور بلاد فارس
قائم بعہد قدیم -

- بلاد مغرب : محرز بن خلف البکری التونسی ،
مدینہ تونس ، الخضراء نہر سینگیال اور صحارہ و
اندلس کے علاقے میں -

- مصر : جلال الدین ابو البقاء محمد بن عبد الرحمن
بن احمد البکری صدیقی متوفی 891ھ ، سلطان

صلاح الدین ایوبی کے عہد میں اس خاندان کے علماء اور فقہاء رہے ۔

-شام : نسیب پاشا البکری آل البکری دمشق ۔
 علماء فقہاء و مجاہدین تھے ۔

- بیت المقدس و الخلیل : علماء ، فضلاء و مجاہدین

- ترکی : شمس الدین البکری ولادت دمشق پھر
 سلطان محمد فاتح کے ترکی میں معلم ہوئے ۔

(بحوالہ: السلالہ البکریہ الصدیقیہ - احمد عبدالنبی فرغل)

6- السلالہ البکریہ الصدیقیہ سے مزید تفصیلات :

قاسم بن عبدالرحمن بن قاسم کی اولاد میں عبدالغنی
 متولد ہوئے جنکے بیٹے کا نام ابو بکر تھا اور جن کے
 بیٹے کا نام علی اور انکے بیٹے کا نام احمد تھا ۔

احمد کے دو بیٹے ہوئے یوسف اور عبداللہ ۔ ان ہی

یوسف بن احمد بن علی بن ابو بکر بن عبدالغنی

کی اولاد میں ابو بکر متولد ہوئے جنکے بیٹے کا نام

محمد تھا، اور انکی اولاد میں عبدالغنی کی پیدائش ہوئی

جن سے عبد اللہ پیدا ہوئے اور انکی اولاد میں محمد
 ہوئے جن سے ابوالفتح نصر اللہ پیدا ہوئے انکی
 اولاد میں عثمان ہوئے پھر انکی اولاد میں محمد پیدا
 ہوئے جنکی اولاد میں الزین ابو بکر اور انکی اولاد میں
 عبد القادر ، محمد اور امام الدین متولد ہوئے ۔

ان میں سے عبد القادر بن زین ابو بکر کی اولاد
 میں محمد سعد الدین متولد ہوئے ۔

عبد اللہ بن احمد بن علی بن ابو بکر بن عبد الغنی کی
 اولاد میں خلیفہ پیدا ہوئے جنکی اولاد میں عمر اور
 انکی اولاد میں عبید اللہ ابو الطاہر ہوئے، جنکے بیٹے
 عبد اللہ ابو حامد الخطیب اور انکے بیٹے سعد اللہ الملقب
 سعد الدین ، جنکے بیٹے نصر اللہ ابو عوانہ اور جنکے
 بیٹے عبد الکریم ابو المکارم ہوئے اور جنکی اولاد میں
 عطاء اللہ الغیاث ابو محمد اور دوسرے بیٹے

عبد الرحیم ابو الفضائل متوفی 828ھ ہوئے جن
 کے بیٹے محمد ابو السعادت ہوئے جن سے محمد
 777ھ کو شیراز میں متولد ہوئے جنکی اولاد میں

محمد ابو نعمت اللہ المقلب العزابیہ ہوئے۔

عبداللہ بن عبدالرحمن بن قاسم بن محمد بن

ابو بکر صدیق کی والدہ عاتکہ بنت صالح بن

ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف الزہری تھیں -

یہ قاضی مدینہ منورہ تھے اور انکے دو بیٹے احمد

اور محمد ہوئے -

احمد بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن القاسم

ابی نصر کی اولاد میں عبدالرحمن ، نصر اللہ ابو القاسم

اور محمد ابو طاہر متولد ہوئے۔ ان میں سے عبدالرحمن

بن احمد کے بیٹے محمد پیدا ہوئے۔ نصر اللہ ابو القاسم

بن احمد کے بیٹے محمد اور انکے بیٹے علی خراسانی اور

انکے بیٹے بندار ابو القاسم الرازی اور پھر انکے بیٹے

علی اور انکے بیٹے روزبہ اور انکی اولاد میں جنید

جنگے یہاں ابوذر معین الدین کی ولادت ہوئی -

جنگی اولاد میں عبدالرقيب روح الدین اور فاطمہ

متولد ہوئے۔ یہی فاطمہ ابی الفتوح الطاووسی کی

ام جد تھیں -

اوپر مذکورہ محمد ابوطاہر بن احمد کی اولاد میں عبدالرحمن

جنگی اولاد میں عبدالملک ہوئے اور جنگی اولاد میں

ابو حرب غنام ، عبدالملک ، علی ، طلحہ اور ابو زید ہوئے

ان میں سے ابو حرب غنام بن عبدالملک کی اولاد میں

ابو الفخر ہشام ، ابو الفوز عصام ، عبدالملک ،

ست الکرام اور ست الملوک متولد ہوئے۔ یہ اصفہان

میں تھے جہاں ابو الفوز عصام متوفی 549ھ -

ان میں ابو الفخر ہشام و ابو الفوز عصام اور عبدالملک

نقباء بکرین میں سے تھے -

ابو الفوز کے بیٹے غنام اور عبدالملک کے بیٹے محمد متولد

ہوئے -

علی بن عبدالملک بن عبدالرحمن بن محمد ابوطاہر کے

بیٹے محمد اور جنگی اولاد میں حمزہ اور علی متولد ہوئے

طلحہ ابو زید بن عبدالملک بن عبدالرحمن بن محمد

ابوطاہر کی اولاد میں عیسیٰ اور جنگی اولاد میں حمزہ اور

احمد ابو الفضائل متولد ہوئے -

اور محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن القاسم

قاسم بصرہ تھے جنکی اولاد میں قاسم اور عبد اللہ
متولد ہوئے۔

عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن
قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق کی اولاد میں
محمد اور جنکی اولاد میں قاسم اور پھر انکی اولاد میں
محمد پیدا ہوئے جو کہ محدث تھے۔

ان میں قاسم بن محمد بن عبد اللہ بن عبد الرحمن
بن القاسم کی اولاد میں حسن اور نصر متولد ہوئے
انہی نصر کی اولاد میں قاسم پیدا ہوئے جنکی اولاد
میں حسین اور عبد اللہ متولد ہوئے۔

عبد اللہ بن قاسم بن نصر بن القاسم کی اولاد میں
جعفر المسمی جوزی ہوئے جنکی اولاد میں محمد اور پھر
انکی اولاد میں احمد اور انکے بیٹے حمادی اور انکی اولاد
میں عبد اللہ جنکی اولاد میں عبید اللہ اور انکی اولاد میں
علی ہوئے اسکے بعد انکی اولاد میں علی اور انکے
بیٹے محمد اور جن کی اولاد میں ابی الحسن علی ہوئے
متوفی 504ھ کی اولاد میں عبد اللہ، ابو البقاء

عبدالرزاق ، محمد اور جمال الدین عبدالرحمن
 ابوالفرج علامہ مشہور 'ابن جوزی' ولادت
 510ھ اور متوفی 597ھ -

متذکرہ بالا ابوالبقاء عبدالرزاق متوفی 585ھ
 اور انکے بیٹے ابوالحسن علی متوفی 608ھ ہوئے -
 علامہ عبدالرحمن ابن الجوزی کے بیٹوں میں
 عبدالعزیز ، بدرالدین ابوالقاسم علی اور ابوالحسن
 ابو محمد محی الدین یوسف بالصاحب ہوئے جبکہ 5 بیٹیاں
 ہوئیں۔ جن میں رابعہ جو کہ یوسف بن حسام الدین
 قزواغلی سبط ابن الجوزی کی والدہ تھیں کے علاوہ
 شرف النساء ، زینب ، جوہرہ اور ست العلماء صغیرہ
 ہوئیں -

بدر الدین ابو القاسم علی متوفی 630ھ کے بیٹے
 ابوالحسن علی متوفی 629ھ بغداد ہوئے -

یوسف شہیر بالصاحب الوزير مولد 580ھ کی
 اولاد میں تاج الدین عبدالکریم ، جمال الدین
 عبدالرحمن المختسب ، اور شرف الدین عبداللہ

جوسب 656ھ میں تاتاری حملوں میں ہلاک ہوئے۔

جمال الدین عبدالرحمن المختسب کی اولاد میں
قوام الدین احمد اور انکی اولاد میں محی الدین
عبدالقادر ہوئے۔

حسین بن قاسم بن نصر بن قاسم کی اولاد میں
سعد یا سعید۔ سعد کی اولاد میں عبداللہ، المکنی
ابی جعفر ملقب عمویہ۔ جنکی اولاد میں محمد اور قاضی
عمر وجیہہ الدین ہوئے۔

محمد بن عمویہ کی اولاد میں عبداللہ، عبدالملک اور
وجیہہ الدین عمر متولد ہوئے۔

عبدالملک بن محمد بن عمویہ کی اولاد میں عبید اللہ ہوئے
جو محدث تھے

وجیہہ الدین عمر بن محمد بن عمویہ متوفی 532ھ کی
اولاد میں ابوالحارث اعز عبدالوارث متوفی 557ھ
اور انکی اولاد میں ابوبکر عبداللہ، ابو حفص عمر اور
فخر الدین محمد ابوعبداللہ ہوئے۔

ابو بکر عبد اللہ بن ابی الحارث اعز کی اولاد میں
ابوذکریا یحییٰ متوفی 616ھ -

ابو حفص عمر بن ابی الحارث اعز مولد 542ھ
اور متوفی 624ھ بغداد -

فخر الدین محمد ابو عبد اللہ بن ابی الحارث اعز متوفی
606ھ کی اولاد میں پہلے اسعد متوفی 614ھ

اور دوسرے احمد کمال الدین ابو العباس کی اولاد
میں ابو الحسن عز الدین علی ہوئے جنکی اولاد میں
فخر الدین ابو عبد اللہ محمد متولد ہوئے -

عبد اللہ بن محمد بن عمویہ کی اولاد میں عبد القاہر
اور محمد ابو جعفر متولد ہوئے -

عبد القاہر بن عبد اللہ بن محمد بن عمویہ المشہور

ابو النجیب سہروردی ہوئے متوفی 563ھ

جنکی اولاد میں عبد الطیف ابو محمد ، عبد الرحیم

ابو الرضی ، عبد اللہ اور عثمان ہوئے -

ان میں عبد الطیف قاضی تھے متوفی اربل 610ھ

دوسرے عبد الرحیم متوفی دمشق 567ھ ،

تیسرے عبداللہ متوفی بغداد 630ھ -

عبدالرحیم ابو الرضی بن عبدالقاہر کی بیٹی کا نام
سیدہ تھا زوجہ ابی حفص عمر بن محمد السہروردی
متوفی 640ھ -

عثمان بن عبد القاہر کی اولاد میں عزالدین
عبدالقاہر ابو محمد ہوئے -

محمد ابو جعفر بن عبداللہ بن محمد بن عمویہ ،
قاضی سہرورد تھے اور 540ھ میں قتل
ہوئے۔ انکی اولاد میں ابو عبداللہ شہاب الدین
عمر المشہور ابی حفص سہروردی متوفی 632ھ
ہوئے اور انکی اولاد میں شہاب الدین عمر:
عماد الدین ابو جعفر محمد متوفی بغداد 655ھ
ہوئے -

اور انکی اولاد میں جمال الدین ابو المکارم
عبدالرحمن اور عزیز الدین ابو محمد عبداللہ متولد
ہوئے -

جمال الدین عبدالرحمن کی اولاد میں ابوالنجیب

محیی الدین عبدالقاہر اور شہاب الدین ابوالقاسم
عبدالحمود متوفی 714ھ ہوئے جنکی اولاد میں
جمال الدین عبدالرحمن ہوئے جو بغداد میں
737ھ کو قتل ہوئے۔

سلسلہ نسب آل عمویہ سہروردیہ اسطرح ہے:
عمویہ بن سعد بن الحسن بن قاسم بن علقمہ
بن النضر بن معاذ بن عبدالرحمن بن
قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق۔

اور ایک جگہ محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمن
بن قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق ہے۔
(السلالہ الکبریہ الصدیقیہ، ص 112 تا 118 ج 1)

7۔ کتاب "قریش فی الاردن" میں کئی

قریشی خاندانوں کا ذکر کیا گیا ہے جن میں عمر
فاروقؓ، ابی عبیدہ عامر بن الجراحؓ اور خالد
بن ولیدؓ کی اولادوں کا ذکر ہے۔ ان میں

علی بن علیم بن محمد بن یوسف بن یعقوب
 بن عبدالرحمن بن عمر بن الخطابؓ کا ذکر ہے
 متوفی 474ھ اور انکی قبر یاغا کے جوار میں
 ہے۔ (صفحہ 22)

(محوالہ: قریش فی الاردن - صرار شکاری)

8۔ کتاب "التبیین فی انساب القرشیین" سے

چند اہم حوالہ جات یہاں نقل کئے جاتے ہیں۔

حمد بن جعفر بن ابی طالب، محمد بن ابوبکر صدیقؓ

کے ہمراہ مصر گئے تھے جب کہ وہ امارت مصر پر

فائز ہوئے تھے اور پھر انکی شہادت کے بعد حمد

فلسطین کی طرف چلے گئے تھے (صفحہ 97)

اسکے علاوہ محمد بن ابوبکر صدیقؓ، قاسم بن محمد

بن ابوبکرؓ اور عبدالرحمن بن قاسم بن محمد بن

ابوبکرؓ کا ذکر ہے۔

عبداللہ بن محمد بن ابوبکر صدیقؓ، ام فروہ بنت

ابی قحافہؓ التیمی القرشی زوجہ ابوبکر الاشعث بن

قیس الکندیؓ اور انکی اولاد محمدؓ، اسحقؓ، حمانہ
اور قریبہ کا تذکرہ ہے۔

ام الخیر سلمیٰ بنت صخرؓ، طلحہ بن عبید اللہؓ اور
عاتکہ بنت زید بن الخطابؓ کا ذکر ہے
(بحوالہ: التبیین فی انساب القریشین،
المقدسی متوفی 620ھ)

9۔ مکہ المکرمہ میں خاندان قریش سے تعلق رکھنے
والے قبائل اور افراد پر کتاب :

"الاسر القرشیہ۔ اعیان مکہ المحمسیہ"

سے چند حوالے درج کئے جاتے ہیں :

پہلے صدیقی النسب خاندان اور مشاہیر کا تذکرہ
تحریر کیا جاتا ہے۔

۔ آل بن صدیق : مکہ مکرمہ میں یہ قدیم الزماں

صدیقی النسب خاندان رہائش پذیر تھے۔ ان میں

اکبر تاجر بجد شریف الحسین تھے جو جبل کبیر

مشہور شعب عامر (جبل عبد الخیر عامر) میں آباد تھے۔

- تھامہ الحجاز قترہ : المجافرہ قبیلہ

جن میں جعفر بن صدیق جدہ میں ، عمر بن محمد علی
بن صدیق ، مصطفیٰ بن صدیق ، عبدالرحمن بن صدیق
طائف میں ، ذکریا جعفر بن صدیق مکہ مکرمہ -

بہت بڑی تعداد میں یہ خاندان آباد ہے۔ کتاب ہذا
میں کئی مشہور و معروف مشاہیر کے نام درج کئے گئے

ہیں (صفحہ 215)

- بنو تیمم القریش

کے سنہ 1000ھ اور 1400ھ کے درمیان

مشاہیر کا تذکرہ شیخ جعفر بن عباس بن محمد بن
صدیق الخنفی المکی والد مفتی مکہ مکرمہ شیخ عباس
بن صدیق ولادت مکہ المکرمہ کیا ہے -

جن میں یحییٰ بن عباس بن محمد بن صدیق
الخنفی المقرئ المکی متوفی مکہ مکرمہ اور تیرھویں

صدی ہجری میں شیخ عباس بن صدیق مفتی مکہ

متوفی 1267ھ اور وہ دفن قبرستان معلّا

میں ہوئے شامل ہیں - مفتی مکہ بعہد الشریف

عون الرفیق - (صفحہ 217)

عباس بن جعفر بن صدیق ولد شیخ عباس بن
جعفر بن عباس بن محمد بن صدیق القرشی التیمی
تیرھویں صدی ہجری میں (صفحہ 218)
مفتی مکہ شیخ عبداللہ بن عباس بن جعفر بن صدیق
ولادت مکہ مکرمہ 1276 ھ۔ اس خاندان کے بہت
سے مشاہیر کے نام درج ہیں جو مکہ المکرمہ میں
رہائش پذیر ہیں ان میں سے ابراہیم بن عبدالقادر
بن صدیق مدینہ منورہ منتقل ہو گئے (صفحہ 218)
آل مفتی صدیقی : مشہور گھرانہ آباد مکہ مکرمہ
عبدالقادر صدیقی : مفتی مکہ مکرمہ ابن شیخ ابی بکر
الحنفی عبدالقادر بن المفتی یحییٰ بن المفتی عبدالقادر
بن ابی بکر بن عبدالقادر صدیقی الحنفی المکی متوفی
1191 ھ دفن معلما مکہ مکرمہ -

آل العمود صدیقی : حضر موت کے علاقے میں
آباد ہیں اور جنکا نسب شیخ عمود الدین الحضرمی
البکری الصدیقی سے متصل ہوتا ہے۔ ان میں سے

شیخ عثمان العمودی مدینہ منورہ تشریف لائے اور انکی
اولاد یہیں آباد ہوئی۔ موجودہ دور میں مکہ مکرمہ
میں شیخ محمد سعید العامودی اور اولاد کثیر تعداد میں
آباد ہیں اور بہت مشہور تاجر ہیں۔

الصدیق کا مصر کی بہت سی قدیم کتابوں میں
ذکر ہے جن میں تاریخ جبرتی، الاعلام الزرکلی،
خلاصہ الاثر المحبی وغیرہ شامل ہیں۔

مصر میں البکریوں نسب آل ابو بکر صدیق کے بہت
سے مشاہیر کا ذکر الجبرتی نے "عجائب الآثار" میں
کیا ہے۔ محمد آفندی البکری الصدیقی الاشراف
مصر وغیرہ (صفحہ 220)

۔ زین العابدین بن محمد بن علی البکری الصدیقی
القاہری الشافعی عبدالرحمن بن محمد بن علی ابی
الحسن البکری الصدیقی القاہری متوفی مکہ مکرمہ
۔ ابوالسرور بن محمد بن علی بن عبدالرحمن بن
احمد بن محمد بن احمد بن عوض بن عبدالحلق بن
عبدالمنعم بن یحییٰ بن الحسن بن موسیٰ بن یحییٰ بن

يعقوب بن نجم ابن عيسى بن شعبان بن عوض بن

داؤد بن محمد بن نوح بن طلحہ بن عبد اللہ بن

عبدالرحمن بن ابو بکر صدیق ؓ -

- دمشق میں الشیخ ابو بکر بن عبدالقادر مجی الدین

البکری الصدیقی الدمشقی متوفی 1031ھ دمشق

(صفحہ 221)

- مصطفی البکری بن کمال الدین بن علی البکری

الصدیقی ولادت دمشق - 1022ھ میں القدس ،

حلب ، بغداد ، مصر ، قسطنطنیہ اور حجاز وغیرہ تشریف

لگئے - متوفی مصر (صفحہ 221)

آل الدہلوی البکری الصدیقی : علامہ ابو الفیض

عبدالستار دہلوی - ولادت مکہ مکرمہ 1286ھ ،

وفات 1355ھ مکہ مکرمہ انکی تصنیفات کی طویل

فہرست ہے (صفحہ 222)

احمد وہاج صدیقی الہند (صفحہ 240)

آل اعلان صدیقی :

احمد بن ابراہیم المعوث شہاب الدین الصدیقی

المکی المعروف ابن اعلان -

ان کا نسب محمد بن ابو بکر صدیق ؓ سے ملتا ہے
 شہاب الدین بن علان اپنے وقت کے امام تھے
 1033ھ میں فوت ہو کر ام المومنین خدیجہ ؓ کے
 جوار میں دفن ہوئے -

- محمد علی بن محمد علان بن ابراہیم بن محمد بن
 اعلان بن عبد الملک بن علی البکری الصدیقی ولادت
 مکہ مکرمہ متوفی 1057ھ دفن معلما مکہ مکرمہ - اپنے
 زمانے کے مشہور و معروف عالم دین تھے (صفحہ 223)
 - احمد بن اسماعیل بن زین العابدین المدنی شہاب
 الدین البرزنجی - ادیب مدینہ منورہ - القریشی الہاشمی
 ولادت مدینہ منورہ ، تعلیم مصر اور مدینہ ، نائب مجلس
 النواب عثمانی استنبول ، دمشق دوران جنگ عظیم اول
 جنہوں نے "رسائل المناقب صدیقیہ" ، "مناقب
 عمر بن الخطاب" و "مناقب اہل بقیع" تحریر کئے
 تھے (صفحہ 211)

آل الریس قبیلہ : نسب زبیر بن العوام ؓ سے ملتا ہے

ان میں صالح بن ابراہیم الریس محدث مفسر ہوئے
 ہیں جنکا مکمل شجرہ نسب شامل کیا گیا ہے جو عبد اللہ
 بن یحییٰ بن عباد بن عبد اللہ بن الزبیر بن العوامؓ
 پر منتہی ہوتا ہے متوفی 1240ھ مکہ مکرمہ -

عبدالرحمن الریس بن محمد شافعی بن الشیخ احمد بن
 علی بن عبدالسلام الریس الزمزمی الشافعی المکی
 ولادت مکہ مکرمہ متوفی 1242ھ مدفن مکہ -
 احمد بن علی الزمزمی الشافعی المکی مشہور قدیمی
 الزمزمی گھرانہ -

عبداللطیف بن عبدالسلام الریس (صفحہ 233)
 آل رحمت اللہ: عثمانی گھرانہ جنکا نسب عثمان ابن
 عفانؓ سے ملتا ہے (صفحہ 240)

آل خطاب: محمد بن یحییٰ بن ہاشم الخطاب المالکی
 المکی متوفی مکہ مکرمہ 1158ھ اولاد میں السید
 زین ہوئے (صفحہ 103)

امہ بنت خالد بن سعید بن العاص بن امیہ بن
 شمس القرشیہ امویہ، ام خالد، ولادت حبشہ اور انکے

بھائی سعید بن خالد بن سعید ابن العاص - انکی
والدہ امیمہ یا حمیمہ بنت خلف بن اسعد بن عامر
اور انکی والدہ امہ بنت خالد الزبیر بن العوامؓ جن
سے ولادت عمرو بن الزبیرؓ، خالد بن الزبیرؓ ہوئی
(بحوالہ: صفحہ 113، الاسرار القرشیہ - اعیان مکہ المحدثہ -
ابو هشام عبداللہ بن صدیق)

10- "کتاب الروض البسام" میں میں نسب کے
حوالے سے جو تفصیلات دی گئی ہیں ان میں سے
چند درج کی جاتی ہیں -

شام میں قبیلہ بنو مخزوم کے کثیر تعداد میں قبائل آباد
ہیں یہ بنو خالد کہلاتے ہیں اور انکا شجرہ نسب خالد
بن ولیدؓ سے ملتا ہے، شام کے علاقوں دمشق،
حمہ وغیرہ میں آل قاضی کہلاتے ہیں - اسکے علاوہ
آل عبدالقادر: جنکا نسب ناصر ابن عاصی ابن منہا
ابن سلیمان ابن منہا ابن محمد بن فارس بن عبدالکریم
بن عیسیٰ بن منہا بن مدح بن الفضل بن سلیمان بن

مدح بن موسیٰ بن حسام الدین المہنا بن عیسیٰ بن
 مانع بن محمد الاشر بن سلیمان بن سیف بن فضل بن
 عیسیٰ بن عبدالکریم بن مصلت بن منہا بن فضل بن
 محمد بن عبدالرحمن بن سیف اللہ خالد بن الولیدؓ ہے۔

خالد بن ولیدؓ کی اولاد شام، نجد، عراق اور
 افغانستان کے علاقوں میں بھی کثیر تعداد میں آباد ہے
 (صفحہ 8)

قبیلہ العمور: یہ ابی عبیدہ الجراحؓ کی اولاد سے ہیں
 اور قبیلہ العمور کہلاتے ہیں یہ صحارہ، حلب، حماہ،
 نابلس کے علاقوں میں آباد ہیں۔

ان ہی میں سے نابلس میں آل الخماش ہیں جن میں
 مفتی نابلس امین آفندی ہوئے۔

نسب: عامر بن عبداللہ بن الجراح بن ہلال بن اہیب
 بن ضبہ بن الحارث بن فہر القرشیؓ پر متصل ہوتا ہے
 (صفحہ 23)

العمریہ قبیلہ: یہ عمر فاروق بن الخطابؓ کی اولاد میں
 سے ہیں اور دمشق، حلب وغیرہ کے ملحقہ علاقوں

میں آباد ہیں۔ ان ہی میں الشیخ عقیل المنجی جنکی

اولاد میں اعیان الصلحاء وفاضل العلماء حلب

ہوئے۔ آل ولی اللہ شیخ عبس اللہ جاوی ،

مدفن سرجہ ، قریہ اریحہ ، حضرہ الفاروقیہ جد القطب

شیخ علی ابن علیل (صفحہ 24، 25)

علیم الفاروقی الکبیر العسیون دیار حلب اور دیار

اریحا میں کثیر تعداد میں آباد ہیں۔ العریہ آل

الزافعی طرابلس الشام، دمشق آل العری اور

موصل وغیرہ میں (صفحہ 26)

اس علاقے میں ابو ایوب انصاریؓ کی نسل بھی

کثیر تعداد میں آباد ہے۔ جن میں سیدیچی النجاری

الانصاری ہیں۔ ابو ایوب انصاریؓ کی اولاد

عراق، حجاز اور شام میں آباد ہے (صفحہ 77)

(بحوالہ کتاب الروض البسام۔ فی اشہر البطون القرشیہ بالشام)

11- کتاب "التاریخ والمورخون بمکہ" 3-13 ہجری

میں مندرجہ ذیل تفصیلات ہیں

عائکہ بنی علان: عائکہ مکینہ کا نسب ابو بکر صدیقؓ سے

سے ملتا ہے (صفحہ 311)

خلاصہ الاثر لل محجی میں اس خاندان کا منظوم نسب
دیا گیا ہے

i. علی بن مبارک شاہ الصدیقی ، 8 ویں
صدی ہجری

ii. عبد الملک بن علی بن علی بن

مبارک شاہ الصدیقی توفی 896ھ

iii. محمد علان بن عبد الملک بن علی بن علی

بن مبارک شاہ الصدیقی صاحب کتاب

"مشر شوق الانام" 10 ویں ھ

iv. احمد بن ابراہیم بن علان الصدیقی مکی

متوفی 1033ھ

v. محمد بن احمد بن علان بن ابراہیم صدیقی

vi. علان بن احمد بن ابراہیم بن علان صدیقی

vii. محمد علی بن محمد علان الصدیقی مکی متوفی 1057ھ

viii. غیاث الدین بن محمد علی بن علان الصدیقی

متوفی 11 ویں ھ

ix. محمد علان بن عبد الملک بن علان

البکری الصدیقی

x. احمد بن ابراہیم بن علان الصدیقی المکی

شہاب الدین نقشبندی متوفی 1033ھ ،

- ولادت مکہ 975ھ، انکے چچا محمد علی بن
 علان صاحب "رسالہ فی طریق نقشبندی"
 .xi محمد علی بن محمد علان الکبریٰ الصدیقی
 الشافعی المکی متوفی 1057ھ انکی
 22 تصانیف کی فہرست دی گئی ہے
 .xii غیاث الدین بن جمال الدین العلامہ
 محمد علی بن علان المکی الصدیقی الشافعی
 متوفی 1250ھ
 .xiii عبدالقادر بن اسعد بن علی بن عبدالقادر
 مفتی الصدیقی متوفی 1250ھ
 .xiv یحییٰ بن عبدالقادر بن ابو بکر بن عبدالقادر
 الصدیقی الحنفی المکی متوفی 1141ھ
 .xv جمال بن عبداللہ بن شیخ بن عمر المکی
 الحنفی متوفی 1284ھ ولادت مکہ نے
 ایک کتاب "مناقب عبدالرحمن بن
 ابو بکر صدیقیؓ" پر تحریر کی تھی
 (التاریخ والمؤرخون بمکہ، محمد الحبيب الهیلة،
 ام القرى یونیورسٹی)

12۔ کتاب "بیت الصدیق" میں محمد توفیق

الکبریٰ کا نسب تحریر ہے:

نسب: محمد توفيق البكري بن علي آفندي البكري بن محمد

آفندي بن محمد أبي السعود بن محمد جلال الدين بن

شيخ الاسلام محمد أبي المكارم بن عبد المنعم بن محمد البكري

بن أبي المواهب بن شيخ الاسلام محمد أبي المواهب

زين العابدين بن شيخ الاسلام محمد بن أبي السرور ابن

شيخ الاسلام مفتي سلطنة محمد أبي سرور زين العابدين

بن محمد أبي المكارم أبي بكر شمس الدين زين بن محمد

أبي الحسن المفسر ابن شيخ الاسلام محمد أبي البقاء

جلال الدين بن عبد الرحمن بن أحمد زين الدين

ابن محمد ناصر الدين بن محمد ابن الشيخ عوض ابن

شيخ عبد الخالق ابن شيخ عبد المنعم بن شيخ الاسلام يحيى

ابن شيخ الحسن ابن شيخ موسى ابن شيخ يحيى ابن

شيخ الاسلام يعقوب ابن شيخ الاسلام امام نجم الدين

البكري ابن عيسى ابن شعبان ابن عوض ابن داود

بن محمد ابن نوح بن طلحة ابن عبد الله الصديقي ابن

عبد الرحمن بن أبو بكر الصديق ؓ -

(بحواله: كتاب "بيت الصديق" 1343هـ - مطبوعه مصر)

13۔ قبیلہ شیعل یا شیخال :

مشرق افریقہ میں صومالیہ کا مشہور و معروف قبیلہ

ہے جسے اشراف میں شمار کیا جاتا ہے جو صدیقی

النسب ہیں اور صومالیہ ، ایتھوپیا کے علاوہ بڑی

تعداد میں شمالی فرنٹیر ڈسٹرکٹ کینیا میں بھی

آباد ہیں ۔

اس قبیلہ کے جد امجد الفقیہ ابادر عمر الرضا البکری

الصدیقی التیمی القرشی الهرری رحمت اللہ علیہ حجاز سے

تشریف لائے تھے اور مشرقی ایتھوپیا کے ایک شہر

حرار میں آباد ہوئے ۔ حرار میں انہیں آج بھی

ولی اللہ مانا جاتا ہے ۔

حرار شہر فصیل کے اندر آباد ہے، 1994ء میں

اسکی آبادی 76 ہزار 378 افراد تھی ۔

یہ یونسکو کی ہیریٹیج سائٹ ہے ۔ جسے مدینۂ اولیاء

کہا جاتا ہے یعنی سٹی آف سینٹس۔ یونسکو کے مطابق

یہ اسلام کا چوتھا مقدس شہر ہے۔ اس میں 110

مساجد ہیں جن میں 3 قدیم ترین مساجد بھی شامل

ہیں - 102 زیارات ہیں -

1520ء میں اسے سلطان ابو بکر ابن محمد نے اپنی

سلطنت عدل میں شامل کر لیا تھا اور 1647ء میں

اسے امارات آف حرار بنا دیا گیا تھا -

1995ء میں ایتھوپیا حکومت نے اس پر قبضہ کر لیا -

اس قبیلہ کے جد امجد فقیہ عمر ابادرؒ جب حرار تشریف

لائے تو ایک مقامی خاتون سے شادی کر لی اور جامع

مسجد کی بنیاد رکھی انہیں تاریخ میں امیر آف حرار

دو مرتبہ لکھا گیا ہے 391ھ - 411ھ اور

458ھ - 459ھ - ان کے 6 بیٹے ہوئے :

عمر اکبر ، عمر اصغر ، عبداللہ ، عبداللہ دوم ، احمد

اور صدیق۔ یونسکو نے اس قبیلہ کی چار شاخوں کو

تسلیم کیا ہے - لو بو گے ، آق دوب ، جندر سے

اور علی -

(Loboge , Aw Qudub, Gendershe and Ali)

شیمل یا شیخال گروپ بہت مذہبی ہے اور درس

اور تدریس سے وابستہ ہیں اور ساری دنیا میں

پھیلے ہوئے ہیں۔ 1856ء میں رچرڈ ایف برٹن

نے "فرسٹ فٹ سٹیپس ان افریقہ" کتاب

تحریر کی تھی جس میں حرار شہر اور اس قبیلہ کے

بارے میں تفصیلات تحریر کی تھیں۔

(First foot steps in Africa)

14۔ کتاب "ترجمۃ اولیاء فی الموصل الحدیث"

میں موصل (عراق) کے بارے میں مندرجہ ذیل

مشاہیر کا تذکرہ ہے :

۔ الشیخ حسان البکری : اہل موصل تھے اور

وہیں دفن ہوئے انکے مقبرہ کے ساتھ مسجد ہے ،

یہ صدیقی النسب تھے ۔ الفاضل العمری کی

روایت کے مطابق 15 افراد خاندان صدیقی

اکبرؑ سے یہاں تشریف لائے تھے (صفحہ 79)

۔ الشیخ محمد خلال : محمد بن حسن بن عشاء الخلال

متوفی 636ھ آپ صدیقی النسب تھے ۔

بمطابق منیۃ الادباء ص 118 ، مجموع الکتابات الشیخ

محمد بن العشار بن ابراہیم کی مسجد سوق النجاریں ،

موصل میں ہے اور وہیں قبر بھی ہے 1258ھ میں

نئی مسجد کی عمارت تعمیر ہوئی (صفحہ 80)

- اسی کتاب میں عمر بن الخطابؓ کے نسب سے

مندرجہ ذیل مشاہیر کا تذکرہ بھی ہے (صفحہ 83-85)

جن میں السلطان عبداللہ بن الامام عمر بن الخطاب

جتنی قبر جنوبی موصل سمت خراب شہر میں واقع ہے

شیخ ابراہیم عمری کی قبر موصل سے باہر تلفر اور مجلبیہ

کے درمیان ہے جو فاروقی النسب ہیں -

شیخ قاسم العمری کا نسب عاصم بن عمر بن الخطابؓ

تک پہنچتا ہے متوفی 1001ھ اور مدفن درمیان

اعصلی و المنارة ، یہ "العمرین" کی جد ہیں -

عالم و زاہد اور مدرس جامع کبیر تھے ، 971ھ

میں موصل کے نزدیک السود میں موجود تھے -

موصل میں "العمریہ" گھرانوں کا نسب عمر ابن

الخطابؓ سے متصل ہوتا ہے -

مذکورہ جامع کے بالمقابل ملائین العمری کی قبر
 ہے۔ محمد امین بن خیر اللہ الخطیب العمری متوفی
 1203ھ، جو صاحب "منہل الاولیاء" تھے۔
 اسکے علاوہ شیخ ابوسعید احمد بن عیسیٰ الخرازی جنکی
 قبر موصل سے باہر ہے وغیرہ

15۔ "الحج الباہرہ" کتاب مکتب امام بخاری
 نے 2000ء میں شائع کی اسکے مصنف محمد بن
 اسعد جلال الدین الدوانی الصدیقی تھے۔ یہ
 830ھ میں دوان میں پیدا ہوئے منصب قضا
 پر فائز رہے۔ پھر شیراز میں سکونت اختیار کی
 وفات 928ھ میں ہوئی۔

16۔ کتاب "نہایت الارب فی فنون الادب"
 کے مصنف شہاب الدین ابو العباس احمد بن عبادہ
 البکری التیمی النویری القرشی صدیقی متوفی 733ھ
 تھے۔ نویرہ ایک قریہ بالصید الادنی، مصر میں

(صفحہ 7 ج 1)

ہے

17۔ " صفحات ذات معنی فی الکلام اعطاعنه "

کتاب میں جو تفصیلات دی گئی ہیں انکے مطابق:

- اعطاعنه (مصر): اس میں 4 شہر شامل ہیں

جنکے نام اصفون ، طفنیس ، الکیمان ، الغریہ

ہیں یہ شہر لبائی میں نیل کے مغرب اور شہر اسنا کے

شمال میں واقع ہیں -

- مطاعنه ایک قبیلہ یا گھرانے کا نام ہے جو ارد گرد

کے علاقوں میں بھی کثرت سے آباد ہے - مطاعنه

قبیلہ اولاد ابو بکر صدیق ؓ سے ہیں (ص 7)

ان کی شاخوں میں سے قبیلہ بنو اسحق کا نسب

طلحہ بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابو بکر صدیق ؓ

سے ملتا ہے -

قبیلہ بنو قحضہ کا نسب محمد بن عبد الرحمن بن ابو بکر

صدیق ؓ سے ملتا ہے۔

- قبیلہ بنو محمد کا نسب محمد بن ابو بکر صدیق ؓ سے ملتا

ہے۔ اصفون کے علاقے میں کبار علماء اور مشائخ

کا تعلق بنو محمد سے ہے (ص 8)

مشاہیر مطاعنہ جن علاقوں میں آباد ہوئے انکی

تفصیل اس طرح ہے۔

محمد النوبی علی عامر - عمدة اصفون

محمود عثمان خالد - طفیل

محمد توفیق خالد - ایمان

ابو الجہد محمد مصطفیٰ کرع - الغریہ

محمد الحضنی جلاب -- عمدة الرزاقات بحری

احمد نجار الجرف -- عمدة الرزاقات قبلی

حسنی امین - الریانیہ

توفیق محمد سلامہ - القبلی قولہ

یاسین ابوالسعود محمود - البعیرات

جبلان داؤد الغم - دنقیق

علی عبدالجید - الراشدہ

اسوان کے علاقے میں جو آباد ہیں :

ابوالجہد طہ - عمدة السبیل غرب

حسین عمر - عمدۃ الرغامة غرب

عبدالعظیم بشاری - عمدۃ نمبرۃ

مطاعنہ قبیلہ کے بارے میں تحریر ہے کہ

علم ، زراعت ، اجتماعیہ والدنیہ ، وزراء ،

علماء ، قضاۃ وغیرہ سے وابستہ اور محاصل

زراعت ادا کرتے تھے ۔

حوالہ: (صفحات ذات معنی فی الکلام المطاعنہ۔

علی عیسیٰ الطنیشاوی، 1950ء)

20۔ کتاب "عرب ہائی افغانستان"

افغانستان کے بارے میں کافی تنگ و دو کے بعد

تفصیلات ملیں جن کے مطابق ابو بکرؓ ، عمرؓ ،

عثمانؓ اور علیؓ کی اولاد میں سے بہت افراد یہاں

آباد ہوئے جنکے پاس شجرہ بھی موجود ہیں اور ان

پر علیحدہ تحقیق ہونی چاہیئے (ص 23)

کتاب "فضائل بلخ" میں اسد بن عبد اللہ القسریؓ

اور بے شمار عرب افراد کا ذکر ہے (ص 66)

شمس الدین ظریف صدیقی کے مقالہ "اقوام و ملت ہائی ولدیت ہرات" میں دیگر تفصیلات کے علاوہ تحریر ہے کہ قوم خواجہ احفاد ابو بکر صدیقؓ سے ہیں۔ جو کہ والسوالی ہائی انجیل، گذرہ، کشک، نوریان، کرخ، زندہ جان (فوشخ اور اورسکن جنگی تعداد اندازا 5784 افراد ہے) اسکے علاوہ جلال الدین محمد بلخی البکری صدیقی کے بارے میں تحریر ہے کہ وہ اولاد ابو بکر صدیقؓ سے ہیں (ص 71)

(بحوالہ: عرب ہائی افغانستان - محمد نسیم قریشی)

21- کتاب "رسالہ مزارات بابرکات ہرات" کے مطابق امام فخر الدین الرازی ابو عبد اللہ محمد بن عمر الرازی اور قاضی جلال الدین محمود الامانی التیمی البکری قاضی القضاۃ ہرات زمانہ سلطان غیاث الدین غوری، ابو بکر صدیقؓ کی اولاد میں سے تھے (ص 65)

22- " تاریخ بخارا " کے مطابق :

ابو احمد عیسیٰ بن موسیٰ تیبی قریشی بخارا کے

فاضل دانشمند ، زاهد اور محدث تھے وفات

ماوراءالنہر 184ھ -

ابو عبد اللہ محمد بن ابو بکر احمد بن محمد بن سلیمان

بخاری وراق معروف غنجاہ 337ھ - 412ھ

(تاریخ بخارا ، ابو بکر محمد بن جعفر الزشجی)

23- کتاب " روضہ اطہار "

(مزارات و علامات قدیمی تبریز ، ایران)

اس کتاب میں ایک دلچسپ بات تحریر ہے کہ

یہاں پر ایک مزار محمد بن ابو بکر صدیقؓ کے

نام سے مشہور ہے - لکھتے ہیں کہ مزار امام حنفیہ

عصاری کی مشرقی سمت میں صحابہ و تابعین کے

مزارات ہیں اور جب انہیں وہاں دوبارہ دفن کیا گیا

تو بدن مبارک تازہ تھے اور ان پر متعدد زخم بھی تھے
 بیان کیا گیا ہے کہ عکاشہ بن محض الاسدی گجیل میں
 مشہور ہیں اور انکے مزار کی جنوبی سمت ایک مزار محمد
 بن ابوبکر صدیقؓ کے نام سے مشہور ہے، شہرت کی ایک
 وجہ یہ بھی ہے کہ عبدالرحمن بن ابوبکر صدیقؓ
 اور محمد بن ابوبکر صدیقؓ یہاں اسامہؓ کے ہمراہ
 تشریف لائے تھے اور یہاں ان صحابہؓ کی اولاد میں
 سے کوئی دفن ہوا (ص 28)

(روضہ اطہار - ملا محمد امین حشری تبریزی)

24۔ " تاریخ صوفیائے ناگور " کے مطابق

قاضی حمید الدین ناگوری دہلوی بخاری، نام
 محمد، شاہ بخارا سلطان عطاء اللہ محمود کے یہاں
 463ھ میں پیدا ہوئے - (ص 282)

نسب: شیخ محمد بن سلطان عطاء اللہ محمود بن سلطان
 احمد بن سلطان محمد بن شیخ یوسف بن شیخ طیب بن
 شیخ اسمعیل بن طاہر بن یعقوب بن اسحق بن اسمعیل

بن قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیقؓ (ص 1289 ج 1)

انکے 8 بیٹوں کا تذکرہ بھی ہے ۔

صوفی حمید الدین چشتی فاروقی ناگوری کا شجرہ

زید بن سعید بن زید بن عمر بن الخطابؓ

سے ملتا ہے ۔ (صفحہ 175 ج 2)

خواجہ خانو ناگوری گوالیار صدیقی النسب تھے جنکی

پیدائش 853ھ اور وفات 940ھ گوالیار ۔

(تاریخ صوفیائے ناگور ۔ محمد ایوب فاروقی)

26۔ شیخ عمر السہروردی البکری الشافعی البغدادی

539 - 632 ھ بغداد ۔ ابو حفص عمر بن محمد بن

عبداللہ بن محمد بن عمرو (عبداللہ البکری) بن سعد

بن حسین بن القاسم بن علقمہ بن النضر بن معاذ

بن عبدالرحمن بن قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیقؓ

قبر مشہور محلہ شیخ عمر بغداد جو خلیفہ المعتصم کی قبر

کے نزدیک دفن ہوئے جہاں عباسی عہد کے خلفاء

علماء اور آئمہ دفن ہوئے اور مقبرہ منارہ قدیم تحت
 قبر سیدہ زبیدہ زوجہ خلیفہ ہارون رشید عباسی ہے -
 (النسب والمصاہرة 160)

27- "النسب والمصاہرة بین اہل بیت والصحابة"

کتاب میں صفحہ 151-160 پر نسب بنی تیم و
 الکبرین دیا گیا ہے، جبکہ صفحہ 303 سے 307 پر
 مصاہرت ابو بکر صدیقؓ کی تفصیل دی گئی ہے
 اسکے علاوہ شجرہ نسب بھی دئے گئے ہیں -

28- مولانا جلال الدین رومی بلخی

محمد جلال الدین محمد بلخی قونوی المعروف مولانا

رومی کا نسب محمد بن محمد بن احمد بن قاسم

بن مسیب بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن

ابو بکر صدیقؓ سے ملتا ہے بحوالہ الجواہر المصنئیہ۔

مولانا چنین بلخی -

(مولانا جلال الدین بلخی میان صوفیاء و علم کلام -

عنایت اللہ ابلاغ ص 18 ،

سوانح مولانا روم۔ علامہ شبلی نعمانی

29۔ کتاب " البصرہ ادوارها التاریخیہ "

میں درج ذیل تصاویر دی گئی ہیں جن میں

۔ مرقد سیدنا طلحہ بن عبید اللہؓ (ص 23)

۔ مرقد سیدنا زبیر بن العوامؓ (ص 31)

۔ جامع مسجد زبیر بن العوامؓ (ص 83)

شامل ہیں۔ یہ بصرہ، عراق میں ہیں جبکہ انکی

شہادت دوران جنگ جمل 36ھ میں ہوئی۔

(البصرہ ادوارها التاریخیہ۔ عبدالقادر درباش)

30۔ کتاب "تفصیل الجمل" میں صفحہ 15 پر ذکر

کیا گیا ہے کہ عمر بن مظفر، زین الدین الوردی

کا نسب ابو بکر صدیقؓ تک پہنچتا ہے اور ان کا

دیوان شعر بتاریخ الوردی کہلاتا ہے۔

(تفصیل الجمل شرح الامیہ ابن الوردی 15)

31۔ "موسومہ العشائر العراقیہ" میں

قبائل عراق کا ذکر ہے اس میں عشیرہ الکوائند
 کے ضمن میں بنی تمیم کی شاخ جو بنی ضبہ سے
 سے ہیں ان کے نسب کا ذکر ہے - یہ بہت
 بڑا قبیلہ ہے - شیخ خمیس محمد باقر سہیل کی اولاد
 سے ہیں اور ان کے نسب کی وجہ تسمیہ ان کے اجداد
 بنو ضبہ سے تھے جو ناقہ ام المومنین عائشہ
 صدیقہؓ کی جنگ جمل میں حفاظت کر رہے تھے -

مشہور شعر ہے

نحو بنی ضبہ اصحاب الجمل

ننازل الموت اذا الموت نزل

یہ خاندان بغداد ، التاجی اور کاظمیہ ، شعلہ ،

واسط ، ذی وقار اور بصرہ میں آباد ہے -

موجودہ سردار شیخ علوان احمد العلی التیمی ہیں

اسکے علاوہ کئی سرداروں کے نام دئے ہیں -

(صفحہ 149 جلد 9)

آگے مکمل شجرہ دیا گیا ہے جس میں شیخ خمیس محمد
 کے آباء اجداد کا شجرہ نسب مقاسم بن عمرو بن
 کعب بن زید مناة پر منتہی ہوتا ہے (صفحہ 148 ج 9)
 اسی کتاب میں صفحہ 6 جلد 9 پر سابق صدر عراق
 صدام حسین کا مکمل شجرہ دیا گیا ہے ۔
 (موسوعه العشائر العراقية، ثامر عبد الحسن العامري)

32۔ "موسوعه الاسرار الدمشقية" مشہور تاریخ

اور نسب کی کتاب ہے اس میں بعض بہت اہم
 تفصیلات دمشق، شام کے حوالے سے درج ہیں
 جس میں نسا صدیقی خاندانوں کا ذکر کیا گیا ہے
 مختصر معلومات درج ذیل ہیں

صفحہ 72 / 1 پر درج ہے کہ :

۔ البکری : نسبت ابو بکر صدیقؓ سے ہے

۔ العمری ، خطاب ، العلبی ، عبد الہادی ،

قدامہ اور شمسی : نسبت عمر فاروقؓ

- العدوی ، الزکی ، الجابی : نسبت عثمان غنیؓ

- جویجاتی ، التاجی ، تملو : عباسؓ بن عبدالمطلب

- الطیار ، جعفری : نسبت جعفرؓ بن ابی طالب

- المحاسن : نسبت تمیم داریؓ

- عبید : نسبت انس بن مالکؓ

- ایوبی ، انصاری : ابو ایوب انصاریؓ

آگے صفحہ 74 سے 76 جلد اول کے مطابق :

- مناصب رؤسا و کتاب المحاکم : الصدیقی

- قاضی القضاة : الصدیقی و البکری

- افتاء دمشق : البکری

- خاندان جنگی زرعی زمینیں شہر الغوطہ ،

الجزیرہ اور حوران میں ہیں : البکری و العری

آگے صفحہ 411 سے 419 پر باقاعدہ عنوان

"البکری" کے تحت یہ تفصیلات درج ہیں :

- ذریت ابو بکر صدیقؓ سے کثیر تعداد میں خاندان

دمشق اور مصر میں آباد ہیں ۔

۱۔ الخلیل فلسطین : یہ اشراف میں سے ہیں اور

عرصہ قدیم سے خدمت مقام ابراہیم الخلیل

سے وابستہ ہیں ۔

اس گھرانے سے دمشق میں قضا، علماء، اعیان

کثیر و افتاء سے وابستہ ہیں ۔

قطب الدین مصطفیٰ بن کمال الدین بن علی بن

کمال الدین بن محیی الدین ابن محمد بدر الدین

(اول قدم دمشق) بن محمد ناصر الدین ابن

احمد زین الدین بن محمد ناصر الدین بن احمد

شہاب الدین بن ناصر الدین ابن عوض

بہاء الدین بن عبد الخالق ابن عبد المنعم بن یحییٰ

بن الحسن بن موسیٰ بن یحییٰ بن یعقوب بن

نجم الدین بن عیسیٰ ابن شعبان بن عیسیٰ بن عوض

بن داؤد بن محمد ابن نوح بن طلحہ بن عبد اللہ بن

عبدالرحمن بن ابو بکر صدیق ؓ ۔

ان میں سے مشہور افراد :

عبد القادر بن حسن بن حسن بن محمد بدر الدین بن

محمد ناصر الدین بن احمد زین الدین (1003ھ)

فقہ شافعی احد کبار علماء - انکی اولاد میں سے

1- حسن (1012ھ) صوفی اور جنگی اولاد میں:

مصطفیٰ بن کمال الدین بن علی (1099-1162ھ)

شیخ الخلوئیہ البکریہ ، مشہور عارف الربانی ، صاحب

تالیف، مولد دمشق اور وفات مصر -

2- سعید: اعیان 18 ویں صدی عیسوی انکی

شادی والی اسمعیل پاشا العظم کی بیٹی سے ہوئی

احمد بن کمال الدین بن محیی الدین بن عبدالقادر

(1042-1117ھ) قاضی القضاة ، وفات قاہرہ

انکی اولاد میں اسعد (1063-1128ھ) جو کہ

کبار اعیان ، اصحاب الحل و العقد دمشق تھے

سفارت فرانس پر متعین تھے - انکی اولاد میں

خلیل ابن سعد (1098-1173ھ) کبار اعیان

دمشق ، مفتی دمشق ، قاضی شام ، ادیب شاعر ،

ولی قضا طرابلس ، القدس ، مکہ و دمشق ،

ولی قضا استنبول تھے - وفات استنبول -

سعدی بن اسعد بن احمد متوفی 1140ھ اعیان

میں سے تھے - انکے حفیہ ، محمد سعدی بن

محمد سعدی ہوئے جو مفتی شام ، اعیان دمشق

اور کبار علماء سے تھے -

احمد بن محمد بن محمد سعدی متوفی 1260ھ

عالم ، زاہد اور شیخ الطریقت الصمدیہ قادریہ تھے -

محمد سعید بن عطاء اللہ بن خلیل بن اسعد 1295ھ

میں حیات تھے - عالم دین ، امام جامع مسجد

القسماسیہ ، سوق باب الحدید شاغور -

اسعد بن عطاء اللہ متوفی 1310ھ اعیان دمشق

انکی اولاد میں عطاء اللہ پاشا متوفی 1334ھ

اعیان شام میں سے تھے ، رئیس بلدیہ دمشق ،

مجلس ادارة الولاية کے رکن ، انکا ذکر شاہ فیصل

اور عزت پاشا العابد کے ساتھ آتا ہے -

انکی اولاد میں:

بشیر جنکی ولادت 1321ھ اور رئیس دیوان

اوقاف دمشق 1937ء اور بعد میں اوقاف

شام کے سربراہ 948ء میں رہے۔

منظہر متونی 1367ھ مدیر عام پولیس، سفیر

برازیل، اور

نسیب (1305-1386ھ) جو کہ وزیر،

نائب، اعیان مجاہدین، قومی سیاست میں متحرک

اور مؤسس جمیعت العربیہ الفتاہ سے وابستہ تھے

اور انکا ذکر شریف حسین اور شاہ فیصل کے ساتھ

آتا ہے۔ آزادی مصر کی جنگ کے مجاہد، وزیر

عدل 1939ء، وزیر اقتصادی 1941ء، نائب

دمشق 1943-1948ء، وزیر مفوض جدہ و عمان -

فوزی بن عطاء اللہ پاشا (ولادت 1303ھ)

وزیر رہے اور انکی اولاد میں بہاء الدین ولادت

1328ھ ڈپلومیٹ، مجاہد - اور اسعد محافظ

دمشق -

عطاء اللہ بن نسیب (1340-1424ھ)

پروفیسر، جامعہ امریکہ بیروت -

سامی بن عطاء اللہ پاشا بن اسعد (1311-)

1367ھ) محافظ حماة اور استنبول میں رہے ۔

لیلی بنت سامی (1344-1416ھ)

سامی بن عبد اللہ بن سامی بن عطاء اللہ :

اعمال کویت ۔

بیہج بن عبد اللہ (ولادت 1356ھ) مصنف ،

مؤسس دار الکبری للطباعة الحراریہ ۔

اور مدحت ۔

ابو بکر بن عبد القادر بن محیی الدین متوفی 1031ھ

شیخ صوفی ، انکی اولاد میں احمد متوفی 1105ھ

قاضی دمشق اور انکی اولاد میں محمد متوفی 1105ھ

اعیان میں سے تھے ۔ اور انکی اولاد میں محمد بن

احمد متوفی 1138ھ بھی اعیان میں سے تھے ۔

سلیم بن محمد بن علی بن کمال متوفی 1283ھ

شیخ امام ، صوفی زاہد اور انکی اولاد میں حسن

متوفی 1233ھ اعیان دمشق میں سے تھے ۔

اور سعد الدین محمد متوفی 1297ھ عالم و فاضل

مؤلف (الریاض المسکیہ للکاتب الرشیدی) بیروت

1297ھ -

درویش بک بن صالح بک بن محمد بک اور عادل ،

اسماعیل ، سعید ابن محمد (دمشق 13 ویں ہجری)

عبدالرزاق : قائد فصیل درعا

خیرالدین (محارب)

معالم دمشق قصر اسعد بن احمد البکری -

اسی کتاب میں آگے انفرادی مشاہیر کے نام

درج کئے گئے ہیں : صفحات 716 - 761 ج 3

افتاء المذاهب و الاقضیہ سے متعلق افراد:

خلیل بن اسعد البکری ، محمد سعید بن محمد الصدیقی

محمد سعدی بن محمد البکری الصدیقی متوفی 1225ھ

خلیل بن اسعد الصدیقی متوفی 1173ھ -

افتاء دمشق مجلس ولایۃ الکبیر تشکیل سے متعلق :

عطاء پاشا ابن سعد بن عطاء اللہ البکری

رؤسا بلدیہ دمشق :

عطاء اللہ پاشا بن اسعد البکری

حائزین دولۃ عثمانیہ : فوزی بک البکری

دیگر افراد میں عطاء اللہ پاشا البکری ،
اسعد البکری (کیوان) شہداء دمشق فرانس
کینغلاف جنگ میں۔

دیب علی البکری (مصر) شہید معرکہ باراضی مصر
(بحوالہ: موسوعہ الاسرار الدمشقیہ)

32۔ شیخ موسیٰ آہنگرؒ

آپ کا تعلق بودلہ نسل سے ہے۔ بودلہ اپنے
آپ کو نسباً قریشی صدیقی کہتے ہیں اور وسطی
پنجاب میں کافی اثر و رشوخ کے حامل ہیں۔
ان کے مزار کے بیرونی دروازہ پر بھی شیخ
موسیٰ آہنگرؒ کے نیچے صدیقی، قریشی،
سہروردی اور ملتانی تحریر ہے۔

انگریزی کتاب "پنجاب ٹرائبس" میں بھی ان کے
صدیقی نسب کے حوالے سے تفصیلی ذکر ہے۔

(Punjab Tribes)

33۔ کتاب "پنجابی مسلمان"

میں خاندان قریش کے بارے جو تفصیلات لکھی ہیں ان میں سے چند یہاں تحریر کی جاتی ہیں۔
 - صفحہ 121 : 1931ء کی مردم شماری کے مطابق قریش کی مردانہ آبادی 50000 افراد تھی۔
 خاندان قریش سارے پنجاب میں پھیلا ہوا ہے، یہ اضلاع راولپنڈی، ملتان، جھنگ میں کثرت سے آباد ہیں اور صدیقی اور فاروقی ہیں اور یہ قبیلہ بزرگی کی وجہ سے مقدس سمجھا جاتا ہے۔
 - صفحہ 131 : 1931ء کی مردم شماری کے مطابق مرد جنہوں نے ذات سید لکھوائی انکی تعداد 250000 تھی۔

- صفحہ 141 : 1931ء کی مردم شماری میں جن افراد نے ذات شیخ لکھوائی انکی مردانہ آبادی 187370 تھی۔ یہاں شیخ کی جو تعریف بیان کی گئی ہے اسکے مطابق لفظ شیخ کا مطلب Learned ہے اور بنیادی طور پر سرزمین عرب

سے آکر آباد ہونے والے پاک اور پرہیزگار
لوگوں کو کہا جاتا تھا۔

چند افراد تبدیلی مذہب کے بعد شیخ کہلانے لگے
ان میں شیخ لکھوانے والوں کی 1080 سب
کاسٹس یا ذیلی مقامی ذاتیں ہیں۔

تمام قریش شیخ ہیں سوائے کچھ علاقوں کے جہاں
وہ قریشی کہلانا پسند کرتے ہیں۔

(Punjab Musalmans ,

Lt Col J M Wikeley)

34۔ " دی کاسٹس اینڈ ٹرائس آف بمبئی "

کتاب سے چند معلومات تحریر کی جاتی ہیں ۔

۔ صفحہ 324 - 325 جلد 4 : میں ذکر کیا گیا

ہے کہ سید کو 1901ء کی مردم شماری میں علیحدہ

ذات کے شامل نہیں کیا گیا تھا ۔ نہ ہی پیرزادہ

اور مشائخ کو علیحدہ ذات کی حیثیت سے لکھا گیا تھا۔

لیکن یہ بمبئی پریزیڈنسی کے علاقوں میں آباد ہیں

جنگی اکثریت ترکی، عرب اور سینٹرل ایشیا سے
وارد ہوئی۔ یہ سب سید سنی العقیدہ ہیں۔ لیکن
شمالی گجرات میں بعض سید نے تقیہ کیا ہوا ہے اور
بظاہر سنی لیکن دل سے شیعہ ہیں۔ گجرات میں
سید بھکاری ہیں جو بخاری کہلاتے ہیں اور یہ
دو سے پانچ کی ٹولیوں میں بھیک مانگتے ہیں۔
- صفحہ 325 - 326 جلد 4: میں 1901ء کی
مردم شماری کے مطابق "شیخ" بحیثیت ذات کی کل
آبادی 967857 افراد تھی جن میں سے
496521 مرد اور 471336 خواتین تھیں۔
یہ بمبئی پریزیڈنسی کے تمام علاقوں میں آباد ہیں
بعض لوگ تبدیلی مذہب کے بعد شیخ کہلاتے ہیں
لیکن مستقل "شیخ" ذات سے تعلق رکھنے والے افراد
پابندی سے صرف خاندان قریش کی تین شاخوں
صدیقی، فاروقی اور عباسی سے تعلق رکھتے ہیں۔
فاروقی خاندانوں میں کچھ افراد چشتی کا اور فریدی
کا اضافہ بسبب شیخ نظام الدین چشتی اور فرید الدین

شکر گنج کرتے ہیں۔ پیرزادہ بھی کہلاتے ہیں۔
 میرات احمدی کے حوالے سے تحریر ہے کہ صدیقی
 فاروقی، عباسی، قریشی اور چشتی سب باہر سے آ
 کر یہاں آباد ہوئے ہیں اور عرب آباد کاروں
 کی اولاد میں سے ہیں۔

چشتی کہلانے والوں کی اکثریت ایسے ہندوؤں کی
 ہے جنہوں نے تبدیلی مذہب کے بعد معین الدین
 چشتی اجمیری سے بناء عقیدت کہلانا شروع کیا۔
 اسی طرح بعض لوگ قریشی بھی تبرکات لگاتے ہیں اسکی
 وجہ یہ لکھی گئی ہے کہ قریش وہ عرب قبیلہ ہے جس
 سے محمد صلعم تعلق رکھتے ہیں اور ایک حدیث کے
 مطابق "تمام اسلام قبول کرنے والے مجھ سے
 ہیں اور انکا تعلق میرے قبیلہ سے ہے"

All converts to my faith are of
 Me and my tribe

عباسی ذات سے تعلق رکھنے والے ہندوستان
 میں کم ہیں۔

قریش میں سے کچھ افراد تھامرا ضلع کاڑھ اور

جندران ، پالن پور اور گائیکور ڈسٹرکٹ اونجا میں
آباد ہیں وہ باہر سے آکر آباد ہوئے اور جنہیں
سلطان آف گجرات نے فوجی خدمات پر زمینیں دیں۔
ان میں سے جندران اپنے آپ کو ماژندران سے
بتاتے ہیں۔

Thasra , Jindrans , Unjha
(The Tribes and Casts of Bombay
Volume 4 – Enthorn R.E.)

35۔ کتاب "میسور ٹرائبز اینڈ کاسٹس"

میں جو تفصیلات دی گئی ہیں انکے مطابق
میسور میں مسلم آبادی کے چار حصہ ہیں سید، شیخ،
مغل اور پٹھان، جن میں سید تعداد میں کم ہیں،
- شیخ : خالص عرب خاندانوں کی اولادوں کیلئے
اور خاص طور پر قریش کی تین شاخوں صدیقی،
فاروقی اور عباسی کیلئے مستعمل ہوتا ہے جو کہ
پیغمبر اسلام کا قبیلہ ہے

1921ء کی مردم شماری کے مطابق میسور میں شیخ

اور سید قبیلہ کی آبادی اس طرح تھی۔

علاقہ	شیخ	سید
بنگلور سٹی	7659	2634
بنگلور ڈسٹرکٹ	12076	1343
کولار گولڈ فیلڈز	3177	1181
کولار ڈسٹرکٹ	25826	11759
ممکور ڈسٹرکٹ	20143	5741
میسور سٹی	3972	1380
میسور ڈسٹرکٹ	18742	5464
چتال ڈرگ ڈسٹرکٹ	18742	4939
حسان ڈسٹرکٹ	11033	3132
کادور ڈسٹرکٹ	9917	2195
سرتگیری	103	19
شموگا ڈسٹرکٹ	2283	5487
بنگلور سول ملٹری	15681	3573
وہ علاقہ جتنی آبادی 2000 سے اوپر ہے		

صرف انکی تفصیل بھی دی گئی ہے۔

(صفحہ 281 سے 287)

جب شیخ کی شادی سید خاتون سے ہوتی ہے تو بچوں کے نام کے آگے شریف لکھا جاتا ہے، شیخ اور سید اپنے نام کے ساتھ خان کا ٹائٹل بھی لگاتے ہیں، ماں سید اور باپ مغل ہو تو خواجہ زادہ لکھا جاتا ہے

(صفحہ 313)

The Mysore Tribes and Casts –V4

H.V. Nanjundayya,

Mysore University, Mysore

36۔ برصغیر کے صوبہ سینٹرل پراونس (CP)

کے بارے میں جو تفصیلات درج کی گئی ہیں انکے

مطابق سی پی صوبہ کی مردم شماری 1911ء کے

مطابق مسلم آبادی 600000 افراد تھی۔

یہاں برار، امروٹی، اکولا ڈسٹرکٹس کے علاوہ

جبلپور، ناگپور اور غار ڈسٹرکٹس۔

برار مسلم حکمرانی میں رہے ہیں، نمر میں

خاندیش پر 200 سال فاروقی خاندان حکمران
رہا ہے -

اس صوبہ میں آباد شیخ 300000 اور سید
50000 افراد تھے - شیخ سب قریشی ہیں جو
صدیقی ، فاروقی اور عباسی النسل ہیں ، فاروقی
مزید چشتی اور فریدی کہلاتے ہیں - مسلم آبادی
میں 90 فیصد سنی اور 3 فیصد شیعہ ہیں -

(صفحہ 247-258)

Tribes and Casts of Central Province
Of India, Vol: 1 , R V Russel, 1916
Macmillan & Co, St. Martins St, London

37- کتاب "آثار مالوہ" میں جو مختصر تذکرہ

کیا گیا ہے اسکے مطابق رکن الدین محتسب

قاضیاں سرونج کا سب سے پہلا خاندان ہے جو

شیر شاہ سوری کے حکم سے 949ھ میں یہاں آباد

ہوا - یہاں آباد اس خاندان کے فرد قاضی مرتضیٰ

کانشب اس طرح ہے

قاضی مرتضیٰ بن قاضی مصطفیٰ ابن شیخ احمد ابن شیخ
 مبارک ابن شیخ امانی ابن قاضی جلال الدین ابن
 قاضی شیخ محمد ابن قاضی نظام الدین ابن شیخ مصطفیٰ
 ابن شیخ احمد ابن قاضی شیخ مبارک ابن قاضی
 برخوردار محتسب برادر قاضی رکن الدین شیخ
 صدیقی -

سلطان شیرشاہ سوری نے 949ھ میں 390
 بیگہ زمین اور باغات ایک حکمنامہ کے تحت دئے
 تھے - یہ جگہ قاضی گھاٹ کے نام سے مشہور ہے
 (ص 384)

اسکے علاوہ خاندان خواجہ محمد صالح صدیقی
 عہد شاہجہان میں ناظم مالوہ تھے 1076ھ -
 (ص 390) آثار مالوہ

37- فاطمہ بنت عبد اللہ بن عمر بن الخطابؓ
 قیروان ، تیونس میں دفن ہیں - اسکے علاوہ
 ابو زمعہ البلویؓ متوفی 34ھ بھی قیروان

میں دفن ہیں ، یہاں کی مسجد عبداللہ ، عبداللہ

بن الزبیرؓ سے منسوب ہے

(الاصابہ فیمن غزا المغرب الصحابہ، 111-113)

38۔ کتاب "الاخوة والاخوات" کے

مطابق ذریت ابو بکر صدیقؓ میں اسماعیل بن

عبدالرحمن بن ابوبکرؓ کا ذکر کیا ہے اور قاسم

بن محمد بن ابوبکرؓ ، عبداللہ بن محمد بن ابوبکرؓ ،

حفصہ بنت عبدالرحمن بن ابوبکرؓ زوجہ المنذر

بن الزبیر بن العوامؓ اور اسماء بنت عبدالرحمن

بن ابوبکر صدیقؓ زوجہ القاسم بن محمد بن ابوبکرؓ

اور عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابوبکر صدیقؓ کا

ذکر کیا گیا ہے (56، 57 الاخوة والاخوات)

39۔ "لمحات من نفحات القدس" شیخ محمد عالم

صدیقی کی کتاب ہے ان کا عرصہ 972ھ -

1041ھ ہے اور وفات "علیاباد" قصبہ کی ہے

جس کی وجہ سے علوی لکھا جاتا ہے ۔

ان کا شجرہ اس طرح ہے :

شیخ محمد عالم صدیقی بن محمد مومن شیخ ابن خلیفہ

شیخ خداداد (م 939ھ) بن شیخ خاوند شاہ

سر مست ابن فتح اللہ شیخ ابن حبہ اللہ شیخ ابن

فتح اللہ شیخ ابن شیخ تاج الدین ابن شیخ

علاء الدین ابن قطب الاقطاب زین الدین ابن

شیخ الاسلام ابی حفص شہاب الدین سہروردی

(اولاد ابو بکر صدیقؓ)

(صفحہ 11، 34 لمحات من نفحات القدس،

مرکز تحقیقات فارسی ایران پاکستان 1986ء)

40۔ کتاب "فیمیلز ان پالیٹکس" میں

18ویں اور 19ویں صدی میں دمشق میں آباد

صدیقی خاندان کے مشہور افراد کی تفصیلات دی گئی

ہیں انکے مطابق البکری صدیقی خاندان کے

قاضی شہر احمد بن کمال البکری 1695-96ء،

نائب قاضی شہر اسد بن احمد بن کمال البکری

، 1715ء

حنفی مفتی خالد بن اسد البکری 1722 - 23ء ،

حنفی مفتی محمد اسد ابن خلیل البکری (تاریخ نامعلوم)

سید ابن محمد البکری 1727 - 28ء ، 1810 - 11ء

(صفحہ 116-119)

حنفی افتاء کے باب میں البکری صدیقی کے بارے میں

تحریر ہے کہ انکی شاخیں حجاز، مصر، استنبول اور دمشق

میں ہیں - یہ تفصیلات صفحہ 156 سے 160 تک دی

گئی ہیں اور شجرہ نسب بھی دیا گیا ہے جو بدرالدین

سے شروع ہوتا ہے جو وارد دمشق ہوئے -

اسکے بعد کمال الدین بن عبدالقادر بن حسن کی

اولاد کی کئی شاخوں کا شجرہ نسب دیا ہے جس کے

آخر میں فوزی بے 1883-1963 اور نصیب بے

1888 - 1968ء شامل ہیں -

سینئرل گورنمنٹ صرف چیف جوڈیشل آفیسر

دمشق بھیجتی تھی جنہیں قاضی کہا جاتا تھا ، وہی

نائب قاضی اور کورٹ سیکریٹری کا تقرر کرتے
 تھے اور یہ عہدہ دیگر علاقوں استنبول ، بصرہ ،
 ایڈرین اور قاہرہ وغیرہ سے اوپر تھا ۔ خلافت
 عثمانیہ میں اس عہدہ قاضی القضاۃ پر خلیل البکری
 متوفی 1759-60ء تعینات تھے (صفحہ 115)

18ویں 19ویں صدی عیسوی کے اشراف
 خاندانوں میں البکری شامل تھے جو حنفی
 علماء اور لینڈلارڈ تھے ۔ (صفحہ 128)

(Families in Politics. Linda
 Schatkowski)

41۔ "المقتضب" مشہور لغت اہل مصر من لغت
 العرب کتاب ہے اسکے مصنف ابن ابی السرور
 البکری 1005ھ - 1082ھ تھے ۔

42۔ عظیم الشان افریقی "فولانی" قبیلہ :
 انکی اہمیت کے پیش نظر مختصر تفصیلات اس طرح
 ہیں ۔

یہ بہت بڑا قبیلہ ہے بلکہ قبائل کا مجموعہ ہے۔

انہیں فولانی، فولا، فلے بھی کہا جاتا ہے۔

اس قبیلہ کے پھیلاؤ کا اندازہ اس بات سے لگایا

جاسکتا ہے کہ یہ بحر احمر سے شروع ہو کر سینٹرل

افریقہ سے لیکر مغربی افریقہ کے ساحل

بحر اوقیانوس تک آباد ہیں۔

مختلف ممالک جن میں یہ آباد ہیں ان میں گنی

جہاں انکا آبادی میں تناسب سب سے زیادہ

کے علاوہ: ماریطانیہ، گھانا، گنی بساؤ، کیرون،

آئیوری کوسٹ، نائجر، چاڈ، ٹوگو، جنوبی

سوڈان، سینٹرل افریقن ریپبلک، لائیسیریا،

سوڈان، مالی، برکینافاسو، نائجیریا، گیمبیا اور

سیرالیون وغیرہ شامل ہیں۔

تاریخ کے مطابق "فولانی" شمالی افریقی، عرب

اور مغربی افریقی باہمی شادیوں کے نتیجہ میں وجود

میں آئے۔ آبادی 4 سے 5 کروڑ کے درمیان

بتائی جاتی ہے۔

مختلف سلطنتیں جن کے ادوار میں یہ قبیلہ پروان
چڑھا ان میں مرابطین ، موحدین ، گاؤ ایمپائر
(9ویں سے 1430ء تک)، گھانا اور مالی ایمپائرز ،
سوکوتو خلافت 1804ء ، بورنو ایمپائر (9 ویں سے
1900ء تک)، فولانی جہاد 1853ء وغیرہ ۔
اس قبیلہ سے تعلق رکھنے والی مشہور شخصیات میں
نائیجیریا کے صدر محمد بوباری ، سینیگال کے صدر
میکسی سال ، گیمبیا کے صدر آدم بارو ، سیرالیون
کے نائب صدر محمد جلدہ جالوہ ، یواین کی ڈپٹی
سیکرٹری جنرل امینہ محمد ، اوپیک کے سیکریٹری
جنرل محمد سنوسی وغیرہ کے علاوہ ایک بڑی تعداد
میں سابق صدور اور نائب صدور شامل ہیں ۔
نائیجیریا کے ہیڈ آف سٹیٹ جنرل مرتلا محمد ، صدر
عمارو موسی ، وائس پریزیڈنٹ اتیکو ابوبکر ،
سعادو ابوبکر سلطان آف سوکوٹو نائیجیریا ، گنی کے
وزیراعظم سیلو ڈالین، سینیگال کے پہلے وزیراعظم
محمد وڈایا، مالی کے صدر طارو تومانی ٹودے ، برکینا

فاسو کے صدر تھا مس سنکارا، کیرون کے صدر احمدو

احد جو شامل ہیں -

ان کے علاوہ سیرالیون، گیمبیا، گنی بساؤ، نائجر،

چاڈ، گھانا، ٹوگو، آئیوری کوسٹ اور تنزانیہ کے

صدر وزیراعظم، وزراء اور عدلیہ کے سربراہان

وغیرہ کی ایک بڑی فہرست ہے جن کا تعلق اس

قبیلہ سے ہے -

43۔ افریقہ میں دیگر عربی النسل قبائل و آبادی

بقارة عرب Baggara Arab

ابالا عرب قبیلہ کے افراد Abbala Arab

سوڈان : 3000000، چاڈ : 2391000،

نائیجیریا : 2289000، کیرون : 171000،

سینٹرل افریقن ریپبلک : 107000 افراد

دیفاعرب Diffa نائجر : 150000

- مسیرہ عرب **Messiria** سوڈان ، چاڈ

- الرزقات **Rizeigat** سوڈان

- ارتیگا قبیلہ **Artega** حضر موت سے آکر آباد ہوئے

- آواریہ اور فارینہ **Awadia & Fadina** سوڈان

- الحبانہ **Habania** سوڈان

- حسانہ **Hasania** سوڈان، نیل کے کنارے

- حوازمہ **Hawazma** سوڈان

- جلیون **Jaalin** سوڈان: 329000،

اولاد بنو عباس ، صدر عمر البشیر

- شکریہ **Shukria** مشرقی سوڈان

- قبیلہ البدیریہ **Bedaria** اولاد جعفر طیارؒ

44- خواجہ غلام محی الدین قصوری بن شیخ غلام

مصطفیٰ بن شیخ مرتضیٰ ، ولادت 1202ھ

ابوبکر صدیقؓ کی اولاد میں سے تھے۔ اجداد

میں حافظ قاری عبدالماک قصور کے علماء کی

درخواست پر سندھ سے تشریف لائے تھے ،

متوفی 1270ھ دفن قصور۔

(ملفوظات شریفہ غلام محیی الدین قصوری،

مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ، لاہور 1978ء)

45۔ باب الصغیر قبرستان دمشق، شام

یہ قبرستان خلافت بنی امیہ میں قائم ہوا تھا اور اس

میں امیر معاویہؓ اور امیر یزید بن معاویہؓ، خلیفہ

ولید بن عبد الملک کے علاوہ اکثر خلفاء بنی امیہ اور

دیگر مشاہیر خلافت اموی دفن ہوئے تھے، بعد

کے ادوار میں سلطان صلاح الدین ایوبی، ملک

عادل ایوبی، نور الدین زنگی، شمس الدین ذہبی،

امام ابن تیمیہ، ابن قیم جوزی، ابن عساکر وغیرہ

کے دفن ہونے کا ذکر ہے۔ آج کل جن

امہات المومنینؓ اور دیگر مشاہیر کی قبور وہاں

بنائی جا رہی ہیں وہ اکثر سیاسی وجوہات کی بناء پر

بنائی گئی ہیں چونکہ یہ موضوع انتہائی فرقہ وارانہ ہے

اور تحقیقی مواد بہت زیادہ ہے اس لئے یہاں معذرت

کے ساتھ اکتفاء کرتا ہوں۔

46۔ "سبائک الذهب فی معرفۃ الانساب

العرب" میں ص 66 پر تحریر ہے کہ بنو اسحق قبیلہ

ہے جو بنی الصدیق سے ہے جو بلاد الاشمونین من

صعید الدیار مصر سے ہیں۔

47۔ "قریش اصفح العرب" ایک ویب سائٹ ہے

جس پر قریش خاندانوں کے بارے میں تفصیل

اپ لوڈ کی جاتی ہے اسکے بعض پیجز پر معلومات

درج ذیل ہیں۔ یہاں قبائل کے نام اور شہروں

کے نام بھی درج ہیں۔

اولاد البکریون : وہم ذریۃ الخلیفۃ ابی بکر الصدیق

رضی اللہ عنہ وارضاه ، و تتنسب الیہ الاسر التالیہ

1۔ آل فرہاد فی بغداد و الموصل

2- آل الخاصكي في بغداد

3- آل البكري في بغداد

4- آل البكري في الموصل وهم غير آل البكري

الوارد ذكرهم اعلاه

5- لاسرة الصديقيه في شمال العراق

6- رؤساء عشيرة السورجية في شمال العراق

7- البورحمان في سامراء (ينسبهم البعض الى

قبيله اباد العربية)

8- آل الحاج زكريا

9- آل النعمه

10- آل ملا عبده

11- آل شنشل

12- آل السعرتي

ومتركز وجود الاسر الخمسة الاخيرة في الموصل وبغداد

العمرى : ذريت الخليفة عمر بن الخطاب رضي الله عنه

و ارضاه ، وتتسب اليه الاسر التالية

1- آل العمرى في الموصل و بغداد ، وهو من

ال بيوت الكبيرة في العراق

2- الموازنه في هيت غرب بغداد، الموازنه التي

ذكر المرحوم السيد يونس السامرائي في الجزء الثاني
 من كتابه القبائل العراقية وضمن حديثه عن العمرين
 انها تنسب الى الخليفة عمر بن الخطاب رضي الله عنه
 وحسب وثائقهم ، فيما ذكره. خاشع المعاصدي في
 الجزء الثالث من كتابه من انساب اعالى الفرات
 اسرة الموازنه و ذكر بانهم من الدواسر والله اعلم
 3- الباشورية في شمال العراق

4- المزورية في شمال العراق ايضا
 الأموي : ومن ضمنهم ذرية الخليفة الشهيد عثمان بن
 عفان رضي الله عنه وارضاه ، وقد ذكرتهم قبل عدة
 أيام في هذا المنتدى ضمن موضوع ذريت بني أميه
 ولكنني سأذكرهم مرة اخرى هنا اعلماء للقائدة
 ذريت الخليفة الراشد الثالث الشهيد عثمان بن
 عفان الأموي -

- 1- آل ميكائيل في شمال العراق
- 2- آل السنوي في شمال العراق
- 3- آل القره داغي في شمال العراق
- 4- آل ماجد مصطفى في السليمانية

5- آل الخطيب في السليمانية

6- آل خادم السجادة في كركوك

7- آل النائب في الموصل

ذريت حرب بن أميه جد الخليفة معاوية بن

أبي سفيان ومن ضمنهم ذريت معاوية و أولاده

1- أمراء اليزيديه في شمال العراق

2- آل حرب ويعرفون بالحروب او الحروبى

او الحرباوى او الحربى وهم غير قبيله بنى حرب

العدنانيه المعروفه

3- آل الصفار في سامراء

ذريت الخليفة عمر بن عبدالعزيز الأموي :

1- السواطرة في هيت غرب بغداد

2- آل الشجئون في الموصل

اسراء امويه آخرى:

1- آل سلمان اغا

2- آل عبد الوهاب اغا

3- آل جوير

4- آل الجلبى (وهم غير آل الجلبى في وسط

و جنوب العراق)

5- آل الحکیم (وہم غیر آل الحکیم فی وسط

6- الشيايشه في تکریت شمال بغداد (ينسبهم البعض
وجنوب العراق) وجميعهم يسكنون الموصل

الى قبيله غزوة العدنانية و البعض الى قبائل اخرى)

7- السليفا في دهوك في شمال العراق

7- السليفا في دهوك في شمال العراق

بطون قریش فی الجزائر

اولاد دراج من بنی اسد بن عبد العزی بن قضی

من بطون الزبير بن العوام

اولاد سیدی الشیخ من بنی تیم (من بطون ابی بکر

الصدیق) السلام علی اباء العلم حیثما کانوا و بعد

يسمى القرشيون في المغرب العربي بالاجواد وهم من

عرب الفتح اولاً ثم منضم من لحق بالآ دارسه و منضم

من جاء بعد الهلايين ومنهم من ابى بكر الصديق

و خاصه من يعرفون بالبوكرية وهم عدة فروع

من بنی معمر بن العالیة وهم اولاد سید الشیخ -

اولاد سيد احمد المجذوب و يسون المجاذيب -
 وهاته الفرق تتمركز في الصحراء الجزائرية و
 خاصه الجهة الغربية الى جنوب المغرب الاقصى
 وهم كثر هناك من نسل عمر بن الخطاب

هناك من نسل خالد بن الوليد

هناك من المضارب ومن المحال اي من بني
 مخزوم وغيرها من بطون قريش و كلهم يسون
 الاجواد قد يتمكن من تاليف مؤلف حولهم

في القريب العاجل ان شاء الله

اما في منطقة الحفنة ولكي اذك اللغز اقول و بالله
 التوفيق ان في اولاد دراج وكما يقول صاحب
 الموقع اي مشري فان اولاد سحنون من بني الزبير
 بن العوام وحسب و سائق عثمانية ربما سقطت
 منها اسماء لكن ما قاله الدراجي يحتاج الى اخافه
 توكل انهم جاء و امن الساقية الحمراء انما هؤلاء
 هم الاشراف الادارسه و يكثر في الحفنة الادارسه

وخاصه البوازيد اولاد سيدي ابي زيد دفين جبل العور

قرب لغواط وهو من بني عيسى بن ادريس و اعرف

اقواما في عين الكلبه في بلد الحضنه يسمون اولاد

سيدي احمد هؤلاء هم من نسل سيدي غالم بن يوسف

بن سليمان دفين طافراوى بوهران منضم قاضى

الجزائر غالم الدراجي وله نسل على ما قال الحفناوى

ومنضم في قسنطينه آل مفتى الصديق-- (تسلسل

النسب الى خليفه اول ابو بكر الصديق و وجود اسم

حسين بن سعيد بن قاسم)

فهناك عائله في الكويت تتنسب الى ابي بكر الصديق

رضي الله عنه تذكر أن أحد أجدادها اسمه... الشيخ

حسام الدين حسين بن قاسم... وكان شجاعاً و عالم دين

معروف و مذكور في طبقات العلماء و أحفاده كذلك

فيما بعد و قد نزل مدينه العلا شمال المدينه المنورة

1005 هـ ولا يعرفون ما بعد حسين بن قاسم...

الذى كان يلقب كذلك بشيخ العلا-

48۔ بنگال کے قدیم خاندان

"حقیقت مسلمان بنگالہ" 1895ء کتاب میں بتایا

گیا ہے کہ بنگال کی فتح بختیار خلجی نے 600ھ /

1203ء میں کی جو سلطان قطب الدین ایبک کا

عہد تھا اور پھر بہار میں بھی اسلامی حکومت قائم کی

اور 1765ء تک بلا شرکت غیرے اقتدار مسلم

حکمرانوں کے ہاتھ میں رہا جبکہ 1765ء میں

ایسٹ انڈیا کمپنی نے بنگال کی دیوانی حاصل

کر لی تو مغل سلطنت سے ناظم بنگال کی تقرری

کی جانے لگی۔

بختیار خلجی کے ساتھ آنے والی فوج بنگال اور بہار

کے مختلف علاقوں میں آباد ہو گئی مسلم خاندانوں

میں شیخ ذات کو بہت عزت دی جاتی ہے اور شیخ

قریشی میں صدیقی ، فاروقی ، عثمانی ، خالدی ،

عباسی وغیرہ عربی النسل ہیں جو اصحابہ کرام کی

اولاد میں سے ہیں۔ شیخ قریشی مختلف ڈسٹرکٹس

اور شہروں میں آباد ہیں۔

سلطنت غوری میں سید اور شیخ اہم مناصب پر فائز تھے اور انہیں شاہ اور خندکر کے القاب دئے، عربی النسل اسکے علاوہ قاضی اور چوہدری کا لقب بھی سماجی مرتبہ کیلئے استعمال کرتے تھے۔

مرشد آباد میں آباد خندکر ابو بکر صدیق کی اولاد میں سے ہیں اور انکی جد میں قاضی شیخ سراج الدین، سلطان غیاث الدین کے عہد 769-775ھ میں قاضی القضاۃ غور تھے۔

اس کتاب میں شیخ قریشی بنگال کے جن اضلاع اور قصبوں میں آباد ہیں انکی نشاندہی کی ہے۔

The Origins of the Musalmanan Bengal

47۔ محمد یونس صدیقی بن محمد حسین نے راقم

الحروف کو جو شجرہ دیا وہ اس طرح ہے۔

محمد یونس صدیقی بن محمد حسین (سیالکوٹ) بن حاکم

دین بن صدر الدین بن فتح دین بن قاضی شہر یار

بن شمس الدین بن عبد الباری بن عزیز اللہ بن

ولی اللہ بن شیخ یوسف الدین المعروف صندل بن
 شیخ علاؤ الدین بن شیخ مسیح الدین بن شیخ سلیمان
 بن شیخ یحییٰ بن شیخ محسن بن شیخ حسن بن ابو الحسن
 ملا دو پیازہ بن شیخ زین العابدین بن شیخ یوسف بن
 شیخ نصیر الدین بن شیخ ضیاء الحق بن شیخ عبد الحق
 بن شیخ عبد الشکور صندل بن شیخ محمد فاضل بن
 شیخ کمال بن جمال الدین بن محمد ہاشم بن محمد
 قاسم بن محمد جعفر بن محمد اسحاق بن شیخ عبد الغنی
 بن عبد اللہ (اولاد ابو بکر صدیقؓ)

مندرجہ بالا اس شجرہ میں محمد جعفر بن محمد
 اسحاق بن عبد الغنی عرب میں مقیم رہے جبکہ
 عبد الغنی وہاں عدلیہ سے وابستہ تھے اور باقی
 دونوں بزرگ عرب میں ہی دفن ہیں۔ اسی
 شجرہ میں شیخ عبد الشکور صندل مصحح کا تذکرہ
 ہے جن کی چھٹی پشت میں ابو الحسن المعروف
 دو پیازہ کو دریائے نرہ کے کنارے جنوبی ہند
 میں دفن کیا گیا ان ہی کے بیٹے شیخ حسن موضع

شیخ چوگانی ضلع گجرات میں آباد ہوئے اور پھر
 وہاں سے ان کے بیٹے شیخ محسن موضع پاہریا والی
 ضلع سیالکوٹ پنجاب میں آباد ہوئے۔
 محمد یونس صدیقی سرکاری افسر تھے اور افشاں
 کالونی راولپنڈی کینٹ میں رہائش پذیر رہے
 اب وفات پاچکے ہیں۔ ان کی زوجہ ان کی
 چچا زاد اور ڈاکٹر ہیں۔

47۔ شجرہ نسب تمیز الدین صدیقی :

تمیز الدین صدیقی بن قمر الدین صدیقی (راقم
 الحروف کے بہنوئی ہیں) ان کے شجرہ نسب میں
 خصوصی دلچسپی کی وجہ یہ تھی کہ یہ واحد شجرہ ہے
 جس میں پشت 33 پر حافظ جان محمدؒ ابن
 سعد اللہ قاریؒ کے کسی دوسرے بیٹے کا ذکر ہے۔
 ان سے جو خاندانی شجرہ موصول ہوا وہ اس طرح
 ہے : تمیز الدین صدیقی بن قمر الدین صدیقی بن
 حاجی نور الدین بن حاجی احمد بن مولوی اللہ بخش

بن محمد حیات بن عنایت علی بن غلام محمد بن حافظ
 جان محمدؒ لاہوری - مذکورہ مولوی اللہ بخش کے
 بھائی عبد الواحد (بن محمد حیات بن عنایت علی)
 اور خود ان کی اولاد کا شجرہ تفصیل سے درج ہے
 اور قمر الدین صدیقی بن حاجی نور الدین کی حقیقی
 ہمشیرہ سے علامہ علاؤ الدین صدیقی کی شادی ہوئی
 تھی۔ لیکن بد قسمتی سے باوجود تواتر اور اس صدیقی
 خاندان کے بیسیوں افراد کے آباد ہونے کے مجھے
 کوئی حوالہ کسی کتاب سے نہ مل سکا نہ ہی تحقیقات
 چشتی یا کسی اور کتاب میں اسکا ذکر ہے۔
 تمیز الدین صدیقی کے مطابق انکے خاندان کے
 کسی بزرگ کے پاس اصل مستند شجرہ موجود ہے جس
 کا علم علامہ علاؤ الدین صدیقی کو تھا لیکن مجھے اسکی
 کاپی نہ دی گئی اسی وجہ سے حافظ جان محمدؒ کے
 دوسرے بیٹے سے جاری اولاد کے سلسلہ
 پر مزید تحقیق ممکن نہ ہو سکی۔

44۔ شیخ محمد یان امین الدین میاں سابق ڈپٹی

کربھاری (Karbhari) منادار سیٹھ ، بنٹوا

(Manavadar State at Bantwa) جن کی

پیدائش 15 مئی 1893ء ہے ابو بکر صدیقؓ کی اولاد

میں سے ہیں اور منگول سیٹھ کا ٹھیا واڑ کے خاندان

سے تعلق تھا۔ خان صاحب حاکم منادار سیٹھ کے

رشتہ دار تھے۔ انجمن اسلام بنٹوانے 1937ء میں

ان کی خدمات کے صلہ میں گولڈ میڈل دیا۔

18 سال تک منادار سیٹھ کی نمائندگی بنٹوا میں

کرتے رہے اور اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے۔

(بحوالہ: انڈیا+ پاکستان بک۔ صفحہ 1316)

45۔ شمس العلماء محمد ذکاء اللہ دہلوی صدیقی

النسب تھے۔ ولادت دہلی 1832ء اور وفات

نومبر 1910ء۔ انکا خاندان عرصہ دراز تک

امیر تیمور گورگان کے شاہی گھرانے کے اتابک

(معلم) رہے، انکے بیٹے مولوی عنایت اللہ

کی سوانح عمری مولوی محمد اسماعیل پانی پتی نے
 تحریر کی اور لکھا کہ یہ شیخ صدیقی ہیں اور غزنی
 سے پنجاب وارد ہوئے اور پھر دہلی منتقل ہو گئے۔
 مولوی ذکاء اللہ کے جد امجد حافظ محمد علی کی وفات
 کے بعد ان کے بیٹے حافظ محمد ابراہیم اپنے والد کے
 عہدے پر شاہی گھرانے کے معلم کی حیثیت سے
 فائز ہوئے، پھر حافظ بقاء اللہ شہزادوں کے اتالیق
 ہوئے جو مولوی ذکاء اللہ کے دادا تھے اور ان کے
 والد کا نام حافظ ثناء اللہ تھا جو 1857ء تک اس
 منصب پر رہے۔

مکارم اخلاق۔ شمس العلماء ذکاء اللہ دہلوی،
 مجلس ترقی ادب، کلب روڈ لاہور اکتوبر 1967ء

غیر صدیقی النسب خاندان :

نسب کے بارے میں اشتباہ سے بچنے کیلئے معلوم
 غیر صدیقی النسب قبائل اور خاندانوں کی نشاندہی

اور حوالہ جات درج ذیل ہیں۔ ان میں بعض

جگہ صحیح النسب کا حوالہ بھی دیا گیا ہے۔

ان ناموں میں دیگر قبائل یا افراد کے ناموں کے

ساتھ مشابہت ممکن ہے :

۔ ام بکر بن وائل: سے الحارث بن حسان البکری

الذہلی، سماک بن حرب بن اوس الذہلی البکری،

ان میں سے ابو ضمضم البکری، شیخ بدرالدین

الدمشقی ابن شریثی، ابو عبید عبداللہ بن عبد

العزيز البکری الاندلسی صاحب " کتاب المسالک

والممالک " 1014 – 1094ء شامل ہیں۔

۔ جماعت جن کا نسب بکر بن عبد مناة بن کنانہ بن

خریمہ سے ہے ان میں عامر بن وائلہ اللیثی

البکری ہوئے۔

۔ جماعت جن کا نسب بکر بن عوف من قبیلہ النخع سے

ہے۔ ان میں علقمہ بن قیس بن عبداللہ بن علقمہ

بن لامان بن کھیل بن بکر بن عوف النخعی البکری

الکونی -

-جماعت جن کا نسب بکر بن کلاب بن ربیعہ بن
عامر بن صعصعہ من قبیلہ هوازن من قیس عیلان -
البکری نسب جو بنی سعد بن بکر بن هوازن من قیس
عیلان - السعدی البکری الہوازنی -

-وہ نسب جو بنی تیم اللہ بن ثعلبہ بن عکابہ بن
صعب بن علی بن بکر بن وائل من بنی ربیعہ بن
نزار سے بتائے جاتے ہیں اور البکری الیمی تحریر
کرتے ہیں -

-ایک قبیلہ جو البکری اخذ من ضبی من یافع جنکا
تعلق جنوب شبہ جزیرہ عرب وہاں ایک یمی شہر
'بنی بکر' یافع سے جہاں ایک شاعر احمد عبداللہ بن
علی حیدر عزالدین البکری ہوئے -

-ایک شیعہ اسماعیل بن ابراہیم بن احمد بن
سونج الصالحی المعروف ابن حکیم والبکری متوفی
700ھ، اسے شیخ البکریہ کہا جاتا تھا - اسکا ذکر

ذہبی اور ابن تغری بردی نے یتوب الشیعہ

کیا ہے ۔

۔ نسبت منطقہ سویقہ البکری مصر، یہاں کچھ

ساکن البکری لکھتے ہیں ۔

۔ بکیریہ: نسبت منطقہ البکیریہ ، سعودی عرب

اور یمن نسبت بکری بن مہدی بن موسیٰ یمن ۔

۔ عشیرہ البکری رقبہ شام

۔ آل البکری: من بنی ثور بطن من قبیلہ سبیج

خاندان السادہ البکریہ اور البکرین تیونس :

یہ عثمان ابن عفانؓ اموی کی اولاد سے

ہیں ان کا نسب شیخ ابو بکر سے ہے جو منہیلہ

میں دفن ہوئے۔ ان میں تاج العارفین محمد

بن ابی بکر بن احمد البکری العثماني جو 1037ھ

تک حیات تھے یہ خاندان 173 سال تک

جامع الزیتونیہ تیونس کے امام رہے۔ تاریخ

میں اس خاندان کے جید علماء کا ذکر شیخ محمد

السنوسی متوفی 1318ھ نے مسامرات الظریف

بحسن التعریف میں کیا ہے۔

۔ البکیرین: حسن بن علی بن ابی طالب کی اولاد میں

سے بنو ابو بکر بن عبد اللہ بن داؤد بن احمد بن

عبد اللہ بن موسیٰ الجون بن عبد اللہ المحض بن حسن

مثنیٰ بن حسن بن علی ؓ۔

۔ آل البکری: من قبائل الازہوم یمن۔ نسبت شہر

البکریین جبل المدان، محافظہ حجتہ سے۔ ان میں

شیخ محمد بن منصور بن صالح البکری رکن مجلس النواب

یمن 1997ء۔

۔ القحانی: نسبت قافہ بن عامر بن ربیعہ بن عامر

بن سعید بن مالک بن نسر بن وہب اللہ بن شہران

بن عفرس بن حلف بن خثعم۔ ان میں ابراہیم

بن عبد اللہ بن نعمان بن تیم بن کعب بن مالک

بن قافہ قانی۔ شرفاء شام

۔ الطحیمین: نسبت موضع قاہرہ۔ یہ عبد اللہ بن

ابی طلحہ خولانی کی قوم ہے ۔

۔البکری: نسبت قبیلہ ایت البکر مغرب میں

۔البکراوی: نسبت بنی ابی بکر بن کلاب بن

ربیعہ بن عامر بن صعصعہ من قبیلہ ہوازن ۔

نسبت بکر آباد جرجان ۔

۔شارع البکریہ قاہرہ: جامع البکری جو مجذوب علی

البکری کے وہاں دفن ہونے کے سبب ہے ۔ یہاں

حدیث کی تعلیم دی جاتی تھی اور سادہ البکریہ

الصدیقیہ ہے

۔کلیب بن وائل بن یحجان : محدث التیمی البکری

مدنی نزیل کوفہ متوفی 140 ھ ۔ جنہیں آل ابو بکر

صدیق سے کہا جاتا ہے ۔

۔جمال الدین البکری الشریفی: بکر بن وائل سے

وفات 685 ھ ۔

۔ابو اسحق البکری: متوفی 482 ھ۔ بکر بن وائل ،

اہل دانش اندلس ۔

- ابو العباس البکری الدلائی: من قبیلہ مجاط، متوفی

فاس 1080ھ یہ دلائین مشہور ہیں جن میں سے

ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر الدلائی الصنہاجی۔

شیخ زاویہ الدلاء -

مغرب اقصى کتاب 'الفکر السامی فی تاریخ الفقہ'

کے مطابق دلائین اصحاب زاویہ من آل ابی بکر

صدیق -

- محمد البکری الدلائی: ابو عبد اللہ محمد الملقب بالبکر

بن ابی عبد اللہ محمد بن الشاذلی بن امام محمد بن ابی بکر

الدلائی ، قاضی مالکی ، علماء مغرب ، قاضی فاس متوفی

1164 ھ -

- ابو زید عبد الرحمن بن عبد اللہ بن محمد الجبشیمی

البکری متوفی 1269 ھ دفن مدرسہ قریہ

امی و کشیتیم کی کتاب کا نام الحضیکون طبع 2010ء

ہے کے بارے میں مزید تفصیلات نہ مل سکیں۔

- الصدیقی نسبت صوفیاء نقشبندیہ: اکثر ہند و پاکستان

میں صدیقیہ نقشبندیہ صوفیوں میں مستعمل ہے۔

اختتام

اس سے پہلے میری تین کتابیں شائع ہو چکی ہیں ،
 " انساب صدیقی و رجال بنی تیمم " ، " لسانی اور
 مذہبی تنازعات " اور " برطانوی ہند و پاک
 1948ء تک " ۔

میرے لئے سب سے اہم مسئلہ تحقیقی کتب کے
 حصول کا تھا اس وقت نہ انٹرنیٹ تھا اور نہ ہی
 بنیادی مواد کا حصول سہل تھا صرف اسلام آباد
 میں اسلامی نظریاتی کونسل کی لائبریری ایسی تھی
 جس میں موضوع کے حوالہ سے بہت سی کتابیں
 تھیں اور اس وقت محمد سمیع اللہ صاحب اسلامی
 نظریاتی کونسل کے ڈائریکٹر جنرل تھے جو بذات
 خود بہت عابد، زاہد، عالم دین اور بہت مہربان
 تھے جنگی اجازت سے مجھے رسائی ملی ۔

بعض ضروری کتابیں بعد میں بیرون ملک
ملازمت کے دوران میسر آئیں۔

انساب صدیقی کا مقصد خاندان کے بارے میں
بکھری معلومات کو یکجا کرنا تھا اور نئی نسل کیلئے
ایک بنیاد فراہم کرنا تھا جہاں سے انہیں مزید
تحقیق میں آسانی ہو۔

موجودہ کتاب میں موضوع کے پھیلاؤ کو کارآمد
معلومات تک محدود رکھنا خاصا دقت طلب کام
تھا۔ انساب العرب سے لیکر انساب القریش اور
پھر انساب صدیقی کا احاطہ کرنا بہت دقیق اور مشقت
طلب کام تھا۔

تاریخ و سیاست کی سینکڑوں کتابیں گواہ ہیں کہ
صدیقی خاندان نے کبھی سیاسی گروہ بندی یا
جتنہ بندی نہیں کی۔ نہ ہی مادی فوائد کے حصول
کے لیے کسی جھوٹی سچی داستان کا سہارا لیا۔ یہ
غالباً اپنے جد امجد ابو بکر صدیقؓ کی تعلیمات اور
سنت کا اثر ہے کہ انہوں نے نہ تو اپنے دور خلافت

میں اپنے خاندان اور قبیلہ کو ناجائز مراعات سے نوازا
 اور نہ ہی اپنے خاندان میں ولی عہد کی طرح ڈالی۔
 اسی طرح ان کی اولاد میں سے کسی نے پدرم
 سلطان بود کا نعرہ نہیں لگایا۔ سیرت صدیق اکبرؐ کے
 مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے دین اسلام
 کے لیے کیا کیا قربانیاں نہ دیں۔ ان کا یہی اطاعت
 اللہ و رسول کا جذبہ تھا کہ تذکرہ دین اسلام اور
 تاریخ اسلام ان کے حوالے سے لازم و ملزوم ہو گئے
 ہیں۔ جس کسی نے بھی یہ حوالے نکالنے کی کوشش
 کی بالا آخر ناکام ہوا۔

آج چودہ سو سال گزرنے کے بعد بھی مسلمانوں
 کے دل میں صدیق اکبرؐ کی جو قدر اور منزلت ہے
 وہ بیان کی محتاج نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کی محبت آپ کے خون میں رچی بسی تھی وہی
 محبت اور اطاعت کا جذبہ ان کی اولاد میں موجود
 ہے۔ صدیق اکبرؐ کی بربادی، صبر و تحمل عاجزی و
 انکساری ان کے ایسے ہتھیار تھے جنہوں نے انہیں

اپنے مقصد حیات یعنی دین حق کی سر بلندی کے
 لیے زیادہ سے زیادہ مواقع فراہم کیے۔ ان کے
 اخلاص و تڑپ کو مسلمانوں نے کبھی فراموش نہ
 کیا۔ آپؐ کی خدمات کا اعتراف رسالت مآبؐ نے کئی
 مرتبہ اپنی زبان مبارک سے کیا۔

یہی جذبہ ام المومنین عائشہ صدیقہؓ نے اپنایا اور
 ایثار کی ناقابل فراموش روایت قائم کی جبکہ
 امیر المومنین عمر فاروقؓ کو اپنی لیے مخصوص
 قبر کی جگہ دے کر دیگر امہات المومنین کے
 ساتھ جنت البقیع میں دفن ہونا پسند فرمایا۔
 ادھر صدیق اکبرؓ کے پوتے قاسمؓ یہ وصیت فرما
 رہے ہیں کہ نئے کپڑے مرنے والوں سے زیادہ
 زندہ لوگوں کی ضرورت ہے۔ لہذا مجھے دھلے ہوئے
 اور پہنے ہوئے کپڑوں میں دفن کر کے سنت
 صدیق اکبرؓ ادا کی جائے۔

آج نوے فیصد مسلمانوں میں اتفاق ہے کہ انبیاء
 کے بعد افضل البشر صدیق اکبرؓ ہیں۔ ان کے

کردار کی عظمت اور بلندی کے لیے یہ کیا کم ہے
 کہ کسی بھی دور میں ان کی شان بڑھانے کے لیے
 وضعی روایات کا سہارا نہیں لینا پڑا۔

دراصل انہوں نے یہ مقام اپنی زندگی اتباع سنت
 میں ڈھال کر اور اپنے دور وزارت اور خلافت میں
 عملی کردار کا ایسا نمونہ پیش کر کے حاصل کیا کہ
 تا قیامت مسلمانوں کے مشعل راہ رہے گا۔

صدیق اکبرؓ نے سیاسیات کے طالب علموں کو حکومت
 کرنے کا ایسا گر بتا دیا ہے کہ جس پر عمل کر کے
 کوئی بھی سربراہ حکومت آج بھی خود کو خلیفۃ
 المسلمین کہتے ہوئے شرم محسوس نہیں کر سکتا۔
 خلیفہ بننے کے بعد جب مسجد نبوی میں آپؐ کے
 ہاتھ پر عام بیعت ہو چکی تو صدیق اکبرؓ نے فرمایا
 ”لوگو میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرے
 دل میں کبھی امارات کی خواہش پیدا نہ ہوئی۔

نہ کبھی میں نے امیر بنائے جانے کی خفیہ و علانیہ
 دعا کی۔ لیکن اس خطرہ کی وجہ سے کہ اختلاف

پیدا ہو کر فتنہ برپا نہ ہو جائے۔ میں امارات کا

بوجھ اٹھانے کے لیے تیار ہوں۔

لوگو! میں تمہارے کاموں کے لیے والی تو بنا دیا

گیا ہوں لیکن میں تمہاری جماعت میں سب سے

اعلیٰ نہیں ہوں۔ اگر میں اچھے کام کروں تو میری

اطاعت اگر میں ٹیڑھی چال چلوں تو مجھے سیدھا

کر دینا۔ سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے۔

تمہارا کمزور شخص میری نظر میں قوی ہے۔

جب تک میں اس کا حق نہ دلا دوں اور تمہارا

قوی ترین فرد میری نظر میں کمزور ہے۔ جب

تک دوسروں کا حق اس سے نہ وصول کر لوں۔

اگر اللہ و رسولؐ کی اطاعت کروں تو میری اطاعت

کرو اگر اللہ و رسولؐ کی نافرمانی کروں تو پھر

میری اطاعت کسی پر واجب نہیں۔“

عہد صدیقی میں پانچ شخصیتوں نے دعوائے نبوت

کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی صادق

تسلیم کرتے تھے، لیکن یا تو اپنے آپ کو نبوت

میں شریک قرار دیتے تھے یا رسول اللہ کی تائید
میں مبعوث کیا جانے والا نبی کہتے تھے۔ سوائے
مسئلہ کذاب کے کہ وہ شروع میں تو شریک
نبوت تھا۔ لیکن بعد میں خود کو مستقل نبی
کہنے لگا۔ صدیق اکبر نے ان سب پر قابو پا لیا۔

گوالمنڈی راولپنڈی (ذاتی یادداشتیں):
گوالمنڈی کا علاقہ راولپنڈی کینٹونمنٹ کا حصہ ہے
اور نالہ لئی اسے شہر سے جدا کرتا ہے۔ لیاقت
باغ، گارڈن کالج اور راجہ بازار یہاں سے نالہ
لئی کی مشرقی سمت ہیں۔
شہر سے صدر جاتے ہوئے نالہ لئی کی مغربی
سمت گوالمنڈی کا علاقہ ہے، نالہ لئی کے
پل کے ساتھ دائیں ہاتھ جو محلہ ہے اور ملحق
ایک پارک ہے جس میں امریکہ نے ایک نمائش
لگائی تھی غالباً 1959ء میں امریکیوں کی خلائی
تحقیقات پر مبنی موویز دکھائی گئی تھیں۔

سڑک کے بائیں ہاتھ قدیم لاری اڈہ تھا اور
 اس سے ذرا آگے روزنامہ جنگ راولپنڈی
 کا پریس اور پھر عید گاہ تھی جس کے
 بالمقابل جامع مسجد اور اسکی بغل میں مدن پورہ
 ہے جہاں میرے دادا بشیر احمد صدیقی کا گھر تھا
 اور میری سوتیلی دادی ، چچا اور پھوپھیاں رہتے
 تھے ۔

میری ہوش میں دو مرتبہ یہاں نالہ لئی سے
 سیلاب آیا جو کئی فٹ بلند تھا اور گھروں میں
 بربادی پھیلا گیا ۔ اس وقت نالہ لئی میں شہر
 کا گند نہیں پھینکا جاتا تھا ۔ پانی صاف تھا اور اس
 میں مچھلیاں پکڑتے تھے ۔

1958ء کے لگ بھگ نالہ لئی کو پار کرنے کیلئے
 اتنا تنگ پل تھا کہ مشکل سے دو آدمی گزر سکتے تھے۔
 یہیں سی بی گرلز اور بوائز سکول تھے جہاں ہم سب
 بچوں کے ابتدائی داخلہ ہوئے تھے۔

یہیں میری نانی محترمہ کا مکان نمبر 15 تھا اور

ماموں اور خالہ رہتے تھے اور دیگر مالیر کوئلہ سے
 ہجرت کر کے آنے والے رشتہ دار رہتے تھے ۔
 جن میں خضر احمد جان ، عمر احمد جان اور انکی والدہ
 قریشہ کی رہائش تھی ۔ یہیں نفیس احمد بن
 مولوی انیس احمد کا مکان نمبر 20 تھا جس میں
 مجھ سمیت میرے ننھیال کے کئی بچوں کی
 پیدائش ہوئی تھی اس طرح یہ گھرتاریخی اہمیت
 کا حامل ہے

سب مکانوں کی چھتیں ملی ہوئی تھیں اور محلہ میں
 داخلہ کی جگہ بڑے بڑے قد آدم دروازے تھے
 نزدیک ہی فنانس روڈ ، کشمیر روڈ پر شاہد احمد بن
 مولوی انیس احمد اور انکی فیملی کی سرکاری رہائش
 تھی ۔

گوالمندھی کا نام دریا آباد ہو گیا ہے اور مین روڈ
 پر مکانات اور لاری اڈہ سپیئر پارٹس کی دکانیں
 بنادی گئی ہیں جنگ اخبار کے پریس کے ساتھ
 عید گاہ ابھی تک ہے۔ چھوٹا سا پبلک پارک اجڑ

گیا ہے۔ سی بی سکول اب ایف جی سکول کہلاتے ہیں -

گوالمنڈی والے گھر میں میرے والدین جب کچھ عرصے کیلئے قیام پذیر ہوئے تو اسی عرصہ میں والدہ کے دادا بشیر حسن بشیر مالیر کوئلہ سے مستقل ہجرت کر کے آئے تو اسی گھر میں شاید آٹھ یا نو ماہ ہمارے گھر پر قیام کیا تھا۔ مجھے یاد ہے وہ میری سختی پر کبھی کبھی اتنا خوشخط قلم سے لکھتے تھے کہ آج تک یاد ہے۔ وہ وہاں اپنی شاہی زندگی چھوڑ کر آئے تھے لیکن کبھی اسکا اظہار نہیں کیا اسکے علاوہ انکے ہمراہ ایک دو مرتبہ روزنامہ جنگ کشمیر روڈراولپنڈی کے دفتر جانا یاد ہے جہاں وہ اپنی شاعری و مضامین چھپنے کیلئے دیتے تھے۔ اس زمانے میں ٹانگوں کے کرایہ کا ریٹ فی گھنٹہ تحریر ہوتا تھا۔

یہ گھر غالباً 1960ء میں ریاض الرحمان شریف نے خرید لیا تھا اور میرے والدین واپس ویسٹرنج

گھر میں آگئے تھے۔

اس وقت راولپنڈی عبوری دارالحکومت بن چکا تھا

سینٹرل گورنمنٹ کے تمام محکمے اور سرکاری ملازمین

یہاں شفٹ ہو گئے تھے۔ ہم سب بہن بھائی

سینٹرل گورنمنٹ سکولوں میں داخل ہو گئے

تھے۔ گوالمنڈی سے خضر احمد جان، عمر احمد

جان کوویسٹریج میں سرکاری مکان مل گیا تھا

جو کہ ملٹری بیرکس تھیں اور بعد ازاں اسلام آباد

چلے گئے۔

دارالحکومت اسلام آباد منتقل ہوا تو گوالمنڈی

سے اکثر خاندان سرکاری مکانوں میں شفٹ

ہو گئے۔ سوائے میری سوتیلی دادی اور چچا

پھوپھیوں کے جو وہیں مقیم رہے۔

ویسٹریج اور مصنف کی یادداشتیں :

ویسٹریج راولپنڈی کا سب سے قدیم اور

خوبصورت علاقہ ہے یہ راولپنڈی شہر کے مغرب

میں ہے یہاں ریلوے کی کوٹھیاں ہیں جہاں

انگریز اور اینگلو انڈین سرکاری ملازمین رہتے تھے اور یہیں سوئمنگ پول اور ناچ گھر وغیرہ تھے۔ اس سے ملحق علاقہ نئی چھاؤنی کہلاتا تھا۔ جہاں فوج کے دفاتر، چاند ماریاں اور رہائش ہوا کرتی تھیں۔ ویسٹریج روڈ پر دو چرچ، ایک مشنری اسپتال ملحقہ چرچ اور ریلوے ایریا میں کرسمس قبرستان سے ملحق چرچ ہے۔ دو بڑی چاند ماریاں تھیں، چھاؤنی کے آغاز میں آرمی ڈاگ سینٹر تھا اسکے بعد آرمی بیرکس میں کنٹ لائنز، پھر ایک وسیع میدان اور پھر رابرٹس لائنز کی بیرکیں تھیں جنوبی سمت موتی مسجد اور اس سے اگلی سڑک پر جنرل ضیاء الحق کا بنگلہ ہے۔ آج کل چاند ماریوں کی جگہ آرمی ہاؤسنگ اور آرمی سکول بن گیا ہے۔ جب دارالخلافہ یہاں آیا تو عبوری انتظام کے تحت کراچی سے آنے والے وفاقی ملازمین ان ہی بیرکوں میں قیام پذیر ہوئے۔

کنٹ لائنز میں سینٹرل گورنمنٹ گرلز ہائی سکول
 بنا اور میرا ہمیشہ تہینہ کے ساتھ داخلہ اسی
 سکول میں ہوا۔ پھر لڑکوں کا پرائمری سکول
 رابرٹس لائن میں بنا تو میرا اپنے چھوٹے بھائی
 محمود کے ساتھ وہاں داخلہ ہو گیا جہاں سے
 پرائمری پاس کر کے ہم دونوں بھائی سینٹرل
 گورنمنٹ بوائز ہائی سکول پامر لائنز میں داخلہ
 ہو گیا اور وہیں سے میٹرک پاس کیا، پامر
 لائنز کی بیرکس میں بھی وفاقی ملازمین کو گھر
 دئے گئے۔ ان سکولوں میں کراچی کا سلیبس
 ہی پڑھایا جاتا تھا۔ بعد میں اسکو ختم کر کے
 ایف جی سیکنڈری سکول جی۔ 7 اسلام آباد میں
 شفٹ کر دیا گیا۔ اس وقت پامر لائنز سکول کا
 پلے گراؤنڈ رومی پارک تک وسیع تھا۔ جہاں
 ڈسٹرکٹ گیمنز کا انعقاد ہوتا تھا۔ غالباً 1971ء
 میں یہاں آرمی نرسنگ ہوسٹل تعمیر ہو گیا۔ سکول کی
 بلڈنگ فوج نے واپس لے لی۔

1965ء کی جنگ کے بعد ویسٹریج میں انقلاب آگیا۔

یہاں شہداء کی ایک کالونی بنی اور سینٹر فوجی

افسروں کی رہائش گاہیں بن گئیں۔ اسکا نام

باغ و بہار کالونی تھا۔ بھٹو دور کے آرمی چیف

اسی کالونی میں ہمارے گھر سے لائیں پار رہتے

تھے اور ہمارے ان سے فیملی تعلقات تھے۔

اس دور کے سینٹر فوجی افسر بہت سادہ ہوتے

تھے نہ سیکورٹی کے جھنجھٹ تھے نہ پروٹوکول

اور جب بھٹو صاحب نے انہیں فارغ کیا تو

والدہ نے ہمیں آکر بتایا کہ کوئی بہت بڑا واقعہ ہو

گیا ہے سارے گھر میں ایک دم افرا تفری مچ گئی

تھی۔

اس کالونی کے شمال کی سمت تبلیغی جماعت کا مرکز

اور مسجد ذکر کیا قائم ہوئی۔

مسجد ذکر کیا کے بالمقابل ریلوے لائن کے پار وطن

دولن ملز ہے جسکے مالک نعمان جان تھے اور انہوں

نے روس سے آکر یہاں فیکٹریاں لگائی تھیں اور

یہیں آباد ہو گئے تھے۔ انہوں نے ہی بیکری
 چوک پر مسجد نعمانیہ کی تعمیر کرائی تھی، بہت ہی
 نیک اور راسخ العقیدہ مسلمان تھے اور انکی ایک بیٹی
 ڈاکٹر تھیں جو انتہائی ہمدرد اور غریب پرور تھیں
 ایک دو مرتبہ ہمارے گھر بھی تشریف لائیں۔
 اب یہ مسجد ترقی کرتے کرتے جامع شرعیہ العلوم بن
 چکی ہے۔ اسکے پرنسپل حافظ محمد اسحق علیہ رحمت تھے
 اور انہوں نے ہی میرے سب بہن بھائیوں کے
 نکاح اور والد کا جنازہ پڑھایا تھا۔

1965ء سے قبل ایک بڑی تعداد میں چینی اور روسی
 مسلمانوں نے راولپنڈی میں پناہ لی ان میں سے
 ایک چینی خاندان ہمارے آؤٹ ہاؤس میں کئی
 برس مقیم رہا۔ انکی قرأت بہت اچھی تھی اور بعض
 اوقات ہمیں بھی قرآن پڑھاتے تھے انکی دو بیٹیاں رابعہ
 خان اور بصرا خان تھیں۔ راحت و ولن ملز، پشاور روڈ
 پر بھی انہوں نے ہی قائم کی تھی۔

اکثر بڑے اور تاریخ میں مشہور جہز اسی علاقے میں

رہائش پذیر رہے۔ پھر دارالحکومت کو اسلام آباد شفٹ
 کر دیا گیا اور سب وفاقی ملازمین اسلام آباد چلے گئے۔
 پر رونق اور آباد علاقے دوبارہ فوج کی بیرکوں میں
 تبدیل ہو گئے، چاند ماریوں سے گن فائر کی آوازیں
 آنی شروع ہو گئیں۔ جب وہاں سے گزرنا ہوتا تو
 سب دوست اور پرانی رونقیں یاد آتیں تو دل
 مسوس کے رہ جاتا۔ آرمی ڈاگ سنٹر سے ذرا
 آگے پاکستان ٹائمز اخبار کا دفتر تھا جہاں سے رات
 کو بارہ بجے میٹرک کا رزلٹ معلوم کیا تھا۔ اس
 زمانے میں ہم پیدل ریس کورس گراؤنڈ 23 مارچ کی
 پریڈ دیکھنے جاتے تھے اور جنرل ضیاء الحق کے عہد تک
 ہر سال جاتے رہے، وہاں ایک کونز پارک ہوتا تھا
 جو اب شاید فوجی قبرستان سے ملحق ہے۔ ریکس سنیما
 اور بعد میں یہیں فوجی فاؤنڈیشن اور آرمی سکول بنے
 جن میں میرے بچے داخل ہوئے۔ اس علاقے کیلئے
 جنرل ضیاء کا دور انتہائی اطمینان اور پرسکون دور تھا۔
 پھر جنرل مشرف کے عہد میں ایک اور انقلاب آیا اور

سب کچھ بدل گیا۔ سب میدانوں ، چاند ماریوں ،
ریس کورس پارک کے ارد گرد کے علاقے رہائشی
ہاؤسنگ میں تبدیل ہو گئے ۔ سکول کے گراؤنڈ بھی
نہ رہے ۔ 55 ، 60 سال جس علاقے کے چپہ
چپہ پر آمد و رفت رہی اسکا منظر نامہ مکمل تبدیل
ہو گیا۔ سڑکوں پر فوجی گارڈ نظر آنے لگے ۔
شیر دل میس کا نام تبدیل ہو گیا ۔ ریس کورس
گراؤنڈ پارک تک محدود رہ گیا ارد گرد کی
فلینٹس بن گئے ۔ ساتھ ہی فوجی قبرستان ہے ۔ دو
چار کلومیٹر کے سرکل میں سپریم کورٹ ، جی ایچ کیو ،
اسمبلی ہال ، پریذیڈنٹ ہاؤس ، پرائم منسٹر ہاؤس ،
ملٹری اسپتال ، صدر بازار ، مال روڈ ، راولپنڈی
کلب اور ریڈیو پاکستان واقع تھے ۔ بینک روڈ پر
ملکی وغیرہ ملکی بینک تھے ، جہاں ہم پیدل ہی گھومتے
پھرتے تھے ۔

ریس کورس کے عین سامنے نون ہاؤس تھا اور اسکی
پچھلی سمت پریڈ روڈ پر فیکٹری کوارٹرز تھے ۔

یہاں میری والدہ کی خالہ کا گھر تھا، جہاں بچپن
 میں آئے دن آنا جانا رہتا تھا۔ اب یہ کوارٹر
 نہیں رہے اور یہاں بنگلے بن گئے ہیں، یہ علاقہ
 دہشتگردوں کی زد پر رہا اور اسکی مسجد پر حملہ ہوا
 اسکے علاوہ قاسم روڈ پر حساس ادارے کی بس پر
 حملہ ہوا جس میں میرے بہنوئی بال بال بچے۔
 لیکن بہت سے معصوم لوگ شہید ہو گئے۔
 آزاد کشمیر اور مری وغیرہ کے علاقوں سے آکر
 بعض لوگ اپنے بچے ہمارے پاس چھوڑ جاتے
 تھے تاکہ پڑھائی جاری رکھ سکیں۔ اب تو
 وہ کل کے بچے بڑھ کر خاندان بن گئے ہیں اور
 اسلام آباد اور راولپنڈی میں گھر بنا کر سیٹ ہو گئے
 ہیں۔ ایک اہم بات یہاں اینگلو انڈینز اور
 انگریزوں کی کافی تعداد آباد تھی۔ جو آہستہ آہستہ
 یہاں سے نقل مکانی کر گئے۔ چند خاندان کینیڈا
 جاکر آباد ہو گئے۔ کبھی کبھار بعد میں ملنے آتے
 رہے۔ انکے آثار بھی ملتے جا رہے ہیں۔ اس

علاقے میں کئی چرچ تھے ایک تو ہمارے گھر کے
 عین سامنے پروٹسٹنٹ چرچ تھا۔ کئی عشروں
 تک بے آباد رہنے کے بعد حال میں مشنری نے
 سٹیشن سکول کھول دیا ہے، اس میں صرف ایک
 فیملی صادق مسیح کی رہتی تھی جنکا بیٹا سلیم ہمارا
 دوست تھا اور انکی بیٹی اب سکول میں ٹیچر ہیں۔
 دوسرا چرچ کناٹ لائن میں تھا جو ویران ہی
 رہتا تھا۔ اسکے برابر ایک غیر ملکی مشنری نے
 اسپتال بنا دیا تھا۔ ایک چھوٹا سا چرچ عیسائی
 قبرستان میں تھا یہاں برٹش عہد کی قدیم قبریں ہیں۔
 اسی عیسائی قبرستان سے ذرا آگے ڈھوک حسو کا
 قبرستان ہے۔

کنٹونمنٹ لائبریری صدر میں کنٹونمنٹ بورڈ کے
 دفتر اور سنیما کے درمیان تھی راولپنڈی کی سب سے
 بہترین لائبریری تھی جب یہاں بریگیڈیر صدیقی
 صاحب لائبریرین تھے تو یہاں مشہور فوجی لکھاری
 اکثر آتے تھے جن کرنل محمد خان شامل تھے۔

یادداشتیں تو اتنی ہیں کہ الگ کتاب لکھی جاسکتی
ہے لیکن اب شاید یہ ممکن نہ ہو سکے اسلئے بعض
تاریخی حیثیت کی اہم باتیں یہاں درج کر دی ہیں

Siddiqui World Population

Total Population: Approx. 1,625,450

Languages Spoken:

Urdu • Hindi • Arabic • Dari • Pashto • English

Regions with Significant Population

 Pakistan	750,087
 Bangladesh	315,236
 India	171,702
 Saudi Arabia	76,727
 Afghanistan	51,404
 Algeria	33,876
 United Arab Emirates	25,405
 United States	15,910
 United Kingdom	10,548
 Morocco	7,533

Religion: Sunni Islam 100%

Ethnic Group: Arab

<https://en.wikipedia.org/wiki/Siddiqui>

Siddiqui Surname

1,560th Most Common Surname in the World

Approx 352,165 people bear this surname

**Where Does The Last Name Siddiqui
Come From?**

The surname Siddiqui

Arabic: صدیقی

Hindi: सिद्दीकी, **Marathi:** सीदीकी,

Oriya: ସିଦ୍ଦିକି

(is more commonly found in Pakistan
than any other country/territory

The surname Siddiqui is the 1,560th
most frequent family name throughout
the world It is held by approximately
1 in 20,692 people.

The surname Siddiqui occurs mostly in
Asia, where 93 % of Siddiqui are found;
71 % are found in South Asia and 48 %
are found in Islamic South Asia.

Siddiqui is also the 26,852nd most frequently occurring first name on earth. It is held by 31,601 people. It is most widely held in Pakistan, where it is borne by 119,721 people, or 1 in 1,456. In Pakistan it is most numerous in: Sindh, where 66 % reside, Punjab, where 16 % reside and Balochistan, where 9 % reside. Beside Pakistan it is found in 111 countries. It is also found in India, where 24 % reside and Saudi Arabia, where 15 % reside. In The United States those holding the Siddiqui surname are 9.85% more likely to be registered with the Republican Party than the national average, with 56.62% being registered with the party.

Siddiqui Name Transliterations

Siddiqui in the Hindi language

सिद्दीकी	siddiki	71.53
सिददीकी	sidadiki	12.90
सिद्धीकी	sid'dhiki	3.24
सिद्दीकी	siddiqi	2.54
सिद्दीकी	siddaki	1.36
सिद्दीकी	siddiki	1.26
सिद्धीकी	sidviki	1.05
सिददकी	sidadaki	0.92
सिद्दीकी	sidadiki	0.79
सिद्धीकी	sid'dhiki	0.59
सिद्दीकी	siddiki	0.44

Siddiqui in the Oriya language

ସିକି	siiki	41.67
ସିକି	siiki	25.00
ସିକି	sidika	16.67
ସିକି	sidi	8.33
ସିକି	sibiki	8.33

Siddiqui in the Marathi language

सीदीकी	sidiki	28.57
िददीकी	idadiki	25.00
िसद्दकुइ	isaddqu'i	14.29
सीददीक्	sidadik	10.71
सीददीकी	sidadiki	5.36

िध्दीकी	idhdiki	3.57
सीदी	sidi	3.57
िददीिक	idadiika	3.57
िसिदिक्क	isidiqa	3.57
सीध्दीकी	sidhdiki	1.79

Siddiqui in the Arabic language

صديقي

sdyyqy

<https://forebears.io/surnames/siddiqui>

Siddiqi Surname

Siddiqi is the 5,883rd most frequently used surname at a global level, borne by around 1 in 75,593 people.

This surname is mostly found in Asia, where 94 % of Siddiqi reside; 85 % reside in South Asia and 79 % reside in Islamic South Asia. Siddiqi is also the 396,511th most frequently held first name world-wide

It is held by 444 people.

It is most frequently occurring in Afghanistan, where it is borne by 38,805 people, or 1 in 316.

In Afghanistan Siddiqi is most prevalent in:

Kabul, where 35 % reside, Herat, where 16 %

reside and Nimruz, where 11 % reside.

Outside of Afghanistan this last name occurs in 66 countries. It is also common in Pakistan, where 29 % reside and Bangladesh, where 10 % reside.

<https://forebears.io/surnames/siddiqi>

Siddique Surname

This surname is the 661st most frequently held family name on a global scale It is held by around 1 in 8,829 people.

This last name occurs predominantly in Asia, where 99 % of Siddique live; 96 % live in South Asia and 93 % live in Islamic South Asia. It is also the 14,660th most commonly occurring given name at a global level.

It is borne by 66,009 people.

This surname is most frequently occurring in Pakistan, where it is carried by 569,521 people, or 1 in 306. In Pakistan it is most prevalent in: Punjab, where 73 percent reside, Sindh, where 15 percent reside and Khyber Pakhtunkhwa, where 5 % reside. Outside of Pakistan it exists in 86 countries. It is

also found in Bangladesh, where 24 % reside

and India, where 3 % reside.

<https://forebears.io/surnames/siddique>

کتابیات

1. قرآن پاک
2. کتب صحاح، سنن وسیرت
3. عہد عتیق و جدید -
- سوسائٹی آف سینٹ پال 1985ء لاہور
4. اخبار مکہ - ابی الولید محمد بن عبداللہ بن احمد الارزقی الغسانی المکی (م 250ھ)
- مکتبہ الاسدی
5. ابو بکر الصدیق ؓ اول خلفاء الراشدین -
- محمد رضا - امین مکتبہ جامعہ قاہرہ -
- دار الکتب علمیہ
6. ارمغان علامہ علاء الدین صدیقی،
- جمیلہ شوکت، شعبہ علوم اسلامیہ،
- جامعہ پنجاب، لاہور 2012ء
7. ابطال فتح اسلامی - محمد علی قطب -
- دارالدعوة اسکندریہ
8. اشراف عرب - محمد نجم الحسن -
- جائیزی اکیڈمی - 1993ء

9. ابدی پیغام کے آخری پیغامبر -
ضیاء الدین کرمانی
10. ابراج الزجاج فی سیرت الحجاج - عبدالرحمن
بن سعید بن علی بن وهف - الرياض
11. اسلامی انسائیکلو پیڈیا - سید قاسم محمود
12. اردو دائرہ معارف اسلامیہ -
پنجاب یونیورسٹی - لاہور
13. التاريخ و المورخون بمکہ - محمد الحبيب
الحصیلہ جام القرئ مکہ مکرمہ -
مؤسستہ الفرقان مکہ مکرمہ 1994ء
14. احوال الرجال (عربی) - ابی اسحاق
ابراہیم بن یعقوب الجوزجانی متوفی
259 ھ - مؤستہ الرسالہ بیروت
15. اخبار مکہ - ابی ولید محمد بن عبد اللہ بن احمد
الازرقی، متوفی 250 ھ
16. الاخوة والاخوات، ابی الحسن علی بن
عمر بن احمد الدار قطنی م 385 ھ،
دار الراية، الرياض 1993ء
17. الاسر القرشیہ - اعیان مکہ المحمیتہ،
ابو هشام عبد اللہ بن صدیق، تھامہ،
جدہ سعودی عرب - 1983ء
18. السلالہ البکریہ الصدیقیہ - احمد عبد النبی فرغل
الصدیقی مؤستہ الامہ العربیہ للنشر والتوزیع

- قاهرہ۔ مصر۔ 1435ھ
19. الحجرات الشریفہ سیرۃ وتاریخا،
صفوان داوودی، وقف البرکۃ الخیری
مدینہ منورہ، 1422ھ۔
20. النجوم الزاہرہ فی ملوک مصر والقاہرہ
جمال الدین ابی المحاسن یوسف بن تغری
بردی الاتابکی 813ھ-874ھ مصر 1963ء
21. انساب الاشراف۔ احمد بن یحییٰ بن جابر
البلاذری متوفی 278 ھ / 892ء
دار الفکر بیروت 1996ء
22. انساب صدیقی۔ منصور احمد صدیقی۔
سن رائز پبلیکیشنز، راولپنڈی۔ 1995ء
23. التبيين فی انساب القرشیین۔ موفق الدین
ابی محمد عبد اللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ المقدسی
متوفی 620ھ۔ منشورات المجمع العلمی
العراقی۔ 1982ء
24. اعلام النساء۔ عمر رضا کمالہ۔ موسسۃ الرسالہ
بیروت 1989ء
25. اقتباس الانوار فی انساب الصحابہ و رواۃ الآثار
عبد اللہ النخعی الرشاطی الاندلسی۔ 542ھ
26. الخطبات الاحمدیہ فی العرب وسیرۃ الحمدیہ۔
سرسید احمد خان نفیس اکیڈمی کراچی
27. اکمال تہذیب الکمال فی اسماء الرجال۔

- مغلطائی ابن قلیم بن عبد اللہ البکچری الترمذی
 الاصل المصری 689ھ-762ھ -
 الفاروق الحدیث للطباعة والنشر
 28. الاصابہ فی تمیز الصحابہ - ابن حجر عسقلانی۔
 773ھ-852ھ
 دارالکتب علمیہ بیروت 1995ء
 29. الاصابہ فیمن غزا المغرب الصحابہ،
 محمد ابوراس بن احمد بن الناصر
 المعسکری 1150-1238ھ، المطبع
 العصریہ تیونس، 2010ء
 30. الکامل فی التاريخ - ابن الاثیر
 555ھ-630ھ -
 دار الکتب عربی۔ بیروت 2012ء
 31. الوفيات - تقی الدین ابی المعالی محمد بن رافع
 السلامی۔ 704ھ-774ھ - مؤسستہ الرسالہ
 32. الکتابات الاثریہ الباقیہ علی عمائر مدینہ لاہور
 فی العصر المعنوی الہندی (932-1182ھ)
 دراسہ مسیحیہ آثاریہ - محمد علی حفیظ
 مجلہ الاتحاد العالم لآثار بین العرب
 33. الانساب السمعانی - ابی سعد عبد الکریم
 بن محمد بن منصور التیمی السمعانی متوفی 562ھ
 / 1166ء دار الجمان بیروت لبنان اور
 دائرہ معارف عثمانیہ حیدرآباد دکن

34. الانساب - ابی المنذر مسلمہ بن مسلم
العوتی العماری ق 6 - 6ھ 2006ء
35. الاعلام لمن دارالکویت من علماء والاعلام -
عبد اللہ المنیس
وزارت اوقاف کویت - 2011ء
36. الاعلام بالخیرۃ الاعلام من اصحاب النبی
ابن الامین اندلسی ابراہیم بن یحییٰ بن
ابراہیم - دار الضیاء للنشر والتوزیع 2008ء
37. الاعلان بالتوخ - شمس الدین محمد بن
عبدالرحمن السخاری متوفی مدینہ سن 902ھ
38. الاعلام - خیر الدین الزرکلی
دار العلم للملایین بیروت 2002ء
39. الاستعاب - ابن عبدالبر - 368ھ - 463ھ
40. الاسماء والمصاہرت بین اہل بیت والصحابہ
ابی معاذ السید بن احمد بن ابراہیم،
کویت 2007ء
41. الامام الکبیر مولانا محمد قاسم نانوتوی
عبدالقیوم حقانی، جامعہ ابوہریرہ ،
خالق آباد، نوشہرہ 2012ء
42. البصرہ ادوارھا والتاریخیہ، عبدالقادر باش اعیان
العباسی، مطبعہ دار البصری بغداد 1961ء
43. الداعی الکبیر شیخ محمد الیاس کاندھلوی ،
ابوالحسن علی ندوی ، دار ابن کثیر

دمشق، 2003ء

44. الروضہ المستطابہ فیمن دفن بالقیح من

الصحابہ، عادل منعم ابو العباس، مکتبہ

الثقافہ المدینہ منورہ، 1416ھ

45. الغرابہ۔ ڈاکٹر عبداللہ عبدالماجد ابراہیم

دار الحادی 1998ء

46. القاموس المحیط۔ محی الدین محمد بن یعقوب

فیروز آبادی متونی 817ھ۔

دارا الحدیث قاہرہ 2008ء

47. الامامہ و السیاستہ۔ ابن قتیبہ الدینوری

متونی 276ھ

مؤسسۃ الجلی و شرکاء للنشر و التوزیع

48. السلسلۃ الذہبیۃ فی شجر الشیبۃ المحیۃ۔

عبدالستار صدیقی دہلوی ابن شیخ عبدالوہاب

1313ھ

49. الصحابہ فی لبنان، عمر عبدالسلام تدمری

مکتبہ العصریہ، بیروت 2008ء

50. اسد الغابہ فی معرفتہ الصحابہ۔ ابن اثیر

555ھ-630ھ

مکتبہ نبویہ لاہور-1407ھ

51. اسلام کی بیٹیاں۔ محمد اسحق بھٹی۔

مکتبہ قدوسیہ لاہور 2004ء

52. اعجام الاعلام۔ محمود مصطفیٰ۔

دارالکتب العلمیہ، بیروت 1983ء

53. البدایہ و النہایہ - عماد الدین ابن کثیر

دمشقی 701ھ-784ھ -

نفس اکیڈمی کراچی

54. الفاروق - مولانا شبلی نعمانی

55. النسب و المصاہرۃ بین اہل بیت و صحابہ

علاء الدین المدرس، دارالاملل للنشر و

التوزیع - اردن

56. اولیائے لاہور - محمد لطیف ملک

57. المبعث و المغازی - ابی القاسم اسماعیل بن محمد

ابن الفضل بن علی التیمی الطلمی القرشی الاصفہانی

ابی القاسم لقب بالجوزی

متولد 457ھ اصفہان - متوفی 535ھ

58. المشتبه فی اسماء الرجال والانساب - ابی عبد اللہ

محمد بن احمد بن عثمان الذہبی متوفی 748ھ

الدار العلمیہ دہلی مالیر کونڈہ، بھارت

59. العرب و الاسلام فی حوض الغربی من البحر

الابیض المتوسط، عمر فروخ

60. آثار مالوہ، احمد مرتضیٰ نظر

1936ء، سروج

61. آثار مدینہ منورہ - عبد القدوس انصاری

مکتبہ سلفیہ مدینہ منورہ - 1973ء

62. برہان پور کے سندھی اولیاء - محمد مطیع اللہ

راشد - سندھی اردو بورڈ - جامشورو

2006ء

63. بیت الصدیق - محمد توفیق البکری الصدیقی -

مطبعۃ المؤید - مصر 1323ھ

64. بیوت النبی و ہجراتہا وصفہ عصشیۃ فیہا،

بیت عائشہ انموذ جا - محمد فارس الجمیل

مرکز الملک فیصل البحوث الدارسات

اسلامیہ الرياض - 2010ء

65. پنجاب مغلوں کے عہد زوال میں

عزیز احمد چوہدری - جولائی 1980

66. تابعین کے واقعات - مولانا محمد انور

بدخشان - دارالہدی کراچی 2009ء

67. تاریخ الاسلام و وفیات المشاہیر و الاعلام -

الذہبی - 673ھ - 748ھ -

دار الکتب العربی

68. تاریخ اسلام - اکبر شاہ خان نجیب آبادی

دارالاندلس - لاہور

69. تاریخ الکبیر - امام بخاری -

194ھ - 256ھ / 856ء

70. تاریخ المملوک و الامم - ابن الجوزی

597ھ - دار الکتب علمیہ بیروت

71. تاریخ بخارا - ابو بکر محمد بن جعفر الزشخی

206-348ھ - مطبع دولتی 1362ھ

72. تاریخ جلیلہ۔ غلام دستگیر نامی
الحلد، مرید کے، ضلع شیخوپورہ 2008ء
73. تاریخ حاکمان لاہور۔ راؤ جاوید اقبال لاہور
74. تاریخ مصر الاسلامیہ من فتح العربی حتی
فتح العثماني 20-922ھ، عطیہ القوصی،
دارالثقافہ العربیہ، القاہرہ
75. تاریخ مدینہ دمشق - ابن عساکر
499ھ-571ھ دارالفکر
76. تاریخ قریش۔ حسین مؤنس۔
الدار السعودیہ - جدہ 1988ء
77. تاریخ ابن خلدون۔
عبدالرحمن ابن خلدون 732ھ-808ھ،
نقیس اکیڈمی کراچی
78. تاریخ دولت امویہ۔ ڈاکٹر محمد سہیل طقوش
دار النفائس بیروت 2010ء
79. تاریخ دولت عباسیہ۔ ڈاکٹر محمد سہیل طقوش
دار النفائس بیروت 2009ء
80. تاریخ صوفیائے ناگور۔ محمد ایوب فاروقی
دارالاشاعت ناگور (راجھستان) 1999ء
81. تاریخ مخزن پنجاب لاہور۔ مفتی غلام سرور
مکتبہ نبویہ لاہور
82. تاریخ مشائخ پاک و ہند۔ محمد اقبال مجددی،
پروگریسو بکس لاہور 2013

83. تاریخ لاہور - رائے بہادر کنہیا لال ،
1884ء وکٹوریہ پریس لاہور
84. تاریخ ملتان - نور احمد فریدی اول 1971ء
حصہ دوم 1973ء ، قصر الادب ملتان
85. تاریخ طبری (تاریخ الامم و المملوک)
محمد بن جریر الطبری متوفی 310ھ -
نفس اکیڈمی کراچی
86. تاریخ الخلفاء - جلال الدین سیوطی 849ھ -
911ھ مکہ پبلشنگ کمپنی لاہور
87. تاریخ کھروڑ پکا - شاہین کھروڑی
88. تاریخ اسلام و المسلمین - مسعود احمد ،
جماعت المسلمین - عزیز آباد - کراچی 1985ء
89. تاریخ اسلام کی 400 باکمال خواتین - طالب
ہاشمی - پین اسلامک پبلشرز لاہور 1992ء
90. تاریخ جزیرۃ العرب القدیم سیرۃ النبی
1992ء ، وزارت المعارف تدریس ،
سعودی عرب
91. تجرید اسماء الصحابہ ، الذہبی
دار المعرفت بیروت
92. تحفۃ الکرام - میر علی شیر قانع - سندھی
ادبی بورڈ - جام شورو 2006ء
93. تفصیل الجمل شرح الامیہ ابن الوردی
عبد العزیز الحرثی - دار ابن حزم لبنان 2012ء

94. تكملة اكمال الاكمال - جمال الدين ابى حامد
محمد بن على المحمودى الصابونى متوفى 680هـ،
مطبع المجمع العلمى العراقى 1957ء
95. تهذيب حليته اولياء و طبقات اصفياء -
ابى نعيم الاصفهاني - 339-430هـ -
المكتبة اسلامى بيروت
96. تهذيب الكمال فى اسماء الرجال - حافظ المستن
جمال الدين ابى حجاج يوسف المزى
654 هـ - 742 هـ - مؤسسته الرساله بيروت
97. تهذيب التهذيب - ابن حجر عسقلانى -
دار العلم العلميه بيروت لبنان - 2004ء
98. تذكار صالحات - طالب هاشمى -
الهدر پبليكيشنز لاهور 2008ء
99. تذهيب تقريب التهذيب - ابن حجر عسقلانى
773-852هـ - مكتبة الرشده، الرياض -
سعودى عرب 2010ء
100. تقريب التهذيب - ابن حجر عسقلانى
773-852هـ - دارالعاصمه
101. تقريب الثقات - ابى حاتم محمد بن حبان
البسيقى الخراسانى متوفى 354هـ
دارالمعرفه بيروت 2007ء
102. تابعين - شاه معين الدين احمد ندوى
كتاب خانه حمايت اسلام لاهور

103. تذكرة الانساب۔ امام الدین احمد 1322ھ
فضل المطالع دہلی
104. تذكرة الانساب۔ امام الدین احمد
گلشن آبادی۔ دلاس یونیورسٹی،
کیپ ٹاؤن، جنوبی افریقہ 2016ء
105. تذکرہ علماء اہل سنت و الجماعت لاہور۔
اقبال احمد فاروقی۔ مکتبہ نبویہ لاہور 1987
106. تذکرہ اولیائے سندھ۔ اعجاز الحق قدوسی۔
اردو اکیڈمی سندھ۔ کراچی نومبر 1959
107. تذکرہ اولیائے ملتان۔
108. تذکرہ اولیائے پاکستان۔ عالم فقری۔
شبیر برادرز لاہور 1987ء
109. تذکرہ العلماء المشائخ۔ محمد الدین فوق
1920ء گلزار محمدی سٹیم پریس۔ لاہور
110. تذکرہ حضرت ایشاںؒ 965-1052ھ
میاں اخلاق احمد شادباغ لاہور 1977ء
111. تذکرہ الحفاظ۔ شمس الدین محمد الذہبی،
متوفی 748ھ، اسلامک پبلشنگ ہاؤس لاہور
112. تذکرہ المحدثین۔ ضیاء الدین اصلاحی۔
مطبع معارف اعظم گڑھ
113. تذکرہ صوفیائے پنجاب۔ اعجاز الحق قدوسی
سلمان اکیڈمی کراچی، 1996ء
114. تذکرہ صوفیائے سندھ۔ اعجاز الحق قدوسی

اردو اکیڈمی سندھ، 1959ء

115. تذکرہ محمد ادریس کاندھلوی، محمد

میاں صدیقی، مکتبہ عثمانیہ، فیروزپور

روڈ لاہور، 1977ء

116. تذکرہ حضرت مولانا محمد زبیر الحسن

کاندھلوی، محمود حسن ندوی، سید احمد

شہید اکیڈمی، رائے بریلی 2014ء

117. تذکرہ فضل الرحمن گنج مراد آبادی

ابوالحسن علی ندوی۔ مکتبہ دارالعلوم

ندوۃ العلماء، لکھنؤ۔ 1377ھ

118. ترجمۃ الاولیاء فی الموصل الحدباء -

احمد بن النحیاط الموصلی (1195-1285ھ)

مطبعة الجمهوریه الموصل 1966ء

119. تقویم تاریخی - عبدالقدوس ہاشمی۔

ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد

120. تقریب التہذیب - ابن حجر عسقلانی۔

دارالنشر الکتاب نومبر 1985ء

121. تحقیقات چشتی - مولوی نور احمد چشتی -

طبع 1864ء / 1281ھ - متوفی 1868ء

122. تحقیق الانساب - محمود احمد عباسی

123. تحقیق سید و سادات - محمود احمد عباسی

124. تحقیق عمر حضرت عائشہؓ - حکیم نیاز احمد -

مکھلور اکیڈمی کراچی

125. تعارف مخطوطات گیلری - لاہور عجائب گھر۔
ڈاکٹر انجم رومانی 1988ء
126. (خلاصہ) تذهیب تہذیب الکمال فی
اسماء الرجال - صفی الدین احمد بن عبد اللہ
127. جامع الآثار - القولیہ و الفعلیہ الصحیۃ ،
بالتحلیفہ للراشد ابی بکر الصدیق ،
عاطف بن عبد الوہاب حماد ، 1430ھ
دار الہدی النبوی للنشرہ والتوزیہ ، منصورہ
128. جلاء العیون - ملا باقر مجلسی
129. جہرۃ رسائل العرب فی عصور العربیۃ الزاہرہ۔
احمد ذکی صفوت المکتبۃ العلمیۃ بیروت
130. جہرۃ خطب العرب فی عصور العربیۃ الزاہرہ۔
احمد ذکی صفوت المکتبۃ العلمیۃ بیروت
131. جہرۃ النسب - ابی المنذر ہشام بن محمد بن
السائب الکلبی متوفی 204ھ
132. جہرۃ الانساب - علامہ ابن حزم اندلسی -
دار المعارف قاہرہ مصر پیدائش 383ھ /
994ء متوفی 456ھ۔
133. جہرۃ نسب قریش و اخبار ہا - 122ھ
- 256ھ زبیر بن بکار (ابو بکر) عبد اللہ
بن معصب بن ثابت بن عبد اللہ بن الزبیر
بن العوامؓ بن خویلد القرشی الاسدی
المدینی۔ قاضی مکہ -

- مکتبہ دارالعروبہ قاہرہ 1381ھ
134. جہرۃ الانساب امہات النبی -
حسین بن حیدر محبوب ہاشمی۔ دار البخاری
- لنشر والتوزیع - مدینہ منورہ 1418ھ
135. حالات مصنفین درس نظامی ، محمد
حنیف گنگوہی ، دار الاشاعت کراچی
2000ء -
136. حدیقتہ اولیاء - مفتی غلام سرور لاہوری
متوفی 1890ء تصوف فاؤنڈیشن لاہور
2000ء
137. حسن المحاضرة فی تاریخ مصر وقاہرہ
حافظ جلال الدین عبدالرحمن السيوطی
دار احیاء الکتب العربیۃ - 1967ء
138. حیات ام المومنین - میاں محمد سعید۔
حذیفہ پبلیکیشنز آفندی منزل، آرام باغ
کراچی
139. حیات آصف ، محمد محبوب جنیدی ،
1365ھ ، حیدر آباد دکن
140. حضرت امیر معاویہ کی سیاسی زندگی ،
علی احمد عباسی ، پاک اکیڈمی کراچی 1987ء
141. خلافت امیر المومنین عبداللہ ابن الزبیرؓ ،
علی محمد الصلابی ، مؤسسہ قراء قاہرہ 2006ء
142. خلافت راشدہ اور ہندوستان -

قاضی اطہر مبارکپوری۔ ندوۃ المصنفین
دہلی 1972ء

143. خلافت اسلامیہ - عبدالقدوس ہاشمی ،

موتمر عالم اسلامی کراچی 1981ء

144. خزانۃ الاصفیاء - مفتی غلام سرور۔

مکتبہ نبویہ لاہور 1994ء

145. در السحابہ فی بیان مواضع وفیات صحابہ،

حافظ ابن محمد الصنعانی 588-650ھ

مولد لاہور، القرشی العمری ، مکتبہ

القرآن ، القاہرہ

146. درۃ المجال فی اسماء الرجال، ابی العباس

احمد بن محمد المکناسی الشہیر بابن قاضی

960ھ - 1025ھ المکتبہ تیونس

147. ذکر اسماء التابعین ومن بعدہم

الحافظ ابی الحسن علی بن عمر بن احمد

الدار قطنی م 385ھ - مؤسسۃ الکتاب

الثقافیہ بیروت - 1406ھ

148. ذیل الکاشف۔ حافظ ابی زرۃ احمد بن

عبد الرحیم العراقی متوفی 826ھ،

دارالعلمیہ بیروت 1986ء

149. رسالہ مزارات بابرکات ہرات -

عبد الکدریم احرار، مطبع دانش 1310ھ

150. روضہ اطہار (تبریز) ملا محمد امین حشری

تبریزی 1011ھ - تبریز ایران 1381ھ

151. رؤسائے باختیار و نامی خاندان -

کرٹل چارلس میسن، مسٹر ریپر ٹنس،

کویتہ 1987ء-1986ء

152. رود کوثر - شیخ محمد اکرم

ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور

153. رحمت للعالمین - قاضی سلیمان

منصور پوری، شیخ غلام علی لاہور

154. زوجات صحابہ - عبدالعزیز الشناوی، امام

جامعہ الازہر، دار النصر طباعتہ - القاہرہ

155. سبائک الذهب فی معرفتہ قبائل العرب،

ابی الفوز محمد امین البغدادی الشہیر -

دار احیاء العلوم بیروت اور منشورات

الرضی، قم

156. سکھ مسلم تاریخ - ابو الامان امرتسری،

ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور

157. سوانح قاسمی، مناظر احسن گیلانی

دارالعلوم دیوبند 1375ھ

158. سوہدرہ گزٹ سلسلہ: 2 جولائی 1985ء

159. سیرۃ صدیق اکبر - محمد رضا - تاج کمپنی

160. سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر

161. سیرۃ التابعین - محمد عبدالرحمن مظاہری،

ربانی بکڈپو دہلی

162. شجرہ نسب خلفاء راشدین۔ ابو محمد عاطف
بن عبد الوہاب حماد۔
مطالع الرشید مدینہ منورہ 1998ء
163. شرف الاسباط۔ محمد جمال الدین قاسمی
دمشق۔ مطبع التیر۔ دمشق 1331ھ
164. صالحات و صحابیات (طبقات ابن سعد)
نفیس اکیڈمی کراچی
165. صفحات ذات معنی فی الکلام اعطاعنه
علی عیسیٰ الطنیشاوی۔ 1950ء
166. طبقات ابن سعد۔ محمد بن السعد 230ھ
نفیس اکیڈمی کراچی
167. طبقات النساءین۔ بکر ابو زید، دار الرشید
ریاض سعودی عرب۔ 1987ء
168. طبقات علماء الحدیث۔ ابی عبد اللہ محمد بن
احمد بن عبد الہادی الادمشقی الصالحی
متوفی 744ھ مؤستہ الرسالہ بیروت 1996ء
169. طرفۃ الاصحاب فی معرفۃ الانساب۔
سلطان الملک عمر بن یوسف بن آل رسول
یمینی ترکمانی، دار صادر بیروت 1992ء
170. طریق الهجرة النبویہ۔ عبد القدوس انصاری
1978ء۔ مطالع الروضہ جدہ
171. عبد اللہ ابن الزبیرؓ۔ ماجد لحام
دار القلم دمشق 1995ء

172. عترت رسول - فیض عالم صدیقی
173. عجالہ المبتدی و فضالہ المنتہی فی النسب
- ابی بکر محمد بن ابی عثمان الجازی متوفی 548ھ
174. عرب ہائی افغانستان - محمد نسیم قریشی 1378ء
175. عمدۃ الاخبار فی مدینہ المختار - شیخ احمد
- عبد الحمید العباسی، متوفی قرن العاشر الهجری
176. عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب ،
- احمد بن علی الداوری -
- وار مکتبہ الحیاء بیروت
177. عمدۃ التوارخ (فارسی) حصہ پنجم ،
- سوهن لعل عرف سوری 1845ء
- مطبع برانچ مفید عام لاہور
178. عمرو بن العاصؓ ، محمد فرج مصری ،
179. غلامان اسلام ، سعید احمد ،
- گلوب پبلشرز لاہور
180. فتح الباب فی الکنی واللقاب ،
- ابی عبد اللہ محمد بن اسحاق ابن منہ
- الاصفہانی 310ھ-395ھ ، مکتبہ الکواثر
- الریاض ، سعودی عرب 1996ء
181. فتوح افریقہ و الاندلس ،
- عبد الرحمن بن عبد اللہ بن عبد الحکم
- 172-285ھ ، مکتبہ المدرسہ و دارالکتب
- اللبنانی - بیروت 1964ء

182. فضائل صحابہ ، ابی عبدالرحمن احمد بن شعیب المعروف للنسائی ، دارالکتب العلمیہ بیروت - 1984ء
183. فضائل صحابہ - سعود الصاعدي -
جامعۃ اسلامیہ مدینہ منورہ 1427ھ
184. فیض الملک الوہاب المتعالی ،
بانیاء اوائل القرن الثالث عشر و التوالی -
ابی الفیض عبد الستار بن عبد الوہاب بن محمد خدا یار بن عظیم حسین یار بن احمد یار العباد ہوی البکری الصدیقی الخفی الدہلوی
1286ھ-1355ھ ، مکتبہ الاسدی،
مکہ مکرمہ 2009ء
185. فتوح البلدان ، البلاذری متوفی 278ھ
نفیس اکیڈمی کراچی
186. قریش - قریش فی العربیۃ الاعتبار
فی اشتقاق التسمیہ حد قریش،
حسین بن حیدر محبوب الهاشمی،
مدینہ منورہ (رسائل فی النسب النبی)
187. فہرست مخطوطات شفیع ، ڈاکٹر محمد بشیر
انتشارات دانشگاه پنجاب، دسمبر 1972ء
188. قریش فی الاردن ، صرار شکری
189. قسم الباب فی الکنی و الالقاب ،
ابن مندہ 310ھ - 395ھ

190. كتاب الانساب ، سلمة بن مسلم العوبتي
الصحاري ، وزارة التراث القومي و
الثقافة ، سلطنة عمان
191. كتاب الاصنام ، ابى المنذر هشام
بن محمد بن السائب الكلبي ، متوفى
204هـ ، مطبع اميرية قاهره ، 1914ء
192. كتاب الروض البسام في اشهر البطون
القرشيه بالشام ، محمد ابوالهدى الصياري
مطبع الاحرام سكندريه ، مصر 1892ء
193. كتاب جمل من انساب الاشراف ،
احمد بن يحيى بن جابر البلاذري ، متوفى
279 هـ ، دار الفكر بيروت ، 1996هـ
194. كتاب المنمق في اخبار قریش ،
محمد بن حبيب بغدادى ، متوفى 245هـ ،
بيروت 1985ء
195. كتاب حذف من نسب قریش ،
مؤرج بن عمر السدوسي متوفى 195هـ ،
مكتبة دارالعروبه ، قاهره
196. كتاب نسب قریش ، ابى عبدالله معصب
بن عبدالله بن المعصب الزبيرى ،
156هـ - 236 هـ ، دار المعارف قاهره
197. كتاب المنتخب من نسب قریش خيار العرب ،
مجلد مخطوطه ، حافظ ابى عبدالله المرارى

- الماکی من اہل اشبیلیہ - 528ھ
198. کتاب المحن، محمد بن احمد بن تمیم التیمی
- 373ھ، دار الغرب اسلامی - 2006ھ
199. کتاب المعارف، ابن قتیبہ دنیوری،
- متوفی 276ھ
200. کتاب المنق فی اخبار قریش،
- محمد بن حبیب البغدادی 245ھ،
- عالم الکتب، بیروت 1985ء
201. کتاب الضعفاء والمتروکین،
- امام ابی الحسن علی بن عمر الدار قطنی،
202. کتاب ذیل الکشاف، العراقي 726ھ
203. کنز التاریخ، محمد رضی الدین بسمل
- نظامی پریس، بدایوں 1900ء
204. لاہور کا جو ذکر کیا، گوپال متل،
- مکتبہ اردو ادب لاہور
205. لاہور کے علمائے سہرورد،
- (تاریخی جائزہ) محمد دین کلیم،
- مکتبہ تاریخ، لاہور 1965ء
206. لاہور کے علمائے سہرورد،
- محمد دین کلیم، لاہور 1997
207. لاہور کے چشتی خاندان کی اردو
- خدمات، گوہر نوشاہی،
- مغربی پاکستان اردو اکیڈمی 1993ء

208. لاہور گائیڈ، بزم اردو لاہور ، 1909ء

209. لمحات من نفحات القدس، محمد عالم صدیقی
972ھ-1041ھ، متوفی علیا آباد، مرکز

تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، 1986ء

210. مآثر الاجداد، منظور الحق صدیقی ،

لاہور 1964ء

211. ماہنامہ نظام لاہور جنوری 1920ء

/ 1338ھ، محمد دین فوق،

(نظام دکن کی یاد میں جاری ہوا)

212. مہسوک الذهب فی فضل العرب و شرف

العلم علی شرف النسب، الشیخ مرعی السکری

الجبلی م 1023ھ دار عمار عمان، اردن 1988ء

213. مجموع النسب والحسب والفضائل والتاریخ

والادب ، ہاشمی بن بکار ، مطبع ابن خلدون

تلمسان، 1961ء

214. مدینۃ القسطنطین و عبقریۃ المكان ، احمد محمد

عوف، المہینۃ المصریۃ العامۃ للکتاب، 2003ء

215. مدینۃ الاولیاء ، محمد دین کلیم قادری،

اسلامک بک فاؤنڈیشن، لاہور

216. مرآۃ الانساب - ضیاء الدین احمد علوی۔

سن تصنیف 1917ء جے پور اور

الرحیم اکیڈمی کراچی 2004ء

217. مثالب العرب والجم ، ابی المنذر ہشام

بن محمد بن السائب الكلبي 96هـ-204هـ،

مطبوعات داراندلس، بيروت 2009هـ

المثالب- الهيثم بن عدي الطائي 125-209هـ

218. محض الفرحة بفضائل طلحة[ؓ]، يوسف بن

حسن بن الهادي الدمشقي صالح

النجبيلي ابن المبرد 840-909هـ-

غراس الكويت 2012ء

219. محض المرام في فضائل الزبير بن العوام[ؓ]

ابن المبرد 840-909هـ،

غراس الكويت 2013ء

220. مساجد مصر واولياؤها الصالحون (الجز الثاني)

ذاكتر سعد ماهر محمد - 1973ء

المجلس الاعلى للشئون الاسلاميه

221. معالم مكة التاريخيه والاثرية- عاتق بن غيث البلادي

دارمكة - للنشر والتوزيع - 1980ء

222. معالم طابه - ابي الطاهر محمد الفيروز آبادي

729هـ-812هـ

منشورات دار اليمامة - الرياض 1969ء

223. معرفت الصحابه - ابي نعيم الاصفهاني

339هـ-430هـ - دار الوطن -

للنشر الرياض سعودي عرب 1998

224. معجم الكبير- قاسم سليمان بن احمد الطبراني

260هـ-360هـ -

مكتبة ابن تيمية قاهره

225. معجم الصحابه - ابى الحسين عبد الباقي بن قانع

265هـ - 351هـ مكتبة الغربا الاثريه

226. معجم الصحابه - ابى القاسم عبد الله بن محمد بن

عبد العزيز البغوي متوفى 317هـ -

مكتبة دار لبيان كويت

دار الكتب العلميه بيروت

227. معجم الشيوخ - ابن جميع الصيداوى ،

موسسه الرساله بيروت ، لبنان

228. مغاني الخيار في شرح اسامى رجال

معنى الآثار - بدر الدين العيني العينى

الحنفى متوفى 855هـ

229. مكارم اخلاق - شمس العلماء محمد ذكاء الله

دهلوى، مجلس ترقى ادب لاهور، 1967ء

230. منتخب من كتاب ازواج النبى

محمد بن الحسن بن زباله م 199هـ

روايه الزبير بن بكار م 256هـ

مجلس علمى، احياء تراث اسلامى ، جامعه

اسلاميه مدينه منوره 1981هـ

231. موسوعه الاسرار الدمشقيه، تاريخ

انسابها، اعلامها - محمد شريف عدنان

الصوف، بيت الحكمت دمشق 2010ء

232. موسوعه العشائر العراقيه، ثامر

عبدالحسن العامری، مکتبہ الصفا والمروہ

لندن، 1993ء

233. موسوعہ القبائل والانساب فی السوڈان

عون الشریف قاسم

الخرطوم، سوڈان 1996ء

234. مولانا محمد ذکریا کاندھلوی

ابوالحسن علی ندوی، مکتبہ اسلام

لکھنؤ - 2003ء

235. نقوش لاہور نمبر، عہد غزنوی 1014ء

سے 1961ء تک

236. نگارشات اکابر جواہر معارف،

محمد نعمان ارشدی، حجتہ الاسلام اکیڈمی

دارالعلوم دیوبند 2018ء

237. نہایت الارب فی معرفتہ انساب العرب

ابی العباس احمد القشندہ 756ھ-628ھ

دارالکتب لبنان 1980ء

فروری 1962ء اور دوبارہ 2004ء

238. نیل الایہاج بتطریز الدیاج -

احمد التنبیک 963ھ-1036ھ

دارالکتب طرابلس 2000ء

239. ہادی ہریانہ۔ منظور الحق صدیقی

آئینہ ادب لاہور 1963ء

240. یادگار چشتی - مولوی نور احمد چشتی

مرتبہ گوہر نوشاہی،
مجلس ترقی ادب لاہور 1975ء
241. یادگار رونق تحقیق الانساب -
محمد علی رونق صدیقی، ملتان 1950ء

رسائل و اخبارات

روزنامہ نوائے وقت 16 جولائی 1984ء
روزنامہ مشرق 17 جولائی 1980ء
ہفت روزہ تصور پاکستان یکم اکتوبر 1993ء
(روزنامہ پاکستان) لاہور
ہفت روزہ تصور پاکستان 5 نومبر 1993ء شیخ
موسیٰ آہنگر (روزنامہ پاکستان) لاہور
شجرہ اولاد محمد بخش صحاف (مخطوطہ معین الدین صدیقی)
نظم القرآن بزبان اردو
مطبع صحافی حسین بخش سوداگر سن 1304ھ
سرکاری مشق نستعلیق سن 1889ء لاہور
ماہ مطیعان ماہ مقیمان مطبع صحافی لاہور
(مولوی غلام رسول طبع 1847ء)

پیام اتحاد (اقتباسات پیام اتحاد 1927ء

عبد الککور سیکرٹری انجمن اتحاد، شیخ برادری لاہور

(شرکت پرٹیننگ پریس نسبت روڈ لاہور)

آہ ڈاکٹر اجمل - راولپنڈی

نوائے وقت 18 فروری 1994ء

سلطان بلبن کا گزٹ نوٹیفکیشن، راولپنڈی

نوائے وقت 9 اپریل 1986ء

”داستان ایک محلہ کی“ عبداللہ ملک

(مولوی نور احمد چشتی، ڈاکٹر محمد اجمل)

نوائے وقت 12 مارچ 1994ء راولپنڈی

حالات خاندان محمد شمس الدین صدیقی - شمس الاسلام

پریس حیدرآباد دکن 1360ھ

English Books

1. The Peoples of India, Sir Herbert Feldman,
Reprinted 1977- Al Biruni
2. Pakistan an Introduction, Herbert Feldman,
Oxford Univ Press 1961 & 1968
3. India & Pakistan Year Book,
Times Who & Who 1948
4. The History and Significance of Maler Kotla,
Anna Bigelow ,
North Carolina State University
5. First Foot Steps in East Africa,
Richard F Burton, London 1943
6. The cult of Alid Saints in the Fatmid
Monuments of Cairo – part ii,
The Mausolea by Caroline Williams
7. Punjabi Musalmans, Lt Col J M Wikeley
The Book House, Lahore
8. Punjab Casts
Sir Denzil Charles Jelf Ibbetson

Lahore 1916, Govt. Printing Press

9.The Tribes and Casts of Bombay

Enthon R.E. Vol:4 – 1922/1987

Cosmo Publicions New Delhi

10.The Tribes and Casts of Central Province

Of India, R V Russel, Vol: 1 , 1916

Macmillan and Co, St. Martin Street

London

11. The Mysore Tribes and Casts, Vol: 4

H V Nanjundayya, 1931

Mysore University.

12. The Muslim Conquest of Egypt and

North Africa, Lt. Gen. A I Akram

Feroz Sons Lahore 1977

13. Families in Politics 18th 19th century

Linda Schatkowski Schilcher

Franz Steiner Verlag Wiesbaden GMBH

Stuttgart 1985.

14. Tarikh i Fakhruddin Mubarak Shah

E Denison Ross , 1927 , Royal Asiatic

Society London &

Ajabnama to Prof. E G Browne 1922

Volume of Oriental Studies

15. The origins of the Musalmans of

Bengal, Haqiqat Musalman i

Bengalah , Khundkar Fuzli Rubbee

(Dewan of Nawabs Murshidabad),

Thacker Spin & Co,

Calcutta 1895 AD

16. Ruling Princess and Chiefs, Notables

and Principal officials of the Punjab

native States, Govt of Punjab

Lahore , 1918 page 8

17. Ruling Princes and Chiefs having a

salute of Guns. Page 20

Internet and online

[/http://sunniaffairs.gov.iq/ar](http://sunniaffairs.gov.iq/ar)

مدیر-الوقف-السني-في-البصرة-يزور-مراقد-ا

القرشيون في الجزائر (منقول)

<https://imadnour03.yoo7.com/t224-topic>

Siddiqui

<https://en.wikipedia.org/wiki/Siddiqui>

Ethnologue 08 Aug 2018

Siddiqui Surname User-submission

<https://forebears.io/surnames/siddiqui>

Siddiqui (name)

[https://en.wikipedia.org/wiki/Siddiqui_\(name\)](https://en.wikipedia.org/wiki/Siddiqui_(name))

منصور احمد صدیقی کے قلم سے لکھی گئی دیگر کتب

1۔ انساب صدیقی و رجال بنی تیم:

موضوع: نسب، اسماء رجال اور تاریخ

صفحات: 300، سن اشاعت: 1985ء

مصنف کا نسب تعلق ابو بکر صدیقؓ سے ہے جنکا تعلق عرب قبیلہ قریش کی شاخ بنو تیم سے تھا۔ اس خاندان میں صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین کے علاوہ محدثین، فقہاء، مجاہدین، علماء، صلحاء اور زاہدین کی ایک بڑی تعداد ہر زمانہ میں موجود رہی۔ ان مشاہیر کا تعلق سیاست، حکومت، قضا اور عوام سے رہا جنکے وسیع آثار کتب حدیث، تاریخ و نسب میں محفوظ ہیں۔

ابو بکر صدیقؓ کی اولاد صدیقی کہلاتے ہیں اور اس خاندان کی جو شاخ کئی صدی گزرے موجودہ پاکستان کے مختلف علاقوں میں آکر آباد ہوئی تھی۔ انساب صدیقی میں مستند حوالوں سے مصنف نے اس سلسلہ نسب کو یکجا کیا ہے اور موجودہ دور تک انکے حالات تفصیل سے بیان کئے ہیں۔

پبلشر: سن رائز پبلیکیشنز، صدر بازار، راولپنڈی

گڈ بک شاپ، چک بازار، صدر راولپنڈی

کبیر سنز، مغل مارکیٹ، اردو بازار راولپنڈی

2۔ منصور احمد صدیقی کے قلم سے دوسری کتاب

لسانی و مذہبی تنازعات (اعداد و شمار)

موضوع: تاریخ، لسانی، فرقہ وارانہ اور مردم شماری

کے اعداد و شمار۔

صفحات: 180، سن اشاعت: 1996ء

اقوام متحدہ کی ایک رپورٹ کے مطابق دنیا کے

اسی ممالک میں لسانی تنازعات نے خانہ جنگی جیسی

صورت حال پیدا کر رکھی ہے۔ اسی طرح مذاہب

کی تقسیم اور مذاہب کے اندر مسالک کی تقسیم

سے انسانی تعلقات متاثر ہوتے رہتے ہیں۔

اقتصادی اور سیاسی محرکات اپنی جگہ لیکن انسانی

تعلقات کا یہ پہلو بھی معاشروں اور قوموں کی

ترکیب و تقسیم کا باعث بنتا رہتا ہے۔

سماجی علوم، طلبہ، ماہرین کے لیے یہ تقسیم در تقسیم
 ایک خصوصی اہمیت رکھتی ہے۔ عامۃ الناس کی
 دلچسپی بھی اس موضوع میں کم نہیں کہ ہر شخص
 مختلف حوالوں سے اپنے تشخص کی پہچان چاہتا ہے
 اور لسانی و مذہبی یک رنگی اور رنگارنگی ہر شخص کے
 لیے بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔

مصنف نے مستند حوالوں سے اقوام عالم کی لسانی
 اور مذہبی تقسیم کے اعداد و شمار نہایت دقت نظر
 سے یکجا کئے ہیں، عالم اسلامی میں مذہبی و لسانی
 تقسیم اور مسلم اقلیتوں کے کوائف پر ان کی نظر
 گہری ہے اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے اس
 حوالے سے پاکستان کے مختلف اضلاع کی قدیم و
 جدید آبادی کے اعداد و شمار بھی یکجا کئے ہیں۔
 ہمارے ملک میں جہاں تحقیق اور ریکارڈ مزاج
 کا حصہ ہی نہیں یہ کام پتھر نچوڑ کر چشمہ نکالنے
 سے کم نہیں۔

کبیر سنز، مغل مارکیٹ، اردو بازار راولپنڈی

4۔ منصور احمد صدیقی کے قلم سے تیسری کتاب

برطانوی ہندو پاک 1948ء تک

(اعداد و شمار کی روشنی میں)

صفحات: 576۔ سن اشاعت: جون 2000ء

تاریخ پر یہ اعتراض ہوتا رہا ہے کہ یہ حکمرانوں

کی تاریخ ہوتی ہے عوام کی نہیں یہ اعتراض

بالخصوص برصغیر کی تاریخ پر نہایت آسانی سے

صادق آتا ہے۔ ترقی یافتہ ملکوں میں اب تاریخ

نویسی کا انداز بدل چکا ہے کہ وہاں تحقیق اور ریکارڈ

محفوظ کرنے کا رواج ہے۔ جبکہ ہمارے ملک میں اگر

کوئی موجود بھی ہیں تو وہ اس قدر بکھرے ہوئے

کہ ان کا سراغ اور ان کی دستیابی میں سالہا سال

لگ جائیں۔

مصنف نے انتہائی محنت سے ایسے اعداد و شمار کو پیش

کیا ہے جن کی مدد سے برصغیر کے عوام کی صحیح

تصویر سامنے آسکتی ہے برصغیر کی تقسیم سے پہلے
 اور بعد میں (1948ء) تک انگریزوں کے عمل
 دخل اور معاشرتی و سماجی حالت کے اعداد و شمار
 ہندو پاکستان میں پیدا ہونے والی دوسری اور اس
 کے بعد پیدا ہونے والی نسلوں کے لیے اہم
 دستاویز کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مستند تاریخی
 حوالوں سے برصغیر کے سبب صوبوں کی آبادی
 مذہب زرعی و معدنی وسائل کی کیفیت اقتصادی
 حالات تعلیمی اداروں کی صورتحال زبان کے علاوہ
 نئی مملکتوں کے 14 اگست 1947ء کے وقت
 حالات اسمبلیاں کینٹ بیورو کریسی، سیاسی زعماء
 کا تعارف ریاستوں اور ان کے سربراہوں کا
 تعارف و خاتمہ شامل ہے۔

برصغیر میں انگریزوں کی آمد اور اس کے حکمرانی
 کرنے والے انگریز زعماء کی تفصیل کے بعد بھارت
 کی قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں مسلمان
 اراکین کے علاوہ بہت سے ایسے شعبوں کے اعداد

و شمار شامل ہیں۔ جو پاک بھارت کی آزاد مملکتوں
 کو ورثہ میں ملے اور جن کی بنیاد پر ہی دونوں
 ممالک نے اپنے نئے سفر کا آغاز کیا۔ ان ہی
 اعداد و شمار کو دیکھ کر آج ہم اندازہ کر سکتے
 ہیں کہ اب ہم کہاں کھڑے ہیں۔

طالب علموں، محققین اور مختلف شعبوں سے تعلق
 رکھنے والے افراد کے لیے یہ اعداد و شمار انتہائی
 دلچسپی کا باعث ہیں۔ اپنی نوعیت کے اعتبار سے
 یہ چھوٹا سا انسائیکلو پیڈیا ہے۔

مکتبہ تنویر القرآن، 5 حق نواز سٹریٹ، اردو بازار

لاہور۔ فون 7312913